Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اول دوم و سوم — معہ — جلد ہشتم

ضمیمہ مضمن مسائل مہمہ محتاج اعلان

بابت ۱۵ ربیع الاول و جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ مطابق جنوری فروری مارچ ۱۸۸۵ء

اصول و ضوابط و شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہ رسالہ اور اسکا ضمیمہ دونوا ہوا کرتے ہین (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شائع ہوتا ہے (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہین ہوتا۔ رسالہ بدون ضمیمہ بکسکتا ہے (۴) رسالہ کی اصول و اغراض ذیل ہین۔

(الف) اصول اسلام اور اُسکے فروع عظام سے حضوصًا جو متعلق معاشرت ہون بحث کرنا +

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقون کے باہمی اتحاد و اتفاق مین کوشش کرنا +

(ج) مسلمانون کی دنیاوی ترقی کے مضامین شائع کرنا +

(د) پولیٹیکل مضامین سے جنکا مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا اور قوم کی مذہبی ضرورتون کو گورنمنٹ مین پیش کرنا۔ اور گورنمنٹ کے حقوق سے جنکی مذہب مین ہدایت ہے قوم کو آگاہ کرنا +

(۵) ضمیمہ کا فرض صرف مسایل فرعیہ مہمہ متین سے بحث کرنا ہے +

(۶) قیمت رسالہ نوابوار مریسون ہو سالانہ بلحاظ گورنمنٹ و عام اضیار سے عہ متوسط اہل سعت سے کم سعت لوگون سے جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھین نے۔ یہ سعت اہل علم سے جو اسکی اشاعت کرین و خاخیہ قیمت ضمیمہ ہر ایک وجہ والون سے بقیمت سالانہ ۱۲ آنے لئے جاوینگے۔ ۱۲ کیونکہ حجم ضمیمہ ربع حجم رسالہ ہے +

(۷) ان امانت خمسہ کا تصفیہ تقرری خریدارون کے بیان یا ایمان پر ہے +

(۸) خط و کتابت و ارسال رقوم کے پورے نام و خطاب کے حسب نشان ذیل ہونا چاہئے +

(۹) سیل ارسال زبجز منی آرڈر یا منڈی اور کوئی نہو و مہتمم ذمہ دار نہو گا

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ۔ لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبع خادم التعلیم ہوس مطبع ہوا

فہرست مضامین

نمبر ۱ تا ۳

(۱) سالانہ کانفرنس ۱۸۸۴ء
(۲) پنجاب گورنمنٹ کا شکریہ اور اسپر ایک اسلامی پولیٹیکل اسوسیشن قائم کرنے کا مشورہ
(۳) تحریر شرعی کے بعد تصحیح عبارات السنہ کا لطف اور آخری کے فائدہ کی تکمیل
(۴) نقصہ مرتبی مکتوب کی

ضروری اعلان

ماہ مئی میں خریدار کا نوا دہی دفتر اشاعۃ السنہ جاری ہوا۔ اور انکا نمبر جو بند کیا گیا ہو۔ ہمراہی خوش حالط (اگر پارسل وی پی نہو) ارسال فرمائین کو ہم اکثر اسی خیال سے بند کرتے ہین کہ شاید خریدار کا خانہ اشاعۃ السنہ مین زیادہ نہجے نو کیا ہو۔ وہ بھیجے والے اور کیا نہ بھیجے ہین۔ نیز بعد قیمت بھیجنا چاہئے کہ ہمین یہ خیال نہ ہو کہ معاون خوش معاملہ کو تکلیف کیا ہے اور اس جھوٹے سے کارخانہ کا بہت سا روپیہ ہا ہے اور جو کہ کسی کا صاف (باقی نسبہ نمبر دوم)

مجهول والايمان به واجب والسوال عنه بدعة
واخرج البيهقي عنه انه قال هو كما وصف نفسه
ولا يقال كيف وكيف عنه مرفوع واخرج
الالكائي عن محمد بن الحسن قال اتفق الفقهاء
كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان با
الصفات من غير تفسير ولا تشبيه قال الترمذي في كلام
على حديث الرؤية المذهب عند اهل العلم من الائمة
مثل سفيان الثوري ومالك وابن المبارك وابن
عيينة ووكيع وغيرهم انهم قالوا يروى هذه الاحاديث
كما جائت ونؤمن بها ولا يقال كيف ولا نفسر ولا
نتوهم وذهب طائفة من اهل السنة الى ان تاولها
على ما يليق بجلاله تعالى وهذا مذهب الخلف
وكان امام الحرمين يذهب اليه ثم رجع فقال في
الرسالة النظامية الذي نرتضيه ديننا وندين الله به
عقد اتباع سلف الامة فانهم درجوا على ترك التعرض لمعانيها
قال ابن الصلاح وعلى هذه الطريق مضى صدر الامة وسادتها
واياها اختار ائمة الحديث واعلامه ولا احد من المتكلمين
يصدف عنها رباباها واختار ابن برهان مذهب التاويل قال و
منشأ الاختلاف بين الفريقين هل يجوز ان يكون في
القرآن شيء لم نعلم معناه اولا بل يعلمه الراسخون و
توسط ابن دقيق العيد فقال اذا كان التاويل قريبا من لسان

اسی مذہب پر تھی پھر اس سے اونہون نے
رجوع کیا اور رسالہ نظامیہ مین کہا کہ جس دین
کو ہم پسند کرتے ہین وہ آئمہ سلف کا اتباع ہے
وہ ان صفات خدائے تعالے سے تعرض نکرنے پر
گذرے ہین - ابن الصلاح نے کہا ہے کہ
اس طریق ترک تعرض تاویل و تفسیر صفات
اس امت کے صدر اور سردار (صحابہ) گذرے
ہین - اسیکو آئمہ فقہا وغیرہ متقدمین نے
اختیار کیا - اسیکی طرف اکثر اہل حدیث نے
لوگون کو بلایا ہے - ہماری متکلمین نے بہی اس
سے موہنہ نہین پہیرا
اور ابن برہان نے مذہب تاویل کو اختیار کیا
ہے اس اختلاف کا منشاء اسباب مین اختلاف
ہے کہ قران مین ایسی چیز کا جسکو ہم نہ جانین
پایا جانا ممکن ہے یا نہین اور ابن دقیق العید نے
تاویل و تفویض کی بیچ راہ اختیار کی ہے اور
یہہ کہا ہے کہ اگر تاویل محاورہ عرب سے قریب ہوگی
تو اس سی انکار نہوگا بعید ہوگی تو اوس سے ہم توقف کرینگے اور
اسکی معنی پر جو خدا کی مراد ہے ایمان لاوینگے اور جو معنے
ظاہر طور پر محاورہ عرب سے مفہوم ہونگے اسکی
ہم بلا تعلیم شارع بھی قایل ہو جاینگے جیسے

نمبر	مقام	رقم	کیفیت
۱۵۲		[illegible]	پہلے مطالبہ نہین ہوا
۱۵۳		[illegible]	فی الحال مطالبہ نہین ہوا
۱۵۴		[illegible]	"
۱۵۵		[illegible]	"
۱۵۶	ریاست نیپال	[illegible]	وعدہ غیر مقرر دیتے اور یہ فرماتی ہین کہ یہان ریاست غیر مین نالش نا ممکن ہے
۱۵۷	حیدرآباد نمبر ۲	[illegible]	ساکت ہین شاید آپکا بہی وہی خیال ہو جو نمبر ۱۵۶ کا ہے
۱۵۸	ٹانڈہ	[illegible]	کئی وعدے دئے ہین اب میونسپل کمشنر ہین اسلئے بے خوف ہین

نمبر	مقام	رقم	کیفیت
۱۵۹	بہاولپور	[illegible]	۸۳ سے یہ عذر کر رہے ہین کہ تمہارا قرضدار رہنا بہتر ہے
۱۶۰	تنگی ضلع پشاور	[illegible]	آپ پولیس کی ملازم ہین شاید اسوجہ سے مواخذہ دنیا کا خوف نہین رکہتے
۱۶۱	صوابی	[illegible]	جواب خط نہین دیتے
۱۶۲	ٹوبلہ سلطان	[illegible]	بڑے معزز و دیندار شاید وصول کنندون کا قصور ہے
۱۶۳	چکوال ضلع [illegible]	[illegible]	وعدہ کرکے چپ ہو بیٹہے ہین خطوط موجود ہین
۱۶۴	کاکوری	[illegible]	کئی وعدون کے بعد سکوت
۱۶۵	بٹالہ	[illegible]	کچہہ نہین کہا جاتا

اب ہم اسمضمونکو ختم کرتے ہین اور اپنے برادران اسلام خصوصاً مدعیان اتباع سنت سید الانام کیخدمت مین ملتمس ہین کہ وہ حمیت مذہبی و ہمدردی قومی کو کام مین لاوین۔ اور ہر ایک قومی یا مذہبی کام مین خصوصاً جسکا بیڑا اٹہا چکے ہون خدام قوم کی اعانت کرتے رہین۔ اسی اصول پر اپنے دیرینہ خادم مذہبی (اشاعۃ السنہ) کیخدمات دیرینہ کی بہی قدرشناسی کیا کرین۔ اور اگر وہ اب اسکو خادم دین نہین سمجہتے یا اسکی خدمات مین قصور دیکہتے ہین تو اسکو اس خدمت سے علیحدہ کرین پنشن نہ دین۔ استعفا ہی لے لین۔ خادم سے کام لیتے رہنا اور عوض خدمت نہ دینا کریمون کا کام نہین۔

مضمون عکس ترقی معکوس کی حصہ اول مبحث صفات پر کبراے اہلحدیث کا اتفاق

اسمضمونکے حصہ اول (بحث تفویض (عدم تاویل) صفات باری جل مجدہ) پر اکابر اہلحدیث ہندوستان و پنجاب نے اتفاق راے ظاہر فرمایا ہے۔ اور متشابہات (آیات قرب و معیت) مین عدم تاویل کا حق اور مذہب سلف ہونا تسلیم کر لیا ہے۔

شیخ العرب والعجم شیخنا و شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مدظلہ دستخط خاص سے زیب رقم فرماتے ہین "تحریر شما در تحقیق و تنقیح متشابہات جامع شتات است و حاوی جمیع جہات۔ و در ہیچ رسالہ متقدمین و متاخرین اینچنین جامعیت بہمہ وجوہ یافتہ نمیشود۔ جزاک اللہ خیراً و بارک اللہ فی عمرک و علمک۔ و جناب مولنا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ تحت آیہ کریمہ یوم یکشف عن ساق بطریق مختصر بطرز بدیع و تدقیق بلیغ کہ اکثر کتب پیشینیان ازین طرز بیانی معرا اند کار فرما شدہ اند و اغلب کہ بنظر سامی درآمدہ باشد۔ باقی خیریت است زیادہ السلام خیر الختام"۔

ایسا ہی اور اکابر اہلحدیث نے جیپور سیالکوٹ آرہ وغیرہ سے لکہا ہے انکی تحریرات کو بشرط گنجایش آیندہ پرچہ مین درج کیا جاویگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

بقیۂ عکس ترقی معکوس

تتمۂ بحث فضیلت جزئی مرتضی

آپ نے بیان کی ہیں ازانجملہ چند احادیث اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۴ مین منقول ہوچکی ہین ان احادیث سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرتضے مین بھی یہ فضائل پائے جاتے ہین جو جناب شیخین مین نہین ہین و نظر برآن حضرت مرتضی پر جناب شیخین کو کلی فضیلت نہین ہے۔

یہ بات جناب ممدوح بتصریح بھی فرما چکے ہین چنانچہ اپنے رسالہ اعتقاد صحیح مین فضیلت بترتیب خلافت کے بیان مین فرماتے ہین *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگون سے افضل ابوبکر ہین پھر حضرت عمر

ابوبکرا فضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم عمر ولا نعنی الا فضلیۃ من جمیع الوجوہ حتی النسب لعم والشجاعۃ والقوۃ والعلم وامثالھما بل ھی بمعنی عظم نفعہ فی الاسلام (اعتقاد صحیح شاہ ولی اللہ ص ۵۴)

اس افضل ہونے سے ہماری مراد یہ نہین کہ وہ ہر وجہ سے (ہر وصف مین) افضل تھے تاکہ یہ افضل ہونیکا حکم نسب شجاعت قوت علم اور انکی مثل صفات کو جو حضرت مرتضے مین پائے جاتے ہین نیز شامل ہو اور ان صفات مین بھی شیخین حضرت مرتضے سے افضل تھے بلکہ ہماری مراد اس افضل کہنے سے یہ ہے کہ اسلام کو نفع پہنچانے مین شیخین مرتضے سے افضل ہین *

اس کلام جناب ممدوح کی شرح مین جناب نواب صاحب بھوپال دام فیضہم اپنے رسالہ انتقاد صحیح شرح اعتقاد صحیح مین فرماتے ہین کہ جناب شیخین سے اور صحابہ کی نسبت اسلام کو بہت نفع پہنچا

بل ھی بمعنی عظم نفعہ فی الاسلام

وہو فی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اکثر مما فی غیرہما فتقدیمہ علی الشیخین مطلقاً خلاف ما علیہ الجمہور (انتقاد صحیح شرح اعتقاد صحیح ص۵۴)

ہے۔ حضرت مرتضے کو جناب شیخین سے من کل الوجوہ افضل کہنا جمہور کے خلاف ہے۔ جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی جناب شیخین کو

حضرت علی مرتضے پر اکثر ے فضیلت ہے نہ کلی اور حضرت مرتضے کی کلی فضیلت کو آپ خلاف مذہب جمہور سمجھتے ہین نہ جزئی فضیلت کو

اور جناب شاہ صاحب ممدوح نے کتاب تفہیمات الہیہ مین فرمایا ہے کہ مینے

سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالا روحانیاً عن سر فضل الشیخین علی علی رضی اللہ عنہ مع انہ اشرفہم نسباً واقضاہم حکماً واشجعہم جناناً والصوفیا ولہم عن اخرہم ینسبون الیہ ففاض علی قلبی منہ صلے اللہ علیہ وسلم ان لہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہین ظاہراً وجہاً باطناً فالوجہ الظاہر الی اقامۃ العدل فی الناس وتالیفہم وارشادہم الی ظواہر الشریعۃ وہو بمنزلۃ الجوارح لہ فی ذلک۔ والوجہ الباطن الی مرتبۃ الفناء والبقاء وعلومہ المرویہ کلہا انما تتبع من الوجہ الظاہر (تفہیمات الہیہ حضرت شاہ ولی اللہ)

آن حضرت سے روحانی (عالم کشف مین) سوال کیا کہ شیخین کو جناب مرتضے سے افضل کیون تسلیم کیا جاتا ہے باوجودیکہ حضرت مرتضے نسب مین ان سے اشرف ہین فصل خصومات سے ان سے بڑھکر دل کے ان سے زیادہ بہادر اور صوفیہ سب کے سب انہی کیطرف منسوب ہین اس کے جواب مین مجھے آنحضرت کیطرف سے یہ فیضان ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ مبارک دو ہین۔ ایک ظاہری دوسرا باطنی ظاہری مُنہ کو لوگون مین عدل قائم کرنے اور ظاہری شریعت کی طرف ان کو ہدایت کرنے کی طرف توجہ ہے اس مُنہ کا کام دینے مین شیخین آنحضرت

کے دست و پا ہین - اور آپ کے باطنی مُنہ کو تعلیم مراتب فنا و بقا کی طرف توجہ ہے۔ پر جو علوم آنحضرت سے بطور روایت پہنچے ہین وہ سب کے سب اسی ظاہری مُنہ سے جوش زن ہین یعنی ان علوم کی اشاعت و ترویج کے سبب اور اس وصف مین شیخین کو علی مرتضے پر فضیلت ہے نہ من کل الوجوہ -

ایسا ہی جناب کے ولد ارشد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز سوالات عشرہ شاہ بخارا کے جواب مین فرماتے ہین "جواب سوال ثالث آنکہ تفضیل شیخین بر حضرت مرتضے علی کرم اللہ وجہ من کل الوجوہ نیست بلکہ علماے محققین نوشتہ اند کہ تفضیل احد الشیخین علی الآخر من جمیع الوجوہ محال است چہ تفضیل حضرت علی مرتضے رضی اللہ در جہاد سیفے و سنانے و فن قضا و کثرت روایت حدیث و ہاشمیت و ختنیت لا سیما زوجیت بتول بر حضرت صدیق اکبر قطعی است ہمچنین تفضیل آنجناب در قدم اسلام و اول من صلے بودن بر حضرت فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نیز قطعی است بلکہ مراد از تفضیل شیخین بر جناب مرتضے نیست مگر تشبیہ بہ نبی من حیث سیاسۃ الامامۃ و حفظ الدین و سد باب الفتنۃ و ترویج الاحکام الشرعیہ و اشاعۃ الاسلام فی البلدان و اقامۃ الحدود و التعزیرات و ہمچنین مقاصد خلافت کبرے و لہذا تقدیم شیخین در ین امر مجمع علیہ صحابہ بود بلکہ در صواعق محرقہ و دیگر کتب حدیث معتبرہ مذکور ہست کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند سألت أن یقدمک یا علی و مالی الا تقدیم ابی بکر -"

ایسا ہی جناب نے اپنے بعض اور فتاوے مین فرمایا ہے جو اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۷ مین بصفحہ ۱۳۷ منقول ہو چکا ہے *

ایسا ہی جناب کے ابن الابن مولانا محمد اسمعیل شہید نے کتاب صراط مستقیم مین فرمایا ہے از "جملہ بدعات رفضہ کہ در قلوب عوام اہل سنت راہ یافتہ مخالفت

* ان الفاظ احادیث مین غلطی ہے شاید صحیح الفاظ یہ ہون سالت ربی ان یقدمک یا علی فابی الا تقدیمی ابی بکر -

سلف در عقیدۂ تفضیل ہست پس طالب حق را کہ متبع سنت و متنفر از بدعت باشد باید کہ از صمیم قلب خود اعتقاد نماید کہ چہار یار کبار رضی اللہ عنہم بہترین بنی آدم بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اند و تفضیل ایشان باہم موافق ترتیب خلافت ہست چنانکہ عقیدہ اہل سنت ہست مرد مسلمان را باید کہ بہمین ترتیب معتقد افضیلت باشد و تفتیش وجوہ تفضیل ننماید چہ تفتیش وجوہ تفضیل از واجبات دین بلکہ از مستحبات ہم نیست خصوصاً عوام مومنین را در صدد این تنقیر و تفتیش افتادن بے خردی و نادانی محض ہست ولیکن بجہت شہرت این مبحث در عوام و خواص این زمانہ و افراط و تفریط ابناے روزگار درین عقیدہ نوشتہ می آید کہ جناب حضرت شیخین رضی اللہ عنہما را قطع نظر از خلافت در بارگاہ الٰہی وجاہتے ہست بس عظیم و قربے است نہایت لطیف و تقدم در خلافت علاوہ بر آنست و حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ را قطع نظر از خلافت آن قدر جاہ و قرب نیست کہ مقدم بر حضرت مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہ شوند بلکہ حضرت مرتضےٰ را باعتبار وجاہت و قرب تقدم بر حضرت عثمانؓ است فاما تقدم خلافت را شدہ نبویہ بباعث آنست کہ در تزاحم اہل مناصب و مراتب و وقت ظہور عنایات باہرہ الٰہیہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیشتر از حضرت علی باشند گو ایشانرا جاہ و قرب زائدہ بود مثل آنکہ در پوشانیدن خلعتہا صاحب منصب متقدم را متقدم بر صاحب منصب متاخر خواہند ساخت اگرچہ صاحب منصب متاخر را جاہ و قرب و ارتضا زاید از صاحب منصب متقدم باشد و حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ را یک نوع تفضیل بر حضرت شیخینؓ ہم ثابت ہست و آن تفضیل بجہت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات ہست مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضےٰ تا از انقراض دنیا ہمہ بواسطۂ ایشان است × × × × × واکثر سلاسل اہل ولایت ہم منتسب بجناب مرتضےٰ ہست پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع کہ اکثرے در انہا صاحب شانہاے بلند و مراتب ارجمند خواہند بود موکب مرتضوی بآن ابہت و جلال نمودہ خواہد شد کہ تماشائیان آنمقام و نظارگیان آن مجمع بے نظیر را موجب

تعجب بسیار خواہد گشت وظہور ہمین مقام بر بعضے متصوفان وخفاے مقام شیخین رضی اللہ عنہما باعث آن گردیدہ کہ در تفضیل جناب شیخین رضی اللہ تعالے عنہما تردد کنند ہم رسانیدہ از عقیدۂ راسخیہ اہل سنت متنزل شدہ اند واگر نہ فی الحقیقت شانیکہ جناب شیخین رضی اللہ تعالے عنہما را بسبب انتظام خلافت بلکہ قطع نظر از ان ثابت ہست با این ہمہ جلال نسبت افضلیت وسادات ندارد بلکہ شان آن ہر دو برگزیدہ جمیع اتباع انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات قطع نظر از خلافت بسبب شرح صدر ووسعت حوصلہ وتلقی اعتدال در ہر باب از اخلاق وتدبیر منزلی ومدنی وسیاست ملک وملت کہ آنرا بہ تشبیہ بالانبیاء تعبیر توان کرد بس بلند بہ نسبت آن ابہت وجلال مذکور ہست "

ان حضرات ثلثہ (حضرت شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز ومولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید) کی کلام مین جو جزئی یا اکثری ہونا فضیلت شیخین کا پایا جاتا ہے یہ صرف انہی حضرات کا استنباط واجتہاد نہین ہے ان حضرات سے پہلے علماے صحابہ وتابعین اور ان کی اتباع متقدمین ومتاخرین فقہا ومحدثین اہل سنت مسلم السنیت کا یہی یہی اعتقاد تھا۔ انہون نے بھی اس فضیلت کو جزئی سمجھا ہے کلی قرار نہین دیا۔ ان مین متقدمین نے تو اس فضیلت کو ایسے الفاظ سے بیان کیا ہے جن سے فضیلت کا جزئی (نہ کلی) ہونا ثابت ومفہوم ہوتا ہے اور متاخرین نے ان حضرات ثلثہ کی طرح اس فضیلت کو بعض اوصاف سے مخصوص کر دیا ہے۔ اور بعض اوصاف مین حضرت مرتضے کا شیخین سے افضل ہونا صاف تسلیم کر لیا ہے جسکا گویا منطوق یہ ہے کہ فضیلت شیخین جزئی یا اکثری ہے کلی نہین ہے۔ اس مقام مین چند آثار واقوال علماے کبار نقل کئے جاتے ہین۔

(۱) **امام ابو عمر وابن عبدالبر** نے جن کی امامت واستقامت مسلم علماء عصر ہے

وابن عبدالبر کہ از مشاہیر علماے حدیث ہست در استیعاب ذکر میکند کہ سلف اختلاف	کتاب استیعاب مین فرمایا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے کتاب تکمیل الایمان

کرده اند در تفضیل ابوبکر و علی و میگوید که مروی
از سلمان و ابوذر و مقداد و خباب و جابر
و ابوسعید خدری و زید ابن ارقم است که
علی مرتضے اول کسے است که ایمان آورد۔
و گفته که این جماعت علیؓ را تفضیل میدہند
بر ہر که غیر اوست (تکمیل الایمان صفحہ ۴۰)
روی عن سلمان و ابی ذر والمقداد و
خباب و جابر و ابی سعید و زید بن
ارقم ان علی بن ابیطالب اول من اسلم
وفضله هؤلاء علی غیره۔ (استیعاب)

مین اور اسوقت کو متاخرین نے اپنی اپنے
رسائل مین ان سے نقل کیا ہے کہ سلف
کا حضرت ابوبکر و حضرت علی کی باہمی تفضیل
مین اختلاف ہے اور فرمایا کہ سلمان (فارسی)
ابوذر (غفاری) مقداد بن (عمرو کندی)
خباب (بن الارت) جابر۔ ابوسعید خدری و
زید بن ارقم (صحابہ) سے مروی ہے کہ سب سے
اول ایمان لانیوالے حضرت مرتضے ہین پر
وہ بخوف ابوطالب اپنے ایمان کو چھپاتے
رہے یہ لوگ حضرت مرتضےؓ کو دوسرے افضل سمجھتے تھے۔

ان اکابر نے سبقت اسلام حضرت مرتضے کو ذکر فرماکر ان کو سب صحابہ سے افضل کہا ہے تو اس سے
یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ اس وصف مین جناب شیخین خصوصاً حضرت فاروق کو حضرت
مرتضے سے افضل نہ سمجھتے اور فضیلت شیخین کو وہ کلی نہ سمجھتے جزی یا اکثری خیال کرتے۔
اس محمل اور اس معنی کر یہ کلام اکابر مذکورین مخالف جمہور نہوا کیونکہ اس کلام مین شیخین
کی جزئی یا اکثری فضیلت کا جسکے جمہور قائل ہین انکار نہین پایا جاتا لہذا اس کلام کو شاذ و
مخالف جمہور کہنا (چنانچہ بعض علما سے شیخ عبدالحق نے بعد نقل کلام مذکور نقل کیا ہے) صحیح نہوگا
یہ جواب دعوے شذوذ و مخالفت کا شیخ عبدالحق نے خود دیا ہے چنانچہ اصل کلام جناب اس
جواب کا متضمن عنقریب منقول ہوگا *

فریق منکر سے ایک **نوجوان** نے اس نقل استیعاب کے جواب مین دو باتین کہی ہین
ایک یہ کہ اقوال صحابہ جو اس نقل مین منقول ہین جب تک ان کی سند صحابہ تک نہ پہنچائین
تمسک کے لائق نہین *

دوسرے یہ کہ ان اقوال کا ناقل ابن عبد البر شیعی ہے اس وجہ سے بھی وہ اقوال لائق اعتماد نہین اسکی تائید مین اس نوجوان نے کہا ہے کہ شیخ ابن تیمیہ نے ان کو بھی منہاج السنہ مین اہل تشیع مین سے گنا ہی چنانچہ حدیث اکل طیر مین فرماتے ہین - ولکن تشیعہ و تشیع امثالہ من اھل العلم بالحدیث کالنسائی وابن عبد البر وامثالھما لا یبلغ الی تفضیلہ علی ابی بکر وعمر فلا یعرف فی علماء الحدیث من یفضلہ علیھما بل غایۃ التشیع منھم ان یفضلہ علی عثمان " پھر اس کا ترجمہ اس فصیح عبارت سے کیا ہے "لیکن تشیع اس کا اور تشیع مثل اسکی کا اہل علم سے ساتھ حدیث کے مثل نسائی اور ابن عبد البر اور مثل ان دونو کی نہین پہنچتا ہے طرف تفضیل علی کی ابو بکر وعمر پر پس نہین جانا جاتا علماے حدیث سے وہ شخص جو تفضیل دیوے علی کو ان دونو پر غایت شیعہ ہوئے انکی کا یہ ہے کہ تفضیل دیوین اسکو عثمانؓ پر" اور اس سے پہلے بجواب دوسری نقل استیعاب کے جو ہمارے شواہد مین دوسرے نمبر پر عنقریب آتی ہے کہا ہے کہ شیعہ وغیرہ اہل بدعت کی وہ روایت جو اُن کی بدعت کی تائید کرے مقبول نہین اور اس پر شرح نخبہ وغیرہ کتب اصول کا حوالہ دیا ہے +

اس **نوجوان کی پہلی بات** کا جواب یہ ہے کہ یہ بات مسلم ہے کہ بلا سند اقوال مقام استدلال مین بالاستقلال پیش کرنیکے لائق نہین ہوتے ولیکن یہ مسلم نہین ہے اور نہ اس پر کسی دلیل کی شہادت پائی جاتی ہے کہ وہ اقوال اصل دلائل کے متابعات و شواہد مین بھی پیش کرنیکے لائق نہین یا وہ ان اقوال کے مقابلے مین جو ان کی مثل بے سند ہون پیش نہین کئے جا سکتے اور ہم نے یا تمہارے مقابلین و مخاصمین فریق مجوز نے ان اقوال کو باب فضیلت مین عقیدہ حقہ کے ثبوت پر مستقل دلیل نہین ٹہرایا اور معرض استدلال مین پیش نہین کیا بلکہ اس عقیدہ کے ثبوت پر ان آیات واحادیث کو جن سے خلفا کی فضیلت جزئی ثابت ہوتی ہے اور کلی فضیلت کی نفی نکلتی ہے اصل دلائل ٹہرایا ہے

اوران اقوال کو صرف ان دلائل کی تائید و شہادت مین پیش کیا ہے اور تمہارے ان بے سند دعاوی واقوال کو "باب فضیلت مین جو فریق منکر کا عقیدہ ہے اس پر صحابہ و تابعین وغیرہ سبھون کا اجماع ہوچکا ہے" اور زمانہ صحابہ سے لیکر اخیر زمانہ تک کے سبھی اہل علم اہل حدیث اہل سنت اسی اعتقاد پر چلے آئے ہین" کے مقابلہ مین اوران کی منع (عدم تسلیم) کی تائید مین ان اقوال بلاسند کو پیش کیا گیا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ تمہارے یہ دعاوی اجماع واتفاق مسلم نہین کیون جائز نہین کہ فلان فلان اصحاب وغیرہ سلف سے کے مخالف ہون چنانچہ ابن عبدالبر وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ **اب انصاف سے** کہو کہ کیا ان اقوال سے باوجود انکے بے سند ہونے کے یہ کام نہین نکل سکتا ہے کیا وہ ہماری ان دلائل (کتاب وسنت) کی تائید مین پیش کرنیکے بھی لائق نہین ہین یا وہ تمہارے ان دعاوی واقوال بے سند کا مقابلہ اوران کی منع کی تائید نہین کرسکتے اور امام ابن عبدالبر کی مشہور ومعروف کتاب استیعاب تمہارے چند اوراق کے رسالہ عقائد (جنکو تم نے امام احمد بن حنبل کا رسالہ بنا رکھا ہے اور تمہارے ایک ہمخیال جو فقہ تقلید شیخ مین مغلوب الحال نے چھپوا کر امام احمد بن حنبل کے نام سے شایع کیا ہے۔ یا تمہارے عقیدہ واسطیہ یا شرح عقائد نسفارینی وغیرہ تالیفات ورسائل متاخرین جنمین وہ تمہاری دعاوی واقوال پائے جاتے ہین) سے بھی گئی گذری ہے کہ وہ ان رسائل کے بے سند اقوال و دعاوی کا مقابلہ نہ کرسکے ؛

اور یہ بھی **انصاف سے** کہو کہ جسقدر عبارتین تم نے ان کتب و رسائل سے نقل کی ہین (جنکا نمبر شمار) ایک ایک کو تین تین بنا کر تم نے ۴۲ تک پہنچایا ہے ان مین جسقدر اقوال علما ہین اور ایسے ہی اور اقوال دیگر مذاہب علما جو تمہارے متعدد جنگی رسالون مین پائے جاتے ہین وہ سب کے سب باسند ہین یا وہ تم سے باسند دکھا سکتے ہین۔ دعوی ہو تو ہم اس قسم کے بیسون اقوال جنکی تم نے کوئی سند نہین بتائی اور نہ اب بتا سکتے ہو پیش کرسکتے

یہ نحوی نہو تو پھر تو خود ہی انصاف سے کہو کہ جس امر کا تم کو خود التزام نہیں اس سے دوسرے پر کب الزام قائم کر سکتے ہو۔

اسکی دوسری بابت جواب امام ابن عبدالبر و نسائی جیسے مشاہیر ائمہ اہل سنت کو شیعہ بنانا و بنارا علیہ انکی مرویات کو ساقط الاعتبار ٹھہرانا اپنے آپ کو اپنے مخالفوں سے خارجی و متعصب کہلانا ہے اور اس باب میں قول شیخ ابن تیمیہ کو دست آویز بنا کر پیش کرنا اس خطاب والا قاب میں ان کو اپنا شریک ٹھہرانا ہے۔ کہ جب وہ تمہارے رسالہ میں شیخ ابن تیمیہ کا یہ قول ملاحظہ کرینگے شیخ ابن تیمیہ کو متعصب نہ کہینگے اور ابن عبدالبر و نسائی جیسے آئمہ کی حق میں انکی کب سنینگے وہ تو صاف کہینگے کہ ابن تیمیہ کا کہاں منصب ہے کہ وہ امام ابن عبدالبر و نسائی جیسے ائمہ مقبول خلائق کی نسبت جرح کر سکے۔ یہ بات مینے فرضی نہیں کہی بعض اہل سنت محبت نے تمہاری رسالہ میں ابن تیمیہ کا یہ قول دیکھا تو ان کو متعصب کہدیا اور مجھ سے یہ سوال کیا کہ کیا یہ ابن تیمیہ کا تعصب نہیں ہے؟ کہو گے تو مین انکا نام بھی بتا دونگا بلکہ انکا لکھا ہوا سوال دکھا دونگا۔ اور حق بھی یہی ہے کہ صرف حضرت عثمان سے حضرت مرتضےٰ کو افضل سمجھنے پر شیعہ بنانا تعصب سے خالی نہین یہ عقیدہ تو بعض ائمہ سلف اہل سنت صحابہ وغیرہ مجتہدین و محدثین بھی رکھتے تھے جو بالاتفاق سنی کہلاتے تھے پھر اس عقیدہ کے سبب بعض محدثین کو شیعہ بنانا تعصب اور انصاف کی خونریزی نہین تو کیا ہے۔ ابان ائمہ کا ذکر سنو جو حضرت عثمان کو حضرت علی مرتضےٰ سے افضل نہ سمجھتے۔ حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل جانتے یان دونوکی باہمی تفضیل مین متوقف و متردد تھے۔ وہ فالک وہ سنی امام کہلاتے۔

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے کہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ مین سے افضل

* اس افضل ہونے سے وہی جزئی افضلیت مراد ہے جسکا ذکر ہو چکا اور ہو رہا ہے کلی افضلیت کا کینہ دعویٰ نہین کیا۔ اسبات کو ناظرین یاد رکھیں اور جہان مجمل افضلیت کا ذکر آوے وہان یہی مراد سمجھیں۔

العرب لم ینکروا بعیدًا توقفنا عن امضاء معناه علی الوجه
الذی یراد به مع التنزیه قال وکان معنی هذا شیئًا
ظاهرًا مفهومًا من مخاطب العرب بتلاوته من غیر توقف کما فی قوله
تعالیٰ یحسرتیٰ علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ ونحوه علی حتی اللہ در اتقان ص ۲۹
فمن فسر الیوم شیئًا من ذلك فقد خرج
عما کان علیه النبی صلی اللہ علیه وسلم وفارق
الجماعة فانه لم یصف ولم یفسر (اوکما قال) وما
فی الکتاب والسنة ثم سکتوا (حموی ص ۵۹)
وروی البیهقی وغیره باسانید صحیحة
عن ابی عبید القاسم بن سلام قال
هذه الاحادیث التی یقول فیها
ضحك ربنا حق عندنا حملها الثقات
بعضهم عن بعض غیر انا اذا سئلنا
عن تفسیرها لا نفسرها وما
ادرکنا احدًا یفسرها وابو عبید احد
الائمة الاربعة الذین هم الشافعی
واحمد واسحاق وابو عبید ولم معرفة با
للغة والفقه والتاویل ما لغیرهم من ان یوصف
وقد کان فی الذین مضوا من طبقات الفقهاء
فمن بعدهم ما لم یفسرها احد من الفقهاء یفسرها ۱۲ (حموی ص ۵۹)

جنب اللہ کے معنے حق اللہ کے ہیں۔ لاکھائی کی کتاب
السنہ سے امام محمدؒ کا یہ قول کہ مشرق
سے مغرب تک کے فقہا
بلا تفویض و تشبیہ خدا کی صفات پر ایمان لانے
متفق ہیں سرگروہ فریق مؤول (شیخ ابن
تنبیہ) نے بھی اپنے رسالہ حمویہ میں نقل کیا ہے
اسکے بعد اُسنے یہ بھی کہا ہے کہ جو شخص آج
منجر ان صفات کے جو قرآن و حدیث میں وارد
ہیں کسی صفت کی تفسیر کرے وہ اسطریق سے
نکل گیا جسپر آنحضرت تھے اور اوس نے
اوس جماعت کو چھوڑ دیا کیونکہ اُنہوں نے
اپنے پاس سے خدا کی کوئی صفت بیان
نہیں کی۔ اور نہ کسی صفت باری کی تفسیر کی
ہے بلکہ اوسپر فتوے دیا ہے جو کتاب و سنت
میں پایا پھر چپ ہو گئے۔ اسکی تفسیر میں کچھ
نہیں کہا پھر بروایت بیہقی امام ابو
عبید قاسم ابن سلام سے نقل کیا ہے
کہ یہہ احادیث جنمیں خدا کا ہنسنا مروی ہے
حق ہیں ثقہ لوگوں نے اُنکو روایت کیا ہے
ولیکن اگر ہم سے اِن کی کوئی تفسیر پوچھے
تو ہم اُنکی تفسیر نہ کرینگے اور ہمنے کسی کو

اس لفظ کو خیال میں رکھنا چاہیئے اسکا خلاف خود فریق مؤول سے ہوتا ہے

واتفق اهل السنة على ان افضلهم ابوبكر ثم عمر ثم قال جمهورهم ثم عثمان ثم علي و قال بعض اهل السنة من اهل الكوفة يتقدم علي على عثمان (شرح نووی ص۲۷۲)

ابوبکر ہین پہر عمر اسکے بعد جمہور علما تو یہ کہتے ہین حضرت عثمان افضل ہین پہر حضرت علی اور بعض اہل سنت کوفے والے حضرت علی کو حضرت عثمان سے مقدم سمجھتے

قسطلانی شرح صحیح بخاری مین کہا ہے کہ بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عثمان سے حضرت علی

وذهب بعض السلف الى تقديم علي على عثمان وممن قال به سفيان الثوري لكن قيل انه رجع وقال مالك المدونة وتبعه يحيى بن سعيد القطان وغيرهما لا يفضل احدهما على الآخر (قسطلانی ص۹۵ ج۶)

مقدم ہین از انجملہ ایک سفیان ہین ولیکن بعض لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے اس اعتقاد سے رجوع کر لیا تھا* امام مالک نے مدونہ مین کہا ہے اور انہی کا یحییٰ بن سعید قطان نے اتباع کیا ہے کہ ان مین کسی ایک کو دوسرے سے افضل نہ کہا جاوے اور طرفہ یہ ہے کہ امام مالک اپنے اسی اعتقاد (عدم ترجیح یکے بر دیگرے) کو مقتدایان سلف کا اعتقاد سمجھتے اور برملا یہہ کہتے کہ ہمارے نزدیک حضرت عمر کے بعد لوگون کے امام زید بن ثابت تھے ان کے بعد عبداللہ بن عمر کسی نے کہا حضرت علی و عثمان کی نسبت کیا

روى حميد بن الاسود عن مالك ابن انس قال كان امام الناس عندنا بعد عمر ابن الخطاب زيد بن ثابت وكان امام الناس بعد لا عندنا عبد الله بن عمر فقيل له على

کہتے ہو وہ بولے مین نے کسی متقدم کو نہین پایا جو ان دونو مین سے کسی ایک کو دوسرے سے افضل سمجھتا ہو یہ قول آپ کا امام ابن عبد البر نے استیعاب مین نقل کیا ہے اور شیخ عبد الحق نے

* یہ ہماری مقصود کے مخالف نہین ہمارا مقصود یہ نہین کہ اس باب مین ان کا آخری قول یہی تھا ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ کبھی کسی وقت مین تو ان کا یہ اعتقاد تھا تبھی انہون نے اس اعتقاد کے سبب شیعہ نہین کہلایا اس کے خلاف کا کوئی مدعی نہین ہو سکتا اور یہ نہین کہہ سکتا کہ جب ان کا یہ اعتقاد تھا تب انکو شیعہ سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ یہ کہ انکی رجوع مین یہی کلام ہے (دیکھو رسائل فریق محمود)

وعثمان فقال ما ادرکت احدا ممن اقتدی به یفضل احدهما علی الآخر (استیعاب)

تکمیل الایمان مین نور سفارینی شرح عقیدہ سفارینی مین

آپ تکمیل الایمان مین فرماتے ہین بدانکہ جمہور اہل سنت برین ترتیب اند کہ مذکور شد و مروی از امام مالک وغیر وی از بعض اسلاف اہل سنت وجماعت توقف ہست میان عثمان وعلی مرتضی از امام مالک پرسیدند کہ افضل ہست بعد پیغمبر کیست گفت ابوبکر ثم عمر گفتند علی وعثمان را چہ میگوئی گفت از مقتدایان دین از انہا کہ من دریافتہ ام ہیچ یکرا نیافتم کہ تفضیل یکے بر دیگرے میکرد ومذہب امام الحرمین نیز توقف ہست میان این دو و منقول از ابوبکر ابن خزیمہ تفضیل علی مرتضے ہست بر عثمان در جواہر الاصول میگوید کہ منقول از اہل کوفہ تقدیم علی ہست بر عثمان وسفیان ثوری برہمین قائل ہست واز علماے حدیث آنکہ تقدیم علی بر عثمان کردہ ہست محمد بن اسحاق بن خزیمہ ہست ×× ×× وبیہقی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ابوثور از شافعی روایت میکند کہ ہیچ یکے از صحابہ وتابعین در تفضیل ابوبکر وعمر وتقدیم ایشان اختلاف نکردہ اگر اختلافے ہست در علی وعثمان ہست"

ملا علی قاری حنفی سنی نے شرح فقہ اکبر مین کہا ہے یہ ترتیب حضرت علی وعثمان مین

وهذا الترتیب بین علی وعثمان هو ما علیه اکثر اهل السنة خلافا لما روی عن بعض اهل الکوفة والبصرة من عکس القضیه + وروی عن ابی حنیفة رح تفضیل علی علی عثمان والصحیح ما علیه جمهور

اکثر اہل سنت کا مذہب ہے بعض سنی کوفہ اور بصرہ کے اس کے عکس کے قائل ہین امام ابوحنیفہ سے بھی یہ روایت ہے کہ حضرت علی عثمان سے افضل ہین اور صحیح مذہب وہی ہے

* چنانچہ فریق منکر کے بعض رسائل مین بھی شرح عقائد سفارینی مین لکھتے ہین۔ ان مالکا سئل ای الناس افضل بعد نبیهم فقال ابوبکر ثم عمر ثم قال او فی ذلک شک فقیل له وعلی وعثمان فقال ما ادرکت احدا ممن اقتدی به یفضل احدهما علی الآخر انتہی۔

** اسی معنی کو جو بصفحہ ۹ بیان ہوئے

+ یہ بھی ہماری مقصود کے مخالف نہین جیسا کہ رجوع سفیان ثوری مخالف تفضیل ہمارا مقصود نہین کہ

اهل السنة وهو الظاهر من قول ابي حنيفة رح على ما رتبه ههنا وفق مراتب الخلافة وفي شرح العقائد على هذا الترتيب وجدنا السلف والظاهر انه لو لم يكن لهم دليل هنالك لما حكموا بذلك وكان السلف كانوا متوقفين في تفضيل عثمان على علي حيث جعلوا من علامات السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين والانصاف انه ان اريد بالافضلية كثرة الثواب فللتوقف جهة وان اريد كثرة ما يعده ذوو العقول من الفضائل فلا انتهى ومراده بالافضلية افضلية عثمان على علي رض بقرينة ما قبله من ذكر التوقف فيما بينهما لا افضلية بين الاربعة كما فهم اكثر المحشين × × × × وقال محش اخر اي فلا وجه للتوقف بل يجب ان يجزم بافضلية علي رضي الله عنه

جسپر اکثر اہل سنت ہین اور وہی امام ابوحنیفہ کے ظاہر اس قول سے جو ترتیب خلافت مین انہون نے فرمایا ہے موافق ہے شرح عقائد نسفی مین کہا ہے کہ ہم نے اس ترتیب پر سلف کو پایا اور ظاہر ہے کہ اگر ان کے پاس اس باب مین کوئی دلیل نہوتی تو وہ ایسا نہ کہتے اور سلف کو حضرت عثمان اور حضرت علی کو ایک دوسرے سے افضل کہنے مین توقف (تردد) تہا یہی وجہ ہے کہ سلف نے شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر) کو افضل کہنے اور ختنین (دونو داماد پیغمبر حضرت عثمان و حضرت علی) سے محبت رکھنے کو سنی ہونے کی علامت ٹہرایا ہے یعنی ان دونو سے کسی کو افضل کہنے کو علامت سنیت نہین ٹہرایا اور انصاف یہ ہے کہ اگر افضل ہونے سے کثرت ثواب مراد ہے تو ان دونو سے کسی کو افضل کہنے مین توقف کی وجہ موجود

کہ اسباب مین حق کس جانب ہے اور غلطی کس طرف ہمارا مقصود یہ ہے کہ اس غلطی پر بھی وہ شیعہ نہین کہلاتے تہے۔

ابوالشکور سالمی نے تمہید مین کہا ہے روی عن ابی حنیفہ رح انہ قال من السنة ان تفضل الشیخین وتحب الختنین

کیونکہ اس کا علم بجز خدا کسی کو نہین ہے۔ خیالی نے شرح عقائد کے حاشیہ مین کہا ہے۔ لان قرب الدرجة وكثرة الثواب امر لا يعلم الا بالاخبار من الله ورسوله۔ واما كثرة الفضائل فمما يعلم بتتبع الاحوال۔ وقد تواتر في حق علي ما يدل على جموم مناقبه ووفور فضائله واتصافه بالكمالات واختصاصه بالكرامات۔ (اس عبارت کا ترجمہ متن مین عنقریب آتا ہے۔)

اذ قد تواتر فی حقہ ما یدل علی عموم مناقبہ ووفور فضائلہ واتصافہ بالکمالات واختصاصہ بالکرامات ھذا ھو المفھوم من سوق کلامہ ولذا قیل فیہ رائحۃ من الرفض لکنہ فریۃ بلا مریۃ اذ کثرۃ فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکمالاتہ العلیۃ وتواتر النقل فیہ معنی بحیث لا یمکن لاحد انکارہ ولو کان ھذا رفضا وترکا للسنۃ لم یوجد من اھل الروایۃ والدرایۃ سنی اصلا فایاک والتعصب فی الدین والتجنب عن الحق الیقین انتھی ولا یخفی ان تقدیم علی علی الشیخین مخالف لمذھب السنۃ والجماعۃ علی ما علیہ جمھور اھل السلف وانما ذھب بعض الخلف علی تفضیل علی علی عثمان رضی اللہ عنھما منھم ابو الطفیل من الصحابۃ (شرح فقہ اکبر ص۵)

ہی اور اگر افضل ہونی سے فضائل مین (جنکو عقلا فضائل شمار کرتی ہین) کثرت مراد ہی تو پھر توقف کی کوئی وجہ نہین کلام صاحب شرح عقائد تمام ہوا اور اس افضل ہونے سی جسمین انہون نے سلف کا توقف بیان حضرت عثمان یا حضرت علی کا ایک دوسری سے افضل ہونا مراد ہے نہ چارون یار کا ایک دوسرے سے افضل ہونا جیسا کہ اس کتاب کی اکثر محشیون نی سمجھا ہی ایک اور محشی* کتاب شرح عقائد نی کہا ہے کہ فضائل مین کثرت مراد ہو تو پھر توقف کی کوئی وجہ نہین بلکہ حضرت علی مرتضے کو حضرت عثمان سی افضل کہنا واجب ہی کیونکہ ان کے مناقب کی کثرت اور فضائل کا وفور۔ اور کمالات سے موصوف ہونا اور کرامات سی مخصوص ہونا تواتر سی ثابت ہی یہی معنی اس فقرہ کے صاحب شرح عقائد کی سیاق کلام سی مفہوم ہوتے ہین اسیوجہ سی بعض لوگون نی کہا ہی کہ صاحب شرح عقائد (علامہ تفتازانی) سی رفض کی بو آتی ہی ولیکن درحقیقت یہ بات افترا ہی کیونکہ حضرت مرتضی کے فضائل و کمالات اس تواتر سی ثابت ہو چکی ہین کہ اس مین کسی کے انکار کی گنجائش نہین ہی اور اگر ان فضائل کا ماننا رفض اور ترک سنت ہی تو اہل روایت و درایت (محدثین و فقہا) سی

* اس سے شاید خیالی مراد ہے۔ چنانچہ حاشیہ خیالی کی عبارت منقولہ صفحہ سابق اسپر گواہ ہے۔

کوئی سنی نہ رہیگا تم تعصب سی اور حق الیقین چھوڑنے سی اپنے آپ کو بچاؤ کلام محشی تمام ہوا اور ظاہر ہی کہ جناب شیخین سی حضرت مرتضے کو افضل کہنا# مذہب اہل سنت کے جسپر سلف سبھی تہی مخالف ہے ہان بعضے* سلف حضرت علی کو حضرت عثمان سی افضل سمجہتی ازانجملہ صحابہ مین سی ابو الطفیل تہے"

اور مولانا شاہ عبد العزیز مرحوم بستان المحدثین مین بذیل ترجمہ حاکم صاحب مستدرک فرماتے ہین ولیکن خطیب بغدادی درحال او نوشتہ ست کان الحاکم ثقة یمیل الی التشیع (حاکم تہا تو ثقہ پر وہ تشیع کیطرف مائل تہا) وبعضی از علما گفتہ اند کہ معنی تشیع او آنست کہ مائل بود بتفضیل حضرت علی بر حضرت عثمان کہ مذہب جمعی از اسلاف ہم بود"

ان تصریحات اساطین سنت سے (جن مین کسی سنی کی نزدیک کوئی شیعہ نہین) بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت عثمان کو حضرت علی پر افضل نہ سمجہنا شیعہ ہی کا کام نہین اہل سنت کے بعضے سلف صالحین صحابہ وغیرہ مجتہدین و محدثین (جن مین امام ابو حنیفہ رح و امام مالک رح بہی داخل ہین) اسی اعتقاد پر تہے بلکہ ایک جماعت سلف جن مین صحابہ سی ابو الطفیل ہین اور ائمہ مجتہدین سے سفیان ثوری وغیرہ اور ائمہ محدثین سی ابو بکر بن خزیمہ وغیرہ حضرت علی مرتضے کو حضرت عثمان سے افضل سمجہتی پھر ان اکابر کو باوجود اس اعتقاد کی اہل سنت کا امام ماننا شیعہ نہ کہنا اور بعض محدثین کو اسی اعتقاد کی سبب شیعہ بنا دینا نا انصافی و تعصب نہین تو کیا ہے خصوصاً ابن عبد البر جیسے امام مسلم الامامة والاستقامة رئیس اہل سنت کو جن کا علم و امامت و امانت و دیانت و اتباع سنت مسلم ہو چکا ہے مولانا شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین مین انکے حق مین فرمایا ہے در حفظ و اتقان سرآمد اہل زمان خود شد علم او کمتر از علم خطیب و بیہقی و ابن حزم نیست بلکہ بعض چیزہا نزد اوست کہ نزد دیگران نیست وصدق و امانت و حسن اعتقاد و اتباع سنت کہ او را نصیب بود کم کسے از علما را نصیب شدہ بود" (ان الفاظ کو ناظرین انصاف و توجہ سی دیکھین)

---

* اصل نسخہ موجودہ شرح فقہ اکبر مین تو خلف ہی چنانچہ ہمنے وہی لفظ نقل کیا ہے ولیکن حقیقت مین یہ غلطی کاتب ہے اگر یہ لفظ خلف ہوتا تو اس کے بعد منہم ابو الطفیل من الصحابہ ہرگز نہ کہا جاتا کیونکہ صحابہ سلف سے ہین نہ خلف سی۔

یعنی کلیۃً (دیکھو صـ ۱۰۹)

ایسا ہی نواب صاحب بھوپال نے اتحاف النبلا ان کے حق مین کہا ہی اور علاوہ برآن انہون نے یہ کلمات بہی ان کی وصف مین کہے ہین از کبار علماے مغرب است امام عصر بود در حدیث واثر وما یتعلق بہا۔ × × قاضی ابو علی بن سکرہ گفتہ شیخ خود ابو الولید باجی را شنیدم میگفت در اندلس مثل وی در حدیث نبودہ وی احفظ اہل مغرب است وابو علی غسانی گفتہ وی بسیارے از علم ادب وحدیث فرا گرفت در طلب علم مودب بود فتوی داد وبارع شد بر رجال متقدمین اندلس الخ

اس بیان سی اس نوجوان کی دوسری بات بہی نقل استیعاب کے متعلق ہباءً منثوراً ہوگئی جیسی کہ بیان سابق سی پہلی ہو چکی تہی اور نقل استیعاب کا (جو ہماری شواہد کا پہلا نمبر ہے) بلا مزاحمت لائق استشہاد واعتماد ہونا ثابت ہوا۔ اب ان شواہد سے نمبر دوم پیش کیا جاتا ہے۔

(۲) امام ابو عمرو بن عبد البر نے استیعاب مین بذیل ترجمہ حضرت فاروق اعظم عبد الرزاق سے نقل کیا ہی کہ معمر (امام) نی کہا ہی کہ اگر کوئی کہی کہ حضرت عمر ابو بکر سی افضل ہین تو مین اس کو سرزنش نکرونگا اور اگر وہ کہی کہ میری نزدیک حضرت علی حضرت ابو بکر وعمر سی افضل ہین تو بہی مین اس سی سختی نہ کرونگا (اگر وہ شیخین (ابو بکر وعمر) کی فضیلت کا معترف ہو اور ان سی محبت رکہتا ہو اور ان اوصاف سی جنکے وہ مستحق ہین (یعنی خلافت وغیرہ) انکا ثنا خوان ہو۔

ذکر عبد الرزاق عن معمر قال لو ان رجلاً قال عمر افضل من ابی بکر ما عنفتہ و کذالک لو قال علی عندی افضل من ابی بکر وعمر لم اعنفہ اذا ذکر فضل الشیخین واحبہما واثنی علیہما ہما ہما اہلہ فذکرت ذلک لوکیع فاعجبہ واشتہاہ (استیعاب وتکمیل الایمان ص۴۲)

عبد الرزاق نے کہا ہے کہ مینے یہ قول معمر کا (امام) وکیع کی پاس نقل کیا تو ان کو بہی یہ بہلا معلوم ہوا اور انہون نے اس کو پسند کیا۔

اس قول مین جو جانبین مین افضلیت تجویز کی گئی ہے تو اس مین اسی فضیلت جزئی کی طرف اشارہ ہی اور یہ جتانا مد نظر ہے کہ ان حضرات مین ہر ایک صاحب خاص خاص

اوصاف مین افضلیت رکھتے ہین جنکے نظر سی ہر ایک کو دوسری سی افضل کہنا صحیح ہے کلی فضیلت کسی جانب نہین ہی تاکہ جانبین مین تجویز فضیلت پر سرزنش کیجاوے اس معنی کر یہ قول بہی مذہب جمہور علماے اہل سنت کے (جو شیخین کو حضرت مرتضے سی بالاجمال افضل کہتے ہین) مخالف نہوا کیونکہ اس مین شیخین کی جزئی یا اکثری فضیلت سے انکار نہین پایا جاتا صرف کلی فضیلت سے انکار ہے جس کا مدعی کوئی سنی نظر نہین آتا مگر افسوس اس نوجوان فریق منکر نے اس نقل استیعاب پر بہی بے جا نکتہ چینی کی ہی اور اسکے مستند و ماخذ امام عبدالرزاق شیخ مشائخ مصنفین صحاح ستہ کی جناب مین گستاخانہ و بے باکانہ گفتگو کی ہی اور اولاً کہا ہے کہ اس نقل مین جو معمر کا قول منقول ہی اسکو امام ابو عمرو بن عبدالبر نے خود ہی رد کر دیا ہے کیونکہ اس کو نقل کرنے کے بعد حضرت ابوبکر کا حضرت عمر سی سبقت اسلام مین افضل ہونا بیان کیا ہی ثانیاً کہا ہی کہ یہ نقل بقاعدہ محدثین تین وجہ سی لائق اعتبار نہین وجہ اول یہ کہ اس کی روایت مین عبدالرزاق واقع ہے اور وہ رافضی ہے اور اس کی تائید مین بحوالہ میزان ذہبی عقیلی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ عبدالرزاق نے عمر فاروقؓ کی جناب مین گستاخی کی ہی پہر شرح نخبہ وغیرہ سی نقل کیا ہے کہ شیعہ وغیرہ اہل بدعت کی وہ روایت جو ان کی بدعت کی تائید کرے مقبول نہین۔ وجہ دوم یہ کہ عبدالرزاق کا حافظہ اخیر عمر مین خراب ہوگیا تہا وجہ سوم یہ کہ یہ روایت عبدالرزاق کی معمر سے ہے اور معمر کی روایت مین عبدالرزاق سے خطا ہو جاتی ہے*

اس نکتہ چینی کے پہلے حصے* کا جواب امام ابن عبدالبر کا حضرت ابوبکر کو حضرت عمر سی افضل کہنا قول معمر کا رد و جواب تب ہوتا جبکہ اس قول معمر سے حضرت عمر کی کلی فضیلت کا اثبات مراد ہوتا۔ اور حضرت ابوبکر کی جزئی فضیلت کی نفی۔ اور جس حالت مین اس قول معمر سے ہر ایک صاحب کی جزئی فضیلت مراد ہو سکتی ہے جس سی دوسرون کی فضیلت

* جو اولاً کہا ہے

جزئی کی نفی نہین نکلتی تو پہر حضرت ابوبکر کو سبقت اسلام مین افضل کہنا اس قول معمر کا مخالف اور اسکا جواب ورد کیونکر ہو سکتا ہے۔

عزیز من ابہی عبارات اکابر کے معنی سمجہنا تو سیکھو پہر ان کی رد و تخطیہ کے درپے ہونا صرف ظاہری الفاظ سی لپٹ کر رد و تخطیہ ائمہ دین کے درپے ہونا مناسب نہین ہے اس رد و تخطیہ کے لئے بہت سا علم و فہم اور کتب مین نظر بکار ہے ؎ بسیار نظر باید تا پختہ شود خامے ۔ ایک دو سال کے اوراق گردانی اس منصب کی لئے کافی نہین ہی

اس نکتہ چینی کے دوسرے حصے کا جواب۔ امام الائمہ **استاذ امام احمد بن حنبل و امام اسحق و یحیی بن معین و استاذ اساتذہ** محدثین اہل السنۃ مولفین **صحاح** ستہ وغیرہ امام **عبد الرزاق** محدث رافضی **خارج از اہل سنت** نہین ہے ان مین تشیع ہے تو اسیقدر ہے کہ وہ حضرت عثمان سی حضرت مرتضے کو افضل سمجہتے۔ جناب شیخین پر حضرت مرتضی کو کلی فضیلت دینا۔ اور شیخین کے فضائل و مناقب و مراتب سی انکار کرنا یا ان کو سوے ادبی سی یاد کرنا ان کا کام نہ تہا اسکے برخلاف جو تم نی میزان ذہبی سی عقیلی کی روایت نقل کی ہی کہ وہ جناب فاروق مین گستاخی کیا کرتے وہ قابل تسلیم نہین ہے کیون جائز نہین کہ یہ انپر محض افترا و کذب ہو چنانچہ **اسی ذہبی کی دوسری کتاب (طبقات الحفاظ)**

نوٹ ۔ اس کذب و افترا کا رجوع ذہبی کیطرف نہین ہوتا بلکہ اس شخص کیطرف جسنے یہ بات کہی ہے اور ذہبی نے اس سی نقل کی ہی۔

اسپر کوئی متعجب ہو کر یہ نہ کہی کہ ذہبی کی میزان مین نقل و وجود اکاذیب کی کیا معنی اسلئے کہ ذہبی کی میزان یا اسماء الرجال و جرح و تعدیل مین اور محدثین کے تالیفات متن بخاری و مسلم کیطرح ایسی محفوظ نہین کہ ان مین غیر صحیح و خلاف واقع قول داخل ہی نہو۔ ان کتب مین رطب و یابس سبہی کچہہ ہوتا ہی جسکو یہ امر مستبعد معلوم ہو وہ ان کتابون مین ایک ہی شخص کے حقمین مختلف اقوال علماء (جنمین ایک شخص کو کوئی امام بناتا ہی کوئی دجال و کذاب بتاتا ہی) ملاحظہ کری ان اقوال کو دیکہکر اسکو ضرور ماننا پڑیگا

وغیرہ تصانیف متقدمین و متاخرین اس پر شاہد ہیں جن میں صاف تصریح ہے کہ وہ حضرت مرتضیٰ کو شیخین سے افضل سمجھتے اور برملا کہتے کہ خود جناب مرتضیٰ و فضائل شیخین سے متعدد بتواتر مروی ہیں کہ وہ مجھ سے اس تفضیل سے روکتے ہیں پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ جناب فاروق میں کوئی گستاخی کا لفظ بولتے۔

ملخص طبقات ذہبی میں ہے۔ عبد الرزاق۔ ہمام کے بیٹے جو نافع کا بیٹا تھا ان کا نام (کنیت)

عبد الرزاق بن همام بن نافع واسمه ابو بكر الحميري مولاهم الصنعاني صاحب التصانيف الحافظ الكبير وثقه غير واحد وحديثه مخرج في الصحاح وكان شيعياً وما كان يفرط بل يحب عليا ويبغض مقاتل وكان من اوعية العلم ومن عجائب دنياه انه كان يقول والله ما انشرح صدري قط ان افضل عيا على ابي بكر الصديق وعمر مات في نصف شوال سنة احدى عشرة ومائتين (ملخص طبقات ذهبی)

ابو بکر حمیری ہے قید حمیر کے وہ مولے تھے صنعا کے رہنے والے صاحب التصانیف بڑے حافظ ان کو ثقہ کہا ہے اور انکی حدیث صحاح ستہ میں مروی و موجود ہے وہ شیعہ کہلاتے مگر وہ اس تشیع میں غالی نہ تھے ان کا تشیع صرف یہ تھا کہ وہ حضرت علی سے محبت کرتے اور ابوبکر سے تقاتل پر بغض وہ علم کے معدن تھے ان کے شیعہ ہونے کے عجائبات سے ایک یہ بات ہے کہ وہ کہتے بخدا میرے دل نے کبھی نہیں چاہا کہ میں حضرت مرتضیٰ کو حضرت ابوبکر

وعمر سے افضل سمجھوں وہ ۲۱۱ھ میں نصف شوال کو واصل رحمت حق ہوئے۔

بستان المحدثین میں ہے کنیت اور ابوبکر نام و نسب اور عبد الرزاق بن ہمام بن نافع حمیری است باولای ساکن صنعا ست کہ دار الملک یمن است از عبید اللہ بن عمر عمری روایت قلیل دارد و از ابن جریج و اوزاعی و ثوری استفادہ بسیار نمودہ امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و یحییٰ بن معین ازو بے استفادۂ حدیث آمدہ اند و او از اجلہ تلامذہ معمر ست تا ہفت سال در صحبت او بودہ ست و لہذا او بحفظ حدیث معمر مشہور و معتمد است در روایت او در

* ایسا ہی مقابلہ ان لفظوں میں جو ہم نے [illegible] ہیں ۱۲ منہ ۱۲ ابو عبد الرزاق کی توثیق میں

صحاح ستہ واقع است و در وی ہیچ عیب نیافتہ مگر آنکہ فی الجملہ تشیع داشت اما غالی نبود و با وصف این تشیع میگفت کہ جرأت بر تفضیل امیر المومنین علی بر امیر المومنین ابوبکر و عمر نمے توانم کرد و دل من بآن یاری نمیدہد بزیرا کہ از امیر المومنین علی آنقدر متواتر نشدہ کہ مرا ببرین ہر دو تفضیل ندہد یکہ بسر حد یقین انجامیدہ و کا شیعی نیست کہ از فرمودہ امیر المومنین تجاوز کند در نصف شوال سال دو صد و یازدہ وفات دوست و عمر طویل یافت ہشتاد و پنج سال زیست ؂

اور **التحاف النبلاء** میں ہے کہ ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی مولائ حمیر ابو عبد اللہ یمانی گفتہ ما رحل الناس الی احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رحلوا الیہ یکے از اعلام حفاظ ہست از معمر بن راشد ازدی و مولا ہم و اوزاعی و ابن جریج و سفیان ثوری و عبید اللہ بن عمر العمری و غیر ہم روایت دارد و از وے ائمہ اسلام روایت دارند مثل سفیان بن عیینہ و وکیع از شیوخ اوست و احمد بن حنبل و یحیی بن معین و اسحاق بن راہویہ و غیر ہم وی در صحبت معمر ہفت سال گذرانید لہذا در حفظ احادیث مشہور و متناز است و روایت او در صحاح ستہ واقع و وے ہیچ عیب نیافتہ اند مگر آنکہ فی الجملہ تشیع داشت اما غالی نبود و با وصف آن میگفت کہ جرأت بر تفضیل علی مرتضی بر شیخین ابوبکر و عمر نمیتوانم کرد و دل من بآن یاری نمیدہد بزیرا کہ از امیر المومنین کرم اللہ وجہہ متواتر شدہ کہ فرمود مرا ببرین ہر دو تفضیل ندہند و این تواتر بحد یقین رسیدہ پس کا شیعی نیست کہ از فرمودہ علی تجاوز کند در شہ و پنج سالہ بود کہ در نصف شوال سنہ ۲۱۱ سے عشرہ و مایتین در مین برحمت حق پیوست ۔

مولانا شاہ عبد العزیز نے جوابات سوالات عشرہ شاہ بخارے میں امام عبد الرزاق کے حق میں طعن تشیع کا ایک اور عجیب جواب دیا ہے ان کو تفضیل اعلی و تقصیر کو شیخین سے افضل سمجھنے والا تسلیم کر کے بھی ان کو سنی قرار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تفضیلی دو قسم ہے ایک وہ جو

؂ ترجمہ جس قدر دوست رکھتا ہوں میں علی کو امام عبد الرزاق کے پاس سفر کر کے آئے ہیں اس قدر کسیکے پاس نہیں سفر کئے ہیں آپ نے

وقال الامام احمد بن حنبل لا یوصف الله الا بما وصف الله نفسه او وصف به رسوله ولا یجاوز القرآن والحدیث

(حمویہ ص ۲۷)

کسیکو نہین پایا۔

اور اوائل رسالہ مین احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ خدا کی صفت مین بجز اُسکے جو خدا نے خود بتایا ہے اور اوسکے رسول نے بیان کیا ہے کچھہ نہ کہین اور قرآن حدیث سے آگے نہ بڑہین۔

اسی رسالہ مین ایک جگہہ خود فرماتے ہین کہ خدا تعالے نے اپنی جس صفت کا

فما وصف الله نفسه فسماه علی لسان نبیه صلی الله علیه وسلم سمیته کما سماه ولم نتکلف منه صفة سواه هذا ولا هذا ولا نجحد ما وصف الله به ولا نتکلف معرفة ما لم یصف به اعلم رحمک الله ان العصمة فی الدین ان تنتهی فی الدین حیث انتهی بک ولا تجاوز ما قد حد لک

(حمویہ ص ۵۲)

اپنے رسول کی زبان پر نام لیا ہے ہم بہی اوسکا ویسا ہی نام لین گے اِسکے علاوہ اور صفت کے نام لینے کا تکلف نکرینگے اور نہ اس صفت کا جسکا رسول نے نام لیا ہے انکار کرینگے دین مین بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ تو اس حد پر تہم جائے جس حد تک تجھے دین پہونچائے اوس حد سے آگے نہ بڑہے۔

اسی رسالہ مین ایک جگہہ معمر بن احمد اصبہانی سے نقل کرتے ہین خدا تعالے ہر شب

وینزل کل لیلة الی السماء الدنیا کیف شاء فیقول هل من مستغفر فاغفر له هل من تائب فاتوب علیه حتی یطلع الفجر ونزول الرب الی السماء بلا کیف وتشبیه ولا تاویل فمن انکر النزول او تاول فهو مبتدع ضال

(حمویہ ص ۲۶)

آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے اور یہہ نزول آسمان دنیا کی طرف بلا کیف وتشبیہ ہے جو اِس نزول کا منکر یا مؤول ہے وہ مبتدع وگمراہ ہے

اسی رسالہ مین ایک جگہہ امام ابو الحسن اشعری کی کتاب اختلاف المصلین ومقالات الاسلامیین سے نقل کرتے ہین کہ اہل سنت

ویقرون بالله تعالی یجیئ یوم

حضرت مرتضیٰ کو جناب شیخین سے افضل سمجھکر تسلیم مناقب و فضائل شیخین مین یہی کوتاہی نہین کرتے اور انکے اتباع و محبت مین سرگرم و ثابت قدم ہین اس قسم کے تفضیلی داخل اہل سنت ہین۔ دوسرے وہ جو اس تفضیل کے ساتھ جناب شیخین سے حسن عقیدت و محبت سے سروکار نہین رکھتے اس قسم کے تفضیلی شیعے و بدعتی ہین آپ فرماتے ہین

جواب سوال بایں آنکہ تفضیلیہ دو قسم اند اول کسانیکہ حضرت علی مرتضیٰ را بر شیخین تفضیل میدہند و در محبت شیخین و تعظیم آنہا و مناقب و مدایح آنہا و اتباع و روش و طریقہ و تمسک باقوال و افعال آنہا سرگرم و در اسخ قدم اند مانند آنکہ اہل سنت با وجود تفضیل شیخین بر جناب مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ بوجیکہ مذکور شد نسبت بجناب مرتضوی کمال رسوخ و محبت و طریقہ تمسک بقول و فعل آنجناب سرگرم و این قسم تفضیلیہ داخل سنیان* اند لیکن در این مسئلہ خطا کردہ اند و خلاف ایشانرا با جمہور اہل سنت از قبیل خلاف اشعریہ با ماتریدیہ باید فہمید امامت این قسم تفضیلیہ جائز است و نبذے از علماے اہل سنت و صوفیہ انہا بر ین قسم و روش بودہ اند مثل عبد الرزاق محدث و سلمان فارسی و حسان بن ثابت و بعضے دیگر صحابہ و قسم دیگر از تفضیلیہ کسانے ہستند کہ گویند ما را محبت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و اولاد و اتباع او و طریقہ اینہا و تمسک باقوال و افعال اینہا کافی است و شیخین و صحابہ دیگر را بد نگویم لیکن با اینہا سروکارے ہم ندارم نہ محبت و نہ عداوت نہ اتباع و نہ تمسک باقوال و افعال اینہا و نہ اعراض و این قسم تفضیلیہ بلاشبہ مبتدع اند و حکم امامت ایشان حکم امامت مبتدع است و ہیچکس از معتبران اہل سنت این قسم تفضیلی نبودہ اند"

یہ حصہ دوم نکتہ چینی اس نوجوان کی تینوں وجوہ کا جواب ہے جس مین یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بشہادت اثبات اہل سنت خصوصاً امام ذہبی جن کی نقل پر اس نوجوان کا اعتماد ہے امام عبد الرزاق رافضی نہین ایک قسم کا سنی ہے یا اس اعتقاد کا شیعہ جسپر اہل سنت کی

* یہ سنی تفضیلیہ بھی اسی تفضیلت جزئی جناب مرتضےٰ کو قائل ہوچکے تمام اہل سنت قائل ہین۔ شاید یہ لوگ جناب مرتضےٰ مین بہ نسبت حضرت شیخین کثرت فضائل کے قائل ہون۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اکابر ائمہ سفیان ثوری امام مالک امام ابو حنیفہ وغیرہ تہے اور اس کا حفظ وضبط بہی مسلم ہے خصوصاً روایات معمر مین کہ وہ اس مین ممتاز ہے۔ **اور خاص کر وجہ دوم** وسوم کا جواب یہ بہی ہے کہ ہمنے اس روایت عبد الرزاق کو اصل دلیل نہین ٹہرایا صرف اصل دلائل کے شواہد مین اسکو پیش کیا ہی۔ اور اصول حدیث مین ثابت ہو چکا ہے کہ شواہد ومتابعات مین ضعیف الحفظ اور متغیر الحال راوی کی روایت بہی لیجا سکتی ہے۔ لہذا عبد الرزاق کا روایات معمر مین خصوصاً اخیر عمر مین متغیر الحفظ ہونا تسلیم بہی کرلین تو اسکی اس روایت کی تسلیم سی کوئی مانع نہین ہے جبکہ فضیلت جزئی جناب شیخین وجناب مرتضی جسکا وہ اس روایت مین معمر سی ناقل ہی صریح آیات قرآنیہ وصحیح احادیث نبویہ سی ثابت ہی تو اس مین اس کے ضعف وتغیر کا کیا دخل وضرر ہے

شیخ امام ابو عمرو بن الصلاح کتاب علوم الحدیث کے نوع پانزدہم مین فرماتے ہین کہ

قال الامام ابو عمرو بن الصلاح فی النوع الخامس عشر من انواع علوم الحدیث ثم اعلم انہ قد یدخل فی باب المتابعات و الاستشہاد روایۃ من لا یحتج بحدیثہ بل یکون معدوداً فی الضعفاء۔ وفی کتاب البخاری ومسلم جماعۃ من الضعفاء ذکراہم فی المتابعات والشواہد ولیس کل ضعیف یصلح لذلک ولہذا یقول الدارقطنی وغیرہ فی الضعفاء فلان یعتبر بہ وفلان لا یعتبر بہ وقد تقدم التنبیہ علی نحو ذلک وقال قبل ذلک فی النوع الثانی لیس کل ضعف فی الحدیث یزول بمجیئہ من وجوہ بل ذلک

متابعات وشواہد مین اس راوی کی حدیث بہی لی سکتی ہین جسکی حدیث سی مستقل طور پر تمسک نکر سکین اور وہ ضعیف شمار کیا جاتا ہو اس قسم کی راوی بخاری ومسلم کی کتاب مین بہت ہین جنکی حدیث کو وہ دونو متابعات وشواہد مین لائی ہین پر اس امر کی لئی ہر ایک ضعیف راوی لائق نہین ہوتا اسی نظر سی دارقطنی وغیرہ نی کہا ہی کہ فلان راوی لائق اعتبار ہے اور فلان نہین ہے اسکو ہم پہلے بیان کر چکی ہین اور اس سے پہلے نوع دوم مین فرمایا ہی حدیث کا ضعف سبہی ایسا نہین ہوتا جسکو کئی طریق سے اس حدیث کا مروی ہونا دور کردی بلکہ یہ ضعف درجات مین متفاوت ہے بعض اقسام کا ضعف ایسا ہوتا ہی جسکو کئی طریق سے اسکا مروی ہونا دور کردیتا ہی یہ ضعف وہ ہی جو راوی کی حافظہ کی کمزوری سے باوصف اسکے صدق ودیانت کے پیدا ہو

یتفاوت فنہ ضعف یزیلہ ذالک بان یکون ضعفہ ناشیاً من ضعف حفظ راویہ مع کونہ من اھل الصدق والدیانۃ فاذا رایناما رواہ جاء من وجہ آخر علمنا انہ ممافظ حفظہ ولم یختل فیہ ضبطہ وکذلک اذا کان ضعفہ من حیث الارسال زال بمجیئہ من وجہ آخر مسند او مرسل ارسلہ من لیس بمعروف بالروایۃ عن الضعفاء وتقاعد ھذا الجابر عن جبر ما تفاوت ضعفہ کالضعف الذی ینشأ من کون الراوی متہما بالکذب او کون الحدیث شاذاً (علوم الحدیث ابن الصلاح)

جب ہم دیکھینگے کہ ایسے راوی کی حدیث اور طریق سے بھی آچکی ہے تو جان لینگے کہ اس روایت مین یہ شخص نہین بھولا اور اسکے حافظہ مین خلل نہین پڑا ایسا ہی وہ ضعف ہے جو حدیث کو مرسل کرنے (صحابی کا نام سند سے چھوڑ جانے) سے پیدا ہوا وہ بھی دوسرے طریق سے دور ہوجاتی ہے اور بعض اقسام کا ضعف حدیث ایسا ہوتا ہے جس کو کوئی طریق سے حدیث کا مروی ہونا دور نہین کرتا کیونکہ وہ ضعف سخت اور مضبوط ہوتا ہے اور اس کو پورا کرنے والا (تعدد طرق) کمزور ہے یہ وہ [illegible] بکذب ہونے یا حدیث کے شاذ ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ [illegible] اس نوجوان نے فقط کا ضعف بیان کیا ہے نہ اس کے صدق و دیانت کا [illegible] اصول مسلمہ اس کی روایت متابعات و شواہد مین بلا تفاوت مقبول ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ [illegible] اس نکتہ چینی اس نوجوان کی ایسی ہی فضول و بیجا ہے اور محض لاطائلی ہے کیونکہ [illegible] جیسا کہ نکتہ چینی نمبر اول تھی۔ شواہد آیندہ و مین اس [illegible] وقال نہین کی آیندہ اگر کچھ کریگا تو وہ غالب اس قسم ہی ہوگی کہ فلان راوی سند ہے اور فلان راوی شیعہ ہے اس کا جواب بھی ہماری طرف سے بھی کافی ہے جوان نکتہ چینیون کا جواب دیا گیا ہے۔ کوئی نئی بات وہ کہیگا تو اس کا جواب اور دیا جاویگا انشاء اللہ تعالے بالفعل بطور نصیحت اتنا کہا جاتا ہے کہ ائمہ دین (جنکی تصانیف و روایات سے [illegible] سنت بلا نکیر تمسک کرتے چلے آتے

ہین اُنکی جناب مین زبان طعن دراز نہ کری ورنہ اسکا سلسلہ دور تک پہنچیگا بخاری و مسلم سی
بہی اسکو انکار کرنا پڑیگا اور اپنی اتباع کو لئے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی جگہ کوئی اور دستور العمل
جس مین اس قسم کے مطعون ائمہ کا دخل نہو تیار کرنا ہوگا۔

(۳) بعض محدثین [illegible] شرح قصیدہ امالیہ مین منقول ہے کہ خلفا کا افضل ہونا
اولاد پیغمبر کے سوا اور لوگون کی نسبت ہے اس قول
مین تصریح کی مثل تلویح ہے کہ خلفا کو کلی فضیلت نہین
نسب مین اولاد پیغمبر سی وہ افضل نہین ہین +

(۴) امام ابو سلمان خطابی نے بعض مشائخ سی
نقل کیا ہی کہ حضرت ابوبکر حضرت علی سی بہتر ہین اور علی ابوبکر سی افضل ہین
اس قول مین بہی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ ان مین
ایک کو دوسری پر فضیلت کلی نہین ہے جزئی فضیلت ہے
جس کی نظر سے ہر ایک کو دوسرے سے افضل کہہ
سکتے ہین +

(۵) امام تاج الدین سبکی نے طبقات کبرے
مین مشائخ متاخرین سی نقل کیا ہے کہ وہ ختنین (دونو
داماد پیغمبر علی و عثمان) کو زوجیت بارہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سی افضل سمجھتے۔

(۶) امام علم الدین عراقی سی کتاب خصائص مین امام
سیوطی نے نقل کیا ہے کہ فاطمہ اور اس کا بہائی ابراہیم
بالاتفاق خلفا سی افضل ہین
ان دو اقوال مین بہی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ جناب شیخین

ولیکن بعضے از فقہاء محدثین در
شرح قصیدہ امالیہ نقل کردہ اند
کہ افضلیت خلفاے اربعہ خصوص
است باعداے اولاد پیغمبر خطابی از
بعض مشائخ نقل میکند کہ گفتند
ابوبکر خیر من علی و علی افضل من
ابی بکر و امام تاج الدین سبکی کہ از
اعاظم علماے شافعیہ است در طبقات
کبرے از مشائخ متاخرین نقل کردہ
است کہ ایشان تفضیل ختنین میکنند
از جہت ثبوت زوجیت بالضعہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم و شیخ جلال الدین
سیوطی در کتاب خصائص از امام
علم الدین عراقی نقل کردہ است کہ
فاطمہ و برادر او ابراہیم بالاتفاق
افضل اند از خلفا [illegible]
[illegible] افضل [illegible]

من النبی صلعم احداً فرمود من کیے را از جگر پارہ رسول اللہ تفضیل نمیدہم این تفضیل نسبت بدیگران باشد (تکمیل الایمان صفحہ ۴۰)

کو اور ون پر کلی فضیلت نہین ہے نسب مین اولاد نبی ان سے افضل ہے۔

(۷) امام مالک سے منقول ہے وہ کہتے کہ مین آنحضرت کے جگر پارہ سے کسیکو افضل نہین سمجھتا۔ یہ تفضیل

(جو خلفا کو حاصل ہے) اورون کی نسبت ہے

اس قول مین بھی پہلے کی مثل تلویح ہے کہ جناب شیخین کو اورون پر کلی فضیلت نہین ہے

(۸) شیخ عبدالحق رح نے ان اقوال کو تکمیل الایمان مین مقام معارضہ مین نقل کر کے انکا جواب ایسا دیا ہے کہ وہ ہمارے مشایخ ثلثہ (حضرت شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و مولانا اسمٰعیل شہید) کے بیان کا از سر تا پا موید ہے اور اسکے عین مطابق و موافق ہے۔ اس مین شیخ صاحب نے صاف فرمادیا ہے کہ جناب شیخین کو بعض وجوہ کثرت ثواب نفع رسانی بحق اسلام وغیرہ مین فضیلت ہے نہ من کل الوجوہ جس مین علم و نسب و شجاعت وغیرہ کمالات ذاتیہ بھی شامل ہون۔ اقوال مذکورہ کو نقل کرنیکے بعد آپ فرماتے ہین "این ہمہ روایات ضرر بمقصود ندارد و منافی فضل عمار نیست (چنانچہ تحریر کردہ آمد) اثبات افضلیت بوجہے حاصل است و آن بہ مفضولیت بوجہے دیگر منافات ندارد و این فضائل* کہ ذکر کردہ شد راجع بکثرت ثواب و نفع اہل اسلام نیست بلکہ بمزید شرف نسب و کرامت جوہر ذات است چہ شک نیست کہ در اولاد پیغامبر عم اجزاے اویند شرفے و شائبے است کہ در ذات شیخین نیست ہیچکس را در پنجا مجال توقف و انکار نخواہد بود و با وجود آن ثواب شیخین اکثر و نفع در اسلام و اہل آن اعظم و افزون است بآنکہ از قول خطابی کہ از بعض مشایخ خود نقل کردہ است نیک در نتوان یافت کہ چہ مقصود دارد خیریت چیست و افضلیت بکدام است کہ گفتہ است ابوبکر خیر من علی و علی افضل من ابی بکر اگر مراد خیریت ابوبکر از وجہے است و افضلیت

* گو اس کثرت ثواب مین اورون کو کلام ہے چنانچہ عنقریب شیخ مواقف وغیرہ سے منقول ہوگا

** یعنی فضائل مرتضیٰ علیہ السلام۔

نوٹس۔ نمبر پنجم و ششم جنمین مضمون عکس ترقی معکوس تمام ہوا ہی چھپ رہی ہین عنقریب تقسیم ہوگی۔ مگر انہی لوگونکو جو نمبر ۴ وصول پاکر فوراً زر مطلوب ادا کرینگے۔ اور جو حضرات اسمین توقف کرینگے وہ ان نمبرونکو جلد پاوینگے۔

علی از وجہے دیگر پس سخن است بیرون از دائرہ خلاف وخارج از محل نزاع واگر مراد از خیریت کثرت ثواب است واز افضلیت وجوہ دیگر مثل شرف ذات وکرامت نسب وامثال آن پس منافی بمقصود ندارد واگر غرضے دیگر است بیان کند تا معلوم شود کہ حقیقت حال چیست واللہ اعلم"

اور اس سے پہلے بصفحہ ۳۹ آپ نے فرمایا ہے مقام ثانی آنکہ فضیلت خلفاے اربعہ بر ترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی ومراد از افضلیت اکثریت ثواب است عند اللہ وتحریرش چنانکہ علما کردہ اند آنست کہ قول ما فلان افضل تر است از غیر خود زیادت ورجحان آن فلان را طلب نسبت بآن غیر واین رجحان تواند کہ بجمیع وجوہ در جمیع صفات باشد یعنی در ہر صفتے کہ تصور کند وموازنہ نمایند آن فلان راجح آید وکامل بود یا در مجموع صفات من حیث المجموع واین بہ آن جمع شود کہ در مفضول صفتی از صفات کمال باشد کہ در فاضل نبود تواند کہ آن رجحان از وجہے خاص ومعنی مخصوص باشد ومحل خلاف درین مسئلہ رجحان بہ این وجہ خاص است یعنی کثرت ثواب عند اللہ نہ بوجوہ دیگر مثل زیادت علم وشرف نسب وقوت ملکات نفسانیہ مثل شجاعت وشہامت وامثال آن [illegible] در عرف فضیلت خوانند ومخصوص جوہر نفس ولازم وے بود واین منافات ندارد برجحان آن غیر در احاد فضائل دیگر یا در مجموع فضائل من حیث المجموع واسباب کثرت ثواب آثر وفضائل بود کہ منافع ونتائج آن بدین اسلام راجع ومتعدی گردد مثل سبقت ایمان ونصرت در دین وتقویت اسلام وامداد مسلمانان وکثرت خیرات وہدایت ناس وامثال آن میگویند کہ این صفات در ذات ابوبکر بیشتر است۔"

اور لمعات شرح مشکوٰۃ مین اس حدیث کی شرح مین کہ حضرت ابوبکر سے حضرت عمر نے

عن جابر قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلعم فقال ابوبکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلعم	کہا اے خیر الناس بعد رسول اللہ تو حضرت ابوبکر نے جواب مین یہ فرمایا کہ تم نے یہ کہا ہے تو مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ

یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰)
قال الشیخ عبد الحق فی اللمعات وجوہ تمیز مختلفۃ متعددۃ فلا منافاۃ بین کل منھما مع کون ابی بکر افضل من جھتہ کثرۃ الثواب۔"

سنا ہوا ہے کہ عمر سے کسی بہتر شخص پر آفتاب نے طلوع نہیں کیا (یعنی یہ شعاع آفتاب کوئی ان سے افضل نہیں) شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ بہتر ہونے کے وجوہات جداگانہ اور کئی ہوا کرتے ہیں لہذا ان دونو کے ایک دوسرے سے افضل ہونے میں کچھ مخالفت نہیں (یعنی ایک کسی وجہ سے افضل ہیں دوسری اور وجہ سے) مہذا صدیق اکبر کثرت ثواب میں حضرت عمر سے افضل ہیں۔" اس قول میں شیخین کی باہمی فضیلت کے جزئی ہونے پر صاف تصریح ہے۔"

(۹) ملا علی قاری نے بھی اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ حضرت عمر کا سب سے افضل ہونا انکے ایام خلافت کے لوگوں کی نسبت ہے یا ابوبکر کے بعد اور صحابہ کی نسبت یا خاص وصف عدالت میں یا امور سیاست (ریاست) میں۔ یا اسی قسم کے اور اوصاف میں یہ اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ حدیث اور وہ احادیث جن میں

قولہ خیر من عمر ھو اما محمول علی ایام خلافتہ او مقید ببعد ابی بکر او المراد فی باب العدالۃ او فی طرق السیاست ونحو ذالک جمعا بین الالفاظ الواردۃ فی السنۃ (مرقات شرح مشکوٰۃ۔)

صدیق اکبر وغیرہ کو افضل کہا گیا ہے باہم متفق ہو جائیں۔ اس قول میں بھی صاف تصریح ہے کہ فضیلت صدیق اکبر کلی نہیں ہے جزئی ہے بعض امور سیاست وغیرہ میں حضرت عمر کو اوپر ترجیح ہو سکتی ہے۔"

(۱۰) حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے چنانچہ **خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب** میں ان سے نقل کیا ہے کہ حقائق و معارف میں ہمارے پیشوا ان امور میں آنحضرت

قال الجنید صاحبنا فی ھذا الامر اشار الی ما تضمنہ القلوب وادمی الی حقائقہ

واولہ بعد نبینا صلعم علی بن ابیطالبؑ ذلک امرؤ اعطی علماً لدنیاً (فصل الخطاب)

کے بعد سب سے اول جناب مرتضےٰ ہین جنکو خدا نے علم لدنی عطا فرمایا ہے۔"

(۱۱) شیخ محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ مین فرمایا ہے کہ سب لوگون سے زیادہ تر

واقرب الناس الیہا ای الی رسول اللہ صلعم علی بن ابیطالب امام العالم واسرارہ الانبیاء اجمعین (فتوحات مکیہ)

آنحضرت کی جناب مین صاحب قرب علی بن ابیطالب ہین جو جہان کے امام تھے اور سب نبیون کے بھید۔"

ان دونو اقوال اکابر صوفیہ مین یہی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ علوم لدنی و حقائق اسرار مین علی مرتضےٰ سے جناب شیخین افضل نہ تھے بلکہ ان مین جناب مرتضےٰ پر فضیلت رکھتے ایسا ہی اور صوفیاے کرام و اولیاے عظام نے فرمایا ہے جن کے اقوال کی تفصیل مین بہت تطویل متصور ہے۔

(۱۲) امام احمد بن حنبل کا یہ قول کہ جو شخص شیخین سے علی مرتضےٰ کو فضیلت و امامت مین

قال الامام احمد من فضل علیاً علی ابی بکر وعمر او قدمہ علیہما فی الفضیلۃ والامامۃ دون النسب فھو رافضی مبتدع (رسالہ نوجوان ص۳۹)

بجز نسب افضل کہے وہ رافضی ہے۔ شرح عقائد سفارینی سے فریق منکر نے نقل کیا ہے اس مین یہی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ مین مرتضےٰ کو شیخین افضل نہین اس مین جناب مرتضےٰ حضرت شیخین سے افضل ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جناب شیخین کو حضرت مرتضےٰ پر کلی فضیلت نہین۔

(۱۳) امام ابوسلیمان خطابی کا وہ قول جو ہم نے اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۲ مین بصفحہ ۱۶۰ نقل کیا ہے اس مین یہی تصریح کی مثل تلویح ہے کہ جناب شیخین کو باقی سب صحابہ پر کلی فضیلت نہین ان امور مین فضیلت ہے جو مشاورت کے متعلق ہین اور ابن عمر کی کلام مین انہی لوگون پر ان کی فضیلت بیان ہوئی ہے جو اس وصف سے موصوف تھے نہ سب ہی صحابہ پر

آپ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر نے جو حضرت ابوبکر و عمر کو اور صحابہ سے افضل کہا ہے۔ انکے بعد سب کو یکسان ٹھیرایا ہے اس قول میں ان کی مراد بڑھے اور سن لوگ ہیں جنسے آنحضرت صلعم بوقت غم و فکر مشورہ لیا کرتے اور اس وقت حضرت علی کم سن تھے (یعنی لائق مشورہ نہ تھے) لہذا اس کلام میں حضرت علی کی تحقیر رتبہ مقصود نہیں اور نہ حضرت عثمان کے بعد ان کے درجے کو ہٹانا مد نظر ہے۔"

قال الخطابی وجهه انه اراد الشیوخ وذوی الاسنان منهم الذین کان رسول الله صلعم اذا حزبه امر شاورهم وکان علی فی زمانه حدیث السن ولم یرد ابن عمر الازراء بعلی ولا تاخیره عن الفضیلة بعد عثمان (کرمانی شرح بخاری)

ہر چند امام خطابی کا اصل مطلب و مقصود اس کلام سے اس اعتراض کا دفع کرنا قرار دین و تسلیم کرلین جو کرمانی نے اس کلام کو نقل کرنے سے پہلے بیان کیا ہے کہ "ابن عمر نے خلفاے ثلثہ کے بعد سب صحابہ کو یکسان ٹھیرایا ہے حالانکہ ان سب سے حضرت مرتضےٰ افضل ہیں" ولیکن یہ مطلب امام خطابی نے ایسے الفاظ میں ادا کیا ہے جن میں صاف پایا جاتا ہے کہ اس قول ابن عمر میں سبھی اصحاب کی نسبت فضیلت خلفاے ثلثہ کا بیان مقصود نہیں جن میں حضرت مرتضےٰ بھی شامل ہوں بلکہ خاص کر ان بڈھے اور سن اصحاب کی نسبت (جن سے آنحضرت مشورہ لیا کرتے) بیان فضیلت مقصود ہے جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت کلی، اور کل صحابہ پر نہیں۔ جزئی اور خاص امور مشاورت میں اور خاصکر ان صحابہ کی نسبت ہے جو آنحضرت صلعم کے مشیر اور امور مشاورت و سیاست میں آپ کے وزیر و وبیر تھے۔"

نوجوان فریق سنکر نے امام خطابی کے اس مطلب و الفاظ کو خود نہیں سمجھا پھر الٹا ہم پر یہ طعن کیا ہے کہ "مولوی صاحب کو ابو سلمان خطابی کی عبارت سمجھنے میں تسامح واقع ہوا ہے" عزیزمن! کے آمدی و کے پیر شدی! ابھی کتب و عبارات کے الفاظ تو سیدھے کر و پھر فہم

مطلب کے مدعی بننا - اور فہم سابقین کی غلطی نکالنا تو ہنوز دلی دور است کا مصداق ہے زیادہ کیا کہیں -

ان اقوال سیزدہ گانہ سے ہمارے حضرات ثلثہ (شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و مولانا اسمعیل شہید) کے کلام کی پوری تائید ہوئی اور یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ جو فضیلت شیخین کا جزئی نہ کلی ہونا ان حضرات نے بیان کیا ہے یہ صرف انہی حضرات کی تجویز نہیں - اکابر سلف صالحین صحابہ و تابعین اور انکے خلف آئمہ مجتہدین و محدثین اور انکے اتباع متقدمین و متاخرین و صوفیہ صافیہ یہی اسی فضیلت جزئی کے قائل ہیں اور انکے منطوق یا مفہوم کلام سے اس فضیلت کا جزئی ہونا ثابت ہے -

ان اکابر سلف و خلف کے علاوہ بہت سے اکابر صحابہ و تابعین وغیرہ آئمہ دین (صدیق اکبر - علی مرتضے - ابوہریرہ - عائشہ - امام حسن (صحابہ) شقیق - سعید ابن المسیب - ابوالاسود الدیلی - یحییٰ بن یعمر - حکم بن عتیبہ - حبیب بن ابی ثابت - سعید بن فیروز - منصور بن معتمر - سعید بن عمرو - سلمہ بن کہیل - سلیمان بن مہران فضیل بن عیاض - عبیداللہ بن موسیٰ - ابونعیم فضل بن دکین - خالد بن مخلد - علی بن المدینی - یعقوب بن اسحاق (تابعین وغیرہ) سے اسی مضمون کے اقوال جنمیں سبھی صحابہ کی باہمی فضیلت کا جزئی نہ کلی ہونا ثابت ہوتا ہے دواوین سنت مستدرک حاکم - سنن نسائی - جامع ترمذی - تصانیف ابی نعیم - تصانیف ابن خزیمہ - اصابہ حافظ ابن حجر - استیعاب امام ابن عبدالبر وغیرہ میں منقول و موجود ہے ولیکن ان سب کی تفصیل کے لئے ایک دفتر طویل چاہئے - ہماری اس مختصر بیان کو فریق منکر نے ناکافی سمجھا اور اس کا تہذیب و انصاف کے ساتھ کافی جواب دیدیا تو آئندہ ہم ان اقوال و آثار کی پوری تفصیل کرینگے - انشاء اللہ تعالے - یار باقی صحبت باقی -

انه قیامة کما قال الله تعالی وجاء ربک والملک صفا صفا وان الله تعالی یقرب من خلقه کیف شاء ونحن اقرب الیه من حبل الورید

(تفویۃ ص ۴۳)

معترف ہین کہ خدا یتعالے قیامت کے دن آئیگا چنانچہ خدا یتعالے نے فرمایا ہے تیرا رب اور فرشتے صفین باندہکر آئینگے اور اسبات کے معترف ہین کہ خدا یتعالے مخلوق سے جسطرح اوس نے چاہا ہے قریب ہے چنانچہ اوسنے فرمایا ہے ہم انسان سے اس رگ جان سے زیادہ نزدیک ہین۔

اسی صفحہ مین ایک جگہہ امام اشعری کے رسالہ ابانہ سے نقل کیا ہے کہ ہم دل سنت و اہل حدیث ان سب روایات کو جو نزول کے باب مین وارد ہین تصدیق کرتے ہین اور اسکی تغییر یا تاویل مین از خود کچھہ بدعت نہین نکالتے اور خدا کی نسبت وہ بات نہین کہتے جسکا ہمکو خدا کی طرف سے اذن نہین یہی کہتے ہین کہ خدا یتعالے قیامت کے دن آئیگا جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے تیرا رب اور فرشتے صفین باندہ کر آئین گے اور یہہ کہتے ہین کہ خدا تعالے اپنے بندون سے قریب ہے جیسا اوسنے چاہا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ہم انسان سے اسکی رگ جان سے زیادہ قریب ہین اور فرمایا کہ خدا یتعالے نے اپنے رسول

وانه ینزل الی السماء الدنیا ولا نتوهم فی ذلک کیفیة ولا نقول فیه بعقولنا ولا یخطر علی قلوبنا الا کما یخطر علی قلوب العامة نؤمن بالنزول ولا نحد فیه حدا نقول ینزل بلا نقلة ولا حرکة ولا یصل الیه احد من خلقه ولا یجوز علیه ما یجوز علی المخلوقین تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا ولا نقول ینزل خلوا من العرش ولا نقول ان العرش ایضا ینزل بل نقول ان الله تعالی ینزل کیف شاء کما قال وجاء ربک والملک صفا صفا وقال یقرب من عباده کیف شاء کما قال ونحن اقرب الیه من حبل الورید وکما قال لهم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۔

(ص ۸۸)

بقیہ یہہ اس کہ بیت کے معنے مین ایک قول ہے۔ دوسرا قول (جو حضرت عائشہ وغیرہ کا قول ہے) یہ ہے کہ اس آیہ مین حضرت جبرئیل کا قرب آنحضرت سے بیان ہوا ہے۔

اس مختصر بیان اور اسکے متضمن اقوال ونقول سے اتنا تو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بدلالت کتاب وسنت (جنکا ایک حصہ ازالۃ الخفا اور اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۲) مین منقول ہی اور بشہادت اکابر سلف وخلف اہل سنت جنکے اقوال اس پرچہ مین موجود ہین (یعنی (صحابہ سے) سلمان[1]۔ حسان[2]۔ ابوذر[3]۔ مقداد[4]۔ خباب[5]۔ جابر[6]۔ ابوسعید[7]۔ زید بن ارقم[8]۔ وغیرہ (اور تابعین وغیرہ مجتہدین ومحدثین سے) معمر[9]۔ وکیع[10]۔ امام مالک[11]۔ امام احمد[12] بن حنبل۔ امام عراقی۔ امام عبدالرزاق[13]۔ امام ابن عبدالبر[14]۔ امام خطابی[15]۔ جنید بغدادی[16] شیخ محی الدین عربی[17]۔ شیخ عبدالحق دہلوی[18]۔ ملا علی قاری[19]۔ حضرت شاہ ولی اللہ[20]۔ شاہ عبدالعزیز[21]۔ مولانا محمد اسمعیل شہید[22]۔ وغیرہم) جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر بلکہ کسی صحابی کو دوسرے پر کلی فضیلت نہین۔ اس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ امر دوم کے متعلق ہمارا فیصلہ ایسا صحیح وقطعی ہے جسکا اپیل ناممکن ہی اور اس مین فریق منکر کے عذر وحیلہ کی گنجایش نہین۔ اس فیصلہ ومباحثہ سے ہمارا وہ وعدہ یا دعوی بھی پورا ہوا جو اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۲ مین ہم نے کیا اور کہا تھا کہ "فضیلت جزئی صرف میری تجویز نہین ہی مجھ سے پہلے اکابر اہل سنت سے بھی یہ تجویز صادر ہوچکی ہے ان کا نام مین تب بتاؤنگا جب اس تجویز پر کسیکو معترض پاؤنگا"۔ اس وعدہ کے ایفا کی طالب (امید ہے) اس بیان کو کافی وشافی سمجھینگے اور ہمارے اس دعوی کی نسبت گمان غلطی یا تقدیم سے اب رجوع کرینگے۔ اور جس شخص نے اس دعوی کے مقابلہ مین کہا تھا کہ "فضیلت جزئی سے تاویل کرنیکا سلف مین کوئی قائل نہین"۔ یہ تاویل جزئی کی بعض متاخرین نے نکالی ہے" اسکے قول کو محض لاف وگزاف خیال کرینگے واللہ ولی التوفیق۔

فیصلہ امر سوم کی مخالفین سے بحث

امر سوم کے متعلق ہمارے فیصلے کا ماحصل یہ ہی کہ فی الجملہ فضیلت شیخین قطعی ہے۔ اور کلی فضیلت قطعی کیا ہوگی ظنی ہی نہین۔ اور نہ کوئی سنی اس کا مدعی وقائل ہے۔ اور

اگر اس کا ظنی ہونا کسی دلیل سے ثابت ہو اور کوئی سنی اس کا قائل نکل آوے تو وہ اعتقاد سنیت کا مدار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ باب اعتقادمین ظن و تضلیل پر اعتماد جائز نہیں۔

اس فیصلہ مین ہم نے تین دعوی کئے ہین (۱) فی الجملہ فضیلت قطعی ہے۔ (۲) کلی فضیلت ظنی طور پر بھی ثابت نہین چہ جائی قطعیت اور کوئی سنی اس کا مدعی نہین۔ (۳) ہو تو باب اعتقاد مین اس پر اعتماد جائز نہین۔

ان دعاوی سے پہلے دعوی مین تو مخالفین کو نزاع نہین۔

دوسرے دعوی پر دلیل یہ ہے کہ کتاب و سنت مین کوئی نص (قطعی یا ظنی) اس مضمون کی وارد نہین ہے کہ جناب شیخین یا کسی اور صحابی کو دوسرے صحابہ پر کلی فضیلت ہے جسقدر نصوص فضائل صحابہ مین قران و حدیث مین وارد ہین ان مین جزئی فضیلت صحابہ کی پائی جاتی ہے و بس۔ اور اقوال آئمہ اہل سنت مین (جو کتب اہل سنت مین منقول ہین) بھی کہین دعوی کلیت فضیلت کا نام و نشان نہین * یہ بات ناظرین کو کتب سنت و اہل سنت کی طرف مراجعت کرنے سے یقیناً معلوم ہو سکتی ہے۔ جو لوگ اصل کتب حدیث کو نہ دیکھ سکین وہ ازالۃ الخفا اور اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۲ اور نمبر ۱ و ۲ و ۳ جلد ۱۰ ملاحظہ کرین۔ اور نمبر ہذا مین عبارات معتبرات اہل سنت جو عنقریب منقول ہونگی ملاحظہ مین لائین۔ جن سے ان کو یقین ہوگا کہ کلیت فضیلت نہ نصوص کتاب و سنت سے ثابت ہے نہ کوئی سنی اس کا مدعی ہے۔ اس قسم کی دلیل کو فقہا عدم وجدان † دلیل اور عدم النقل سے تعبیر کرتے ہین۔ اور جو اس قسم کی دلیل سے نفی نکالی جاتی ہے اسکو نفی بالاصل و عدم اصلی کہتے ہین جس پر بہت سے احکام شرعیہ عملیہ و اعتقادیہ کی بنا قائم کر چکے ہین۔ یہ

* حتی کہ فریق منکر حامی اور اس فساد اختلاف کے بانی مبانی نے بھی کلیت کا دعوی نہین کیا۔ (دیکھو نوٹ صلہ)

† دیکھو محصول امام فخر الدین رازی۔ اور ہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ۔

بات یہی کتب فقہا و اصولیین مین مصرح و مشرح ہے جس کی تفصیل کا یہ محل نہین اور فی الجملہ تائید اس کی عبارات آیندہ مین (جو یقینی ہونے وفضیلت کے نفی مین عنقریب مذکور ہونگی) موجود ہے۔

تیسرے دعوی کی دلیل یہ ہے کہ ظن اور ظنی دلائل پر گو عمل مین اعتماد جائز اور شرع سے ثابت ہے ولیکن باب اعتقاد مین ظن وظنیات پر اعتماد کرنے سے قرآن مانع ہے اور یہی قرار داد علماے اسلام ہے۔

قرآن مجید مین فرمایا ہے شتاب منکر کہینگے خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ ہم کسی چیز کو (اپنی طرف سے) حرام بناتے۔ ایسا ہی ان سے پہلون نے جھٹلایا یہانتک کہ ہمارا عذاب چکھ لیا تو ان سے کہدی تمہارے پاس (اس بیان پر) کوئی یقینی سند ہے جسکو نکال سکو۔ تم تو ظن ہی کے پیچھے لگتے اور اٹکل دوڑا رہے ہو۔

سیقول الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا من شیئ کذلك کذب الذین من قبلهم حتی ذاقوا باسنا قل هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون (انعام ع ۱۸)

اور **فرمایا** ان مین بہت لوگ ظن ہی کے پیچھے لگتے ہین اور ظن حق کا کام کچھ نہین دیتا اللہ جانتا ہے جو یہ کرتے ہین۔

وما یتبع اکثرهم الا ظنا وان الظن لا یغنی من الحق شیئا ان الله علیم بما یفعلون (یونس ع ۴)

پہلی آیت کی تفسیر مین قاضی بیضاوی نے کہا ہے اس آیۃ مین ظن کی پیروی کی ممانعت پائی جاتی ہے۔ خصوصاً اعتقادی مسائل مین شاید یہ ممانعت اس موقع پر ہو جہان ظن کے مقابلہ مین کوئی یقینی امر ہو۔ کیونکہ آیۃ کا مورد نزول ایسا ہی موقع ہے۔

فیه دلیل علی المنع من اتباع الظن فیما لا یصول ولعل ذلك حیث یعارضه قاطع اذ لا ظنیة فیه (بیضاوی ص۲۷۳)

لفظ "شاید" قاضی بیضاوی نے اس خیال سے بولا ہے کہ الفاظ قران کے عموم کا اعتبار ہی نہ خاص مورد نزول کا۔ اور یہ امر بہت سی آیات واحادیث سے ثابت ہے۔ اور اسیکے موافق علماے اسلام کا زمانہ صحابہ سے عمل چلا آیا ہے۔ لہذا اس آیہ مین ہر ایک ظنی امر کی اتباع سے باب اعتقاد مین ممانعت ہے۔ اسکو اس ظنی امر سے (جس کے مقابلہ مین کوئی قطعی امر ہو) خاص کرنا صحیح نہین ہے۔

اور بیضاوی نے دوسری آیہ کی تفسیر مین کہا ہے اس آیہ مین اس امر کی دلیل پائی جاتی ہے کہ باب اعتقاد مین یقین حاصل کرنا واجب ہے اس مین ظن وتقلید پر اکتفا جائز نہین خدا کا یہ فرمانا کہ خدا جانتا ہے جو وہ کرتی ہین اتباع ظن اور ترک دلیل پر عذاب سے ڈرانا ہے۔

فیہ دلیل علی ان تحصیل العلم فی الاصول واجب والاکتفاء بالتقلید والظن غیر جائز "ان اللہ علیم بما یفعلون" وعید علی اتباعہم للظن واعراضہم عن البرہان (بیضاوی ص۳۰)

ایسا ہی دوسری آیہ کی تفسیر مین نواب صاحب بھوپال نے فتح البیان مین فرمایا ہے

قال الکرخی وفیہ دلیل علی ان تحصیل العلم فی الاصول واجب والاکتفاء بالتقلید والظن غیر جائز وقیل المراد بالاکثر الرؤساء ثم اخبرنا اللہ سبحانہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا لان امر الدین انما یبنی علی العلم وبہ یتضح الحق من الباطل والظن لا یقوم مقام العلم ولا یدرک بہ الحق ولا یغنی عن الحق فی شئی

آپ فرماتے ہین کرخی نے کہا ہے اس آیہ مین اسبات کی دلیل پائی جاتی ہے کہ باب اعتقاد مین علم (یعنی یقین) حاصل کرنا واجب ہے اور ظن وتقلید کو کافی سمجھنا جائز نہین۔ کیونکہ دین یقین ہی بتاتا ہے اور اسی یقین سے حق واضح ہوتا ہے اور ظن اس کے

تلویح مین ہے۔ ان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب لان التمسک انما ہو باللفظ وہو عام وخصوص السبب

من الاشیاء والجملة مستانفة لبیان شان الظن وبطلانه ومن بمعنی عن والحق بمعنی العلم (فتح البیان جلد ۲ ص ۲۵۸)

قائم مقام نہین ہو سکتا - اور اس سے حق معلوم نہین ہوتا - وہ ظن کسی امر مین حق کا کام نہین دیتا خدا کا یہ فرمانا ظن کے باطل ہونے کے بیان کے لئے ہے اس مین حق سے علم مراد ہی -

امام رازی نے فرمایا ہی "مسائل اعتقادیہ یقینیہ مین ظن پر اعتماد جائز نہین - امام سیوطی نے

قال الامام الرازی والظن لا یعول علیه فی المسائل الاصولیة القطعیة وحسبک بهذا الکلام من الامام (تفسیر اتقان ص ۲۸۹)

امام رازی کا یہ کلام تفسیر اتقان مین نقل کر کے فرمایا ہے - تجھے یہ کلام اس امام کا اسباب مین بس ہی -

بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت مین فرمایا ہے اعتقاد ظن سے حاصل نہین

لان الاعتقاد لا یحصل مع الظن بخلاف الاعمال - (شرح مسلم الثبوت)

ہوتا ہان اعمال مین ظن پر بہی عمل جائز ہے -

علامہ تفتازانی نے تلویح مین فرمایا ہے اعتقادی مسائل اکے دکے راویون کی حدیثون

اذ الاعتقادیات لا یثبت باخبار الاحاد لابتنائها علی الیقین - (تلویح ص ۲۳)

سے ثابت نہین ہوتے - کیونکہ اعتقادیات کی بنا یقین پر ہوتی ہے -

لا ینافی عموم اللفظ ولا یقتضی اقتصاره علیه ولانه قد اشتهر من الصحابة ومن بعدهم التمسک بالعموم الواردة فی حوادث واسباب خاصة من غیر قصر لها علی تلک الاسباب فیکون اجماعاً علی ان العبرة لعموم اللفظ وذلک کآیة الظهار نزلت فی خولة امرأة اوس بن الصامت وآیة اللعان فی هلال بن امیة وآیة السرقة فی سرقة رداء صفوان او سرقة المجن وکقوله صلعم ایما اهاب دبغ فقد طهر ورد فی شاة میمونة قوله علیه السلام خلق الماء طهور لا ینجسه شئی الا ما غیر طعمه او لونه او ریحه ورد جواباً للسوال عن بئر بضاعة - (تلویح ص ۶۴ ومثله فی ص ۲۷۵)

علامہ ہارون نے ناظورۃ الحق مین لکہا ہے۔ تو جان چکا ہے کہ باب اعتقاد مین ظن

وقد عرفت ان باب الاعتقاد لا یجری فیہ الظن والقیاس ولا یثبت بالاجتہاد وآراء الناس بل الحق بتّ ولا یتصور فیہ خلاف وتفوت (ناظورۃ الحق)

وقیاس جاری نہین ہوتا اور اعتقاد اجتہاد اور لوگون کی راے سے ثابت نہین ہو سکتا اس مین حق قطعی ہوتا ہے جس مین اختلاف متصور نہین۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین بجواب قول شیخ علاء الدین قونوی کے کہ جمعرات اور جمعہ کے دن اہل قبور سے عذاب اٹہایا جاتا ہے پہر وہ قیامت تک عود نہین کرتا

لا یخفی ان المعتبر فی العقائد ھو الادلۃ الیقینیۃ واحادیث الاحاد انما تکون ظنیۃ اللھم اذا تعدد طرقہ بحیث صار متواتراً معنویاً فحینئذٍ تکون قطعیاً (شرح فقہ اکبر ص۸)

ومن المعلوم عند ارباب العلوم واصحاب الفہوم ان مبنی العقائد علی الادلۃ القطعیۃ لا علی الحجج الظنیۃ المفیدۃ فی المسائل الفقہ الفرعیۃ وذلک لقولہ تعالیٰ فی ذم الکفار ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً فاعرض عن من تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوٰۃ الدنیا ذلک مبلغھم من العلم ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بمن اھتدی والآیات فی ھذا المعنی کثیرۃ والاحادیث شھیرۃ

فرمایا ہی یہ بات مخفی نہین کہ عقائد کے باب مین یقینی دلائل معتبر ہین نہ اکّے دُکّے راویونکی حدیثین جو ظنی ہوتی ہین ہان جبکہ وہ کئی طرق (راویون سے) مروی ہون اور تواتر معنوی کو پہنچ جائین تو اس وقت وہ بہی قطعی ہو جاتے ہین۔

اور رسالہ سم الفوارض فی ذم الروافض مین آپ نے فرمایا ہے اہل علم و صاحب فہم یہ بات جانتے ہین کہ عقاید کی بنا قطعی دلائل پر قائم ہوتی ہے نہ ظنی دلائل پر جو مسائل فرعیہ فقہیہ مین کام دیتے ہین کیونکہ خدا تعالیٰ نے کافرون کی مذمت مین فرمایا ہی کہ وہ ظن ہی کے پیچہے لگتے ہین۔ اور ظن حق کام نہین دیتا تو اس سے منہ پہیر لے جو ہماری نصیحت سے پہر جاتا ہے اور بجز زندگی دنیا کے کچہہ نہین چاہتا

والاجماع منعقد عند من توجد معرفة لدیہ۔ (سم الفوارض)	وہی انکی سمجھہ کی حد ہے تیرا رب اسکو خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے بہکا ہوا ہے اور جو اسکی

راہ پر ہے۔" اور اس باب مین آیات بکثرت موجود اور احادیث مشہور ہین اور اسپر اجماع قائم ہی ان لوگونکی نزدیک جنکو علم ہے۔

ایسا ہی شیخ عبدالحق نے **تکمیل الایمان** مین فرمایا ہے اور کتاب **جذب القلوب الی دیار المحبوب** مین آپ نے فرمایا ہے شیخ علاؤالدین قونوی کہ از محققین علماے شافعیہ است میگوید کہ آنچہ بر من ظاہر مے شود اینست کہ اعتقاد حیات انبیاء علیہ السلام در قبور و وجود ایشان در وی بوجہیکہ پیش از وفات ثابت بود استمرار و استقرار ایشان در قبور ہمبرین وجہ از مسائل فروع نیست کہ در وے بدلائل ظنیہ غیر قطعیۃ اکتفا رود و بمشاہدہ عیانی ثابت شدہ کہ حیاتے کہ ایشان را پیش از وفات ثابت بود زوال پذیرفتہ و فانی شدہ و عود آن حیات را دلیلے قطعی و حجتے ساطع باید تا اعتقاد بدان صورت بندد" ان اقوال کی تائید اقوال آیندہ مین (جو یقینی نہونے فضیلت شیخین مین عنقریب منقول ہونگے) یہی پائی جاتی ہے اور ان کے خلاف پر ہم نے کوئی دلیل نہین پائی اور نہ کسی محقق عالم کی اس کے خلاف پر تصریح دیکہی ہے۔ **بالجملہ** باب اعتقاد مین ظن پر اعتماد کا عدم جواز ایسا مسئلہ ہے جسکو متفق علیہ کہا جاے (چنانچہ ملا علی قاری نے کہا ہی) تو کچہہ مبالغہ و مجازفہ نہین ہے۔

مگر افسوس صد افسوس ہماری زمانہ کی بڑی بڑی مجتہدین و علما (کیا محدثین اور کیا فقہا) نے اس اتفاقی اصول کو پس پشت ڈال رکہا ہی اور اثبات عقاید اسلامیہ یا سنیہ مین ان کا عمل اس اصول کے بالکل مخالف ہی جس عقیدہ کو کوئی اعتقاد اہل اسلام یا اعتقاد اہل سنت بنانا چاہتا ہی اسپر جس قسم کی روایت سوکہی گیلی ضعیف قوی ظنی اجتہادی تقلیدی ملے اس سی تمسک کر لیتا ہے اور اس عقیدہ کے مخالف کو دائرہ

اسلام یا اہل سنت سے خارج کرنے پر مستعد ہوجاتا ہے اور اسکے احباب و انصار اسکے فتوی اور تحریر پر بڑی بڑے سلطانی مہرین بیضوی مربع مسدس لگانے کو تیار ہوجاتے ہین اور خدا سے شرما کر موت کو قیامت کی سامنے رکھکر اتنا نہین سوچتے کہ جن روایات و اقوال پر ہم اس باب مین اعتماد کرتے ہین وہ صحیح ہیں؟ پھر بعد صحت وہ قطعی ہین؟ فالی اللہ المشتکی والیہ الرجعی

دعوے دوم وسوم کے دلائل ناظرین کو معلوم ہوئے اور ہمارے فیصلہ کے سبھی اجزا مسلم* یا مدلل ہو چکے تو اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہین کہ ان دو دعاوی مین کسی کا خلاف و نزاع کیا ممکن ہے۔ اور اسپر ہماری طرف سے کیا بحث ہوسکتی ہے۔

ان دعاوی دوم وسوم کا کوئی خلاف اور ان مین نزاع کریگا تو فضیلت کلی کے قطعی ہونے کا مدعی ہوگا (۲) یا اسکو ظنی ٹھہراکر سنیون مین اس کے چند قائلین کے نام بتاکر اس کو سنی ہونے کا مدار قرار دیگا اور باب اعتقادمین ظن و تقلید پر اعتماد جائز بتائیگا۔

بشق اول (دعوے قطعیت فضیلت کلی پر) اس سے یہ بحث و سوال ہے کہ وہ کم سے کم ایک آیۃ قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث قطعی لفظاً نہ سہی معنیً سہی اس مضمون کہ جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر یا دو احاد اصحابہ پر جملہ فضائل و کمالات متعدیہ و ذاتیہ مین کلی فضیلت ہے پیش کرے۔ ومع ہذا ان احادیث کا جو جناب مرتضی کو علم بنسب۔ شجاعت وغیرہ کمالات ذاتیہ مین ترجیح دی رہے ہین جواب دیکر اپنی متمسکہ آیۃ یا حدیث کا معارضہ سے محفوظ ہونا ثابت کرے۔ یا کلی ہونے فضیلت شیخین پر اجماع قطعی سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم کا پیش کرے و معہذا اسکے مخالف اقوال سلف و خلف کا (جو سابقاً منقول ہو چکے ہین اور آیندہ بھی عنقریب منقول ہونگے) بے اعتبار ہونا ثابت کرکے اپنے اجماع کا خلاف سے محفوظ ہونا ثابت کرے۔ اس صورت مین ہم اپنی فیصلہ کو واپس لے لینگے۔ اور اس مسئلہ مین اس

*مسلم پہلا دعوے مدلل دوسرا اور تیسرا

جوانمرد محقق کی شاگردی اختیار کرینگے۔

اور بشق ثانی (فضیلت کلی کو ظنی کہنے۔ اور اعتقادیات مین ظن وتقلید پر اعتماد کو جائز بتانے پر) اس سے اولاً یہ بحث وسوال ہے کہ وہ کسی ظنی ہی آیت یا حدیث سے جملہ فضائل وکمالات مین جناب شیخین کا حضرت مرتضی سی افضل ہونا ثابت کری۔ یا سلف صالحین صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین سے دو چار ہی اشخاص سے اس فضیلت کا کلی ہونا ثبوت کو پہنچاے۔ اس صورت مین بہی ہم اپنے فیصلہ کو واپس لے لینگے۔ اور باعتراف اپنے قصور نظر اور اسکی وسعت علم کے اسکی شاگردی اختیار کر لینگے۔

ثانیاً یہ بحث وسوال ہے کہ وہ باب اعتقاد مین ظن وتقلید پر اعتماد کا جواز ادلہ قطعیہ کتاب وسنت سی ثابت کری ومعہذا وہ ہماری متمسک بہا دلائل اور انکی شواہد (اقوال علماء) کا جو ہم دعوی سوم کی تائید مین نقل کر چکے ہین ایسا جواب دی جس سی ہماری دلائل و شواہد کا بے اعتبار ہونا اور اسکے متمسک بہا دلائل واقوال کا بلا مزاحمت ومعارضہ لائق تمسک واعتماد ہونا ثابت ہو۔ اس صورت مین بہی ہم اسکی شاگردی اختیار کرینگے۔ اور اگر ان تینون سوال کا جواب ہم اپنی شرط کی موافق پائینگے تو آیندہ دعوی تحقیق سے دست بردار ہو کر اسی جوانمرد کی مقلد ہو رہینگے۔

ناصحانہ التماس

شق اول پر سوال کے جواب اور شق دوم پر پہلے سوال کے جواب کی وقت حضرت مجیب لبیب ذرا تکلیف گوارا فرما کر آئمہ فقہا ومتکلمین کے اقوال وعبارات ذیل جن مین اس فضیلت کے قطعی ہونے سے انکار پایا جاتا ہی ضرور ملاحظہ فرمالین۔ مگر جو ان اقوال مین بعض علماء (اشعری وغیرہ) سی فضیلت شیخین کا قطعی ہونا منقول ہے اسکو براہ مہربانی اپنی دعوے کی شق اول کا موید نہ سمجہ لین۔ ان مین سی جسنے اس فضیلت کو قطعی کہا ہے اس نے آپ کیطرح اس فضیلت کے کلی ہونے کا دعوی نہین کیا لہذا وہ اقوال آپ کے دعوی کی

شق اول کی تائید سے قاصر ہین - کلیت کے ساتھ قطعی ہونیکا دعوی ان مین ہوتا تو وہ دعوی سامی کی تائید کرتے - وہ اقوال یہ ہین نمبروار ذکر کیے جاتے ہیں -

(۱) امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے - علماء کا اس مین اختلاف ہے کہ یہ تفضیل قطعی* ہی یا ظنی - اور وہ ظاہر ہی کی نظر سے ہے یا باطن (حقیقت) مین بھی ہی ابوالحسن اشعری وغیرہ اسکے قطعی ہونیکے قائل ہین اور فرماتے ہین کہ خلفا فضیلت مین اسی ترتیب پر ہین جو انکی ترتیب خلافت مین ہے - اور جن لوگون نے اسکو اجتہادی اور ظنی کہا ہے از انجملہ ایک ابوبکر باقلانی ہین اور جو اختلاف اس تفضیل کے ظاہری یا باطنی ہونے مین ہے اسکو ابن باقلانی نے بیان کیا ہے -

واختلف العلماء فی ان التفضیل المذکور قطعی ام لا وھل ھو فی الظاھر والباطن ام فی الظاھر خاصۃ وممن قال بالقطع ابو الحسن الاشعری قال وھم فی الفضل علی ترتیبھم فی الامامۃ وممن قال بانہ اجتھادی ظنی ابوبکر بن الباقلانی وذکر ابن الباقلانی اختلاف العلماء فی ان التفضیل ھل ھو فی الظاھر ام فی الظاھر والباطن جمیعاً

(شرح صحیح مسلم ص ۲۷۲)

* یہ اختلاف قطعی یا ظنی ہونے فضیلت شیخین مین اس حالت مین ہے کہ اس فضیلت کو اضافی ٹھہراوین - یعنی حضرت علی مرتضی کی نسبت شیخین کو افضل کہین - اور اگر فضیلت شیخین یا علی مرتضی کو ایک دوسرے کی نسبت اور بالمقابل خیال نکرین - تو ہر ایک صاحب کی فی الجملہ فضیلت قطعی ہے - اور کلی فضیلت ظنی بھی نہین - اور اس صورت مین اسکے قطعی وظنی ہونے مین نزاع کی کوئی صورت نہین - چنانچہ ہماری فیصلہ مین بیان ہوا ہے - لہذا ان عبارات کو (جنمین یہ اختلاف بیان ہوا ہے) ہماری فیصلہ سے (جو راقم اختلاف ہے) کچھ تعلق نہین - ہماری نظر حقیقی اور بجائے خود فضیلت پر ہے اس اختلاف کی بنا فضیلت کے اضافی ہونے پر ہے

سے شب معراج میں قریب ہوا پھر اور بھی قریب ہوا پس بقدر دو کمانوں کے فرق رہ گیا یا اوس سے بھی نزدیک۔

فخر المتاخرین امام محمد بن علی شوکانی جنکا علم و کمال و امامت و استقامت اہل حدیث زمانہ حال میں بالاتفاق مسلم ہے رسالہ **التحف فی الارشاد الی ہدایۃ السلف** میں نزول آفتاب کا عرش پر ہونا سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم سے ثابت کر کے فرماتے ہیں ہم جیسا کہ استواء اور جہت فوق کی نسبت

وکما نقول ھذا فی الاستواء والکون فی	اعتقاد رکھتے ہیں ویسا ہی ان اقوال
الجھۃ فکذا نقول فی مثل قولہ تعالیٰ وھو معکم	خداوندی کہ وہ تمہارے ساتھ ہے
اینما کنتم وقولہ سبحانہ وما یکون من نجوی ثلثۃ	جہاں کہیں تم ہو کہیں تین شخص چپکے
الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم و	باتیں کرنے والے نہیں ہوتے جہاں خدا
فی نحو ان اللہ مع الصابرین۔ وان اللہ مع الذین	نہیں چوتھا نہ ہو وہ خدا بیشک پرہیزگاروں
اتقوا والذین ھم محسنون الی ما یشابہ ذلک	کے ساتھ ہے۔ اور وہ پرہیزگاروں
ومما نظیرہ وقد ورد بہ عبارۃ فنقول فی مثل	نیکوکاروں کے ساتھ ہے کی نسبت
ھذہ الآیات ھکذا جاء فی القرآن ان اللہ	اعتقاد رکھتے ہیں قرآن میں ایسا
سبحانہ مع ھؤلاء ولا نتکلف بتاویل ذلک	ہی آیا ہے کہ خدا بیشک ان لوگوں کے
کما یتکلف غیرنا بان المراد بھذا الکون و	ساتھ ہے ہم اسکی تاویل سے کہ وہ
المعیۃ ھو کون العلم ومعیتہ فان ھذہ شعبۃ	علم سے ساتھ یا نصرت سے تکلف نہیں
من شعب التاویل تخالف مذھب	کرتے جیسا کہ اور لوگ یہ تکلف کرتے اور یہ
السلف وتبائن ما کان علیہ الصحابۃ	کہتے ہیں کہ ساتھ ہونے سے عالم ہونا اور علم سے
وتابعوھم رضوان اللہ علیھم	ساتھ ہونا مراد ہے یہ بھی تاویل کی ایک
اجمعین واذا انتھیت الی المسئلۃ	شاخ ہے جو مذاہب صحابہ و تابعین وغیرہ

(۲) و (۳) سنیون کے آئمہ صاحب **مواقف** اور صاحب **شرح مواقف** نے فرمایا ہے

واعلم ان الافضلية لا مطمع فيها في الجزم
واليقين ولا دلة للعقل بطريق الاستقلال
على الافضلية بمعنى الاكثرية في الثواب
بل مستندها النقل وليست هذه المسئلة
مسئلة متعلقة بها عمل فيكتفى فيها بالظن الذي
هو كافٍ في الاحكام العملية بل هي مسئلة
علمية يطلب فيها اليقين والنصوص
المذكورة من الطرفين متعارضة لا يفيد
القطع على ما لا يخفى على منصف لانها
باسرها اما احاد او ظنية الدلائل مع كونها
متعارضة ايضا وليس الاختصاص بكثرت
اسباب الثواب موجبا للزيادة قطعا بل
ظنا لان الثواب تفضل من الله كما عرفته
فيما سلف فله ان لا يثيب المطيع ما يثيب
غيره وثبوت الامامة وان كان قطعيا لا يفيد
القطع بالافضلية بل غايته الظن وكيف
قطع فان امامة المفضول يصح مع وجود
الفاضل لكنا وجدنا السلف قالوا بان
الافضل ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي و
حسن ظننا بهم يقضي بانهم لو لم يعرفوا ذلك

افضلیت (افضل ہونے) کی جزم و یقین کی طمع
نہین ہو سکتی کیونکہ عقل مستقل طور پر کچھہ
نہین بتاتی کہ افضلیت (افضل ہونا) بمعنی
کثرت ثواب کس شخص مین پائی جاتی ہے۔
یہ بات نقل ہی سے ثابت ہو سکتی ہے اور یہ
مسئلہ عمل کے متعلق نہین ہے کہ اسمین
ظن کافی ہو (جو احکام عملیہ مین کافی ہوا
کرتا ہے) یہ تو اعتقادی مسئلہ ہے جس مین
علم (یقین) بکار ہے۔ اور (دلائل نقلیہ)
آیات و احادیث جو اس مسئلہ مین طرفین
ذکر کرتے ہین آپسمین متعارض ہین ان سے
یقین حاصل نہین ہوتا۔ چنانچہ اہل
انصاف پر مخفی نہین۔ کیونکہ وہ سب اکے دکے
راویون کی حدیثین ہین۔ یا (آیات ہون تو)
وہ اپنے معنی بتانے مین ظنی ہین۔ اور (اگر
کہو کہ بعض صحابہ نے جیسے شیخین) ثواب
کے کام کثرت سے کئے ہین تو اس کا جواب
یہ ہے کہ ثواب کے کامون کی کثرت (جس
سے بعض صحابہ کی خصوصیت ہے) کثرت
ثواب کی یقیناً مثبت نہین ہو سکتی بلکہ ظناً

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لما الجبوا علیه فوجب علینا
اتباعهم فی ذلك القول
وتفویض ما هو الحق الی الله
قال الآمدی وقد یدل یقتضی
اختصاص احد الشخصین عن
الآخر اما باصل فضیلة لا
وجود لها فی الآخر کالعالم
الجاهل واما بزیادة فیها ککون
اعلم مثلاً وذلك ایضا غیر
مقطوع به فیما بین الصحابة اذ
ما من فضیلة تبین اختصاص
واحد منهم الا ویمکن بیان
مشارکة غیره له فیها وبتقدیر
عدم المشارکة فقد یمکن بیان
اختصاص الآخر بفضیلة اخری
ولا سبیل الی الترجیح بکثرة
الفضائل لاحتمال ان یکون
الفضیلة الواحدة ارجح من فضائل
کثیرة اما للزیادة شرفها فی نفسها او
لزیادة مکملیتها فلا جزم بالافضلیه
بهذا المعنی ایضا (شرح مواقف ص ۴۴۲)

ہوئی ہے کیونکہ ثواب خدا کیطرف سے مختص فضیلت ہے
چنانچہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ ولہذا جائز ہے کہ خدا
دوسرے شخص کو وہ ثواب عنایت کردے جو غیر کو دیا۔ اور اگر
کہو کہ شیخین کی خلافت سے انکی افضلیت یقیناً ثابت
ہوتی ہے تو ہم جواب دیں گے کہ خلافت اگرچہ یقینی ہے
لیکن انکی افضلیت یقینی ثابت نہیں ہوتی
کیونکہ خلافت کے ہوتے اس سے افضلیت کا یقین نہیں ہوسکتا ہے جس
حالت میں افضل کے ہوتے اس سے کم کی خلافت
جائز ہے۔ ان دونوں سے افضلیت کا یقین تو نہیں
ہوسکتا۔ (اکثر شیعہ کو اسی قدر پر قناعت کرنا
بکہ افضل ہیں۔ تو پھر عثمان پر علی۔ اور ہمارے
حسن بھی سقف کے حق میں یہ کہتے ہیں کہ وہ اس
ترتیب سے افضلیت کسی دلیل سے نہ جانتے تھے
اتفاق نہ کرتے لہذا ہم پر بھی یہ فرض نہ ہوا اس مسئلہ
میں جو حق ہوا سکو خدا کی سپرد کرتے ہیں)

(۴) آمدی نے کہا ہے کہ ایک کو دوسرے سے افضل کہنے
سے کبھی یہ مراد ہوتی ہے کہ ایک کو کسی خاص فضیلت
سے خصوصیت ہے جو دوسرے میں نہیں پائی جاتی جیسے
ایک عالم ہونا دوسرے کا جاہل ہونا۔ اور کبھی یہ مراد ہوتی
ہے کہ وہ وصف جس میں ایک دوسرے سے بڑھا ہوا ہے
جاتی ہو جیسے ایک کا بڑا عالم ہونا دوسرے سے جس کا

۱۲ دیوبند نوٹ ص ۴۲

اس معنی کر یہی صحابہ مین (شیخین ہون خواہ غیر) یقینی افضلیت نہین ہے کیونکہ جس وصف فضیلت کو ایک شخص سی مخصوص سمجھا جائیگا ممکن ہی کہ اس مین غیر کو بہی شراکت ہو اور اگر فرض کرلین اور مان لین کہ بعض اوصاف بعض صحابہ مین ایسے ہین جن مین غیر کی شراکت نہین تو ممکن ہی کہ اس غیر مین اس وصف فضیلت کے مقابلہ مین کوئی* اور وصف ہو جس سی اسکو خصوصیت ہو۔ اور (اگر کہو کہ بعض صحابہ مین بعض اوصاف فضیلت بکثرت ہین لہذا ان کی فضیلت یقینی ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہی کہ) کثرت اوصاف فضائل سی فضیلت مین ترجیح نہین ہوسکتی۔ ممکن ہی کہ ایک شخص مین ایک ہی وصف فضیلت ایسی ہو جو بہت سی فضائل سی بڑھکر ہو۔ اس مین ذاتی شرف ہو یا اس کا مقدار زیادہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ اس معنی سے بہی کسی صحابی کے فضیلت (کلی) کا یقین نہین ہوسکتا (جیسا کہ بمعنی کثرت ثواب یقین نہین ہوسکتا)"

(د) علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی مین فضیلت بترتیب خلافت بیان کرکے

علی هذا وجدنا السلف والظاهر انه لو لم یکن لهم دلیل علی ذلك لما حکموا بذلك وانا نحن فقد وجدنا دلائل الجانبین متعارضة ولم نجد هذه المسئلة مما	فرمایا ہی ہم نے اس ترتیب پر اکثر** سلف کو پایا اور ظاہر ہی کہ اگر وہ اسپر کوئی دلیل نپاتے تو ایسا نفرماتے۔ ولیکن ہم نے اسباب مین دلائل جانبین کو متعارض پایا۔ اور

* یہ بعینہ وہی بات ہے جو ہم نے کہی ہے یعنی ہر ایک کے حق مین جزئی فضیلت کا اثبات اور کلی فضیلت کی نفی۔

** ایسا ہی خیالی نے شرح عقاید مین کہا ہے۔ اور محشی عبدالحکیم نے کہا ہے کہ یہ مراد خیالی نے اسلئے بیان کی ہے کہ یہ قول شارح قول آیندہ کے جسمین حضرت علی مرتضی و حضرت عثمان کی ترتیب فضیلت مین سلف کا اختلاف نقل کیا ہے مخالف نہ ہو۔

یتعلق بشئی من الاعمال او یکون التوقف فیہ مخلا لشئی من الواجبات (شرح عقائد)	اس مسئلہ کو ایسا نہین پایا کہ یہ اعمال کے متعلق ہو (جن مین ظنی اور معارض دلائل

کی گنجائش ہے) یا یہ کہ اس مین توقف کرنا یعنی کسیکو بہی افضل نہ کہنا واجبات (ضروریات) کا مخل ہو۔

(۶) ان عبارات شرح مواقف و شرح عقائد کو **بعض رسائل فریق** منکر مین بہی نقل کیا گیا ہے اور انکے اعتبار و اعتماد پر اس مین صاف کہا گیا ہے کہ "اشاعرہ کے نزدیک فضیلت شیخین کی قطعی ہے لیکن محققین کے نزدیک یہ مسئلہ ظنی ہے اور اصح یہی ہے" ولیکن بعد نقل عبارات شرح عقائد اس مین کہا ہے "مین کہتا ہون کہ مذہب سلف کی دلیل حدیث ابن عمر ہے جو صحیح بخاری مین مروی ہے اور کوئی اس کا معارض صریح ہمارے علم مین ابتک پایا نہین گیا پس قول بعدم وجود دلیل یا تعارض ادلہ غیر صحیح ہے"۔

ان کے **جواب** مین خاکسار **اولاً** یہ ناصحانہ التماس کرتا ہے کہ حدیث ابن عمر کی معارضات تو بیسون بلکہ صدہا روایات ہین* جنمین بعض اوصاف مین بعض صحابہ کی شیخین پر فضیلت ثابت ہوتی ہے خصوصاً وہ روایات جنسے علم۔ نسب۔ شجاعت وغیرہ اوصاف مین حضرت مرتضی کی فضیلت ثابت ہی اور وہ اسی صحیح بخاری مین موجود ہین جس مین حضرت ابن عمر کی حدیث ہے۔ آپ کو وہ روایات نظر نہ آوین تو اس کا قصور ہے۔؟

ثانیاً یہ کہ جس حالت مین فضیلت شیخین پر بلا تعارض دلیل موجود ہے تو پہر آپ اس فضیلت کو قطعی کیون نہین جانتے۔ اسکے خلاف (ظنی ہونے فضیلت) کو کیون مذہب محققین اور اصح فرماتے ہین۔ دلیل کو قطعی ماننا۔ اور اسکے مدلول اور نتیجہ کو ظنی جاننا کس علم یا مذہب یا کتاب کا مسئلہ ہی بینوا توجروا۔

* دیکھو صفحہ (۱۴۵ = ۱۴۸) رسالہ ہذا۔

نہ بھارا سوال صرف نہ حضرت مصنف رسالہ کی خدمت میں ہے بلکہ ان سبھی اشخاص واعیان اہلحدیث کی خدمت میں ہے جنہوں نے ان کے رسالہ پر اپنے مولہ میر شستہ کی مہر لگا دی اس مسئلہ ظنی غیر قطعی کے عامل بنز کر اپنے گروہ اہل حدیث کی دو جماعتیں کرڈالی ہیں۔

(۷) اور اسی امام الحرمین نے ارشاد میں (۸) شیخ احمد زروقی نے شرح عقیدہ جحۃ الاسلام میں (۹) محقق دوانی نے شرح عقائد عضدیہ میں (۱۰) شیخ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں (۱۱) امام قرطبی نے مفہم شرح مسلم نے (۱۲) ابن عبدالبر نے استیعاب میں (۱۳) شیخ عبدالحق دہلوی نے تکمیل الایمان میں فرمایا ہے چونکہ عبارت تکمیل الایمان شیخ عبدالحق ان سب آئمہ کے اقوال کی جامع ہے لہذا اس مقام پر اسی کی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ آپ بصفحہ ۴۴ تکمیل الایمان فرماتے ہیں کہ اکنون سخن در آنمانند کہ مسئلہ ترتیب افضلیت یقینی است کہ برہان قاطع بر آن گذشتہ چنانچہ ترتیب خلافت یا ظنی است کہ دلیل آن امارات وقرائن ہست کہ برحسان واولویت برساند۔ بعضے برانند کہ قطعی است ومختار نزد محققین آنست کہ ظنی است امام الحرمین در ارشاد در اثبات خلافت علی بترتیب بطریق سوال میگوید بعضے اصحاب ما تفضیل میدہند بر بعضے دیگر یا از راہ تفضیل وتفضیل آن سکوت واعراض میکنند جوابش میگوید کہ بنای مسئلہ تفضیل بر آنست کہ امامت مفضول با وجود فاضل جائز نباشد ومعظم اہل سنت وجماعت برانند کہ امام افضل باید ولیکن اگر نصب وی موجب ہرج ومرج وہیجان فتنہ وفساد گردد نصب مفضول بر تقدیر اہلیت واستحقاق او مر امامت را باستجماع صفات وشرائط آن از قرشیت وعلم بمجالات وحرام ومصالح ومہام دین اسلام وورع وشہامت وکفایت جائز باشد ومیگوید کہ نزد من مسئلہ یعنی اولویت نصب افضل قطعی نیست و اخبار احاد کہ در غیبت امامت کبریٰ رسخن ماورآنست یعنی امامت نماز کہ امامت صغرایش گویند وارد

صدقہ بلکہ کبریٰ امامت نماز سے استدلال کا جواب

شده است اینست مثل قول آنحضرت صلعم یومکم اقرئکم یعنی باید که امام در نماز کسے شود
که قران خواننده تر و بعلم فقه داننده تر باشد و این خود بقطع نمیرساند پس صحیح آنست که در
امامت و خلافت افضلیت شرط نیست پس امامت دلیل افضلیت نتواند بود نزد ما دلیلے
دیگر نیست که قاطع بود و دلالت کند بر فضل بعضے آئمه بر بعضی چه عقل را بدرک آن راه
نیست و اخبار که در فضائل ایشان ورود یافته متعارض اند پس جز توقف و سکوت سبیلے
نباشد ولیکن غالب بر ظن چنان آید که ابوبکر افضل خلائق است بعد از رسول خدا صلعم
بعد از وے عمر و ظنون در علی و عثمان متعارض است و میگویند که از علی مرتضیٰ نیز روایت
است که فرموده است که بهترین مردم بعد از پیغامبر ابوبکر و عمر بعد از ان خداوند داناتر است
بآنکه بهتر کیست این ترجمه کلام امام الحرمین است و میگوید این قول ما برائے خود اختیار
کرده ایم و از راه تقلید مجانبت نموده براه حق واضح رفته ایم انتهے۔ و بعضے از فقها و محدثین
از اهل مدینه در شرح **قصیده** امالیه نقل میکنند که شیخ **احمد زروقی** که از اعظم فقها و
مشائخ مغرب است در شرح **عقیده حجة الاسلام** میگوید که علما را خلاف است در آنکه
تفضیل قطعی است یا ظنی میل اشعری باول است و مختار باقلانی ثانی و نیز این تفضیل
در ظاهر و باطن است معاً یا در ظاهر فقط اینجا دو قول است انتهے و قاضی **عضد** در **مواقف**
بعد از ایراد فضائل علی مرتضیٰ که شیعه بدان استدلال بافضلیت وی کرم الله وجهه کرده اند
و جواب از ان بحمل افضلیت بر کثرت ثواب میگوید بدانکه مسئله افضلیت از ان قبیل است
که در وی جزم و یقین را طمع نتوان داشت و عقل را بمعرفت افضلیت بمعنی کثرت ثواب
بطریق استدلال راه نیست و مستند آن جز نقل نتواند بود و این مسئله نیست که متعلق
بعمل باشد تا بمجرد ظن در انباب اکتفا توان کرد بلکه این مسئله از باب علم و اعتقاد است
که مطلوب در وے جزم و یقین است و نصوص مذکوره را از طرفین با وجود تعارض
دلالت قطعی نه غایت دلالت آنها بر اختصاص اسباب کثرت ثواب باشد و وجود کثرت اسباب

ثواب موجب زیادہ ثواب قطعاً نبود چہ اجر و ثواب بفضل خداست و وابستہ بسببے نہ وے سبحانہ تعالیٰ اگر خواہد غیر مطیع را ثواب دہد کہ مطیع را ندہد چنانچہ ماسبق در بیان عقائد معلوم شد و ثبوت امامت اگرچہ قطعی است ولیکن از انجا قطع بافضلیت لازم نیاید الا غالب ظن چہ امامت مفضول باوجود فاضلتر نزد اہل سنت و جماعت جائز است و عدم جواز آن قطعی نیست لیکن مشائخ سلف را چنان یافتم کہ افضل ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی و حسن ظن ما بر ایشان اقتضاے آن کند کہ اعتقاد کنیم کہ اگر ایشان دلیلے نمیداشتند حکم بدان نمیکردند و اتفاق بران نمے نمودند و ما درین مسئلہ اتباع ایشان میکنیم و براہ ایشان میرویم و حقیقت امر را بعلم الٰہی تفویض مینمائیم و آمدی کہ از اعاظم علماے اصول فقہ و کلام است میگوید کہ مراد بتفضیل اختصاص یکے از دو شخص افتد بفضلے و صفتے کہ در دیگران نباشد خواہ اصل فضیلت و صفت چنانکہ عالم فاضل تر است از جاہل بہ صفت علم کہ در وی موجود است و در جاہل نہ خواہ زیادت و کمال آن فضیلت و اصل فضیلت مشترک بود چنانکہ یکے را اعلم گویند از دیگرے کہ صفت علم در وی زیادت کمال دارد کہ در دیگر نیست اگرچہ اصل علم در ہر دو مشترک است و این معنی نیز در صحابہ قطع نتوان کرد ہر فضلے کہ در یکے از ایشان اثبات کند دیگرے شریک در آن باشد و اگر شریک نباشد بفضیلتے دیگر مخصوص بود کہ در مقابلہ آن افتد و بکثرت فضائل ترجیح نتوان کرد چہ یک فضیلت بہ جہت زیادت شرف و نفاست راجح تر از صد فضیلت آید چنانکہ یک جوہر بقیمت زیادہ تر از صد ہزار درہم بود پس تواند کہ صاحب آن فضیلت را نزد الٰہی اجرے و ثوابے بود کہ ارباب فضائل کثیرہ را نبود پس جزم فضیلت بمعنی کثرت ثواب نیز مقطوع بہ نباشد این ترجمہ کلام مواقف و شرح اوست انتہی۔ و مولانا سعد الدین تفتازانی در شرح عقائد نسفیہ سخن باین طرز گفتہ است میگوید کہ ما سلف را بر این یافتم و ظاہر آنست کہ اگر ایشان را دلیلے بران نمیبود حکم بران نمیکردند ما خود دلائل جانبین را متعارض یافتیم و این مسئلہ را از ان قبیل

نیافتیم کہ چیزے از اعمال بدان متعلق باشد و توقف در وے مخل بچیزے از واجبات گردد
انتہی - و جریان کلام محقق دوانی در شرح عقائد عضدیہ نیز ہمبرین نہج است و
شیخ ابن حجر مکی در صواعق محرقہ کہ در رد شیعہ باو کد وجوہ واشد طرق کردہ و داد تشدد
و تعصب مذہب دادہ است میگوید شیخ ابوالحسن اشعری میل برآن کردہ کہ تفضیل ابوبکر
بر سائر صحابہ قطعی است و قاضی ابوبکر باقلانی میگوید کہ ظنی است و مختار امام الحرمین در
ارشاد نیز ہمین است و صاحب مفہم در شرح صحیح المسلم نیز جزم قطعیت آن نکردہ
و ابن عبدالبر در استیعاب از عبدالرزاق نقل کردہ است کہ معمر گفتہ است کہ
اگر مردے گوید کہ عمر افضل است از ابوبکر منعش نکنم و باوے درشتی نکنم و اگر علی را
افضل از ابوبکر گوید نیز باوے درشتی نکنم اگر بہ تفضیل شیخین معترف آید و بہ ایشان محبت
دارد و داد مدح و ثنا کہ ایشان اہل و مستحق اند دہد پس عبدالرزاق میگوید کہ این سخن
را از معمر بوکیع نقل کردم او را نیز خوش آمد و تحسین کرد و شیخ ابن حجر میگوید کہ مبنی این
عدم منع و درشتی آن است کہ تفضیل مذکور ظنی است نہ قطعی و اگر گویند کہ ظنیت تفضیل
مذکور بر قول کسے کہ دعوی اجماع نکند و گوش بروایات شاذہ کہ در جانب خلاف کردہ باشد
نہد ظاہر است ولیکن بر تقدیر دعوی اجماع بر افضلیت مذکور چنانچہ راجح و مختار ہمان
است حکم بظنیت آن درست نیاید چہ اجماع از دلائل قطعیہ است جوابش آنست کہ در
علم اصول فقہ مقرر و مبرہن شدہ است کہ اجماع دلیل قطعی است ولیکن نہ بجمیع انواع
و اقسامش بلکہ قطعی آن قسم است کہ در آنجا خلاف اصلا نبودہ و آنکہ در وے خلافے بود
اگرچہ شاذ و نادر باشد ظنی بود و از قطعیت برآید ہرچند آن خلاف بجہت شذوذ و ندرتش معتد بہ
نبود و مانع از انعقاد و اجماع نیاید ولیکن در انحطاط درجہ وے از مرتبہ قطعیت بے تاثیر
نبود با آنکہ اجماعے کہ درینجاست بر ہمین افضلیت ظنیہ است و اہل اجماع نیز قطع بدان
نکردہ اند چنانچہ از عبارت آئمہ اشارات مفہوم میگردد پس صفت ظنیت درین مسئلہ

ملا علی قاری وغیرہ علماء کے استدلال باجماع کا جواب

قید محکوم بہ است نہ عارض حکم بعد از اجماع و مستندش جز آن نیست کہ چون بدلیلے ثابت شد کہ خلافت بدین ترتیب است ظاہر آنست کہ فضیلت نیز ہمبرین طریق باشد ولیکن از ترتیب خلافت ترتیب افضلیت بر وجہ قطع و یقین لازم نیاید آیا نمی بینی کہ اہل سنت و جماعت بر حقیت عثمانؓ بخلافت اجماع دارند و در قطعیت افضلیت او خلافست پس معلوم شد کہ از قطعیت خلافت قطعیت افضلیت لازم نیاید و ظنیت افضلیت ظنیت خلافت را مستلزم نگردد و نیز حقیقت فضل ہمان است کہ نزد پروردگار تعالے است و اطلاع بر آن جز باخبار و وحی ممکن نہ و اخبار در مدح ایشان و ثناے ہمہ ایشان ورود یافتہ و متعارض آمدہ است آنہا کہ ادراک زمان وحی و مشاہدہ احوال آنحضرت غم نمودہ باشند بقراین و امارات یافتہ باشند ولیکن دیگرانرا کہ نظر بر حرف دلیل و مفہوم کلام افتد و مفہوم کلام متعارض آید دلیل ایشان جز تقلید و اتباع پیشینیان و حسن ظن بایشان نبود ولیکن نظر بر احادیث و اخبار کہ در فضائل و کمالات اصحاب ورود یافتہ جز توقف و امساک ننماید و این ہمہ ترجمہ کلام صواعق محرقہ و حاصل آن بود کہ در وے آنچہ از شرح مواقف نقل کردہ شد نیز بتمامہ مذکور است۔"

یہ قطعیت فضیلت مین اختلاف علماے اہل سنت اور انکے اقاویل ہین۔ بعض اکابر اہل سنت نے نفس فضیلت ہی کو ایک زائد امر سمجہا ہے اور اس کو لوازم سنیت سے تسلیم نہین کیا۔ بلکہ سنیت کا لازمہ صرف خلافت خلفا کے اعتقاد کو قرار دیا ہے۔ اور ان کی باہمی تفضیل سے سنی طالب عقیدہ سلیمہ سنیہ کو روک دیا ہے۔ از انجملہ ایک

واما اصحابہ فابوبکر رض وفضائلہ لاینحصر وعمر وعثمان وعلی رض ثم قال ومما ظفر بہ الشیطان من ھذہ الامۃ وخامر العقائد منہ ودنس ما ظھر من المشاجرۃ

عارف باللہ شیخ شہاب الدین سہروردی ہین جو اپنے رسالہ اعلام الہدی عقیدۃ ارباب التقی مین فرماتے ہین۔ آنحضرت کے اصحاب ابوبکر ہین جنکے فضائل شمار

بینهم فاورث ذلك احقاداً وضغائن
فی البواطن ثم استحکمت تلك الصفات
وتوارثها الناس فکثفت وتجسدت و
جذبت الی اهواء استحکمت اصولها و
تشعبت فروعها فایها المبرئ من الهواء
والعصبة اعلم ان الصحابة رض مع نزاهة
بواطنهم وطهارة قلوبهم کانوا بشراً وکانت
لهم نفوس وللنفوس صفات تظهر فقد
کانت نفوسهم تظهر بصفة وقلوبهم منکرة
لذلك فیرجعون الی حکم قلوبهم وینکرون
ما کان عن نفوس فانتقل الیسیر من
اثار نفوسهم الی ارباب نفوس عدموا
القلوب فما ادرکوا قضایاً قلوبهم وصارت
صفات نفوسهم مدرکة عندهم للجنسیة
النفسیة فبنوا تصرف النفوس علی الظاهر
المفهوم عندهم ووقعوا فی بدع وشبه
اوردتهم کل مورد ردی وجرعتهم کل
شراب دنی × × × × فان قبلت النصح
فامسك عن التصرف فی امرهم واجعل
محبتك للکل علی السواء وامسك عن
التفضیل وان خامر باطنك فضل احدهم

مین نہین آتے۔ اور حضرت عمر و عثمان و علی
اسکے بعد آپ نے فرمایا ہی منجملہ ان امور کے
جنکے ذریعہ سی شیطان نے اس امت سے
اپنا مطلب پایا ہی اور لوگونکے اعتقاد خراب
ہو رہی ہین صحابہ کے باہمی تنازعات ہین
جنکے سبب لوگونکے دلون مین کینے پیدا ہو گئی
ہین پہر وہ مستحکم ہوئی۔ اور ایک نے دوسرے
سے بطور وراثت لئی۔ پہر وہ گاہڑی اور مجسم
بنگئے اور نفسانی خواہشون کیطرف کھینچکر
لے گئے جنکی جڑ ہین قائم ہو گئین اور شاخین
پھیل گئی ہین۔
ہوای نفسانی اور تعصب سی بچنے والے! تو یہ
جان لے کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب باوجودیکہ
ان کے سینے صاف اور دل پاک تہے پہر بہی
وہ بشر تہے۔ اور بشری نفوس رکہتی۔ اور
نفوس بشریہ سی ایسے صفات (افعال) ہی
سرزد ہوتے ہین جنکو انکے دل برا سمجھتے
ہین ان افعال مین صحابہ اپنی دلی فتوون
کیطرف رجوع کیا کرتے اور ان افعال کو برا سمجھتے
تہے۔ پر جن لوگونکے دل مرمٹ گئے ہین
انکو اصحاب کے کسیقدر نفسانی افعال

فی مذاہب فلا تجاوز ۔ (التحف ص ۱۶)	سلف کے مخالف ہے جب تو حد سلامت کو پہونچے تو اس سے آگے نہ بڑھ ۔

امام شوکانی کے شاگرد شیخ محمد بن ناصر حازمی نے اپنے رسالہ میں صفات (ہم ۔ وجہ ۔ سمع ۔ بصر ۔ قرب معیت وغیرہ) شمار کرکے یہ کہا ہے یہ سب ہمارے مقابلہ کی صفات ایک ہی ۔ دس پر ہیں ۔ انہیں ہمارا وہی قول ہے جو صفت علو و استوا میں ہے کہ اُنپر ایمان واجب ہے اگرچہ ہم اُنکے معنے نہیں جانتے ۔

فکل ھذہ الصفات تساق مساقا واحدا وقولنا فیھا کقولنا فی العلو والاستواء فیجب علینا الایمان بما نطق بہ الکتاب والسنۃ سواء عرفنا معناہ او لم نعرف بہ (الحطۃ ص ۲۱۲)	

ان اقوال میں صاف تصریح ہے کہ قرب و معیت خدا بتعالے کی نسبت صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم بھی اعتقاد کرتے ہیں کہ جس طرح خدا بتعالے کو لایق ہے وہ بندوں کے ساتھ ہے جیسا اوسکو شایان ہے وہ اُنسے قریب ہے اور وہ اس قرب و معیت کی علم یا نصرت سے تاویل نکرتے جیسا اوصفات خداوندی (روجہ ۔ ید ۔ استوا وغیرہ) کی تاویل نکرتے جو لفظ خدا بتعالے کی صفت میں قران و حدیث میں وارد ہے اور لفظ یا اسکے لفظی ترجمہ کے بیان پر اکتفا کرتے اس سے علاوہ کوئی لفظ وہ اسکی تفسیر و تاویل میں اپنے پاس سے نہ کہتے اور نہ اس کہنے کو جایز رکھتے بالجملہ صفت قرب و معیت اور بقیہ صفات خداوندی کو وہ ایسی سمجھتے ہیں جو شخص اب خدا کی صفت قرب و معیت کی نسبت یہی روش صحابہ و تابعین و دیگر سلف صالحین اختیار کرے صرف لفظ قرب و معیت کے استعمال پر اکتفا کرے یا اُسکا ہندی ترجمہ کرے وہ خدا سے قریب ہے اور وہ ہمارے ساتھ ہی ہے اس سے زیادہ کچھ نہ کہے کہ اس قرب و معیت سے علم مراد ہے یا نصرت وغیرہ تو کچھ کافر و گمراہ و بدعتی کیونکر ہو سکتا ہے ۔

علی الآخر فاجعل ذلک من جملۃ اسرارک فما یلزمک اظہارہ ولا یلزمک ان تحب احدھم اکثر من الآخر بل یلزمک محبتہ الجمیع والاعتراف بفضل الجمیع ویکفیک فی العقیدۃ السلیمۃ ان تعتقد صحۃ خلافۃ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی۔

ہوی تو انہون نے اپنی نفسانیت کی سبب اصحاب کی دلی فتوون کیطرف رجوع نہ کیا انہی ظاہری نفسانی افعال کا انکو علم ہوا اور انہی نفسانی افعال پر انہون نے صحابہ کے تصرفات کی بنا کو قائم کیا۔ اور خود شبہات وبدعات مین مبتلا ہوگئے۔ تو نصیحت مانی تو صحابہ کی شان مین تصرف کرنی سی رکا رہ اور ان سب سی یکسان محبت رکھ اور انکی باہمی تفضیل سے رک جا اور اگر تیری دلمین کسی ایک کی بزرگی رچی ہوئی ہی تو اسکو دلمین رہنے دی اسکا اظہار تیری لئے ضروری نہین ہے۔ اور نہ یہ ضرور ہے کہ کسی ایک کو دوسری سے افضل سمجھے تجھپر یہی لازم ہے کہ تو سب سے محبت رکھے۔ اور سب کی بزرگی کا معترف رہے تجھی عقیدہ سلیمہ (سنیہ) سے اسی قدر کافی ہی کہ تو ابوبکر وعمر وعثمان وعلی کی خلافت کو صحیح سمجھے۔

اس قسم کی اقوال اور اکابر اہل سنت کے بہی ہماری خیال مین ہین۔ اور ان اقوال کی تائید احادیث صحیحہ نبویہ مین جس مین انبیاء کی باہمی تفضیل سے ممانعت پائی جاتی بھی موجود ہے۔

دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۵ صحیح مسلم صفحہ ۲۶۸ سنن ابی داود صفحہ ۲۸۶ وغیرہ

اون اقوال واحادیث کی تفصیل ہم اسوقت کرینگے جب ہماری فیصلہ کی معارضین شیخ شہاب الدین سہروردی کو دائرہ اہل سنت سی خارج کرکے بدعتی بنالینگے۔ اور اعتقاد فضیلت کا جس کے وہ مدعی ہین مدار سنیت ہونا ثابت کردینگے۔

اس التماس بیطرف توجہ فرمانی اور ان عبارات واقوال محدثین وفقہاء واصولین کو ملاحظہ مین لانے سے امید ہی مخالفین فیصلہ سوم ہماری سوالات کے جواب مین قلم اٹھاتے ہوئی تامل فرمائینگے۔ اور رجوع بانصاف کرکے اس فیصلہ کی مخالفت سے باز رہینگے آئندہ انکے نصیب۔ زور تقریر ورقوت دلایل سے کوئی کسی کو کب بدانت کرسکتا ہی؟ جب تک ہادی حقیقی خود ہدایت نکری ولنعم ما قیل

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیوان تشنہ لب آرد سکندر را

اس بحث و تفضیل سے ثابت ہوا کہ فضیلت شیخین و مرتضے کی نسبت ہمارے فیصلجات ثلثہ صحیح ہین اور کتاب و سنت و اقوال علماے اہل سنت اسپر شاہد صریح - اور جب تک انکا

بوجہ اس شعر کے نقل کرنے سے اپنے رہبر و خضر ہونے کی طرف اشارہ نہین - بلکہ ان علما کیطرف جنکے اقوال ہدایت و نصیحت مخالفین فیصلہ سوم کے لئے نقل کئے گئے ہین -

نوٹ لایق توجہ ناظرین و مناظرین - فضیلت حضرت مرتضی و جناب شیخین کے متعلق جو بحث ہو چکی ہے صاحب علم و فہم و انصاف اس کو بخوبی سمجھ سکتے ہین - شاید بعض کم علم یا نافہم اس کو سمجھ نہ سکین یا نا انصاف لوگ الٹا سمجھنے اور سمجھانے لگین لہذا ان لوگون کے افہام یا افحام کے لئے اس بحث کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے - وہ یہ ہے کہ ہم کو یا کسی محقق سُنی کو نہ جناب شیخین کے فی الجملہ (یا فضیلت جزئی) سے انکار ہے نہ حضرت مرتضی کے فی الجملہ (یا فضیلت جزئی) سے انکار بلکہ جانبین کی فضیلت جزئی مسلم کل ہے - ہم کو یا اور محققین سنیون کو انکار ہے تو اس فضیلت کے (خواہ کسی جانب ہو) کلی ہونے سے انکار ہے - پہر اس کلی فضیلت کے قطعی ہونے سی و بس - اسبات کو وہ لوگ پیش چشم رکہین - اور جو صاحب اس بحث کے متعلق کچھ لکھنا چاہین وہ اسبات کو چھوڑ کر اثبات مجمل فضیلت شیخین کے درپے نہ ہو جائین اور اس پر امثال حدیث ابن عمر سے جو صحیح بخاری وغیرہ مین ہے - یا حدیث علی مرتضی سی جسمین حضرت شیخین کی فضیلت بیان ہوئی استدلال نکرنے لگ جائین ایسا کرینگے تو ہم انکی کلام کو محض مکابرہ و مشاغبہ سمجھ کر اسکی طرف التفات نکرینگے کیونکہ ان احادیث کو ہمارے مبحث و مدعا سے کچھ تخالف و تعارض نہین ہے یہی وجہ ہے کہ ہمنے ان احادیث مین کسی وجہ سے (روایۃً یا درایۃً) کچھ گفتگو نہین کی جو بات کہی ہے ان احادیث کو تسلیم کر کے کہی ہے - مخالفین فریق منکر تو ان احادیث مین بھی کلام کرتے ہین - اور روایۃً و درایۃً وہ انکے محل بحث ہین -

حدیث ابن عمر مین (جو بخاری وغیرہ مین ہے) انکی روایۃً یہ بحث ہے کہ اسمین خاص خلافت مین افضلیت

خلاف وہی ہی دلائل ہے کوئی ثابت نکرے کسی سنی مسلمان کو ان کی تسلیم سے چارہ نہیں ہے اور ان سے انکار کرنا باوجود دعوے اتباع سنت محض تعصب وعناد ہے۔

اس سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ عقیدہ افضیت جزئی حضرت مرتضیٰ علیہ السلام بدعت وضلالت نہیں وراس عقیدہ کے معتقد دائرہ اہل سنت سے خارج نہیں جیسا کہ پہلے (المہند وغیرہ میں)

بیان ہوئی ہے اور اس پر انکی دست آویز فتح الباری کی یہ تقریر ہے کہ حدیث ابن عمر کی بعض روایتوں میں بہتر و افضل ہونے خلافت سے مقید ہوا ہے وہ روایت یہ ہے جو ابن عساکر نے نقل کی ہے کہ ابن عمر فرماتے تھے تم جانتے ہو ہم آنحضرت کی زمانہ میں کہا کرتے تھے افضلیت کا مستحق کون ہے؟ پھر اسکے جواب میں کہتے ہو بکر پھر عمر ہیں۔

وقد جاء فی بعض طرق حدیث ابن عمر تقیید الخیریة المذکورة والافضلیة بما یتعلق بالخلافة وذلك فیما اخرجه ابن عساکر عن عبد الله بن یسار عن سالم عن ابن عمر قال انکم لتعلمون ان کنا نقول علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم من یکون اولی الناس بهذا الامر فنقول ابوبکر ثم عمر (فتح الباری)

اور احادیث ابن عمر میں جو یہ بحث ہے کہ اس میں تمہاری تجویز فضیلت بہ ترتیب

خلافت کی ہم نہیں مانتے نہیں بلکہ ہمارا خلاف ہو ہم بھی بعد آنحضرت صلعم حضرت عثمان کے بعد افضل نہیں کہتے بلکہ حضرت عثمان کے بعد سب صحابہ کو یکساں فرماتے ہیں۔ پس تمہارا یہ نحوہ ترتیب کے صریح خلاف ہے۔

اور حدیث میں جو وہ پیش کرتے ہیں کہ اس میں بوقت سر نقصی سے حضرت ابوبکر پر ہی تفضیل سے حمامت روایت ہے کی سر نقصی پر محمول ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر کا قول جو حضرت عمر کے جواب میں ہے۔ وہ بھی اسی سنہ میں بصفحہ (۱۲۵) منقول ہوچکا ہے جس کے جواب میں کہ سر نقصی پر محمول ہے۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ ان حدیثوں میں ایسی نہیں کہ [illegible] (یہ ان احادیث کو کچھ مخالفت نہیں ہے) ان احادیث کو کچھ مخالفت نہیں ہے اور دوسری حدیث فضیلت سے [illegible] ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بیان کریں گے تو یہ سب اعتراض ہو جائیں گے۔

ثابت ہوچکا ہے کہ وصف قرب ومعیت باری تعالےٰ کی نسبت اعتقاد تفویض کفر وضلالت نہین ہے اور ان کو یقین ہوگا کہ جو لوگ ان عقاید کے سبب مسلمانون کو کافر اور سنیون کو شیعہ بناتے اور مسلمانون یا سنیون کا نمبر گھٹاتے ہین اور ترقی معکوس کو عمل مین لاتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین اور جو عذر وہ اسباب مین پیش کرتے ہین کہ یہ عقائد اسلام یا اہل سنت کے مخالف ہین لہذا انکے معتقد ونکو کافر یا بدعتی نہ کہین تو ہم خود دیندار نہین رہ سکتے مداہن وبیدین بن جاتے ہین" مذر بدتر از گناہ ہے واللہ ولی الہدایۃ والتوبۃ والتوفیق۔

خاتمہ مضمون

منجملہ ان امور کے جنکے سبب ہمارے عینی بہائی اہلحدیث مسلمانون یا سنیون کا نمبر گھٹا رہے اور ترقی معکوس کو عمل مین لا۔ ہے ہین بصورت تمثیل دو امر کی تفصیل کا شرح مضمون مدیخ وعدہ کیا تھا سو پورا کر دیا۔ اس قسم کے امور ہمارے بہائیون کے آلات تکفیر وتفسیق وتبدیع اور بہت ہین جنکی مدد و ذریعہ سے وہ اپنے ہی بہائیون اہلی بت کو بیدین وبدعتی بنا رہے ہین انکی تفصیل ہم آیندہ وقتاً فوقتاً کرینگے۔

بالفعل ہم ایک مثال اس قسم کی اور بیان کرتے ہین جسکے باعث ایک دوست ہین جنکو اثناے تحریر مین ہم اس بیانکا وعدہ دے چکے ہین ولیکن چونکہ اس مضمون کی تفصیل مین بہت تطویل ہوچکی ہے لہذا اب ہم اس مثال کی تفصیل نہین کرسکتے۔ اس مثال کے متعلق خیال ومقال فریقین متخاصمین کو بیان کرکے اس مین قول فیصل واعتقاد حق اور اسکے مجمل دلیل کے بیان پر اکتفا کرتے ہین۔ ہمارے وہ مہربان دوست ہم کو اس اجمال وترک تفصیل مین معذور سمجھین۔ اور اس تفصیل کو کسی دوسرے وقت پر رہنے دین۔

وہ مثال یہ ہے

حضرت عائشہ صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کی نسبت وہ لوگ دو فریق ہو رہے ہین

وکیا وقت اسکے بھلا ولائق وموافق دوست مولوی سید احمد حسن صاحب شوکت ہی ہین جو اپنے اخبار طبوعہ ۲۴ ستمبر ۹۵ء مین ہم سوا اسباب مین مستغنی ہوئے ہین۔

اور ان کے محل نزاع و اختلاف دو امر ہین - اول حضرت صدیقہ کا اہل بیت سی ہونا - دوسرا حضرت علی مرتضی کے مقابلہ مین ان کا باغی نہونا - ایک فریق انکو اہل بیت نہین سمجہتا اور حضرت علی کے مقابلہ کے سبب ان کو باغی قرار دیتا ہی - دوسرا فریق اسکے عکس کا قائل ہے - اور اس اعتقاد کے سبب فریق اول کو رافضی قرار دیتا ہی جیسا کہ فریق اول اپنی اعتقاد کے خلاف کے سبب ان کو خارجی -

ہمارے نزدیک امر اول (حضرت عائشہ صدیقہ کے اہلبیت ہونے) کی نسبت یہ فیصلہ ہی کہ جناب ممدوحہ بلا ریب اہلبیت نبوی مین داخل ہین جیسا کہ اور ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - اور یہی امر ظاہر سیاق ان آیات قران سی ثابت ہوتا ہی جنمین خاصکر ازواج ہی کو مخاطب کرکے فرمایا ہے - اے نبی کی بی بیو تم عام عورتون کیسی نہین ہو تم خدا سے ڈرتی ہو تو کسی سے پیار کے ساتھ بات نکرو تاکہ جسکے دل مین مرض ہو کچھ طمع نکر بیٹھے سادہ (یا معمولی) طور پر بات کیا کرو - اور اپنی گھرون مین ٹہری رہو - پرانے (یا کافرونکے) طور پر زینت سی باہر نہ نکلو - اور نماز کو قائم رکھو اور زکوۃ دو - اور خدا رسول کے حکم کی برداری کرتی رہو ای (پیغمبر کے) اہلبیت خدا تو یہی چاہتا ہی کہ تم سی ناپاکی ہٹاوی اور تم کو خوب پاک کری اور جو تمہاری گھرون مین آیتین اور حکمت کی باتین پڑھی جاتی ہین انکو یاد کرو خدا باریک بین خبردار ہے -

ینساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ وآتین الزکوۃ - واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا - واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفا خبیرا (احزاب ع ۴)

ان الفاظ قران کو پڑھنی سی ازواج نبی کا اہلبیت سی ہونا صاف ثابت ہوتا ہی اور ان کو

اہلبیت سے خارج سمجھنا ظاہراً انصاف کے صریح مخالف نظر آتا ہے اور ایسی دلیل کوئی نہین جس سے انکا اہلبیت سے خارج ہونا ثابت ہو

اور جو حضرت عائشہ صدیقہ سے صحیح مسلم مین مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے

عن عائشة قالت خرج النبی صلعم غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیراً (صحیح مسلم ص۲۸۳ ج۲)

عن عمر بن ابی سلمة ربیب النبی صلعم قال لما نزلت هذه الآیة علی النبی صلعم انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا فی بیت ام سلمة فدعا فاطمة وحسناً وحسیناً فجللهم بکساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیراً۔ قالت ام سلمة وانا معهم یا نبی الله قال انت علی مکانك وانت علی خیر (ترمذی ص۱۷۰)

حضرت علی و فاطمہ و حسنین کو ایک پشمین چادر مین لیا اور یہ فرمایا انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس ویطهرکم تطهیرا۔ اور جامع ترمذی مین عمر ابن ابی سلمہ سے یہ بہی مروی ہے کہ یہ آیۃ تطہیر اتری تو آنحضرت صلعم نے ان حضرات کو اس چادر مین لیا اور یہ کہا خدایا یہ میری اہلبیت ہین تو ان سے ناپاکی کو دور کر اور ان کو پاک کر۔ وہ ظاہری معنی اس آیۃ کے مخالف نہین ہے اس موقع پر آنحضرت صلعم نے ان چارون حضرات کا اہلبیت مین شامل ہونا ظاہر فرمایا اور خدا سے یہ چاہا کہ خدایا ان کو بہی اس شرف سے مشرف کر اور میری اہل بیت مین جنکو اس آیۃ مین تو نے مخاطب فرمایا ہے داخل کر نہ یہ کہ ازواج کو خطاب آیت سے مستثنی اور اہل بیت سے خارج کر کے انہی حضرات کو اہلبیت ہونے سے مخصوص کر دیا ہے اس استثناء اور تخصیص پر کوئی دلیل نہین۔ اور احادیث کو ظاہر آیۃ سے مخالف بنانے کی کوئی وجہ نہین آیۃ اور احادیث کو باہم متفق کرنے سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ آنحضرت کی ازواج مطہرات

اور چار تن پاک سب ہی اہل بیت ہیں۔ ازواج کو ظاہر سیاق آیت اہلبیت کہا ہے چار تن پاک کا ان میں شامل و داخل ہونا آنحضرت نے ظاہر فرمایا (ایسا ہی) امام **فخر الدین** رازی وغیرہ محققین اہل سنت نے اس آیت کا مطلب بیان فرمایا ہے، **جو لوگ** ازواج مطہرات کو خطاب آیت سے **خارج** کرتے ہیں ان کو **یہ شبہ** ہو گیا ہے کہ اس آیت میں لفظ کم سے خطاب ہے۔ جو عربی محاورہ میں مردوں کے لئے مخصوص ہے عورتوں سے اس لفظ کے ساتھ خطاب نہیں کیا جاتا۔

اس کا جواب جس میں کسیکو چون چرا کرنیکی گنجائش نہو یہ ہے کہ حضرت فاطمہ تو تمہارے نزدیک بھی اہلبیت میں داخل اور اس آیت میں مخاطب ہیں پس **جو وجہ** لفظ (کم) سے ان کے مخاطب ہونیکی تم بیان کرو گے **وہی وجہ** ازواج کے اس لفظ (کم) سے مخاطب ہونیکی سمجھ لو ان (حضرت فاطمہ) کے خطاب میں **تغلیب** کی تجویز کرو گے اور یہ کہو گے کہ چونکہ اس آیت میں مرد و عورت دونو قسم سے خطاب مقصود تھا اور ایسا لفظ عرب میں کوئی موضوع و مقرر نہ تھا جس سے بالاشتراک دونو قسم سے خطاب کیا جاتا لہذا اس خطاب میں مردوں کو غلبہ دیا اور ان کے مناسب لفظ مذکر (کم) فرما دیا تو **پھر ان** (ازواج) کے خطاب میں اس **تغلیب** کی تجویز کرنی۔ اور اسبات کے کہنے سے **کون مانع** ہے۔ کیونکر ممانعت نہیں کہ خدا تعالے نے اپنے ارادہ میں (جسکے مطابق آنحضرت کو الہام ہوا) کہ وہ چار تن پاک کو بھی شامل کر لیں اور ان کے پاک ہونے کے لئے دعا کریں) اس خطاب میں ازواج مطہرات کے ساتھ چار بلکہ پنج تن پاک کو بھی شامل کر لیا ہو (گو ظاہر سیاق آیت میں اسپر کوئی شہادت نہیں پائی جاتی)

اسکی **نظیر و تائید** قرآن کی دو سری آیت میں پائی جاتی ہے جس میں فرشتوں کا حضرت ابراہیم کی بی بی سے بلفظ (کم) خطاب و کلام کرنا منقول ہوا ہے اس خطاب

قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمت اللہ و برکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید (ھود ع ۷)

کی صحت کی بہی یہی وجہ ہی کہ ملائکہ نی اس خطاب وسلام مین حضرت ابراہیم کو بہی شامل کر لیا اور لفظ (کم) اختیار کرنے مین ان کو غلبہ دیا۔

بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم نے ان چارون حضرات کی حق مین وہ کلمہ فرمایا تو ازواج نبوی سی حضرت ام سلمہ نے یہ سوال کیا کہ مین بہی ان کی ساتھ ہون یا رسول اللہ اسپر آنحضرت نی یہ جواب دیا کہ "تو اپنی جگہ پر ہی تو بھلائی پر ہی"۔ تو آنحضرت کی ازواج مین ہی" (اسکو ترمذی وغیرہ نی روایت کیا ہی) جس سی معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے ام سلمہ کو اہلبیت مین داخل نہین کیا۔ ازواج ہی مین رہنی دیا۔

دیکھو صفحہ ۱۵۵ رسالہ جس مین یہ حدیث منقول ہو چکی ہی تیسیر الوصول مین بصفحہ ۲۶۱ ترمذی سی یہ لفظ بہی نقل کیا ہی انک الی خیر انت من ازواج النبی صلعم

اس کا جواب یہ ہی کہ اپنی جگہ پر اور بہلائی پر اور ازواج مین ہونا اہل بیت ہونی کے مخالف نہین۔ ولہذا جائز ہی کہ اس جواب کی معنی یہ ہون کہ تم تو بجاے خود اہل بیت ہو اور ازواج مین داخل جنکو خود خدا تعالے نے اپنے ظاہر کلام و خطاب مین بلفظ اہل بیت مخاطب فرمایا ہے ان چارون کا اہل بیت سے ہونا متکلم (خداے تعالے کے) ارادہ مین ہے جسکو ہم نے اس دعا سے ظاہر کیا ہے۔

بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہین کہ حضرت زید بن ارقم صحابی نے حدیث ثقلین فضائل اہل بیت مین روایت کی تو ان سی کسی نے پوچہا اہل بیت کون ہین؟ کیا آنحضرت کے ازواج اہل بیت نہین ہین تو اسکے جواب مین انہون نے فرمایا "بخدا نہین"۔ بی بی ایک مدت مرد کے ساتھ رہتی ہی پہر وہ طلاق دیدیتا ہی تو وہ اپنی مان باپ کے ہان چلی جاتی ہے۔

عن زید بن ارقم ان النبی صلعم قال یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ۔ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی فقال لہ حصین

ومن اهل بيته يا زيد اليس نسائه - قال نسائه من اهل بيته ولكن اهلبيته من حرم عليه الصدقة بعده قال ومن هم قال هم آل علي - وآل جعفر - وآل عباس - وكل هؤلاء حرم الصدقة عليه وفي رواية - فقلنا من اهل بيته - نسائه قال لا ايم الله ان المرءة تكون مع الرجل العصر من الدهر ثم يطلقها فترجع الى ابيها وقومها - اهل بيته اصله وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده

(صحیح مسلم ص۲۸۰ وغیرہ)

آنحضرت صلعم کے اہل بیت تو آپ کی باپ دادا ہین اور آپ کی عصبات جن پر صدقہ حرام ہے - (یہ قول زید بن ارقم صحیح مسلم مین مروی ہے)

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قول مین حضرت زید بن ارقم نے نسبی اہل بیت ہونے سے (جسکا حکم ولازمہ حرمت صدقہ ہے) ازواج کا اہل بیت سی خارج ہونا بیان کیا ہے نہ مطلق اہل بیت ہونے سے (جسکو قران نے ثابت کیا ہے - اور اس کا لازمہ مطلق شرف وکرامت وصلاحیت اقتدا ووجوب احترام واتباع ہی - اس تخصیص (یا تاویل) پر گواہ حضرت زید بن ارقم کا دوسرا قول ہی - جو اسی صحیح مسلم مین ان سی مروی ہی جس مین انہون نے صاف فرما دیا ہے کہ ازواج بہی اہل بیت سی ہین ولیکن اہل بیت (یعنی نسبی) وہ ہین جسپر صدقہ حرام ہے" - جس کا صاف وصریح مطلب یہ ہی کہ اس حدیث ثقلین مین جس مین اہل بیت کا ذکر ہی اور ان کا اتباع واحترام واجب کیا گیا ہی ازواج بہی داخل ہین - اور جو آنحضرت کے نسبی یا قومی اہلبیت ہین اور انپر صدقہ حرام ہو وہ آپکی بزرگ اور عصبات ہین (ایسا ہی امام نووی وغیرہ محققین نے اقوال زید بن ارقم کے معنی بیان کئے ہین)

ایسا ہی امر دوم (بغاوت) کی **نسبت فیصلہ** ہے کہ جناب عایشہ صدیقہ اور ان کے ہم دعوی (حضرت طلحہ وزبیر وغیرہ اہل جمل*) حضرت علی مرتضی کے مقابلہ کے سبب باغی

* اسمین یہ اشارہ ہی کہ یہ فیصلہ اہل صفین کی نسبت نہین ہی جنکے حق مین آنحضرت صلعم نے الفئة الباغية کا لفظ فرمایا ہی مگر بجویز عقل وبحکم امکان انکی نسبت بہی وہی باتین کہی جا سکتی جو اہل جمل کے حق مین کہی گئی ہین۔

کہلانیکے مستحق نہین ہین۔ گو ان کا وہ فعل (مقابلہ مرتضیٰ علیہ السلام) صورت بغاوت مین تھا۔

اس کی **وجہ بعض علمانے** تو یہ بیان کی ہے کہ حضرت عایشہ صدیقہ نے حضرت علی مرتضیٰ کے مقابلہ کا ارادہ ہی نہین کیا۔ ان کا مکہ معظمہ سے سفر کہ جنگ مین آنا محض جنگ ہٹلانے اور صلح کرانیکے لئے تھا۔ ولیکن

دیکھو تذکرہ قرطبی۔ تمہید ابوشکور سالمی (حنفی)

تصریح روایات حدیثیہ اسوجہ کے مخالف ہین۔ اور صاف مظہر ہین کہ حضرت عایشہ صدیقہ بھی اس لڑائی مین ایک کمان افسر تھین۔ اور حضرت طلحہ و زبیر کے دعوی (مطالبہ قصاص حضرت عثمان) مین شریک وہم زبان۔

اکثر محققین متکلمین و محدثین (جن مین سند کے خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ بھی ہین) نے اس کی **وجہ یہ بیان** کی ہے کہ حضرت عایشہ (ایسے ہی حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما) اس جنگ و مقابلہ مین اجتہاد و تاویل پر تھے اگر اس تاویل مین وہ مصیب نہ تھے

دیکھو ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مقصد ۲ و شرح مقاصد وغیرہ

خطا پر تھے اور حق پر جناب امیر (علیہ السلام) تھے) و لہذا وہ اپنی اس فعل پر پچتائے اور اس مقابلہ سے باز آئے۔

یہ دونو وجہ موجہ ہین اور روایات حدیثیہ متعلقہ واقعہ جمل انکے موید ہین اور عموماً ادلہ شرعیہ (جن سے مثل ذنائب و نادم کی برائت ثابت ہوتی ہے) اسکے مصدق ہین۔

روایات حدیثیہ کتب حدیث مین مذکور ہین۔ جنکا خلاصہ کتب مذکورہ بالا مین منقول ہے اس مقام مین ازالۃ الخفا کی عبارت جس مین اُن حضرات کے عذر و اجتہاد و تاویل اور آخر مے ندامت و اعتراف تقصیر سبھی کا خلاصہ بیان ہوا ہی نقل کیجاتی ہی۔

مقصد دوم ازالۃ الخفا کے اخیر مین بصفحہ ۲۷۹ فرمایا ہے حضرت عائشہ طلحہ و زبیر کا حضرت مرتضیٰ کے مقابلہ مین اجتہادی خطا پر

واما آنکہ حضرت عایشہ و طلحہ و زبیر

بیان خیال و مقال فریق مئول

ہمارے ان دعاوی اور انکے شواہد و دلایل کو پڑھ کر ناظرین کو تعجب ہوگا اور اسپر جو سوال انکے دلمین گذریگا کہ جب حالت مین آیات قرب و معیت کا متشابہات سے ہونا اور متشابہات مین تاویل کا جایز ہونا فریق مئول کے نزدیک بھی مسلم ہے اور وہ بھی اکابر علماء ان باتون کو بہ تصریح مان چکے ہین تو پھر وہ اس قرب و معیت کی بالفرض سے کیون تاویل کرتے ہین اور اپنے تاویل پر وہ کیا دلیل رکھتے ہین لہذا اس مقام مین انکے عذرات و دلایل کا بیان معہ جوابات مناسب معلوم ہوا۔

عذرات فریق مئول

(پہلا عذر) بعض حضرات فریق مئول باوجود تسلیم ان باتون کے کہ آیات معیت و قرب متشابہات سے ہین اور متشابہات مین تاویل جایز ہین یہ عذر پیش کرتے ہین کہ معیت و قرب کے معنی علم و نصرت وغیرہ بیان کرنا تاویل نہین تفسیر ہے جو خود ان آیات قرب و معیت مین وارد ہے اور بحکم مقولہ مشہورہ الآیات تفسر بعضہا بعضاً یعنی ایک آیت دوسرے کی تفسیر کرتی ہے اسپر اعتماد و اجب یا جایز ہی ہے تفسیر ہونے کی تشریح مین وہ کہتے ہین کہ منجملہ آیات متمسک فریق معوض پہلی آیت کے اخیر مین خدا نے فرمایا ہے واللہ بما تعملون بصیر یعنے جو تم کرتے ہو وہ اللہ دیکھتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس سے پہلے ہو محکم فرمایا ہے اس سے یہی علم و اطلاع اعمال مراد ہے اور دوسری آیت کے اخیر مین فرمایا ہے ثم ینبئہم بما عملوا الیوم القیامۃ ان اللہ بکل شئ علیم۔ یعنے پھر خدا انہار کیا کریا قیامت کے دن انکو بتاویگا وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جو خدا کا تین شخصون (چپکے باتین کرنے والون) مین چوتھا ہونا اور پانچ مین چھٹا ہونا بتایا ہے اس سے اوسکا عالم اور خبردار ہونا مراد ہے الباہی اور آیات مین (جنسے

رضی اللہ عنہم مجتہد مخطی معذور بود ندازان قبیل
کہ من اجتہد فقد اخطأ فلہ اجر واحد پس ازان
جہت کہ متمسک بود ند بشبہ ہر چند دلیل دیگر
ارجح ازوے بود و موجب آن شبہ دو چیز
است یکے آنکہ خلافت برائے حضرت مرتضیٰ
منعقد نشد زیرا کہ اہل حل وعقد عن اجتہادٍ
ونصیحۃً للمسلمین بیعت نکردہ اند اخرج ابوبکر
بن ابی شیبہ عن معتمر بن سلیمان عن
ابیہ قال حدثنا ابو نضرۃ ان ربیعۃ کلمت
طلحۃ فی مسجد بنی سلمۃ فقالوا کنا فی نحر
العدو حتی جأتنا بیعتک ھذا الرجل ثم
انت الآن مقاتلہ او کما قالوا قال فقال انی
ادخلت الجش ووضع علی عنقی السیف قیل
بایع والا قتلناک وقال فبایعت وعرفت
انہا بیعۃ ضلالۃ قال التیمی وقال الولید بن
عبد الملک ان منا فقا من منافقی اھل
العراق جبلۃ بن حکیم قال للزبیر فانک
قد بایعت فقال الزبیر ان السیف وضع علی فقا
فقیل لی بایع والا قتلناک قال فبایعت و
واخرج ابوبکر عن محمد بن بشر قال سمعت
حماد بن عبد اللہ بن الاصم یذکر عن ابی

ہونا (جس پر ایک اجر وارد ہے) اور معذور ہونا
اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ اس مقابلہ میں
شبہ سے متمسک تھے گو اس شبہ کے مخالف
(اس مقابلہ سے مانع) دلیل قوی تھے اس
شبہ کے باعث دوام رہتے۔ ایک یہ
کہ ان لوگوں کے نزدیک مقابلہ کے وقت تک
حضرت مرتضیٰ کی خلافت صحیح نہ ہوئی تھی۔
اور اہل حل وعقد توڑ وجوڑ کے لائق اعیان
واشخاص) نے اپنی رائے سے اور خیر خواہی
مسلمانوں کی نظر سے ان کی بیعت نہ کی تھی
(محض جبر واکراہ سے بیعت کی تھی ولہذا وہ
ان کو امام برحق نہ سمجھتے اور ان کے مقابلہ
کو بغاوت (جو امام برحق کے مقابلہ کا نام ہے)
خیال نکرتے اس کی موید وہ روایت ہے جو
امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابو نضرہ سے نقل
کی ہے کہ ربیعہ (قوم) نے حضرت طلحہ سے
کہا کہ ہم دشمن کے مقابلہ میں تھے جب ہم
نے حضرت علی سے تمہاری بیعت کرنیکا حال
سنا تھا اب تم ان سے لڑ رہے ہو۔ حضرت طلحہ نے
جواب دیا میں چکی میں دبایا گیا تھا اور میری
گردن پر تلوار رکھکر یہ کہا گیا تھا کہ بیعت کرو نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

راشد جدته قالت کنت عند ام هانی
فاتاها علی فدعت له بطعام فقال مالی
لا اری عندکم برکة یعنی الشاة قالت
فقالت سبحان الله والله عندنا البرکة
قال اعنی الشاة قالت فنزلت فلقیت رجلین
فی الدرجة فسمعت احدهما یقول لصاحبه
بایعته ایدینا ولم تبایعه قلوبنا قالت فقلت
من هذان الرجلان فقالوا طلحة والزبیر
قالت فانی قد سمعت احدهما یقول لصاحبه
بایعته ایدینا ولم تبایعه قلوبنا فقال علی
من نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی
بما عهد علیه الله فسیوتیه اجراً عظیماً۔
دوم آنکه قصاص حق است وحضرت مرتضے
قادر است بر اخذ قصاص ذی النورین و اخذ
آن نمیکند بلکه مانع آن است وحضرت مرتضی
نیز بخطاے اجتہادی حکم فرمودند اخرج ابوبکر
عن ابی البختری قال سئل علی عن اهل
الجمل قال قیل امشرکون هم قال من الشرک
فروا وقیل امنافقون هم قال ان المنافقین
لا یذکرون الله الا قلیلا قیل فما هم قال
اخواننا بغوا علینا وقال علی انی لارجوان

ہم تیری گردن مارتے ہین تب مین نے بیعت
کی اور یہ جان لیا تہا کہ یہ گمراہی کی بیعت ہی۔
(ایسا ہی) تمیمی نے طلحہ سے نقل کیا ہے۔ اور
امام ابوبکر نے ام ہانی سے نقل کیا ہے کہ
انہون نے دو شخصون کو یہ کہتے سنا کہ
ہمارے ہاتھون نے تو بیعت کی ہی پر ہمارے
دلون نے بیعت نہین کی پہر لوگون سے انکا نام پوچہا تو انہون نے
کہا کہ یہ دونو طلحہ و زبیر ہین ام ہانی نے یہ
ذکر حضرت علی سے کیا تو انہون نے قول خداوندی
پڑھا۔ من نکث الخ (یعنی جس نے عہد کو
توڑا اسی پر اس کا وبال پڑا۔ اور جو اپنے
عہد کو جو اسنے خدا سے کیا ہی پورا کریگا خدا اسکو بڑا اجر دیگا)
دوسرا سبب ان کا یہ خیال تہا کہ قصاص
(خون کا بدلہ لینا) حق ہے۔ اور حضرت مرتضی
باوجود قدرت حضرت عثمان کا قصاص نہین
لیتے بلکہ اس سے اورون کو مانع ہین۔
حضرت مرتضی نے بہی ان کے اس مقابلہ کو
اجتہادی خطا قرار دیا ہے چنانچہ امام ابوبکر
بن ابی شیبہ نے ان سے نقل کیا ہے کہ
آپ سے کسی نے اہل جمل کی بابت پوچہا کہ
کیا وہ لوگ مشرک ہین آپ بولے شرک سے

نکون کالذین قال اللہ عزوجل ونزعنا
مافی صدورھم من غل اخوانا علی سرر
متقابلین حدیث لہ طرق متعددۃ اخرج
بعضھا ابوبکر واگر خصم قبول نکند این را
ورائے ایشانرا از خطائے اجتہادی شمارد بلکہ
از سیئات حساب کند فقد قال اللہ تعالی
فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم
واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن
عنھم سیئاتھم ولادخلنھم جنت تجری
من تحتھا الانھار ثوابا من عند اللہ ۔الآیۃ
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ
اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم ۔ واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ
عن عبد اللہ بن زیاد قال قال عمار بن
یاسر ان امنا سارت مسیرنا ھذا وانھا
واللہ زوجۃ محمد صلعم فی الدنیا والاخرۃ
ولکن اللہ ابتلانا بھذا لیعلم ایانا نطیع امر

تو وہ بھاگ کر آئے ہین پھر اسنے کہا کہ کیا وہ
منافق ہین آپ نے فرمایا کہ منافقین تو خدا
کو بہت ہی کم یاد کیا کرتے ہین اس نے کہا
کہ پھر وہ کون ہین آپ نے ارشاد کیا کہ وہ
ہمارے (اسلامی) بھائی ہین جنہون نے بغاوت*
کی ہے اور فرمایا مجھے امید ہے کہ ہم اور وہ (انشاء اللہ)
کردن) ویسے ہو جائینگے جنکے حق مین خدا
نے فرمایا ہے کہ ہم نے انکے سینون سے کینے
نکالدئے اور وہ آپسمین بھائی ہوگئے بہشت
مین تختون پر آمنے سامنے بیٹھنے والے۔
اس حدیث کی کئی سندین ہین از انجملہ بعض
کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے خصم (خصوصاً
شیعہ) اس قول یا روایت مرتضی کو نہ مانیں
اور حضرت عایشہ وغیرہ کو اس فعل کو خطائے
اجتہادی قرار نہ دین بلکہ گناہ سمجھین تو ان
کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالے نے ان مہاجرین
کے حق مین یہ فرمایا ہے کہ جن لوگون نے

* اس مین فعل کو بغاوت کہا گیا ہے۔ نہ فاعل کو۔ اسپر جو یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ فعل بغاوت ہو
تو اسکا فاعل باغی کیونکر نہ ہوگا اس کا جواب عنقریب آتا ہے۔

* اس مین یہ اشارہ ہے کہ اس حدیث کے راوی ابوالبختری پر طعن حدیث مین طعن کا موجب
نہین ہو سکتا۔

اياه واخرج مسلم عن ابی هريرة
ان رسول الله صلعم كان على حراء
وابوبكر وعثمان وطلحة والزبير
فتحركت الصخرة فقال اهدء فما
عليك الا نبیٌّ او صديق او شهيد
واخرج ابوبكر عن ابی نضرة قال
ذكروا عليًّا وعثمان وطلحة والزبير
عند ابی سعيد فقال اقوام سبقت
لهم سوابق واصابتهم فتنة فردوا
امرهم الى الله - باز ازين عزيزان
كلمات داله بر رجوع ازين راے
منقول شده - اخرج ابوبكر عن
عايشة رض قالت وددت انی كنت
غصنا رطبا ولم اسير مسيری هذا
وقد روی بطرق متعددة ان عليًّا
قال يوم الجمل للزبير انشدك الله
اتذكر يوما اتانا النبی صلعم وانا
اناجيك فقال اتناجيه فوالله
ليقاتلنك يوما وهو لك ظالم قال
فضرب الزبير وجه دابته فانصرف
اخرجه ابوبكر وغيره ثم قتله ابن

ہجرت کی - اور وہ اپنے گھرون سے نکالے گئے اور
میری راہ مین دکھ پائے اور (ان دکھ پہنچانی والونسی)
لڑی اور مارے گئے انکی برائیان ہم دور کردینگے -
اور ان کو ان باغون مین داخل کرینگے جنکی نیچے نہرین
جاری ہین یہ (ان کی نیکیونکا) بدلہ ہی خدا کیطرف سی
اور آنحضرت صلعم نے ان کے حق مین فرمایا ہے
مین امید کرتا ہون خدا کو اہل بدر کے ایمان و اخلاص
پر اطلاع ہی و لہذا ان کو فرمایا ہی کہ تم جو چاہو کرو -
مین نے تم کو معاف کردیا ہے (یعنی خدا نی جان لیا
ہی کہ ان کے دلون مین کفر نہین آنیکا - اس سے
چھوٹی گناہ ان سی سرزد ہونگے تو وہ معاف کئی جاوینگی
ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت عمار بن یاسر سے
(جو حضرت مرتضی کیجانب اور ان کے لشکر مین تہے)
نقل کیا ہے کہ انہون نے حضرت عایشہ کی مددگارون
سے کہا ہماری مان (عایشہ رض) یہ چال چلی ہین اور
بخدا وہ آنحضرت کی دنیا اور آخرت مین زوجہ ہین مگر
خدا تمہارا امتحان کرتا ہے کہ تم ان کا کہنا مانکر حضرت
علی سی لڑتے ہو یا خدا کا کہنا مانکر اس سی باز آتے ہو -
اور مسلم نے حضرت ابی ہریرہ سی نقل کیا ہی کہ آنحضرت "غار
حرا" مین ایک پتھر پر تہی اور آپکی ساتھ حضرت ابوبکر و عمر و
عثمان و طلحہ و زبیر تہی - پتھر ہلا تو آنحضرت نے فرمایا تو مت ہل!

جرموز بعد انصرافہ من المعترک
واخرج ابو بکر عن قیس قال
رمی مروان بن الحکم یوم
الجمل طلحہ بسہم فی رکبتہ فجعل
الدم یغذو ویسیل فاذا
امسکوہ امسک واذا ترکوہ
سال فقال طلحۃ دعوہ انما
ھو سہم ارسلہ اللہ فمات۔ و
اخرج الحاکم عن ثور بن مجزاۃ
قال مرت بطلحۃ یوم الجمل
آخر رمق فقال لی ممن انت قلت
من اصحاب امیر المؤمنین علی
فقال ابسط یدک بایعک فبسطت
یدی فبایعنی وفاضت نفسہ
فاتیت علیا فاخبرتہ فقال
اللہ اکبر صدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انی للہ
ان یدخل طلحۃ الجنۃ الا وہو
فی عنقہ (ازالۃ الخفاء ص۱۰۵ مقصد۲)

تیر سے اوپر نہیں ہے۔ یا صدیق۔ یا شہید۔ (جس میں حضرت
عمر و عثمان و طلحہ و زبیر سبھی آگئے۔) اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے
حضرت ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس
لوگوں نے حضرت علی و عثمان و طلحہ و زبیر کا ذکر کیا تو انہوں
نے فرمایا کہ ان حضرات سے پہلے نیکیاں ہو چکی ہیں۔ پھر
(کسی قدر) قصے ان کے معاملہ کو خدا ہی کے سپرد کرنا چاہئے۔
پھر ان معزز حضرات (طلحہ و زبیر و عائشہ) سے ایسے کلمات
بھی منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس
مقابلہ کو خیال سے رجوع کر لیا تھا۔ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ
نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کاش میں درخت کی شاخ
ہوتی (یعنی انسان نہ ہوتی) اور یہ سفر (جس میں مقابلہ
ہوا) نہ کرتی۔

حضرت علی سے کئی سند وں سے روایت ہے کہ آپ نے جمل کے
دن حضرت زبیر سے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں تم
کو یاد نہیں کہ میں ایک دن تم سے کان میں باتیں کر رہا
تھا تو آنحضرت آپہنچے اور فرمانے لگے اے علی تو اس سے کان
میں باتیں کر رہا ہے یہ تو ایک دن تجھ سے ظالم بنکر لڑیگا یہ
سنکر حضرت زبیر نے گھوڑے کو مارا اور میدان جنگ سے
منہ پھیر لیا۔ پھر ان کو ابن جرموز نے میدان جنگ سے
پھر جانیکے بعد (غلطی سے) قتل کر دیا۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے قیس سے روایت کی ہے کہ جمل کے
دن حضرت طلحہ کو مروان نے تیر مارا تو خون جاری ہونے لگا جب اسکو روکتے تو رک جاتا

جب چھوڑ دیتے جاری ہو جاتا۔ حضرت طلحہ نے کہا اسکو جاری رہنے دو یہ تیر اللہ کیطرف سے آیا ہے۔ پھر اسی سے وہ مر گئے۔ حاکم نے ثور سے روایت کیا ہے کہ میں طلحہ کے پاس دم واپسین کے وقت گیا تو انہوں نے پوچھا تم کس گروہ سے ہو۔ میں نے کہا امیر المومنین علی کے گروہ سے ہوں آپ نے فرمایا ہاتھ پھیلا میں تیری ہاتھ پر (علی مرتضی کی) بیعت کروں میں نے ہاتھ پھیلایا تو انہوں نے بیعت کی۔ پھر ان کی جان نکل گئی۔ میں حضرت علی مرتضی کے پاس آیا اور یہ حال سنایا تو انہوں نے فرمایا اللہ اکبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سچ فرمایا تھا کہ خدا طلحہ کو میری بیعت کے سوا بہشت میں داخل نکریگا"

یہ **واقعہ جمل کے متعلق روایات** حدیثیہ **ہیں** جنسے حضرت عایشہ وغیرہ اہل جمل کا اپنے فعل میں معذور و مسئول پر پھر اسپر نادم و تائب ہونا ثابت ہوتا ہے اور جن **عمومات ادلہ شرعیہ** سے مسئول و نادم و تائب کا جرم سے بری ہونا ثابت ہوتا ہے ان کی **تفصیل** (اس محل میں **ضروری نہیں** علما خوب جانتے اور مانتے ہیں کہ مسئول باوجود ارتکاب یا اعتقاد کفر (جو محل* تاویل ہو) کافر نہیں کہلاتا اگر اس کے فعل کو (جسکو وہ بتاویل کرتا ہے) بصورت عدم تاویل کفر کہا جاے) اور گناہ سے تائب عدم مواخذہ اور برارت میں ایسا ہی ہے جیسا وہ شخص جو گناہ کا مرتکب نہیں ہوا اور ندامت بھی ایک قسم کی توبہ ہے" اور اگر کوئی ان مسائل سے ناواقف یا ان کا منکر و مخالف ہو تو وہ کتب ذیل کو بمقامات ذیل سے ملاحظہ کرے اور ان دلائل حدیثیہ کو جو ان کتب میں مندکر

* اس میں یہ اشارہ ہے کہ قطعیات و ضروریات دین (جو تاویل کا محل نہیں) میں تاویل کفر سے نہیں بچاتی (جیسے فلاسفہ اور نیچریوں کی بعض تاویلات) اسکی تفصیل اور اسپر دلیل شاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۳ میں گذر چکی ہے۔

جس کا ماحصل یہ ہے کہ قطعیات میں تاویل درحقیقت تکذیب ہوتا ہے تاویل نہیں۔ و لہذا اس کا مرتکب درپردہ منکر ہے مسئول نہیں گو بظاہر قائل و مسئول ہو

ہین انصاف سی دیکہے پھر بہی اسکے دل مین انکار رہے تو وہ اُن دلائل کا جواب دے جو ان کتب مین مذکور ہین +

وہ یہ ہین

صحیح بخاری صفحہ (۹) (جسمین یہ بیان ہی کہ بعض امور کفریہ کی ارتکاب سی مرتکب کو کافر نہین کہا جاتا) **اور صفحہ (۱۰۲۵)** جسمین اس امر کا کامل ثبوت دیا گیا ہی کہ اہل تاویل کو باوجود ارتکاب ایسی امور کے جنکو بنظر ظاہر کفر کہا جا سکے اس کے مئول ہونے کی سبب قتل* نہ کیا جائے اور نہ کافر قرار دیا جاے) اور **صحیح مسلم** جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ وغیرہ (جنمین اسکا ثبوت ہی کہ توبہ سی گناہ ساقط ہو جاتے ہین اور **مشکوٰۃ** (صفحہ ۱۹۸) وغیرہ (جنمین یہ بیان ہے کہ گناہ سی تائب ایسا ہی جیسا بیگناہ - اور ندامت بہی ایک قسم کی توبہ ہی اور **صحیح مسلم** جلد ۲ (صفحہ ۶۸ و ۶۹) اور **سنن ابی داؤد** جلد ۲ (صفحہ ۲۴۵) و (صفحہ ۲۵۴) و (صفحہ ۲۵۸) وغیرہ جنمین یہ بیان ہی کہ جس مرتکب جرم (زنا وغیرہ پر حد شرعی جو کفارہ گناہ ہونی مین توبہ کی مثل ہی چنانچہ صحیح بخاری مین بصفحہ (۷۰) و صحیح مسلم جلد ۲ مین بصفحہ (۷۳) ثابت ہی) جاری ہو اسکو سابق گناہ کی نظر سی برا نہ کہین اور اس جرم کا عیب نہ لگائین - اور کتب کلام و فقہ **شرح مقاصد** - شرح **مواقف** - شرح **فقہ اکبر** - **رد المحتار** وغیرہ (جنمین اہل بدعت مخالفین اہل سنت کی تکفیر سی روکا گیا ہی باوجودیکہ وہ اہل سنت کے نزدیک ایسی امور کے معتقد ہین جنکو اہل سنت کفر سمجہتی ہین) ان کتابونکی اصل عبارتین **اشاعۃ السنہ** نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۴ مین بضمن "مضمون کفر و کافر" جو باب منع تکفیر اہل اسلام مین **ایک** پر زور اور مدلل مضمون ہی منقول ہو چکی ہین ناظرین ان نمبرون اشاعۃ السنہ کی طرف رجوع فرمائینگے تو اور کتب کی ملاحظہ کرنیکی محتاج نرہینگی -

اس مذہب پر جو یہ **اعتراض** وارد ہوتا ہی کہ فعل (کفر یا فسق یا بغاوت و امثال

* اسکی تائید مین حاطب بن ابی بلتعہ کا یہ قصہ اسمین منقول ہی کہ اسنے بعض مشرکین مکہ کی پاس آنحضرت کی مخبری کی جسپر حضرت عمر نے اسکی گردن مارنی چاہی تو آنحضرت نے اسکی تاویل کی نظر سی اسکی جان بچائی -

ذلک کسی شخص مین موجود ہو تو اس کے فاعل کو کافر یا فاسق یا باغی کیون نہ کہا جائے چنانچہ کسی شخص مین مارنا پایا جاتا ہے تو اسکو مارنیوالہ کہا جاتا ہے اس کا **جواب** اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۷ وغیرہ مین یہ ادا ہو چکا ہی کہ یہ عامیانہ خیال ہے۔ شرع نی بہت امور کو کفر قرار دیا ہی پر ان کے مرتکب کو (جو کسی عذر نسیان خطا وغیرہ یا تاویل سی مرتکب ہو) کافر نہین کہا۔ اسباب مین شرع اہل لغت کی تابع نہین ہے۔ جو قیام مبدء کو حمل مشتق کا موجب سمجھتی ہین اور جس شخص مین ضرب (مارنا) پائی جائے اسکو ضارب (مارنیوالہ) کہنا ضروری خیال کرتے ہین۔

اس بیان سی ثابت ہوا کہ امر دوم کے متعلق ہمارا فیصلہ صحیح ہی۔ اور حضرت عایشہ صدیقہ وغیرہ اہل جمل باوجود ارتکاب جرم بغاوت اپنی تاویل وندامت کے سبب باغی ہونے سے بری ہین۔

اب ہم اسباب (عدم تکفیر وتفسیق اہل اسلام بنظر بعض امور کفریہ وفسقیہ) مین ایک ایسا عام **ضابطہ*** بیان کرتے ہین جسکے ذریعہ سی اہل صفین بہی بلکہ اکثر اموات مسلمین **تکفیر وتفسیق** سی بچ سکین اور اس کی پابندی سی علما مسلمانان مسلم الاسلام کی تکفیر وتفسیق سی رُکے رہین۔

ضابطہ تکفیر مسلمانان

یہ ہے

جس مسلمان مسلم الاسلام (یقیناً ہو خواہ ظناً) کو کسی فعل یا قول کے سبب **کافر بنانا** چاہین اس کی **نسبت تین امور** مفصل ذیل **ثابت کرلین** تب اس کے کفر

* اس ضابطہ کو وہ لوگ بہی غور سی پڑہین جو صرف بعض کلمات کی نظر سی اکابر ائمہ اسلام شیخ محی الدین بن عربی ومولوی رومی ومولوی جامی وغیرہ اموات مسلمین کو کافر کہتے ہین اور اس امر کو دین قویم وصراط مستقیم سمجھتی ہین۔ خصوصاً ساکنان ضلع فیروزپور پنجاب جو اس تکفیر مین نمبر اول ہین

کے مدعی بنیں ان میں سے جو بات مرضی مقصود ہو قرآن فعل یا قول کی نظر سے اسکی تکفیر پر جرات نکریں۔

امر اول یہ کہ وہ فعل یا قول یقینی اسی معنی میں ہو جو ہم نے بیان کیا ہے وہ محض اس پر قرینہ ہونا کسی کے کسی فعل یا قول سے کیسے سمجھا گیا ہو۔

اس امر کے ثابت کرنیکی ضرورت پر دلیل اثنا عشریہ سنہ نمبر ۲ جلد ۸ میں مضمون "مشاجرہ صحابہ" کے ذیل میں سب رائے کے عنوان میں بیان ہو چکی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ کسی کے کلام کا مفہوم (جسکو لوگ اس کلام سے سمجھے ہیں وہ خود اس کا مدعی نہو) بعینہ اس شخص کا کلام نہیں ہو سکتا اور جو کسی شخص سے شہرت و قرائن کے ساتھ نہ سنا ہو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس شخص پر یقینا الزام نہیں قائم کیا جا سکتا جو کافر بنا سکے ... ضروری ہے۔

اس پر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جس شخص سے ... یقینی ثبوت ضرور ہے اور اس سے صدور امر کفر یہ کا یقینی علم حاصل کرنیں ... ظنی اسلامہ کو ... نکالنے کے لئے ظنی ثبوت لفر کیوں کافی نہیں ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ بشہادت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ مسلمان کو مسلمان سمجھنے کے لئے من کافی ہے اور یہ من ظنی بید یہی ہے جو قرآن ہے اور اسکو کافر بنانیکے لئے ظنی ہو تو جائز ہے اور اسکو کافر بنانیکے لئے ظنی اعتماد جائز نہیں حصول یقین ضروری ہے اور اس سوئے ظنی کے لئے دلیل قطعی ہے ہم

جیسے آیت یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (الحجرات ع ۲)

اور یہ آیت لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خیرا (نور ع ۲)

اور یہ حدیث ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث (بخاری ص ۸۹۰)

انساب میں آیات و احادیث بکثرت و ... میں جن کی تفصیل کا محل نہیں

انہی آیات و احادیث کی نظر سے علمائے اسلام نے کہا ہے کہ اگر کسی کلام میں ... ہوں اور ایک وجہ ... تو اس ایک وجہ

وقد ذکروا ان المسئلة المتعلقة بالکفر اذا

کان لها تسع وتسعین احتمالاً لتکفیر واحد لنفیه فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل باحتمال النافی لان الخطاء فی الف کافر اهون من الخطاء فی فناء مسلم واحد (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۰۰)

لحاظ سے اسکے قائل کو مسلمان ٹھہرانا ضروری ہے ان ننانوے وجوہ کے لحاظ سے کافر بنانا جائز نہیں۔ اور کہا ہے کہ ہزار کافر کو مسلمان سمجھنے میں غلطی کرنا اس غلطی کی نسبت سہل ہے جو ایک مسلمان کو کافر بنانے میں کریں۔

اور کہا ہے کہ مسلمان کو کافر بنانے کے لئے یقیناً صدور امور کفریہ کا اثبات ضروری ہے۔

امر دوم یہ کہ اس قول کا [illegible] کا محمل وہی متعین و متیقن ہو جو کفر خیال کیا جاتا ہے اسکے سوائے اس کا [illegible] مطلب و محمل صحیح جو کفر نہ ہو [illegible] اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت پر دلیل و شواہد وہی آیات کتاب اللہ و سنت و اقوال علمای امت ہیں جنکا ذکر اثبات ضرورت امر اول کے ذیل میں ہو چکا ہے [illegible] پہلے بھی اشاعت السنہ نمبر ۹ جلد [illegible] وغیرہ میں یہ ذکر گذرا ہے۔

امر سوم یہ کہ اس شخص کا خاتمہ اسی قول یا فعل پر ہوا ہو جو بجز کفر کوئی مطلب محمل نہیں رکھتا اور وقت تکفیر تک اس قول یا فعل سے اسکا رجوع نہ کرنا اور اسپر نادم و تائب نہونا یقیناً ثابت و معلوم ہو۔ اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت پر دلیل بھی وہی آیات و احادیث ہیں جو حسن ظنی کو (بلا دلیل کیوں نہو) واجب کرتی ہیں۔ اور علاوہ بریں وہ احادیث (جو نادم و تائب کی براءت میں عنقریب منقول ہو چکی ہیں) اسپر دلیل ہیں۔

یہی ضابطہ کی تفسیق یا تبدیع (مسلمان کو فاسق یا مبتدع بنانے) کے لئے ہے اس میں اور ضابطہ تکفیر میں فرق ہے تو اتنا ہے کہ یہاں امر اول و دوم کا ثبوت قطعی و یقینی

[illegible] مطبع احمدی دہلی [illegible] کے کفر و اسلام [illegible] تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ ثابت کر دکھایا ہے [illegible] کافر بنانے کے لئے [illegible] ہے۔

فریق معترض نے استدلال کیا ہے یا نہیں کیا) اس قسم کے الفاظ اور قرائن موجود ہیں جنسے ہر موقع پر معیت کے معنے مرادی جدا جدا معلوم ہوتے ہیں مثلاً اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا میں بقرینہ مقام الفت مراد ہے وعلے ہذا القیاس

الجواب

اس عذر کا جواب یہ ہے کہ اس معنے معیت کا تاویل ہونا تم لوگوں نے خود تسلیم کر لیا اور اپنے رسایل میں اکابر علماے سے نقل کیا ہے۔

تمہارے رسالہ محمودیہ وغیرہ میں ابن عبدالبر سے منقول ہے کہ صحابہ و تابعین نے جنسے تاویل کا علم سیکھا جاتا ہے آیۃ نحوی منقولہ حاشیہ کی تاویل میں کیا ہے کہ خدا عرش پر ہے اور اسکا علم ہر ایک جگہ ہے۔ اور اگر آپ اس کلام سے انکار ہے یا اسمیں لفظ تاویل سے تفسیر مراد ہے جو بحکم انصاف آپ مراد نہیں لے سکتے تو اس تفسیر پر بھی وہی اشکال و اعتراض ہے جو تاویل پر ہے کہ آیات متشابہات کی تفسیر بھی جایز نہیں ہے جیسیکہ انکی تاویل جایز نہیں۔ اس امر کی تسلیم بھی آپ لوگوں کی کلام میں صریح موجود ہے جو بصفحہ ۱۱ اسی رسالہ نمبر ۱ جلد ۸ میں منقول ہو چکی ہے۔

علماء کا یہ مقولہ کہ ایک آیہ دوسرے کی تفسیر ہوتی ہے مسلم ہے مگر اسکا محل وہ آیات متعلق احکام و عمل حسین جنسے مخلوق کا علم متعلق ہو سکتا ہے اور جو آیات متشابہات ہیں اور صفات خداوندی کے متضمن ہیں اور انکا علم بحکم وما یعلم تاویلہ الا اللہ فریقین کے نزدیک خدا کا خاصہ مسلم ہو چکا ہے وہ آیات اس مقولہ کی محل نہیں ہیں جس حالتمیں انکی تاویل (بایوں کہو کہ تفسیر) پر کسیکو مطلع

ضروری نہین - فسق یا بدعت کا حکم لگانے کو ظنی ثبوت بھی کافی ہو اور روایت و شہادت احاد بھی اس باب مین مقبول ہو - کیونکہ امور فسق پر حدود و تعزیرات جاری کرنین شہادت احاد پر بھی شرع نے اعتماد کیا ہو -

اس ضابطۂ تکفیر یا تفسیق کے (جو نہ صرف ہمارا ایجاد ہے بلکہ علماء سلف کا بھی یہی قرار داد ہے اور اُسکے اصول و شروط پر سب کا صاد ہے) مسلمان پابند رہتے تو مسلمانون مین کافر بہت ہی کم نکلتے سلف و خلف مین صدہا اعیان و اکابر اسلام صحابہ و تابعین و ائمہ دین فتوائے تکفیر و تفسیق سے بچ جاتے مسلمانون کے نمبر بڑھتے کافرون کے نمبر گھٹ جاتے - مگر افسوس اکثر مسلمان اپنے مسلمہ اصول کے پابند نہین - ہم ان اصول سے آنکھ بند کرکے تکفیر و تفسیق مسلمانان عمل مین لاتے رہے ہین گزشتہ مسلمانون کو ہم انھی اصول حسن ظنی کے لحاظ سے کچھ نہین کہتے موجودہ اہل اسلام کیخدمت مین بادب ملتمس ہین کہ وہ تو اس ضابطہ مسلم الاصول کے (اگر وہ اس کے اصول کو مانتے ہین) پابندی اختیار کرین، اور امو ات مسلمین سے کیسکو (اہل صفین ہون خواہ انکے اخلاف مولوی رومی و مولوی جامی ہون خواہ انکے اسلاف وغیرہ) برا نہ کہین اور اگر وہ اس ضابطہ کے اصول کو صحیح نہین سمجھتے غلط

نوٹ: مجھے حضرات شیعہ کا حال پڑھکر افسوس ترس آتا ہو جو بدگوئی اموات مسلمین کو اپنا ایک فرض مذہب سمجھ رہے ہین اور جو اس خیال کو غلط سمجھتے ہین انکو جہال متقال کہتے ہین - ایسی تقلید جانب داری بھی سخت حجاب ہو جسکے اس ضابطہ کی تسلیم سے آسمو اور کیا عذر ہو -

وہ حضرات یہ بھی غور فرمالین کہ ائمہ مجتہدین نے کفار کو جن پر آنحضرت صلعم لعنت بھیج چکے ہین جائز نہین سمجھا لعنت کرنا عبادت نہین اور اس لعنت کو وظیفہ کرکے پڑھنا کوئی ایسا جرو قوی ثواب نہین اور اسکی ترک و سکوت مین کوئی نقصان نہین تو امن و ملحد مسلمین (جن کے ایمان سلام کو وہ ماہین اور لاحق کفر کو وہ قطعی ثبوت نہین دیسکتے) کیونکر عبادت ہو سکتا ہو - ہمارے علماء اہلسنت امام غزالی وغیرہ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے لایق ہو کہ خصوصیت کے ساتھ کسی شخص کو لعنت کرنا خطرناک ہو اور لعنت نہ کرنے مین شیطان کے بہکی کوئی خطرہ نہین -

وعلی الجملۃ نفی من لا اشعار فیہ بخطر فیجب تلافی الخطر فی اللعن علی ابلیس فضلا عن غیرہ

(حیاء العلوم و تخریج العراقی)

جانتے ہین تو انکی غلطی پر حسبۃً للہ انکو متنبہ کرین۔

خاتمہ تمام ہوا اب اس میں ایک ذنابہ لگایا جاتا ہے جس میں اتفاقی چند سوالات کا جواب ہے

ذنابہ خاتمہ

اثنائے تحریر خاتمہ مین اخبار شحنۂ ہند میرٹھ نمبر ۳ جلد ۳ مطبوعہ ۴ ستمبر ۱۸۸۵ء ہمارے پاس پہنچا جس مین اس قسم کے تین سوال اور ہین جنمیں اہل بیت ہمارے معزز دوست مولوی سید احمد حسن صاحب اڈیٹر اخبار شحنۂ ہند ہین جو شمول دیگر علمائے عصر خاکسار سے جواب طلب فرماتے ہین انہی کی خاطر سے ہم نے ان سوالات کے جواب مین قلم اُٹھایا ہے ورنہ تحریر مضمون عکس ترقی معکوس کے بعد ان سوالات کا جواب لکھنا ضرور سی نہ تھا۔

سوالات

(۱) زید بی بی عائشہ صدیقہ پر اتہام لگاتا ہے (۴) خالد حضرت مولینا و سیدنا ابو بکر صدیق کو حبشی غلام بتاتا ہے (۵) نفر مولینا امام اعظم کو فی جنگلی کا لقب دیکر پکارتا ہو نذکورہ بالا اشخاص کے حق مین علما کیا فرماتے ہین۔؟

جوابات

(۱) زید اُس اتہام کے سبب (جس سے قرآنین اجمالاً اور حدیث مین تفصیلاً حضرت عائشہ صدیقہ کی برات ہو چکی ہی) کاذب و فاسق ہی احادیث صحیحہ صریحہ (جنمین صاف بیان ہو کہ بعض منافقون اور نادان مسلمانون

* آیات قرآنکو نہ سمجھنے اسلئے دلیل نہین ہیں ہمارا اور زید کو ان آیات کا سمجھنا اگر کافی قرار دیا ہو کہ ان آیاتین حضرت عائشہ کا صریح نام نہین و لہذا وہ آیات انکی برات مین نصوص نہین ہین ہم چند بعض علمائے قاذف عائشہ صدیقہ کو کہتے ہین (جنکے اقوال عبارات اشاعۃ السنۃ زالعلہ ۱۰ مین بعض علمائے قذف کا نذکرہ ہوا ہین) مگر یہ شہادت ضابطہ مذکورہ بالا قاذف عائشہ صدیقہ کا نہین فاسق ہوا ہین یعنی محققین اہلسنت کا مذہب اعتقاد ہو جن کو اسماء و اقوال ہم اسمقام مین بیان نہین کر سکتے تاہم جب کوئی طالب ہو گا۔

حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تو قرآن نے انکی برارت ظاہر کی اس کے کذب و فسق پر روشن دلائل ہین۔

(۴) خالد اس بیان مین کاذب اور اس سوء ادبی کے سبب جو ایک جلیل الشان صحابی خلیفہ اشد نبوی کے جناب مین اس سے سرزد ہوئی ہے فاسق ہے اس کے کذب و فسق پر وہ روایات حدیثیہ شاہد ہین جو سیدنا ابوبکر صدیق اکبر کے قرشیت کی مثبت ہین اور امت محمدیہ پر انکی تعظیم و تکریم کی موجب ہے۔

(۵) زفر بھی اس بیان مین کاذب اور اس سوء ادبی کے سبب جو ایک جلیل الشان مجتہد کی جناب مین اس نے کی ہے فاسق ہے پر خالد کی نسبت دوسرے یا تیسرے درجہ پر کیونکہ ائمہ مجتہدین کی توہین توہین صحابہ سے دوسرے یا تیسرے درجہ پر ہے جو تابعین یا تبع تابعین کا درجہ ہے اس رمز و اجمال کی تفصیل ہم اس محل مین نہین کر سکتے۔ عموماً اولیاء اللہ (جن مین صحابہ اکابر تابعین و ائمہ مجتہدین سبھی شامل ہین) کی توہین کرنے والے کو یہ حدیث قدسی سناتے ہین جو

من عادی لی ولیاً فقد بارز الله بالمحاربة
وفی روایة فقد اذنته بالحرب مشکوٰۃ ص ۱۸۹ ۴۴۷

صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے جو میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے مجھ سے لڑنے کو میدان مین نکلتا ہے اور فرمایا کہ مینے اوسکو جنگ سے آگاہ کر دیا۔

یہ ان سوالات کے جوابات ہین جو عام طور پر بلا خصوصیت قائل و مخاطب کے لکھے گئے ہین

اب ہم ان سوالات کے متعلق یہ بات جتاتے اور اسکو ضروری سمجھتے ہین کہ یہ سوالات محض فرضی معلوم ہوتے ہیں۔ ان باتونکا (جو ان سوالات مین مذکور ہین) کوئی قائل نظر نہین آتا اور جن لوگون کی نسبت یہ سوال کئے گئے ہین اونکی جانب سے ان باتون سے انکار پایا جاتا ہے۔ اون لوگونکی تحریرات متضمن انکار ہماری پاس پہنچی ہین جبکہ انکے فریق مقابل کی تحریرات متضمن دعوی ثبوت۔ لہذا ہم فریقین سے کسیکی تصدیق یا تکذیب نہین کر سکتے اور اپنے جوابات کی نسبت یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہین کہ ان جوابات کو کوئی مسلمانان ناگپور کے حق مین نہ سمجھ لے جب تک کہ اون لوگون سے اون باتونکا (جو ان سوالات مین مذکور ہین)

باقی نصف نمبر ششم زیر طبع ہے وہ نمبر آئندہ رسالہ یا ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

مطبوعہ مطبع انجمن پنجاب لاہور

اشاعۃ السنۃ البیضاء

عن صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ۶ جلد ۱۳

مجلہ علمیہ و دینیہ

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ

اصول و خلاصہ و شرائط قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہ رسالہ اور اسکا ضمیمہ دو ماہواری ہیں (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ میں شائع ہوتا ہے (۳) ضمیمہ رسالہ کی علیحدہ خرید نہیں ہوسکتا (۴) رسالہ و ضمیمہ کے اصول و اغراض یہ ہیں

(الف) اصول اسلام اور اسکے فروعات سے جو مسائل متنازعہ فیہا ہیں بحث کرنا۔

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقوں کے باہمی اتفاق و اتحاد کی کوشش کرنا۔

(ج) مسلمانوں کی دنیاوی ترقی کے متعلق میں شائع کرنا۔

(د) پولیٹکل صرف میں نہ بلکہ مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا۔ وقوم کی مدد دینا و قوم کی گورنمنٹ میں پیش کرنا۔ اور گورنمنٹ کے حقوق و نیک مدت سے قوم کو آگاہ کرنا۔

(۵) ضمیمہ کا فرض صرف مسایل فرقہ مذہبیہ سے بحث کرنا ہے۔

(۶) قیمت رسالہ نوابوں و رئیسوں سے سالانہ ۱۲ روپیہ گورنمنٹ و پادریوں سے ۸ روپیہ اور عام لوگوں سے جو دس پرچہ سے زیادہ نہیں لیتے ہیں ۶ روپیہ ہے کم و بیش لوگوں سے جو دس پرچہ سے زیادہ لیتے ہیں ۵ روپیہ ہے ماخیر قیمت ضمیمہ ہر ایک خریدار سے قیمت رسالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ نمبر ۱ کی قیمت ضمیمہ

(۷) ان شرائط کا تصفیہ تحریری ہونا چاہیئے۔

(۸) خط و کتابت ارسال رقم وغیرہ کے لئے پتہ ذیل لکھنا چاہیئے۔

(۹) رسالہ کے بارے میں آرڈر یا ہنڈی وغیرہ کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

(ابو سعید محمد حسین) مہتمم اشاعۃ السنۃ لاہور محلہ سید مٹھہ

شکریہ و شکایت

مہتمم ان مہربان و ہمدرد معاونون کا دل سے شکر گذار ہے۔ جنہون نے زمانہ اشاعت فہرست باقیات (۳۰ ستمبر ۱۸۸۵ء) سے آج (۳۰ ستمبر ۱۸۸۵ء) تک کل زر واجب قیمت اشاعۃ السنۃ یا اوسکا کوئی حصہ ادا کیا۔ اور بعض محسنون نے زر پیشگی بھی عطا فرمایا ہم اونکا شکریہ اونکے صریح نام نامی ذکر کرکے ادا کرتے۔ مگر چونکہ ادائے باقی سے ایک زمانہ تک باقی دار رہنا اور بعد طلب و تقاضا ارسال زر کرنا بھی مفہوم ہوتا ہے اسلئے قسم کی شکایت ہے۔ لہذا ہم اونکے نام نامی ذکر نہین کرتے۔ اور انکی مفہوم اور شکایت بھی روا نہین رکھتے۔ اور بجائے ذکر نام اونکے نمبر مقامات و رقوم ذکر کرکے اونکا شکریہ ادا کرتے ہین +

وہ یہ ہین

نمبر	مقام	رقم وصول شدہ	نمبر	مقام	رقم وصول شدہ	نمبر	مقام	رقم وصول شدہ
۳	انبالہ شہر نمبر ۱	[illegible]	۶۵	ڈیرہ دون نمبر ۲	[illegible]	۱۱۲	کراچی	[illegible]
۶	اجمیر	[illegible]	۶۶	″ نمبر ۳	[illegible]	۱۳۱	موکل	[illegible]
۲۴	بھوپال نمبر ۲	[illegible]	۷۳	راولپنڈی	[illegible]	۱۳۴	مردان	[illegible]
۲۷	بنگلور	[illegible]	۷۵	روپڑ	[illegible]	۱۳۹	مولانہ	[illegible]
۳۴	پٹیالہ نمبر ۱	[illegible]	۷۷	سیوان	[illegible]	۱۴۰	مظفر گڈہ	[illegible]
۳۵	″ نمبر ۲	[illegible]	۷۸	سیکاکل	[illegible]	۱۴۱	″	[illegible]
۳۹	نمبر ۶	[illegible]	۸۵	علی پور مظفر گڈہ	[illegible]	۱۴۶	پورٹ بلیر	[illegible]
۴۶	پھگواڑہ	[illegible]	۹۲	کرنول	[illegible]	۱۵۶	ہاترس	[illegible]
۵۰	جیپور	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۶۴	کاکوری	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			

ان محسنون کے مقابل وہ لوگ بہی ہین جو اب تک ہماری متعدد التماسون کیطرف ملتفت نہین ہوئے۔ نہ مضمون تمہید فہرست باقیات۔ نے انکے دل کو ہلایا۔ اور قومی ہمدردی کا جوش انمین پیدا کیا۔ باوجودیکہ وہ مضمون کامل درد انگیز و عبرت خیز تہا۔ اور نہ اطلاع مندرجہ نمبر ۶ نے ان کو ڈرایا اور نالش و تشہیر بدنامی کا خوف انمین پیدا کیا۔

ان لوگون کیطرف سے ہم کو سخت شکایت ہے۔ اونکی بیرحمی و ناہمدردی پر کمال درجہ کا افسوس۔

یہ لوگ تین قسم مین منقسم ہین جنسے ہم آیندہ تین مختلف طور پر معاملہ کرنا چاہتے ہین

قسم اول وہ لوگ ہین جنسے ہم کو ایک خاص تعلق ہے یا انمین کوئی خاص وصف ہے۔ جسکے سبب نہ ہم انکے صریحی یا ضمنی تشہیر کرنا چاہتے ہین۔ نہ انپر نالش کرنے کا ارادہ رکہتے ہین اور نہ پرچہ بند کر سکتے ہین۔ اُنسے آیندہ یہ معاملہ ہوگا کہ ماہ بماہ یا جب کبہی پرچہ لکہا کرے گا۔ صرف انکا نمبر بتا کر ان کو حساب یاد دلایا جائے گا۔ انکے موضع سکونت کا نام بہی تحریر مین نہ آئے گا۔ وہ حساب دوستان در دل سمجہکر کچہ دین خواہ ہمارا حق جمع کرتے رہین۔

قسم دوم۔ اس وصف و تعلق والے وہ لوگ ہین جو اس وصف و تعلق مین دوسرے درجہ پر ہین اور وہ صرف اشارہ (نمبر) کو نہین سمجہتے جب تک کہ انکے مواضع سکونت نہ بتائے جائین اُن سے بہی وہی معاملہ ہوگا۔ جو قسم اول سے ہوگا پر انکے نمبرون کے ساتہ انکے موضع سکونت کا نام بہی بتایا جائے گا۔

قسم سوم۔ وہ لوگ ہین جنکو نہ ہم سے کوئی خاص تعلق ہے۔ اور نہ اونمین کوئی خاص اشارہ بمعہ وصف پایا جاتا ہے۔ انکا پرچہ بند کیا گیا۔ اور بالفعل انکا پورا نام و نشان بتایا جاتا ہے۔ اس سے وہ منفعل نہوئے تو آیندہ انپر نالش دایر ہوگی۔

قسم اول کے نمبر

۹-۵۸- باقی آیندہ

ان دونو حضرات سے ہم کو بھی تعلق ہے اور ذاتی وصف بھی ہمین موجود ہین۔

قسم دوم کے نمبر و مواضع سکونت

نمبر	مقام	نمبر	مقام	نمبر	مقام	نمبر	مقام
۲	امرتسر نمبر ۲	۳۳	بھوپال نمبر ۳	۵۱	جالیسر	۷۴	روپڑ نمبر ۱
۴	اندور	۳۵	پٹیالہ نمبر ۲	۵۴	جونپور	۷۸	سیکاکل
۷	پریچھا یا الہ آباد	۳۷	پٹیالہ نمبر ۴	۵۵	چتوڑگڈہ	۵۶	علی گڈہ
۸	آری ضلع دربنگہ	۳۸	پٹیالہ نمبر ۵	۱۳۶	مدراس	۹۰	کوہاٹ
۱۰	امرتسر نمبر ۱	۱۲۶	مانک پور	۶۲	دہلی نمبر ۳	۹۱	کوٹلی ضلع سیالکوٹ
۱۱	بنارس	۴۴	پٹنہ	۶۳	پانی پت	۹۵	کامپٹی ضلع ناگپور
۱۳	بریلی	۴۸	جلندر نمبر ۱	۶۷	دبکہ	۱۱۰	لکھنوتی
۲۱	بونگہ	۴۹	جلندر نمبر ۲	۷۱	رنگون	۱۶۲	کوٹلہ سلطان

ان حضرات کا روپیہ نمبر ۴ مین بتایا گیا۔ اوسی پر مابعد کے وصول شدہ پرچونکی قیمت [illegible]

قسم سوم کے نمبر معہ نام و نشان

نمبر	مقام	نام	نمبر	مقام	نام
۱۱	انبالہ نمبر ۲	محمد وزیر صاحب ڈکسینٹیر	۱۵۷	حیدرآباد دکن نمبر ۲	سید جمال الدین سررشتہ دار دار الضرب
۱۳۳	میرٹھ شہر	حافظ محمد احسن صاحب	۱۵۸	[illegible]	[illegible] شاہ محمد صاحب [illegible]
۱۴۲	ناگپور	جان محمد صاحب سوداگر	۱۶۰	[illegible]	منشی فخر الدین صاحب [illegible]
۱۵۶	تولیوا	منشی اکرام حسین صاحب	۱۶۳	چکوں ضلع ہوشیارپور	منشی عمر الدین صاحب [illegible]

یہ نوٹس تین دفعہ جاری ہوگا بعد اسکے نالش کیجائے گی

مرزا غلام احمد مولف براہین کے مبارزانہ دعوے

مولف براہین احمدیہ نے دین اسلام کی تائید جیسیکہ علمی طور پر کی اور اس باب مین کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی ویسی ہی عملی طور پر اسکی تائید کرنی چاہی اور قرآن کی صداقت اور آنحضرت کی نبوت پر آسمانی نشانون کی شہادت بہم پہونچا سکنے کی لوگونکو اطلاع دی اور اس باب مین مبارزانہ دعوی سے دنیا مین دھوم مچادی۔

تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ انہون نے اس باب مین ایک اشتہار اردو و انگریزی مین شائع کیا تھا جس کا بیس ہزار پرچہ چھپکر ہندوستان وغیرہ بلاد مین شائع ہوا اور اسکا ذکر رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۷ مین ہو چکا ہے۔

اسکے بعد انہون نے ایک خط اردو و انگریزی مین چھپوا کر شائع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ جس شخص کو قرآن کی صداقت اور آنحضرت صلعم کی نبوت پر آسمانی نشانون کی شہادت مطلوب ہو وہ ہمارے پاس آکر ایک سال تک قیام کرے اس اثنا مین خدا تعالی اس کو آسمانی نشان مشاہدہ کرا دیگا۔ اور اگر بالفرض کوئی نشان آسمانی اس کے مشاہدہ مین نہ آیا تو اس کو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ جرجانہ خوراک و سکونت سے علاوہ دیا جاویگا۔

اس خط کی ہندو انگلنڈ وغیرہ بلاد مین خوب اشاعت ہوئی۔ ملکی اخبارون کے ایڈیٹرون کے پاس بھی اسکی ایک ایک کاپی بھیجی گئی ہر مذہب و ملت مخالف اسلام کے اکابر و مقتداؤن کے نام رجسٹریان بھیجوائی گئین جن کی رسیدین بھی آگئین جو مولف براہین احمدیہ کے پاس موجود ہین۔

مگر افسوس آج تک انکی شرط و خط کی کسی فرقہ کے مقتدا نے اجابت نہین کی اور کسی سے دین حق کی طلب و تحقیق یا مولف براہین احمدیہ کے امتحان کرنیکی جرأت نہین ہو سکی

اکثر اشخاص نے تو اس خط کے جواب مین سکوت محض اختیار کیا اور جس نے کچھ جواب دیا اُس نے اصل مطلوب جواب سے چشم پوشی کر کے کچھ اور ہی لکھدیا۔ جس کی تفصیل شاید مولف براہین احمدیہ حصہ پنجم کتاب مین کرینگے۔

خاصکر مسکن مولف (قادیان ضلع گورداسپورہ) کے ساکنین ہنود نے کسیقدر شرط مولف کو مانا اور اس باب مین ایک معاہدہ لکھدیا تھا۔ جو متعدد اخبارون (وزیر ہند وغیرہ) مین مشتہر ہو چکا ہے مگر آخر وہ معاہدہ بھی قایم نہ رہا بعض ممبران آریہ سماج نے اس معاہدہ کو فسخ کرا دیا۔ اب ان کے خط و اشتہار کے جواب سے ہر طرف سے سکوت ہے جس سے جانبین کے لوگ مختلف نتایج نکال رہے ہین۔

ہم اس مقام مین اس خط اور اُس کے دعاوی کی نسبت کوئی رائے قایم کرنا نہین چاہتے اور نہ فریق مقابل کی سکوت سے کوئی نتیجہ نکالتے ہین۔ ہم صرف اپنے معزز دوست و مکرم برادر مولف براہین احمدیہ کو بطور مشورہ آئندہ کے لیئے یہ رائے دیتے ہین کہ اب وہ امور ثلاثہ معروضہ ذیل سے ایک امر ضرور اختیار کرین۔

(۱) اشتہار کی میعاد مین تخفیف کرین اور بجائے ایک سال ایک مہینہ یا زیادہ سے زیادہ سال کا ربع (تین مہینے) میعاد مقرر کرین۔ اور بصورت عدم مشاہدہ نشان آسمانی جرمانہ وہی چوبیس سو روپیہ رہنے دین۔

(۲) یہ مناسب نہ سمجھین تو لوگون کو اپنے پاس بلانا ملتوی کرین بجائے اسکے ان کو گھر بیٹھے بیٹھے آسمانی نشان دکھانے کی خدا تعالے سے التجا کرین۔ اور ایسی صورتون مین وہ نشان دکھاوین جن کا وہ دور و نزدیک سے مشاہدہ و تصدیق کر سکین۔ مثلاً کسی عظیم الشان کے ایک وقت خاص مین مرجانے یا ایک وقت خاص مین پیدا ہونے کی پیشین گوئی کرین اور اس کو بذریعہ عام اخبارات و اشتہارات مشتہر کرا دین چنانچہ پہلے خاص طور پر دیانند سرستی وغیرہ کی موت سے وہ بعض لوگون کو خبر دی چکے تھے

جسکا ذکر وہ کتاب براہین احمدیہ مین کر چکے ہین۔ ایسی واقعات کو منصف و طالبان حق ذاتی مشاہدہ یا عام تسامع و شہادت سے تصدیق کر لینگے۔ اور مؤلف براہین احمدیہ کو اپنے دعوے مین سچا جان لینگے زبان سے مانین خواہ نہ مانین۔

(۳) یہہ نہ ہو سکے تو بالفعل عملی طور پر تائید کو ملتوی رہنے دین۔ علمی تائید مین شب و روز مصروف ہون اور کتاب براہین احمدیہ کے باقی حصے پوری کرین۔ اور اسمین نقلی و عقلی دلائل سے دین اسلام کی تائید عمل مین لائین۔

یہ اسلیئے معروض ہوا کہ اس زمانہ آزادی مین طالب حق بہت کم ہین اور جو ہین وہ طرح طرح کے حجابون (خود بینی۔ جہالت۔ نیچریت۔ فلسفیت وغیرہ وغیرہ) مین محجوب ہین۔ وہ ایسے دعاوی کو خیالات سمجھتے ہین اور اُن کے مدعی کی کان لگا کر بات ہی سنتے نہین چہ جائے کہ اسکی اجابت کرین۔ اور طالب صادق بنکر اسکے پیچھے ہو چلین۔ لہذا ان لوگون کے سامنے دعوے ہو تو ایسا معجز ہو جو انکا مونھ بند کر دے جیسا کہ حضرات انبیا علیہ السلام سے بعض اوقات وقوع مین آیا ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو ظاہری اور علمی بحث و کلام پر اکتفا کیا جاوے۔

یہ عقلی تجویز سے رائے دی گئی ہے۔ آئندہ آپ الہامی ہین۔ اپنی مصلحت و صوابدید کو الہام سے سمجھ سکتے ہین۔

مقدمہ آمین بالجہر مین آخری تجویزات

ناقابل اپیل

لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان مذہب

من برائے وصل کردن آمدم ✦ نے برائے فصل کردن آمدم

کرنا جس کا مقصود ہی نہیں تو ان کی تفسیر کرنے یا اس تفسیر کے لئے دوسری آیت مفسر تلاش کرنے سے مطلب ہی کیا ہے۔ ان آیات کو متشابہ ماننا پھر انکے لئے تفسیر و مفسر تجویز کرنا دو متناقض باتوں کا قائل ہونا ہے جو فریق مول کے علماء اور محققین کے شان سے نہایت مستبعد ہے۔ اس اشکال و اعتراض کے جواب میں فریق مول نے دوسرا عذر پیش کیا ہے جسکا بیان اور جواب معروض ذیل ہے۔

فریق مول کا دوسرا عذر

اس عذر (دوم) کے بیان میں فریق مول کے ایک رئیس و امام شیخ ابن تیمیہ نے بہت زور دیا ہے اور بزعم خود یہ ثابت کیا ہے کہ جو تاویل یا تفسیر معیت او نہوں نے کی ہے یہ وہ تاویل یا تفسیر ممنوع نہیں جسکو خدا یہ والے نے اپنا خاصہ ٹھہرایا اور علماء نے بھی اس سے لوگوں کو منع کیا ہے۔ اُس تاویل یا تفسیر ممنوع اور خاصہ خداوندی سے مراد متشابہات کی حقیقت اور کیفیت کا بیان ہے جسکو واقعی بجز خدا یتعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا نہ وہ تاویل و تفسیر کلام اظہر کے موافق ہو خواہ مخالف) جو بحسب محاورہ و مقتضائے موقع و قرینہ کیجاتی ہے اور کہا ہے کہ جو اس معنی کو تاویل و تفسیر کو بھی خدا کا خاصہ سمجھے اور یہ خیال کرے کہ اس قسم کی تاویل یا تفسیر آیات صفات بھی بجز خدا کوئی نہیں جانتا وہ اہل تجہیل سے ہے۔ یہہ مطلب شیخ ابن تیمیہ نے حمویہ میں صفحہ ۳۹ سے ۴۱ تک ادا کیا ہے۔ پھر بناء علیہ اس رسالہ صفحہ ۱۸ وغیرہ میں صفت معیت کی وہ تاویلیں کی ہیں جو عذر اول میں منقول ہو چکی ہیں اور اسکی بہ نظیریں پیش کی ہیں کہ چاند کو ہم کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہے سر پہ گھڑی ہو تو اوسکو بھی ساتھ کہتے ہیں۔ لڑکا کسی مکان کے نیچے کھڑا رو تا ہو تو اوسکا باپ اوپر سے کہتا ہے کہ مت رو میں تیرے ساتھ ہوں اور کہتا ہے کہ جیسے ان مثالوں میں بحسب محاورہ و قرینہ مقام معیت کے معنے سمجھے جاتے ہیں ویسے ہی

مقدمہ آمین بالجہر مین سُنی مسلمانون کے دو فریق اہلحدیث و اہلتقلید (یا یون کہو کہ پیروان حدیث و قائلین بفقہ) کے سالہا سال سے جھگڑے چلے آتے ہین جو مختلف شہرون ہندوستان و پنجاب (لاہور - امرتسر - لودہانہ - میرٹھ - دہلی بنارس - تاجپور ضلع دربھنگہ - وغیرہ وغیرہ) مین مختلف صورتون اور عدالتون (دیوانی فوجداری) مین پیش ہو چکے اور آئندہ ہونے کو ہین -

کسی عدالت سے ان مقدمات کی نسبت کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہین ہوا جو قطعی اور حکم اخیر سمجھا جاتا اور وہ ان مقدمات کا دروازہ بند کر دیتا - بلکہ ان فیصلجات عدالت سے اس اختلاف کا دروازہ اور وسیع ہوتا چلا جاتا ہے - اور مسلمانون کا باہمی تنازع و عناد یوماً فیوماً ترقی پر ہے - عدالتون کو بھی نئے دن ان مقدمات مین نئے سرے تحقیقات کی تکلیف درپے رہتی ہے -

ہمارے خیال مین اس مقدمہ کے قطعی انفصال کی ایسی تجویز آئی ہے کہ اگر اعیان اہل اسلام اسکی طرف توجہ کرین تو اس اختلاف کا دروازہ قطعاً بند ہو اور اہل اسلام مین باہم اتفاق و اتحاد روز افزون ہو اور عدالتون کو بھی نئے سرے تحقیقات کی تکالیف سے نجات ہو -

اور اگر ہمارے برادران اہل اسلام (خوش اقبالی سے جو اس وقت مسلمانون کے حصہ مین آئی ہوئی ہے) اسکی طرف توجہ نہ کرین تو ایک تجویز ہم اور بتاتے ہین جسکی طرف گورنمنٹ کو متوجہ ہونے سے یہ جھگڑے غالباً فیصلہ پا سکین - اور اگر اعیاناً کوئی جھگڑا پھر بھی پیش ہوا تو گورنمنٹ کو نئی تحقیقات کی تکلیفات سے امن رہے - وہی ہماری تجویز ہر ایک مقدمہ مین بلا تحقیق و تفتیش جدید حکم اخیر ہو سکے -

تجویز لائق توجہ اہل اسلام

جہانتک تفحص و تامل کیا گیا اس سے صاف اور یقینی طور پر سمجھ مین آیا ہے کہ یہ جھگڑے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صرف آمین یا رفع یدین یا اسی قسم کے اور امور پر (جنکے مسنون وغیرہ مسنون ہونے میں فریقین کا باہم اختلاف ہے) ہرگز نہیں ہیں۔ ان جھگڑوں کا سبب [illegible] کوئی اور ہی امر ہے۔

اس پر قطعی دلیل جس میں کسی کو مجال مقال نہو یہ ہے کہ آمین وغیرہ امور مذکورہ کو [illegible] وعرب وغیرہ بلاد اسلامیہ کے موجودہ سُنّی مسلمان حنفیہ وغیرہ قائلین ان امور کے [illegible] میں گناہ وحرام ومفسد نماز نہیں سمجھتے بلکہ موجب قرب وثواب جانتے ہیں [illegible] ان امور کے [illegible] لائے [illegible] سمجھتے ہیں گو [illegible] ان کا عمل میں [illegible] سنت یا مکروہ تنزیہی ہے

اس پر مجموعہ [illegible] سے [illegible] علمی [illegible] ہو کہ قولی وفعلی شہادت [illegible] [illegible] تسلیم [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] قول [illegible] [illegible]

[illegible] الرائق [illegible]

[illegible]	[illegible] قنت الا [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] لا [illegible]
[illegible] حنفی [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] الاقتداء بالشفعوية [illegible]
[illegible]	[illegible]

ان امور کا [illegible] ہونے کی قید [illegible] بعض متاخرین [illegible] بعض متاخرین [illegible] حنفیہ میں نے یہ قید [illegible] ہے [illegible] ہے کہ اگر امام ان امور کا مرتکب ہو جو حنفی مقتدی کے مذہب میں مفسد نماز ہیں [illegible] بعد

وصحح الاقتداء فیہ فغی غیر اولی بشافعی لم یفصلہ بسلام
ویاتی المامومہ بقنوت الوتر ولو بشافعی قنت بعد الرکوع
لانہ مجتہد فیہ (درمختار صفحہ ۸۷)
ویتبع المامومہ قانت الوتر لا الفجر (کنز الدقایق)
دلت المسئلۃ علی جواز الاقتداء بالشفعویۃ (بحر الرایق والطحطاوی)
لا خصوصیۃ للشافعی بل الصلوۃ خلف کل مخالف لمذہب
کذلک (بحر الرایق)
الاقتداء بشافعی المذہب انما یصح اذا کان الامام
یتحامی مواضع الخلاف (فتاوی عالمگیری)
ثم المواضع المہمۃ للمراعاۃ فی حق المخالف ان یتوضاء من
الفصد والحجامۃ وکذا وکذا الی ان قال واما مراعاۃ بعض
الافعال التی ہی سنۃ عند المخالف ومکروہ عند غیرہ کرفع
الیدین فی حالۃ الانتقال وکجہر التسمیۃ واخفائہا و

قنوت پڑہنا یا بسم اللہ و آمین
پکار کر کہنا یا رفع الیدین کرنا
اور اسی قسم کے امور۔ اور
طرفہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف شاگرد بانی
مذہب حنفی نے حنفی المذہب
مقتدی کو شافعی المذہب امام کی
متابعت سے فجر کی نماز مین
دعاء قنوت پڑہنے کی بہی اجازت
دی ہے۔ جس کے پڑہنے
کی حنفی المذہب کے لیئے
اجازت نہین
ہے۔ گو امام ابو حنیفہ اور
امام محمد اس کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۱

فصد یوانا یا وتر کی دو رکعت پر سلام پہیر دینا) تو اسکے پیچہے بہی حنفی کی نماز جائز ہے
کیونکہ ان امور کا مفسد نماز ہونا ظنی و اجتہادی ہے نہ قطعی و یقینی۔ لہذا شافعیون
کی نماز ان امور کے ارتکاب سے حنفیون کے نزدیک بہی فاسد نہین ہوتی۔ گو ان
امور کو وہ اپنی نماز کا مفسد سمجہتے ہین۔
ہم نے اس قید کو اس مقام مین اسلیئے مسلم رکہا ہے کہ اس وقت ہم مقام وصل
و مصالحت مین ہین نہ مقام فصل و مخاصمت مین۔ اس باب مین مخاصمانہ و مخالفانہ
گفتگو ہم رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۵ مین کر چکے ہین جو اسکا طالب ملاحظہ ہو
وہ اس پرچہ کو دیکہے۔

بسط الیدین فی القنوت ونحوها فهذا وامثاله مما لا یمکن الجمع بینهما ولا یتصور الخروج عن عهدة خلافهما فکل یتبع مذهبه ولا یمنع مشربه (رسالہ ملا علی قاری در قتد مخالف)	قنوت پڑہنے کا حکم نہین دیتے - چپکا کہڑا رہنے کا حکم فرماتے ہین -

ان سب کے اقوال و مذاہب سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ امور ان سب کے نزدیک (ان لوگون کے حق مین جو انکو مسنون جانتے ہین) گناہ یا حرام یا مفسد نماز نہین ہین ایسے ہوتے تو وہ ان امور کے مرتکب امام کے پیچہے حنفی المذہب مقتدی کی نماز کو جائز نہ بتاتے -

عملی (یا فعلی) شہادت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ مشرفہ - روم - شام - مصر وغیرہ قدیمی بلاد اسلامیہ مین اور جو ان کے قریب ہندوستان کے شہر ہین (جیسے بمبئی وغیرہ) بلا انکار و مزاحمت شافعی - حنبلی و مالکی لوگ نماز مین آمین پکار کر کہتے ہین اور حنفی علما و عوام بلا شک و تردد انکے پیچہے نمازین پڑہتے ہین کبہی کسی مقام مین کسی شخص نے کسی شافعی یا حنبلی یا مالکی پر آمین کہنے کے سبب لے دے نہین کی اور نہ ان کے پیچہے نماز پڑہنے سے نفرت ظاہر کی ہے - یہ واقعات مسلم الثبوت ہین ان پر نقل روایت کی شہادت ضروری نہین ہے -

اس بیان سے جب ثابت ہے کہ وہ جہگڑے صرف آمین یا رفع یدین یا اسی قسم کے اور امور پر (جن کے مسنون و غیر مسنون ہونے مین فریقین کا اختلاف ہے) ہرگز نہین تو اس سے یقیناً سمجہ مین آیا کہ ان جہگڑون کا سبب و موجب کوئی اور ہی امر ہے -

ہماری تحقیق و تنقیح مین ان جہگڑون کے موجب دو امر ہین - امر اول اس زمانہ کے اہلحدیث کا کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کا مقلد نہ کہلانا بلکہ بلا واسطہ کسی خاص مجتہد کے عمل بالحدیث کا دعوے کرنا -

دوم مقلدین کے خیال میں ان لوگوں کا ائمہ مجتہدین کو برا کہنا۔

امر اوّل تو شہرۂ آفاق ہے۔ جو لوگ جہاں کہیں عالمین بالحدیث کو اپنی مسجدوں میں آمین کہنے سے منع کرتے ہیں وہ ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ غیر مقلد یا لامذہب ہیں اسلیئے ان کو ہم اپنی مسجدوں سے روکتے ہیں اور اگر یہ لوگ شافعی یا مالکی یا حنبلی کہلائیں تو بلاشک ہماری مسجدوں میں آئیں اور شوق سے نماز میں آمین پکار کر کہیں۔ اس صورت میں یہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور بصورت غیر مقلدی یہ ہمارے مذہبی دشمن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ حرمین وغیرہ بلاد میں شافعیوں۔ حنبلیوں اور مالکیوں کو آمین سے نہیں روکتے بلکہ انکے پیچھے خود آمین پڑھتے ہیں۔

امر دوم بعض دیوبندیوں کی زبان سے قصہ سنا ہے کہ مولوی قصیر لکھنوی کسی جگہ میں ہمنے دیکھا ہے کہ آمین رفع یدین کی وجہ سے (نعوذ باللہ) ان اہلحدیث یا غیر مقلدوں کو مسجد میں آنے سے کب روکتے ہیں۔ ان کو اسلیئے روکتے ہیں کہ یہ ہماری مسجد میں آکر ہمارے پیشواؤں کو برا کہتے ہیں۔ کتابی چیرہ دستی ہو۔ مسجد کی امامت [illegible] تاج الوہابین عن المساجد" اور رسالہ "انتظام [illegible] و الصفا" وغیرہ رسالہ [illegible] فیہ (جنہوں نے) [illegible] تفرقہ و فساد کیا ہے کو ہم روکتے ہیں [illegible] مسجدوں سے کوئی [illegible] کرتا ہے [illegible] یہ تو ہم کہتے ہیں کہ وہ لوگ عالمین بالحدیث ہیں کہ ائمہ مجتہدین وغیرہ کو برا دیں کے کہ یہ لوگ خیال کرکے انکو مسجدوں میں [illegible] اور [illegible] نماز پڑھنے نہیں دیتے ہیں۔ صرف آمین رفع یدین کے سبب سے ہیں روکتے یہ امر ان رسالوں سے ناظرین سمجھ میں آنا ہے۔ جنکے مضامین [illegible] کے شائع کرنے کی ہمکو ضرورت نہیں ہے۔

(دیکھو فصل [illegible] رسالہ [illegible] کے [illegible])

[illegible] ہے وہ ہر طائفہ کے بعد جس سے انکاری ہیں اور بلا واسطہ کسی خاص مجتہد کی
عمل بالحدیث کے مدعی ہیں۔

مرزوم سے اُن لوگوں کو انکار ہے اور انکے اکابر کو دونے قلم و زبان سے صاف
ظاہر کر دیا ہے کہ ائمہ دین کی توہین پہلے سرے کی بیدینی ہے اور اس توہین کا
مرتکب و معتقد فاسق ہے اور حدیث من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ
کا مصداق ہے۔ مگر تاہم تمکن تقلید شخصی کے مرزوم نگہ بند پیرو ہیں مقلدین کے
اس دعاوخیال کے الٹے ہی کچھ نہ کچھ تلمیذ اور ماخذ پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے
کہ گروہ عاملین بالحدیث سے بعض عوام کالانعام بعض مجلسوں میں اپنے مزاحمین و مخالفین
کے مقابلہ میں طیش میں آکر کچھ نہ کچھ ائمہ مجتہدین کی جناب میں بے باکانہ کہہ بیٹھتے ہیں
جیسے ناواقف مسلمان موجودہ عیسائیوں کی بہت سی وضعدے عقائد میں حضرت
عیسیٰ کی شان میں کچھ نہ کچھ کہہ بیٹھتے ہیں۔

بعض عوام بلکہ جہلا دونوں سے بعض خواص بھی بعض رسالوں میں نام ابوحنیفہ
اور ان کے شاگردوں کی نسبت ایسے الفاظ لکھتے ہیں جن سے مقلدین تمام اپنے
ائمہ مذہب کی توہین نکال سکتے ہیں۔

ان جھگڑوں کا اصلی سبب و منشا معلوم ہوا تو اب ہم انکے انفصال کی
آخری تجویز بتاتے ہیں جس کی طرف ہمارے اور ان اہل اسلام کی توجہ دلاتے ہیں
ہماری رائے میں ان امور سبب نزاع میں نصفا نصفی پر ڈگری یا فیصلہ ہونا
امر اول میں تو فرقہ اہل تقلید عاملین بالحدیث کو معذور سمجھیں اور معاف کریں
اور امر دوم میں عاملین بالحدیث اہل تقلید کی بات مان لیں۔ ایسا کوئی کلمہ جس
ائمہ دین اور اُن کے مقلدین کی توہین مفہوم و متبادر ہو قلم یا زبان سے نہ نکالیں۔

* ترجمہ جو میرے دل کا دشمن ہوا وہ مجھ سے لڑنے کے میدان میں نکلا۔

امر اوّل ہیں عامیہ بالحدیث کو معذور سمجھنے اور آزادی دینے ہیں اہل تقلید کا
کوئی حرج و ضرر نہیں ۔ بالحدیث بلا واسطہ مجتہدین اہل تقلید کے خیال ہیں گناہ ہے
تو اس کا وبال انہی پر ہے جو ایسا فتویٰ کرتے ہیں اس کا ضرر و اثر اہل تقلید تک
نہیں پہونچتا ۔ اور اس ہیں اُن کا کوئی مذہبی نقصان نہیں ہے ۔
اس قسم کے آزاد لوگ مجتہدین کے وقت سے چلے آتے ہیں جو کسی کے مقلد
نہ تھے اُن سے مذہب مجتہدین کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہونچا ۔ تو زمانہ حال کے آزاد لوگ
سے مذہب حنفی یا شافعی کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے ۔
آخر اسلام ہیں حنفی شافعی ۔ ۔ ۔ اور فرقے بھی ہیں ان کو وہ ہرگز نہ کہتے ہیں
اور رافضی خارجی وغیرہ ۔ ۔ ۔ ہیں وضع بنا دو مسجدوں کی مسجد دن خاصکر
ام المساجد مسجد الحرام مسجد جن ہیں اپنے طور پر نمازیں پڑھنے کے مجاز ہیں
ان لوگوں سے باوجود ۔ ۔ ۔ مذہب کو ضرر
نہیں پہونچا تو اس ۔ ۔ ۔ بالحدیث سے (جو اصول ہیں حنفیہ کے موافق
ہیں اور فروع ہیں نہیں) ۔ ۔ ۔ کیا ضرر پہنچنے کا خوف ہے ۔
اور اگر اُن کی جمعیت ۔ ۔ ۔ ضرر کا خوف و احتمال ہے (چنانچہ انتظام المساجد
وغیرہ رسائل ہیں لکھا ہے) تو اسکو دفعی طور سے دفع کر سکتے ہیں اور اپنے گروہ کو
اُن لوگوں کے اتباع ۔ ۔ ۔ وقتیہ ۔ ۔ ۔ کر سکتے ہیں عملی طور پر اسکے
دفع کرنے ۔ ۔ ۔ لوگوں کو ہمیشہ مسجد دن ہیں آنے سے روکنے اور مار پیٹ کرنے کی
(جس کا ضرر اُس سے بدرجہا اور دم نقد موجود ہے) کیا حاجت ہے
خصوصاً ایسے وقت ہیں جبکہ سلطنت کی طرف سے ہر مذہب و ملت کو آزادی حاصل
ہے اور اس آزادی ۔ ۔ ۔ کسی کو اُس کے خیال یا فعل نیک یا بد سے روک نہیں سکتا

بقیہ حاشیہ ۔ ۔ ۔ جلد ۲ اور حجۃ البالغہ صفحہ ۵۰ دیکھو ۔

دیوانی کے مقابلہ میں دیوانی اور فوجداری کے مقدمات میں فوجداری مقدمات کرنیوالے ہر ایک گروہ حاضر ہے اور ہر روز اس میں صرف چین جاپان میں کے مسلمان تباہ ہوتے جاتے ہیں اور سالہا سال تک مقدمات دائر رہنے اور خرچہ عدالت اور وکیلوں کے لیے چندے جمع ہونے سے مفلس ہوتے جاتے ہیں ایسے وقت اور ایسی حالت میں یہی مناسب ہے کہ اپنے مذہب کی موافقت اور مضر مخالف غیر ضروری کی۔ صفت علمی طور سے کریں اور تقریر یا تحریر ہر ایک گروہ کے معتقد اپنے اپنے متبوع کو یعنی جو میں کو اپنے مخالف مذہب سنے وہاں فلاں کام رفع یدین آمین بالجہر یا نکاح جمعہ کریں ان سے وہ لوگ بحث کرتے ہیں۔

اس سے زیادہ عملی کارروائی کسی کو مسجدوں سے نکالنا یا مار پیٹ کرنا ملتوی کریں ہمارے اس التماس کو ہمارے علاقی بھائی حنفیوں نے تسلیم کیا اور ان کے اعیان و اکابر مذہب علماء اور دوسرا نے اس التماس کی تسلیم سے بذریعہ خاص تحریرات یا عام اخبارات ہمکو مطلع فرمایا تو ہم امرد وہم میں ان کو ڈگری دیں گے اور تمام اہلحدیث ہندوستان و پنجاب عوام و خاص کیطرف سے ذمہ لیں گے کہ وہ کبھی کوئی کلمہ رفع یدین یا ان کے اتباع مقلدین کی توہین کا مشعر و موہوم ہو تو زبان سے نہ نکالینگے۔ موخر الذکر کا بیان اور اپنے خیالات کا اظہار و اعلان وہ ایسے عہدہ و منصب پر رہتے ہوئے کریں گے جس میں علماء سلف اور ان کے خلف کرتے چلے آئے ہیں۔

امر دوم کی تسلیم سے گروہ اہل حدیث کو انکار نہیں۔ اور توہین ائمہ دین اور ان کے مقلدین کان کو اقبال اور اس پر اصرار نہیں۔ یہ توہین ان کے کلام کا مفہوم ہے نہ منطوق اس کلام سے اس کا لزوم ہے نہ اس کا التزام۔ اور جو روش زبان عوام سے اس کا ملتزم بھی ہے تو اس کا روکنا مشکل نہیں ہے۔ اس گروہ سے جو بات ہم کہتے ہے وہ ہمارے علاقی بھائی حنفیوں کو معلوم ہے اور اس گروہ کے اکابر علماء و پیشوا نکو

ہماری ریاست ہے پہنچنے عوام یا بعض خواص تیز مزاجی سے روکنا کیا
مشکل ہے ہم ہیں اپنے گروہ سے خواہ ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
انصرام میں ہیں ہیں ہر ایک خاص مقرر کرکے اس تجویز کے انصرام کے لئے جاوے
کمیشن مقرر کیے جائیں ان کمیشنوں کے ذریعہ سے کل عہدہ تجویز انسداد فساد و فتنہ
وعناد نکالیں گے وہ مسلمانوں میں باہم اتفاق و اتحاد قائم کریں گے۔

ان تجویزات کو ہم بنظر غور عرض کرتے ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
تجویز کو منظور فرماویں گے اور ہمکو اپنے اتفاق سے خوش فرمائیں گے
ناظرین ہمارے اخبار ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں تجویز ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں

تجویز لائق توجہ گورنمنٹ

ہمارے اسلامی بھائی ہماری تجویز کی طرف توجہ کریں تو ہماری مہربان گورنمنٹ
بنظر عنایت خسروانہ و فیاضی مدت سے شاکی مسلمانوں میں امن و صفائی قائم کرنے
کی نظر سے ہماری تجویز موصوفہ ذیل کی عزت توجہ کرے۔

ڈیپوٹیشن اول تو مختص المقام عہدہ داران چند مقام لاہور، بلی، لکھنؤ، کلکتہ
وغیرہ کے ذریعہ سے اسپیشل جو پر مورت ذیل تحقیق کرے۔ جیسا کہ ۱۸۸۱ء میں
ینگ صاحب بہادر کمشنر دہلی نے پرایوٹ طور پر از انجملہ بعض امور تحقیق کرکے اگر ضلع
دہلی کا اتفاق کرادیا تھا جو اسپیشل ہونے کے سبب اور مقامات میں دستور العمل نہیں
اور اگر یہ امر گورنمنٹ اپنے موٹر (غیر ہر فدا) ہونے کے مخالف سمجھے اور اس کو
دست اندازی خیال کرے تو موجودہ عدالتہائے دیوانی و عدالت اپیل و نظامت

پنجاب و ہندوستان [illegible] وغیرہ [illegible] ان امور کی
تحقیق و تنقیح کی [illegible]
امر اول [illegible] ان افعال کے قائل ہین ان کا
مذہبی اور اسلامی فرض ہے یا نہین [illegible] سوالون کے حل کرنے سے ہو سکتی ہے
سوال اول - اسلام کی مشہور و معتبر کتابون مین ان افعال کا ثبوت و ذکر پایا جاتا ہے
یا نہین سوال دوم اسلامی مذاہب سے جو سنی مذہب کہلاتے ہین کوئی مذہب
قدیم ان افعال کا قائل ہے یا نہین -
دوم - جو کام کسی کا مذہبی فرض ہو وہ اس کے ادا کرنے مین اپنے مذہب کا پیرو متصور ہوگا
یا اس شخص کا دل دکھانیوالا جو اس کو مذہبی فرض نہین سمجھتا -
سوم جس کا کوئی مذہبی فرض کسی دوسرے شخص کے مخالف ہو اور اس سے اس کی
دل آزردگی متصور ہو تو وہ اپنے فرض مذہبی ادا کرنے کا مجاز ہے یا بلحاظ دل آزردگی
غیر کے ممنوع ہے -
چہارم مسلمانونکی مسجدین عام مسلمانونکے لیئے وقف ہین جن مین مختلف گروہ اہل
اسلام اپنے مختلف فرائض مذہبی ادا کر سکتے ہین یا وہ خاص اسی گروہ کے ادائے فرائض کے
لیئے مخصوص ہین جس گروہ نے انکو بنا کیا ہو -
پس اگر ان امور کی تنقیح و تحقیق مین باتفاق رائے اکثر علماء ہندوستان کے یہہ جواب
حاصل ہو کہ آمین و رفع یدین وغیرہ ان لوگون کا مذہبی فرض ہے اور اسلام کی مشہور کتابون
مین ان کا ذکر پایا جاتا ہے اور اسلام کے پرانے سنی مذاہب سے اکثر یا بعضے مذہب
اس کے قائل ہین (۳) اور جو امر کسی کا مذہبی فرض ہو وہ اس کے ادا کرنے مین اپنے
مذہب کا پیرو متصور ہوتا ہے (۳) اور ہر شخص اپنے مذہبی فرض کے ادا کرنیکا مجاز و مختار
ہے گو اس سے دوسرے کی دل آزردگی متصور ہو (۴) اور مسلمانون کی مسجدین

اور طرفہ یہہ کہ اِس شدّ مدّ سے جواز تاویل ثابت کرنے اور آیت معیت کے مختلف تاویلات بحسب مختلف مقامات بیان کرنے کے ساتھہ آپ اپنے قول مین متناقض ہوئے اور بصفحہ ۸۸ و ۹۰ حمویہ اِس تاویلات کی تاویل ہونے سے انکاری ہوئے ہین چنانچہ فرماتے ہین - کلمہ مع

ان کلمۃ مع فی اللغۃ اذا اطلقت فلیس ظاہرہا الا المقاربۃ المطلقۃ من غیر وجوب مماسۃ او محاذاۃ عن یمین او شمال فاذا قیدت بمعنی من المعانی دلت علی المقاربۃ فی ذلک المعنی ٭

(حمویہ ص ۸۸)

(جو آیات معیت مین ماخوذ ہے) اِسکے ظاہری معنے بجز مطلق مقاربۃ اور کچھہ نہین ہین - چھونا یا دہنے بائین مقابل ہونا اسمین داخل نہین ہے - اِن معانی سے کسی معنے کے ساتھہ وہ مقید ہوگا تو اوس وقت اوس سے خاص معنے سمجھے جائینگے

اِسکی تمثیل مین نظائر و تاویلات منقولہ سابق پیش کرکے فرمایا ہے کہ معنی معیت

ففرق بین معنی المعیۃ و بین مقتضاہا و ربما صار مقتضاہا من معناہا فیختلف باختلاف المواضع - فلفظ مع قد استعمل فی الکتاب والسنۃ فی مواضع

اور اوسکے مقتضا مین فرق ہے اور کبھی اوسکا مقتضا عین معنے معیت بن جاتا ہے جو اختلافات مقامات کے سبب مختلف ہوتا ہے یہ لفظ کتاب اللہ و سنت مین کئی مقام مین مستعمل ہوا ہے ہر ایک مقام ایسے امور (معانی خاص جیسے علم

٭ مقتضا سے آپ کی مراد شاید معیت کا وہ اثر یا لازمہ ہے جو بحسب اختلاف محل مختلف ہوتا ہے کہین علم کہین نصرت و علی ہذا القیاس -

عام مسلمانون کیلیے وقف ہین جن مین مختلف گروہ اہل اسلام اپنی مذہبی فرائض ادا کرتے ہین تو گورنمنٹ گروہ اہلحدیث کو ان امور کے ادا کرنے کی آزادی کا حکم دے اور انکے مانعین اور مزاحمین کو قطعاً روکدے اور اس حکم کو تمام ہندوستان مین سرکلیٹ کردے اور اگر ان امور کی تنقیح کا جواب اسکے مخالف حاصل ہو تو گروہ اہلحدیث کو حنفیون کی مسجدون مین ان امور کے ادا کرنے سے قطعاً ممانعت کرے اور اس حکم کو تمام ہندوستان مین شہر بشہر کردے۔ اس صورت مین اس حکم کی تعمیل کے ہم خود ذمہ وار ہین۔ تمام ہندوستان اور پنجاب مین باستعانت اپنے گروہ کے علماء و رؤسا کے اس حکم کی تعمیل کرادینگے ان دونو صورتون مین آئندہ جانبین کے جھگڑے موقوف ہونگے اور مقدمات فیصل پائین گے۔ چونکہ ہم بھی بشمول دیگر علماء ہندوستان کے اس باب مین رائے دینے کا استحقاق رکھتے ہین لہذا ہم ان امور و سوالات کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہین۔

ہمارے نزدیک ان سوالات کا وہی جواب ہے جو ہم پہلی شق مین بیان کر چکے ہین اور امید رکھتے ہین کہ اکثر علماء ہندوستان و پنجاب بھی جواب دینگے اس مقام مین ہم اس جواب اور اپنی رائے کی شرعی اور عقلی دلائل سے تائید کرتے ہین گورنمنٹ و دیگر اہل الرائے اس کو پیش نظر رکھین۔

جواب تنقیح امر اوّل کی تائید

اس تنقیح کے متعلق پہلے سوال کا حل

آمین بالجہر (وغیرہ امور مذکورہ) کا ذکر ثبوت عامہ کتب معتبرہ اسلام (فقہ و حدیث) مین اس زور و شور سے پایا جاتا ہے کہ اس مین نہ کسی محدث یا مجتہد کو جرح و کلام ہے نہ کسی

مقلد کو جائے کلام۔ اور طرفہ یہ کہ جو لوگ (حنفیہ) ان امور کے قایل نہین وہ خود اپنی کتابون مین ان امور کو ذکر کرتے ہین اور کتب حدیث مین ان امور کی متضمن حدیثون کے پائے جانے کے معترف ہین رگو ان احادیث کی مخالفت کی عقلی یا فقہی وجوہات بہی پیش کرتے ہین۔

اس اجمال کی محدثانہ تفصیل ہماری مضمون "ریویو رسالہ قول المتین" مین ہے جو اس مضمون کے متصل ہی اسی پرچہ مین آتا ہے۔

اس مقام مین چونکہ گورنمنٹ کے سامنے اپنی رائے کا اظہار مد نظر ہے لہذا اس جگہ ایسی نقل و حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جس کو گورنمنٹ خود تصدیق کر سکے اور اس باب مین علماء وقت سے استفسار کی محتاج نہ رہے۔ اور یہی امر تائیدات تنقیحات آیندہ مین مرعی ہوگا۔

حدیث کی مشہور و معتبر کتاب مشکوۃ المصابیح کے ترجمہ انگریزی مین (جس کو کپتان ای این میتہیوز صاحب بہادر۔ بنگال توپخانہ نے تالیف کیا۔ اور وہ ۱۸۰۹ء مین مطبع ہندوستانی کلکتہ مین طبع ہوا) مرقوم ہے۔ "وائل بن حجر فرماتے ہین کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز مین سورۃ فاتحہ کے اخیر پر) یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا نہ ان لوگون کا راستہ جنپر تو غضبناک ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے اور اس وقت آپنے بآواز دراز (یا بلند) کہا آمین اور اسی کتاب مین اس سے پہلے مرقوم ہے

Wail Bin Hajar said I heard the Prophet repeat these words: "not of those against whom thou art incensed nor of those who go astray," and then say Amen, prolonging the sound of this last word. (Page 174).

A Bandrah "A C. S." when the Imam says Amen do you say it also because the angels say it & that person who repeats Amen with them shall be forgiven his former faults (Page 171) See [illegible] Mishkat ul-Masabih Sarisla [illegible] A. N. Mathews Bengal.	جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ فرشتے بھی کہتے ہین اور جو شخص ان کے ساتھ آمین کہے اس کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہین"

اس جواب (باطل) کی تائید حل سوال دوم مین بھی ہوگی۔

تنقیح اول کے متعلق سوال دوم کا حل

پرانے اہل سنت کے اکثر مذاہب (شافعی، حنبلی اور مالکی) اس آمین بالجہر کے قائل ہین۔ سنیون کے چارون مذاہب سے صرف ایک مذہب حنفی اسکا قائل نہین ہے۔ یہ امر بھی اکثر کتب اسلامیہ خصوصاً کتب حنفیہ سے ایسا ثابت ہے جیسا کہ جواب سوال اول۔

اس باب مین بھی گورنمنٹ کے سامنے ایسی شہادت پیش کی جاتی ہے جس کو بلا مراجعت و استفسار علما خود تصدیق کر سکے۔

It is a indisputable matter of the Mohammadan Ecclesiastical Law that the word Amin should be pronounced in prayers after the Sura Fatah or the first chapter of the Curan and that the only difference of [illegible] is among	آخر اسمبل مسٹر جسٹس سید محمود فیصلہ ہائی کورٹ الہ آباد منفصلہ مارچ ۱۸۸۵ء مین مسٹر ہملٹن کی کتاب ترجمہ ہدایہ سے چارون امام کا متفق مسلمان اور اہل سنت یا اہل حدیث ہونا اور اصول عقاید مین باہم

+ Artillery. Vol. 1.

the four Imams is whether it has
[illegible] pronounced aloud or in a low
[illegible]. The Hidaya which [illegible]
[illegible] most celebrated Text Book
of the Hanafi School of Law,
lays down the rule in the [illegible]
[illegible]. When the Imam
(leader in prayers) has said, "
[illegible] those who go astray,"
he should say "amin", and so
should those who are following
him in the prayers; because the
prophet has said that when the
Imam says "amin" you must
say "amin too, and it must
be said in a low voice, because
such is the tradition stated by
Ibn-i-Masud and also because
the word is the prayer, and
should therefore be pronounced
in a low voice.

باہم متفق ہونا نقل کرکے کہا ہے
کہ شرع اسلام مین یہ مسئلہ مسلم ہے
کہ لفظ آمین جو دو فاتحہ کی اخیر مین پڑھنا
چاہئے۔ ان چارون اماموں مین اختلاف
صرف اس امر مین ہے کہ یہ لفظ
"آمین" آہستہ کہنا چاہئے یا بآواز بلند
ہدایہ مین جو حنفی مذہب کے سب سے
زیادہ مشہور کتاب ہے۔ کہا ہے کہ امام
سورۃ فاتحہ پڑھ چکے تو جو لوگ اسکے
پیچھے نماز پڑھتے ہون وہ آمین
کہین کیونکہ پیغمبر (صلعم) نے
فرمایا ہے کہ امام آمین کہے
تو تم بھی کہو اور کہا ہے کہ آمین
آہستہ آواز سے کہنا چاہئے
کیونکہ ابن مسعود نے آنحضرت سے
ایسا ہی نقل کیا ہے"
ابن الہمام کے اس قول سے
جو اس فقرہ ہدایہ کی شرح مین اسنے
کہا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ کہ
آمین آہستہ کہی جاوے ان مختلف باہم
متضاد احادیث کا جو صحیح بخاری

صحیح مسلم میں جنکو اہل سنت
سب فرقے مانتے ہیں آمین
کی نسبت موافق کرنے والی
باہم مختلف انکا نتیجہ ہے
[illegible]
[illegible]
آمین بلند کہنی چاہئے۔ ایسا
کو امام نووی نے شرح صحیح مسلم
[illegible]
ہے۔ مالکی اور حنبلی مذہب پر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بالحق تو یہ ہے اور دنیا میں سب
[illegible] (کعبہ) میں چاروں

That this doctrine is the result of weighing the authority of the conflicting traditions is apparent from the commentary on the above passage of Hidaya by Ibn-i Hamam a celebrated author of the Hanfi school. These trad- traditions are recorded in the celebrated collections of the traditions viz Bukhari and Muslim both equally acknowledged as accurate by all the schools of Suni Mohamadans.

From the same traditions the followers of Imam Shafai have the doctrine that amin should be pronounced aloud.

and the views of that school are best stated by Nawawi a commentator on Sahi Muslim. The followers of the

other two Imams, namely malak and Hanbal also maintain that the word 'amin should be pronounced aloud.

But it is not necessary to cite authorities for this proposition, because their followers do not exist in British India. From what I have already said it is clear that the doctrines of all the four Imams are regarded by Suni Mohamadans as orthodox and that the difference of opinion which exists between them are pure matters of detail. Indeed in the Greatest Mosque in the world namely the Kaba

امامون کے پیروان کو کامل آزادی ہے کہ اپنے اپنے طریق کے موافق نماز پڑہین شافعی نماز مین فقط آمین بآواز بلند کہتے ہین اسپر اسوجہ سے اعتراض نہین ہوتا کہ یہ کام اپکی سنیونکے عمل مین ہے مدعی نے اپنی عرضی مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۸۴ء مین یہ بات بیان کرکے کہ "پکے دیندار مسلمان چار امامون کے پیرو ہین" لکہا ہے کہ اگر مدعا علیہ چار امامون مین سے کسیکی پیرو ہوتے تو مدعی جو حنفی ہے انسے ملنے سے قاصر نہتا۔ اور اس عرضی مین یہ وجہ شکایت بیان کی گئی ہے کہ مدعا علیہ کسی فرقہ کے پیرو نہین اور وہ نیا طریق نماز پیدا کرنا چاہتے ہین۔ اور اسوجہ سے وہ اب مسلمان نہین ہین۔ اور لفظ آمین

itself. the followers of all the four Imams are at full liberty to pray according to their own tenets.

The Shafais as it is apparent from the texts which I have already quoted pronounce the word "amin" aloud in prayers and to this no objection is or can be made on the ground that the practice is orthodox from a suni point of view. Indeed the prosecutor in this very case, in his petition of 20th September 1884 after stating that the orthodox Mohamadans are the follower of

کو بآواز بلند کہنے سے وہ حنفی مسلمانوں کی مذہبی قومین کے مرتکب و مجرم ہوتے"

میری رائے مین تا وقتیکہ یہ سب باتین پایہ ثبوت کو نہ پہنچین کوئی استدعا زیر دفعہ ۲۹۶ تقریر ہند قایم نہین ہوسکتا۔

ناقل و مترجم کہتا ہے کہ فیصلہ مین۔ جو جسٹس مسٹر محمود نے بیان کیا ہے اور الیسا ہی صفحہ (۱۸۳) رسالہ ہمنے دکھایا کیا ہے کہ حنبلی و مالکی مذہب مین بھی آمین بآواز بلند کہنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ بہت سی کتب معتبرہ مین منقول ہے از انجملہ ایک میزان کبرے شعرانی کی عبارت اسمقام مین پیش کیجاتی ہے۔ حسین صفحہ (۱۰۹) کہتا ہے ومن ذالک قول الامام ابی حنیفہ انہ کا یجھر بالتامین سواء کان الامام (الماموم) مع قول

the four Imams, goes on to say, that if the defendants had been the followers of any one of the four Imams, the Complainants who is a Hanafi and other Mohammadans would not have shrunk from associating with them, and the ground of the Complaint is stated in the petition to be that the defendants "are not the followers of any of the Imams, that they intend to set up a new form of worship for themselves," and by saying word Amin aloud they have been guilty of the offence of insulting the religion of the Hanafia Musalmans Now unless these allegations are substantial I am of opinion that there can be no case against the accused under Sec.—296 of the Indian Penal Code.

احمد والشافعی فی ارجح القولین انه یجهر الامام والماموم ومع قول مالك یجهر به الماموم وفی الامام روایتان من غیر ترجیح

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے

منجملہ ان مسایل فرعیہ نماز کے جنمین **چارون امام** کا باہم اختلاف ہے ایک مسئلہ آمین بالجہر ہے۔ اسمین **امام ابوحنیفہ** کا یہ قول ہے۔ کہ آمین بآواز بلند نہ امام کہے نہ مقتدی اور **امام احمد و امام شافعی** کا (دو قولون مین سے راجح) قول یہ ہے کہ امام و مقتدی دونون بآواز بلند آمین کہین اور **امام مالک** کا مقتدی کے حقمین تو یہی قول ہے کہ وہ آمین بآواز بلند کہے امام کے حقمین اُنسے دو قول مروی ہین (بآواز بلند کہنا اور بآواز

آہستہ کہا) جنمین ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین ہے۔

(جواب تنقیح دوم وسوم کی تائید)

جو کام کسیکا مذہبی فرض ہو اور وہ اسکو ٹہیک اپنی موقع پر اور اپنے دین و مذہب کی ہدایت کے مطابق عمل مین لاتا ہو اسکی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اسکو دوسرون کے دل دکہانے کے لئے عمل مین لاتا ہی کوئی وجہ نہین رکہتا۔ اور نہ بلحاظ دل آزردگی غیر اسکے ناجایز ہونیکی کوئی وجہ ہے بلا وجہ اسکو دوسرے کی دل آزاری ٹہرا کر ناجایز قرار دیا جاویگا۔ تو دنیا مین کوئی مذہبی کام مذہبی نہ کہلائیگا۔ ہر ایک مذہبی فرض بلحاظ دل آزاری غیر جرم متصور ہوگا۔

عیسائیون کا صلیب کو اور ہندوؤن کا بتون کو پوجنا اور مسلمانون کا اذان کہنا اور ہندون کا سنکہہ بجانا وغیرہ کوئی کام مذہبی فرض نرہیگا۔ ہر ایک کام دل آزاری اقوام غیر قرار پاکر ناجایز متصور ہوگا۔ اور دنیا مین کسیکو مذہبی آزادی کا حق نرہیگا۔ ہر ایک کو اپنے مخالف پر توہین مذہب و دل آزاری کی نالش کرنے کا ہر وقت استحقاق پیدا ہوگا۔ عدالت کا دروازہ ان ہی مقدمات کے لئے کہلا رہیگا۔

ہمارے اس بیان کی تائید بہی اس فیصلہ ہائی کورٹ مین موجود ہے۔ اسمین جسٹس مسٹر سید محمود نے مخالف کی اسبات کو کہ "ایک آدمی جایز کام کرنیسے بہی ملزم ہوسکتا ہی۔ اگر اسکو یہ معلوم ہو کہ وہ کام اور لوگون کو ناجایز کام کرنے پر باعث ہوگا" نقل کرکے کہا ہے کہ اس اصول سے

Such a principle would place the minority at the mercy of the majority & would in a case like this deprive them of the right of worship which the law distinctly confers upon them.

Indeed if such a view were adopted it

تہوڑے لوگ اپنی مذہبی کام کرنیمین بہت لوگون کے اختیار مین ہو جاینگے۔ اور وہ اس حق [illegible] جو قانون نے انکو دیا ہی محروم رہینگے۔ بلکہ حق تو یہ ہی کہ اگر یہ [illegible]

would open the door for wrongful prosecution of innocent persons who in the exercise of their lawful rights of worship resort to mosques for devotion

(جو اپنی شرعی استحقاق سے عبادت کے لئے مسجدون مین جاتے ہین) نالش کا دروازہ کھل جائے گا۔

جواب تنقیح چہارم کی تائید

یہ مسئلہ بہی کتب فقہ وحدیث مین بالاتفاق بیان کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانون کی مسجدون وغیرہ اوقاف عام مسلمانون کے لئے وقف ہین کسی شخص یا فرقہ سے (بانی کیون نہو) انکو خصوصیت نہین ہے۔ یہ امر بہی اس فیصلہ ہائی کورٹ مین بدست آویز کتاب ہدایہ (جو حنفی مذہب کی مشہور ومعتبر کتاب ہے) بخوبی ثابت کیا گیا ہے۔ لہذا اس مقام مین اسکی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے اسمین لکہا ہے

Now it is a fundamental principal of the Mohammadan law of Waqf is well known to require the station of authorities that when a mosque is built and Consecrated by public worship it ceases to be the property of the builder and rests in God (the language of Hidaya)" in such a manner as subjects it to the rule of Divine Property whence the appropriator's right in it is extinguished & [illegible] the property of God by

یہ قانون اسلام کا اصل اصول ہے۔ اور ایسا مشہور ہے کہ اسپر شہادت (یا سند) کی ضرورت نہین کہ جب ایک مسجد تیار ہو اور عام لوگون کی عبادت سے مقدس ہو جائے تو پہر وہ بانی کی جائداد نہین رہتی بلکہ ملک خدا ہو جاتی ہے۔

صاحب ہدایہ نے کہا ہی وہ اس طور پر ملک خداوندی ہو جاتی ہے کہ مالک کا حق خاص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت سالانہ الآن کما کان

امسال بھی اہتمام طبع و اشاعت رسالہ عمدہ انتظام نہیں ہو سکا اس اہتمام کے لئے کوئی لیتھو شخص موجود نہیں ہے اور پیہم ہوا رنگ تنخواہ کا اشتہار دیا گیا میسر نہیں ہوا - صرف انتظام کی درخواستیں پہنچیں نہیں انکو ہمنے سنا - کہ یا دو تین محرر ایسے ہوں جنہیں بخوبی نقل نویسی کچھ ہو سکتا کوئی صحت ہجی سیاق کو بھی معمولی عمدہ سمجھیں تو وہی ہمکو ثمرہ استہار (مندرج نمبر ۹ جلد ۲) کے مطابق کوئی لیتھو ہتھم ہیم ہو سنجا دین کا تبون پریسمرو بنے بھی صرف ہمکو نکتہ اکثر خاصیات الوان تک کر کہا ہے - ان ہی تین رسالون میں جنکی جمع و اشاعت کا بھیجے ہی مہینے میں خیال تھا میں کاتب ہمکو ٹوپنج پریسمرو صدق والا نہ کاغذ مہم نشان اٹھا جاتا ہے و بنا بر علیہ اکثر مکاتیبون میں یہی خیال پیش آتی ہیں لہذا آیندہ کے لئے ہم اپنے معاونون و خریدارون کو کوئی وعدہ نہیں دی سکتے جبتک کہ انتظام رسالہ عمدہ ہو جائے بلکہ بجائے اسکے با دب التماس ہیں کہ جو صاحب ہمارے مضامین کو مفید و عمدہ خیال کریں وہ انکی مہدگی و فایدہ کے مقابلہ میں حریج توقف کو کچھ نہ سمجھیں اور ہماری اس معروض نمبر ۱ جلد ۲ کو کہ اس خیر التوا میں بجز انتظار کا کوئی حرج نہیں مضامین رسالہ مضامین اخبارون کی طرح موسمی نہیں کہ وقت گذر جانیکے بعد وہ بے لطف ہو جائین بلکہ وہ دینی مسایل ہیں جو کبھی پرانے اور بے لطف نہیں ہوتے پیش چشم رکھکر ہماری اسی سلوک فرمایا رضی رہیں اور جو صاحب ان مضامین کے عمدگی و فایدہ میں جبر نقصان توقف کا یقین کرتے ہوں وہ بانتظام جدید بالاستمرار امانت و خریداری ہمکو سبکدوش کریں جو خادم القوم ہونیکا دعوی رکھتا ہو - وہ جانتا ہے کہ عذرت میں قصور اقرار ہوتا ہے اس قصور پر عفو سے متصف اسید واثق ہے لہذا یہ کلمات مودبانہ گذارش ہوئے

نوٹ ہمنے اسکے شکلی برسہا ناظرین میں سے بہت ناہندگی کی گمانی کا توقع ہی لہذا اس مرتبہ سے پہلے پوسٹ کارڈ کے ذریعہ سے ہم خریدارون کو اگر تبدیلی سے (جو بیشتر خریداروں کی انکی مقررین) اطلاع دیگر اسکے بعد نمبر سالہ نمبر ۳ جلد ۲ مہرست خایات میں ان نمبرون کے مقابلہ میں انکی رقوم وصولیات کو درج کرینگے وہ صاحب اپنے نمبرون سے اپنا نام بھیجکر تسلی صاحب دوستان وصول کو عمل میں لاوین اور زر واجبی فرماوین

ہماری طرف سے بھی کوئی مالی نقصان نہیں اکثر پرچہ جاتی ہے مگر مطالبہ قیمت ہی رسالہ ہو بچا دینے کے بعد ہی ہوتا ہے لہذا وہ لوگ جو بند نہیں کرسکتے کہ رسالہ کی یہ چال ہے اور بقاضاء مطالبہ کا یہ چال

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فی کل موضع یقتضی امورا لا یقتضیها فی
الموضع الاخر فاما ان یختلف دلالاتها
بحسب المواضع او یدل علی قدر مشترک
بین جمیع مواردها وان امتاز کل موضع
بخاصیة فعلی التقدیرین لیس مقتضاها ان
یکون ذات الرب عز وجل مختلطة بالخلق
حتی یقال قد صرفت عن ظاهرها و
نظیرها من لفظ الربوبیة والعبودیة
فانها وان اشترکت فی اصل الربوبیة
والتعبید فلما قال رب العلمین رب موسی
وهارون کانت ربوبیة موسی وهارون
لها اختصاص زائد علی الربوبیة العامة
للخلق فان ما اعطاه الله تعالی من
الکمال اکثر مما اعطی غیره فقدر به و
ربا ربوبیة اکمل من غیره وکذلک
قوله تعالی علینا نشرب بها عباد الله و
سبحن الذی سری بعبده لیلا فان العبد تارة
یعنی به المعبد فیعم الخلق کما فی قوله تعالی
ان کل من فی السموات والارض
الا اتی الرحمن عبدا وتارة یعنی به
العابد فیخص ثم

ونصرت وغیرہ کا مقتضی ہے کہ دوسرا مقام
ان امور کا مقتضی نہین ہے۔ پس ان
مختلف مقامات مین اس لفظ کے مختلف
معنے سمجھے جائین گے یا وہی ایک معنے
(مطلق مقاربۃ) جو سب مین مشترک طور
پر پائے جاتے ہین اگرچہ ہر ایک مقام
اپنی خاصیت سے ممتاز ہو۔ ان دونون
صورتون مین اس لفظ معیت کا یہہ مقتضا
نہین کہ خدا تعالے کو مخلوقات سے ذاتی
اختلاط ہو۔ تاکہ درصورت تاویل علم و نصرت
اس لفظ کو ظاہری معنے سے مؤول ٹھہرایا جاوے
اسکی نظیر لفظ ربوبیت و عبودیت ہے
یہہ الفاظ اگرچہ اصل معنی پرورش اور
بندگی مین مشترک ہین مگر جبکہ رب العالمین
کہکر رب موسے و ہارون کہا تو اس سے
معلوم ہوا کہ موسے و ہارون کے متعلق
خداوند تعالے کی ربوبیت عام خلایق کی
نسبت بڑھ کر اور کامل تر ہے۔ ایسا ہی
عبودیت سے کہین عام معنے بندہ ہونے
کے مراد ہوتے ہین۔ کہین خاص معنے بندگی
کرنیوالے کی۔ پھر بندگی کرنیوالے علم و حالات

advantage of it resulting to His creatures." A mosque once so consecrated cannot in any case revert to the founder, and every Mohamedan has a legal right to enter it, and perform devotions according to his tenets so long as the form of worship is in accordance with the recognized rules of Mohamedan Ecclesiastical Law.

معدوم ہو جاتا ہے۔ وہ ملک خدا اسلئے کہلاتی ہے۔ کہ خدا کے بندونکو اس سے (عبادت کرنیکا) فایدہ حاصل ہوتا ہے۔ پس جو مسجد اس طرح مقدس ہو جائے وہ پھر کسی صورت سے بانی کی ملک نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک مسلمان اسمیں جایز طور پر داخل ہونے۔ اور اپنے طریق پر شعار مذہبی ادا کرنے کا مجاز ہے۔ بشرطیکہ وہ طریق اصول اسلام کے مخالف نہو۔

اب ہم اس مضمون کو ان تائیدات پر ختم کرتے ہین اور اپنی مہربان گورنمنٹ امن خواہ رعایا سے امید رکھتی ہین کہ وہ ہماری رائے۔ اور اسکی تائیدات کو (جو ایک سرکاری فیصلہ کی تائیدات ہین) اعتبار کی نگاہ سے دیکھیگی۔ اور اس تجویز کو جسپر ہمنے رائے زنی کی ہے لایق توجہ سمجھیگی۔ اگر ہماری قوم (اہل اسلام) نے اس تجویز کی طرف جو انکے سامنے ہمنے پیش کی ہے توجہ نہ کی (آیندہ اختیار)

---

* مسلمان تو مسلمان ہین خواہ کسی فرقہ اسلامی سے ہون۔ آنحضرت صلعم نے غیر مذہب (یہود و نصاریٰ) کو بھی اپنی مسجد مین خدا کی عبادت سے نہین روکا۔ ایک دفعہ خاص آپ کی مسجد مین ان کے عیسائی آئے۔ اور انہون نے اپنے طریق سے نماز پڑھی آنحضرت نے انکو نہ روکا بلکہ جن مسلمانون نے روکنا چاہا انکو روکنے سے منع کر دیا۔ (دیکھو زاد المعاد صفحہ ۴۹۵ جلد ۱ اور شاحنۃ السنۃ صفحہ ۳۶۱ جلد ۵ نمبر ۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ریویو

رسالہ القول المتین فی اخفاء آمین

پر

اس رسالہ مین مولوی (یا منشی) محمد علی صاحب وکیل عدالت مرزاپور نے احادیث آمین بالجہر پر نکتہ چینی کی ہے۔

اس نکتہ چینی مین بعض راویون اور بعض اسانید حدیث آمین بالجہر کے طعن وجرح مین تو بے شک وہ مصیب ہین مگر اس عام و کلی دعوے مین کہ نہ ہی احادیث آمین بالجہر ضعیف ہین یعنے یہ متن ہی ضعیف ہے اسکی کوئی سند یا طریق صحیح یا حسن نہین ہے وہ غلطی پر ہین۔ کیونکہ بعض احادیث آمین بالجہر کو ائمہ محدثین اجو فن تحقیق و تنقید و جرح و تعدیل مین [illegible] کہہ چکے ہین ان احادیث کی نسبت [illegible] نصب نہین ہے کہ صرف بعض راویون کی [illegible] ضعیف قرار دین [illegible] کی نسبت [illegible] صحیح یا حسن کہہ چکے ہون [illegible] منصب [illegible] حدیث [illegible] صحیح یا حسن کہنے والون [illegible] ہون [illegible] تعدیل [illegible] اسمقام (التغلیط وکیل صاحب) مین ہم نے دو دعوی [illegible] احادیث آمین بالجہر کی ایک محدثین تصحیح و تحسین [illegible]

[illegible] شک و تردد [illegible] آپ کی مولویت [illegible] نہ آپکی اس تحریر سے [illegible] لہذا آپ کے فل ایڈیشن (پورے خطاب) مین [illegible] ہین [illegible] کرین ۔

دوسرا۔ یہ کہ جس حدیث کو محدثین صحیح یا حسن کہدیں اُسپر بعض رواۃ کی نظر سے متقدمین کو طعن و جرح کرنا جایز و مقبول نہیں۔ ان دونوں دعاوی کی ہم ایسے دلایل و شواہد سے ثابت کرتے ہیں۔ جن میں وکیل صاحب اور اونکے ہمراہ مذہب کو سر سے مقابل کرنا

(دعوی اول کا ثبوت)

حدیث آمین بالجہر کو جسکو امام سفیان نے وایل بن حجر سے نقل کیا امام ترمذی نے

قال ابو عیسی سمعت محمدا یقول حدیث	حسن کہا ہے اور دارقطنی نے صحیح
سفیان اصح من حدیث شعبۃ فی	ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اسکی اسناد صحیح
ھذا واخطأ شعبۃ فی مواضع من	ابن عبد الہادی شارح منتقی نے
ھذا الحدیث فقال عن حجر ابی العنبس و	کہا ہے کہ یہ حدیث اسی طریق سے کہ
انما ھو حجر بن العنبس و یکنی ابا السکن و زاد	اکثر صحیح کہا جاتا ہے۔ اور حجر بن عنبس
فیہ عن علقمۃ بن وایل ولیس فی	محدثین نے بہت ثقات اپنی کتابوں
عن علقمۃ وانما حجر بن عنبس عن وایل	لکھا ہے۔ کہ اسکا ایک اور حجر ہے
بن حجر وقال خفض بہا صوتہ وانما	نیچے درجہ کا شخص ہے۔ اسکو وائل بن
ھو مدّ بہا صوتہ۔ قال ابو عیسی سألت	عبد الجبار نے غلط قرار دیا اور یہ کہا
ابا زرعۃ عن ھذا الحدیث فقال	کہ حجر بن عنبس معروف و مشہور ثقہ ہے
حدیث سفیان فی ھذا اصح قال	امام یحیی بن معین (جسکو یحیی
روی العلاء بن صالح الاسدی عن سلمۃ	سعید قطان نے اپنا ثقہ بنایا ہے
بن کھیل نحو روایۃ سفیان۔ قال ابو عیسی	اور ظاہر ہے کہ نے ان کہا ہے
حدثنا ابو بکر محمد بن ابان نا عبد اللہ	کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
بن نمیر عن العلاء بن صالح الاسدی عن	کا صحابی تھا۔
سلمۃ بن کھیل عن حجر بن عنبس عن وایل	اور اس حدیث سے ان کے

بن حجر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو
حدیث سفیان عن سلمۃ بن کہیل
(جامع ترمذی صفحہ ۳۵)
الحدیث اخرجہ ایضا الدارقطنی وابن
حبان وزاد ابوداؤد ورفع بہا صوتہ
قال الحافظ وسندہ صحیح وصححہ الدارقطنی
واعلہ ابن القطان بحجر بن عنبس وقال
انہ لا یعرف وخطاہ الحافظ وقال
انہ ثقۃ معروف قیل لہ صحبۃ ووثقہ
یحیی بن معین وغیرہ وروی الحدیث
ابن ماجۃ واحمد والدارقطنی من طریق
اخری بلفظ وخفض بہا صوتہ وقد
اعلت باضطراب شعبۃ فی اسنادہا و
متنہا ورواہا سفیان ولم یضطرب
فی الاسناد ولا المتن قال ابن القطان
اختلف شعبۃ وسفیان فقال شعبۃ
خفض وقال الثوری رفع وقال شعبۃ
حجر ابو عنبس وقال الثوری حجر بن عنبس
وصوب البخاری وابوزرعۃ قول الثوری
وقد جزم ابن حبان فی الثقات ان
کنیتہ کاسم ابیہ فیکون ما قالاہ صوابا

مقابلہ مین شعبہ کی روایت اسی وائل
بن حجر سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم
نے نماز مین آہستہ آمین کہی ہے اسکو
ائمہ محدثین (ابوزرعہ رازی امام بخاری وغیرہ)
نے خطا قرار دیا ہے۔ بعض ائمہ نے
یہ بھی کہا ہے۔ کہ شعبہ نے اس روایت
کی متن (الفاظ حدیث) وسند (سلسلہ
روات) دونون مین اضطراب واختلاف
کیا ہے۔ متن مین یہ اختلاف کہ کبھی آہستہ
آمین کہنا روایت کیا ہے۔ کبھی آمین
بالجہر ایسا ہی اختلاف سند ہے۔ لہذا
اسکی روایت لایق اعتماد نہین۔
بعض محدثین نے سفیان وشعبہ دونون
کی روایات کو صحیح مانکر روایت سفیان
کو روایت شعبہ پر اس نظر سے ترجیح دی
ہے کہ اسکی روایت آمین بالجہر کے دو شخص
اور بہی موید ومصدق ہین اور شعبہ کی
روایت اخفا کا کوئی موید نہین ہے۔
یہ امام ابو عیسے ترمذی وامام
شوکانی یمانی کے کلام کا خلاصہ ہے
اور شیخ ابن الہمام حنفی نے

وقال البخاري لا يتابع ابو السكن ولا
مالم ان يكون له كتابان وقد
روى الحديث من طريق ينتفي بها اعلاله
بالاضطراب من شعبة ومن بين لا
التعارض بين متابعة وسفيان وقد
رجحت رواية سفيان بمتابعة اثنين
لمخالف شعبة فيلزمه جزم النقاد
بان رواية اصحاب كما روى ذلك
عن البخاري ابن ابي حاتم وقد حسن
الحديث الترمذي وقال ابن سيد الناس
ينبغي ان يكون صحيحا بهذا كما في اوطار
شوكاني صفحہ ۲۰۷

وفيه علة اخرى ذكرها الترمذي
في علله الكبير اذ سال البخاري هل
سمع علقمة عن ابيه وقال انه ولد
بعد موت ابيه بستة اشهر انتهى
غير ان هذا النصر بن منصور وقد
رجح الدارقطني وغيره رواية سفيان
بانه احفظ وقد روى البيهقي
عن شعبة وهو يعد الحديث
رافعا صوته ولما اختلف

فتح القدیر یہ حاشیہ ہدایہ مین امام
ترمذی کا کلام مذکور نقل کرکے اُسپر اُو
طرہ چڑہایا۔ اور یہ فرمایا ہے کہ
حدیث شعبہ مین (جس مین آمین
آہستہ کہنے کا ذکر ہے) ایک
علت اور ہے جسکو ترمذی نے
علل کبیر مین ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے
کہ آپ نے امام بخاری سے پوچھا
کیا علقمہ نے اپنے باپ سے کچھ
سنا ہے۔ تو انہون نے فرمایا
کہ وہ تو اپنے باپ سے چھ مہینے بعد
پیدا ہوا ہے۔ کلام امام ترمذی ہوچکا
یہ کلام درست ہو تو اس سے
صرف انقطاع حدیث ثابت ہونا
ہے (یعنے جو شافعی مذہب مین چنداں عیب
نہین اور دارقطنی وغیرہ نے روایت
سفیان کو جس مین آمین جہر کا ذکر
ہے) ترجیح دی ہے۔ اسلئے کہ سفیان
شعبہ سے یاد داشت مین بڑھ کر ہے
اور یہ روایت ہر زمین خود شعبہ سے
بھی مروی ہے۔ چنانچہ دارقطنی نے

* شاید یہ [illegible] ہو جو قرب اپنے [illegible] وسلم مین ہے۔

هذا الحديث عدل المصنف الى ما عن ابن مسعودؓ فانه يوهن ان المعلوم منه عليه السلام الاخفاء كما تقدم ان الذى فيه ذكر امين عن النخعى - والله اعلم (فتح القدير صفحہ ۱۲۱ جلد ۱)

اُن سے نقل کیا ہے۔ اور چونکہ اس حدیث شعبہ مین یہ اختلاف تہا۔ (جو بیان ہوا کہ سفیان اس کا مخالف ہے۔ بلکہ شعبہ خود اپنی روایت مین مختلف البیان ہے) لہذا مولف ہدایہ نے حدیث شعبہ سے عدول کرکے حدیث ابن مسعود کیطرف رجوع کیا اور مسئلہ اخفاء آمین پر اسکو دلیل ٹہرایا ولیکن اس حدیث ابن مسعود مین یہ بحث ہوچکی ہے۔ کہ وہ ابن مسعود سے ثابت نہین وہ صرف ابراہیم کا قول ہے۔ اس بیان سے ہمارا پہلا دعوے ثابت ہوا اور حدیث آمین بالجہر کو ائمہ دارقطنی وغیرہ کا صحیح کہنا اور امام ترمذی کا حسن کہنا بھی ثبوت کو پہنچا۔ وللہ الحمد ۔

دوسرے دعوی کا ثبوت

ہمارا دوسرا دعوے کہ "حسن حدیث کو ائمہ محدثین مسلم الاجتہاد صحیح یا حسن کہہ چکے ہون اسپر مقلدین معترض کا۔ (جو جرح وتعدیل وتنقید واجتہاد کے اہل نہون) جرح وطعن جایز ومقبول نہین" البیاد عوے ہے کہ اسپر فقہاء محدثین متقدمین ومتاخرین سبکا اتفاق ہے۔ وہ سب کے سب تنقید (تصحیح وتضعیف) کو اہل اجتہاد کا خاصہ سمجھتے ہین۔ اہل تقلید کو (جو اجتہاد وتنقید کے اہل نہون) اس منصب شریف کے لایق نہین جانتے۔ **محدثین وفقہاء مین۔ کچھ اختلاف** ہے تو اس منصب کے لایق اعیان واشخاص کی تعیین مین اختلاف ہے۔ محدثین اس منصب شریف کو ائمہ محدثین کا منصب سمجھتے ہین۔ فقہاء اپنے مجتہدین کو بھی اس منصب مین ائمہ محدثین کا ہمسر بلکہ ان سے لایق تر خیال کرتے ہین۔

متقدمین و متاخرین کا اسباب مین اختلاف ہے تو یہ
کہ امام ابن الصلاح وغیرہ متقدمین اس منصب کو محدثین سلف پر ختم کرتے ہین۔ امام نووی وغیرہ متاخرین پچھلے زمانہ کے اہل تنقید و اجتہاد کے لئے بھی اس منصب کو تجویز کرتے ہین۔ بہرحال و بنابر **ہر ایک** اختلاف و مقابل مقلد محض و نااہل بحث کو کوئی شخص فقہا سے ہو خواہ محدثین سے متقدمین سے خواہ متاخرین سے اس منصب کے لایق نہین سمجھتا۔ اسمقام مین ان اختلافات کے متضمن اقوال علما محدثین و فقہا کو نقل کیا جاتا ہے اس سے ناظرین کو بخوبی روشن و متیقن ہوگا کہ مقلد محض و نااہل بحث کو کسے نے تنقید و تحقیق و تصحیح و تضعیف حدیث کا اہل تسلیم نہین کیا۔ خصوصا اس حدیث کی تضعیف کا جسکو ایمہ محدثین صحیح کہہ چکے ہون۔ یا اس حدیث کی تصحیح کا جسکو انہون نے ضعیف قرار دیا ہو۔

شیخ امام **ابو عمر** ابن الصلاح نے کتاب **علوم الحدیث** کے نوع اول

الثانیۃ اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرھا حدیثا صحیح الاسناد ولم نجدہ فی احد الصحیحین و لا منصوصا علی صحتہ فی شی من مصنفات ائمۃ الحدیث المعتمدۃ المشھورۃ فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی ھذہ الاعصار الاستقلال بادراک الصحیح مجردا عتبار الاسانید لانہ لا من اسناد من ذلک الا وتجد

مین یعنی فایدہ دوم کہا ہے۔ ہم کسی حدیث کو صرف اسکی سند دیکھکر صحیح کہنے کی جرات نہین کرسکتے۔ اگر اسکو صحیح بخاری یا صحیح مسلم مین نہ پائین یا اور کتب ایمہ حدیث مین اسکی صحت پر کسی امام کی تصریح نہ دیکھ لین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین (اپنے زمانہ سا تو ین صدی کی نسبت آپ یہ فرماتے ہین۔ تو اس زمانہ چودھوین صدی کا کیا حال) صرف اسناد کو دیکھکر خود بخود

فی رجالہ من اعتمد فی روایۃ علی ما فی کتابہ عریًّا عما یشترط فی الصحیح من الحفظ والضبط والاتقان قال الامر اذاً فی معرفۃ الصحیح والحسن الی الاعتماد علی ما نص علیہ ایمۃ الحدیث فی تصانیفہم المعتمدۃ التی یومن فیہا لشہرتہا من التغییر والتحریف وصار معظم المقصود بما یتداول من الاسانید خارجاً عن ذالک ابقاء سلسلۃ الاسناد التی خصت بہا ہذہ الامۃ زادہا اللہ شرفاً

(علوم الحدیث ابن الصلاح مشہور بمقدمتہ)

حدیث کو صحیح جان لینا مشکل ہوگیا ہے کیونکہ اس قسم کی ہر ایک سند مین کوئی نہ کوئی راوی ایسا ضرور ہوگا۔ جو اُس حفظ وضبط سے معرّے ہو۔ جو صحیح حدیث مین مشروط ہے۔ لہذا صحیح وحسن حدیث کی پہچان کا رجوع اُنہی اقوال ایمہ حدیث کیطرف ہوا جو اپنی مشہور ومعتبر تصانیف مین انہون نے بتصریح بیان کئے ہین اور اسوقت اسناد سے مقصود صرف اس سلسلہ اسناد کا۔ (جو اس امت محمدیہ کا خاصہ ہے) باقی رکہنا ہوا۔ جو اُس غرض تصحیح وتضعیف احادیث سے خارج امر ہے ۔

اور امام **نووی** نے اپنی کتاب **تقریب** مین کہا ہے میرے نزدیک

الاظہر عندی جوازہ لمن تمکن وقویت معرفتہ (تقریب نوادی)

ظاہر یہی ہے کہ تصحیح وغیرہ اب بہی جایز وممکن ہے اس شخص کے لئے جسکو قدرت ہو اور قوی پہچان ۔

اسکی شرح **تدریب** راوی مین امام سیوطی نے امام عراقی سے نقل کیا ہے

قال العراقی ہو الذی علیہ عمل اہل الحدیث فقد صحح جماعۃ من متاخری الحدیث لم نجد عمن تقدمہم فیہا تصحیحاً الی

کہ ایمہ حدیث کا جو ابن صلاح کے ہمعصر اور اونکے پیچھے ہوئے ہین اسپر عمل رہا ہے پہر ان ایمہ کا نام لیا جنہون نے از خود

ان ذکر اسماءھم والاحادیث التی صححوھا۔ ثم قال ولم یزل ذالک دأب من بلغ اھلیۃ ذلک الی ان قال الحاصل ان ابن الصلاح سد باب التصحیح والتحسین والتضعیف علی ھذہ الاعصار ان لم نضعف اھلیتھم۔ وان لم یوافق علی الاول

(تدریب راوی شرح تقریب نواوی)

کئی حدیثوں کو صحیح کیا ہے۔ پھر کہا کہ یہی طریق ان لوگوں کا رہا ہے۔ جو اس امر کی اہلیت و لیاقت کو پہونچ چکے تھے اسکے بعد کہا ہے۔ کہ حاصل مطلب یہ کہ ابن صلاح نے تصحیح و تحسین و تضعیف کا دروازہ اس زمانہ کے لوگوں پر بند کر دیا ہے۔ اس نظر سے کہ ان کی لیاقت مین ضعف ہے۔ اگرچہ ان سے پہلے علماء نے انکی اس بات سے اتفاق نہین کیا۔

اور ابن جماعہ نے اپنے مختصر مین امام ابن الصلاح کا قول نقل کر کے فرمایا ہے

فان بلغ واحد فی ھذہ الاعصار اھلیۃ ذالک والتمکن من معرفتہ احتمل استقلالہ (مختصر ابن جماعہ)

کہ اگر کوئی ان زمانون مین اس لیاقت کو پہونچے اور حدیث کی پہچان پر قادر ہو تو وہ بذات خود یہ کام کر سکتا ہے۔

اور شیخ زکریا انصاری نے فتح الباقی۔ شرح الفیہ عراقی مین کہا ہے

من اراد الاحتجاج بحدیث من السنن او من المسانید ان کان متاھلا لمعرفۃ مایحتج بہ من غیرہ فلا یحتج بہ حتی ینظر فی اتصال اسنادہ واحوال رواتہ والا فان وجد احدا من الائمۃ صححہ او حسنہ فلہ تقلیدہ والا فلا یحتج بہ

(فتح الباقی شرح الفیہ عراقی)

جو شخص کسی حدیث سے (منجملہ احادیث کتب سنن و مسانید) متمسک کرنا چاہے وہ اگر خود حدیث لائق متمسک ہونے کا پہچاننے کی لیاقت رکھتا ہے تو بھی اتصال سند اور احوال رواۃ کو دیکھ لے اس امر کا وہ اہل ہو۔ تو حدیث کے ائمہ مین سے کسی امام کا قول

اس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی بابت پاوے تو اسباب مین اسکی تقلید کرلے وہ قول بھی نہ پاوے تو اس حدیث سے تمسک نکرے اور شیخ ابن تیمیہ نے کتاب منہاج السنۃ

المنقولات فیها کثیر من الصدق وکثیر من الکذب والمرجع فی التمییز بین هذا وبین هذا الی اهل العلم کما یرجع الی النحاة فی النحو ویرجع الی علماء اللغة فی ما هو من اللغة وکذالك علماء الشعر والطب وغیر ذلك فلکل علم رجال یعرفون به والعلماء بالحدیث اجل هؤلاء واعظم قدرا واعظم صدقا واعلاهم منزلة واکثرهم دینا (منهاج السنة ابن تیمیه)

مین فرمایا ہے۔ روایتون مین بہتیرا سچ ہوتا ہے۔ بہتیرا جھوٹ۔ اسمین تمیز کرنے کے لیئے اہل حدیث کیطرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ جیسا مسایل نحو مین علما نحو کیجانب اور مسایل لغت وشعر وطب مین علماء لغت وشعر وطب کیطرف وعلی ہذا القیاس ہر ایک علم کے لئے خاص لوگ ہین کہ وہ اس علم مین معروف ہین ان سب مین بڑے جلیل القدر اور بڑے سچے اور عالی رتبہ اور بڑے دیندار علما احدیث ہین۔

اور شیخ عبدالحق دہلوی شرح سفر السعادت مطبوعہ لکھنو مین صفحہ ۲۲ مجتہدین کے تنقید وتحقیق بیان کرکے فرماتے ہین۔ عوام مسلمانان بلکہ خواص ایشان ازین روزگار ازین قوت کجا است کہ این کار (تمیز صحیح وسقیم) از دست ایشان آید پیشا ازین متابعت مجتہدین کردن ودر پے ایشان رفتن سہیلے نبود والعہدۃ علیہم۔ این کار تنقید محدثین را میسر بود۔ الخ۔

* شیخ صاحب کی۔ اس جز کلام سے ہم کو اتفاق نہین ہے۔ ہمارا تمسک اس کلام مین فقرہ اول وآخر سے ہے ۱۲

يختلفون فمن كان اعبد علماً وحالاً كانت عبودية اكمل فكانت الاضافة في حقه اكمل مع انها حقيقة في جميع المواضع۔

(بندگی) مین مختلف ہوتے ہین جو انمین کامل ہو اسکی عبودیت کامل ہوتی ہے باوجودیکہ اِن سب مین جو عبودیت پائی جاتی ہے اسکی حقیقت ایک ہے۔

اِسکے بعد آپنے کسیقدر منطق (مگر اپنی خیالی نہ پہلے منطقیون کی) بہی خرچ کی ہی اور یہہ

ومثل هذه الالفاظ يسميها بعض الناس مشككة لتشكك المستمع فيها هل هي من قبيل الاسماء المتواطية او من قبيل المشتركة في اللفظ فقط والمحققون يعلمون انها ليست خارجة عن جنس المتواطيه اذ واضع اللغة انما وضع اللفظ بازاء القدر المشترك وان كان نوعاً مختصاً من المتواطئة فلا باس بتخصيصها بلفظ

بات کہی ہے کہ اِس قسم کے الفاظ کو بعض لوگ مشکک کہتے ہین کیونکہ یہہ سننے والون کو اِس شک مین ڈالتے ہین کہ یہہ از قسم کلی متواطی ہین یا مشترک اور محقق لوگ (آپ کی خیال مین نہ نفس الامر مین) جانتے ہین کہ یہہ الفاظ قسم متواطی سے خارج نہین ہین کیونکہ اہل لغت نے اُن مشترک کے معنی کے لئے ان الفاظ کو بنایا ہے یہہ آپکا آخر کلام ہے جو تاویل علم و نصرت کی تاویل نہونے کے ثبوت مین آپنے فرمایا ہے۔

الجواب

اس عذر مین تین دعوی کئے گئے ہین۔

پہلا دعوی یہہ کہ متشابہہ کی تاویل (یا تفسیر) جو بحسب شہادت لغت و محاورہ عرب ممکن ہو جائز ہے اور علماء کو اسکا علم حاصل ہے۔ وہ تاویل (جسکا علم خدا سے مخصوص ہے) وہی ہے جسمین حقیقت اور کیفیت متشابہ کے بیان سے تعرض ہو۔

اور صاحب درمختار اس کتاب [illegible]

وقد ذکروا ان المجتہد المطلق قد [illegible]
اما المقید فعلی سبع مراتب مشہورۃ
واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ
(درمختار مطبوعہ دہلی صفحہ [illegible])

[illegible]

ان اقوال وعبارات سے [illegible]
کو پہنچا کہ تصحیح وتضعیف [illegible]
نااہلون اور محض مقلدون کا کام نہین ہے۔

اب حدیث [illegible]
کی نسبت [illegible]
وترمذی ودارقطنی وابوزرعہ رازی [illegible]
تنقید واجتہاد کے [illegible]
مقلد محض [illegible]
اور خامہ فرسائی کئے ہین ؛

بشق دوم [illegible]
صورت مین امید ہے وکیل صاحب [illegible]
آمین بالجہر کا صحیح یا حسن [illegible]
بلاچون وچرا تسلیم کر لینگے۔

وبشق اول [illegible] صاحب کی خدمت مین کتب حدیث [illegible]
جس باب یا فصل یا ورق سے وہ [illegible]
کی تنقید (تصحیح یا تضعیف) کی درخواست [illegible] وکیل صاحب [illegible]

[illegible] حدیث کے لئے بکار

[illegible] بخاری و ابوزرعہ رازی تسلیم

[illegible] ریویو کو واپس لے لینگے۔

[illegible] دعوے سے ہم کو

[illegible] جس باب یا ورق

[illegible] کریں۔ مگر قبل از ادعا

[illegible] نہ ملیں تو مختصر رسالہ

[illegible] مطبوعہ [illegible] ملاحظہ فرما کر شروط صحت

[illegible] فرمالیں کہ وہ ان شرطوں (خصوصاً

[illegible] عدت و اتصال و انقطاع اسناد و مزید

[illegible] اسانید وغیرہ مشکلات) کو ثابت کر سکینگے۔

[illegible] وکیل صاحب کے ہم مذہب علما ہندوستان

و عرب بلکہ [illegible] گروہ اہلحدیث کے [illegible] کوئی ایسا شخص نہیں

[illegible] وکیل صاحب نے

[illegible] کے دکھا دیا۔ تو ہم کو نہ صرف

[illegible] وکیل صاحب کا تلمذ اور شرف

صحبت اختیار کرنا ضروری ہوگا۔

[illegible] نہ صرف انکے اعتراض متعلق

[illegible] اعتراضات کا۔ (جو حدیث میں بالجہر پڑھ کر کی ہیں جیسے میاں

محمد [illegible] بالجہر کا راوی سفیان مدلس ہے۔ اور اس

[illegible] کو وہ معنعن روایت کرتا ہے۔ اور مدلس کی معنعن حدیث مقبول نہیں علی ہذا القیاس

یا حدیث قرۃ فاتحہ خلف امام پر وہ وارد کرتے ہیں (جسے انکا یہ اعتراض کہ اس حدیث کا راوی محمد بن اسحاق شیعہ اور مدلس ہے وعلے ہذا القیاس ہر حال اس سے کہل گیا۔ اور یہ اعتراض پر جو مقلدین احادیث پر وارد کرتے ہیں ایک عام ریویو بن گیا۔ جسکا ماحصل یہ ہے کہ کسی مقلد کا حدیث پر (جسکو ائمہ محدثین صحیح یا حسن کہہ چکے ہوں۔) کوئی اعتراض لائق التفات و سماع نہیں۔ اور مقلد کا یہ منصب ہی نہیں ہے۔ کہ احادیث مصححہ یا محسنہ ائمہ حدیث پر نکتہ چینی کر سکے۔ اس منصب کے لائق اشخاص اور ہی ہیں۔ جو حدیث کے امام کہلاتے ہیں ؎ وللرجب رجال یعرفون بھا۔

ولیکن اس ریویو سے چند سوالات۔ ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ جو مقلدین اور محدثین زمانہ حال کی تشویش کا موجب ہونگے۔ لہذا ان سوالات کا ذکر کرکے انکا جواب دینا ضروریات سے ہے

سوال اول۔ بہت سے علماء محدثین (جو درجہ تنقید و اجتہاد کو نہیں پہونچے) اپنے مذہب کے مخالف احادیث پر نکتہ چینیاں کرتے ہیں۔ اور صرف بعض راویوں کے مجروح ہونیکی نظر سے بلا استناد اقوال اہل انتقاد اسکو ضعیف قرار دیتے ہیں) جسکی تمثیلات تالیفات و رسایل اہل حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔) پھر انکی نکتہ چینی کیونکر مقبول سمجھی جاتی ہے۔ اور اسمیں اور نکتہ چینی مقلدین میں کیا فرق ہے۔

جواب سوال اول۔ محدثین۔ کی (جو درجہ تنقید و اجتہاد کو نہیں پہونچے) نکتہ چینی اگر ان احادیث (جنکو ائمہ محدثین مسلم التقد والاجتہاد نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے) کی نسبت ہو اور وہ کسی امام مقبول سے منقول نہ ہو تو وہ بھی اسی بحث کا محل ہے جو نکتہ چینی مقلدین کی نسبت ہو چکی۔ ایسی نکتہ چینی محدثین کی بھی ہرگز مقبول و مسموع نہیں اور اسمیں اور نکتہ چینی مقلدین میں سر مو بھی فرق نہیں ہے۔ اور غالباً علماء حدیث (جنکو علم سے کچھ بھی نسبت و تعلق ہے۔) اور انکو لغتہً و عرفاً عالم کہا جا سکتا ہے۔ ہرگز

کی نکتہ چینی کسی حدیث پر نہین کرتے۔

آج کل عوام اہل حدیث جو محض اُن پڑھ ہین اور علوم دینی سے جاہل ہو کر اجتہاد کا دعوے کرتے ہین اور بعض حدیثون کے بعض رواۃ کا مجروح ہونا کسی مولوی سے سُنکر یا کسی اُردو کتاب مین دیکھکر ان حدیثون کو ضعیف کہدیتے ہین۔ ہر قسم کی نکتہ چینی کرتے ہین تو علماء اہل حدیث اُن کے ذمہ وار نہین۔ وہ انکو اور انکی نکتہ چینی کو قیامت کبریٰ کے آثار و علامات سے خیال کرتے ہین۔ اور اس حدیث نبوی کا مصداق سمجھتے ہین۔ جسکو عبد اللہ بن عمر رض نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے۔ کہ خدا تعالے علم کو دنیا سے اسطرح نہین اُٹھائیگا کہ لوگون کے سینون سے اوسکو نکال لے۔ اوسکا اُٹھانا یون ہوگا کہ علماء کو اوٹھالیگا۔ حتی کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا۔ تو لوگ جاہلون کو اپنا سردار (مفتی و پیشوا) بنا لینگے۔ وہ اون کو

عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا (صحیح بخاری صفحہ ۲۰)

بے علمی سے فتوے دینگے۔ خود گمراہ ہونگے اور ونکو گمراہ کرینگے۔

اور اگر اونکی نکتہ چینی ان احادیث کی نسبت ہے جنکو کسی محدث نے صحیح یا حسن نہین کہا۔ تو اسمین اور نکتہ چینی مقلدین مین صریح فرق ہے۔ ومعہذا وہ اس نکتہ چینی کو بے اعتبار و ناقابل عمل ہونے احادیث مخالف مذہب پر اصل و مستقل دلیل نہین سمجھتے۔ اصل و مستقل دلیل انکی اسباب مین یہ ہوتی ہے۔ کہ ان احادیث کو کسی امام نے صحیح یا حسن نہین کہا۔ اور جو انہی طرف سے ان احادیث پر نکتہ چینی کرتے ہین اسکو اصل و مستقل دلیل کے شواہد و مویدات سے ٹھہراتے ہین۔ لہذا اُنکی نکتہ چینی درجہ اعتبار سے ساقط نہین ہے۔ بخلاف نکتہ چینی مقلدین کے

کہ وہ احادیث صحیحہ و حسنہ [illegible]

اصل و مستقل دلیل سمجھی جاتی ہے۔ لہذا وہ درجہ اعتبار [illegible]

سوال دوم۔ تمہارا یہ ابن صلاح کا یہ کہنا کہ انتقاد [illegible]

مدت سے بند ہے۔ [illegible] جیسے مقلدین نے [illegible]

کا دروازہ ائمہ اربعہ پر [illegible] ہو چکا ہے۔ [illegible]

نفی پر مسدود ہے۔ [illegible]

قول کو کیون رد کیا ہے؟ [illegible]

(جواب سوال دوم) [illegible]

فی الجملہ خواہ فی المذہب [illegible]

نہین ہوا۔ اور نہ آیندہ قیامت تک [illegible]

ہے۔ اور وسعت نظر اور کثرت معلومات [illegible]

مدت سے کمی چلی آتی۔ اور [illegible]

بہی محدثین یا مقلدین سے ایسا نظر نہین آتا [illegible]

اس کثرت سے ہون کہ وہ انکے ذریعہ سے [illegible]

کہہ سکے۔ و معہذا ہم اس امکان کے منکر نہین صرف [illegible]

ہین۔ کہ اسوقت کوئی ایسا نظر نہین آتا۔ اور [illegible]

اس وقت یا آیندہ زمانون مین [illegible] ایسا شخص پیدا ہو [illegible]

سبقت لے جاے۔ [illegible]

سنگسار کرنے کے قابل نہین ہے۔

سوال سوم۔ [illegible]

استنباط اور اسمین اجتہاد کیا کرے گا۔ [illegible]

[illegible] سوال [illegible] منقول [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible] خود کرے۔

سوال [illegible] حدیث [illegible]

[illegible] اور اسکو [illegible]

[illegible]

[illegible]

سوال [illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible] قائم [illegible]

[illegible] ہو [illegible]

[illegible] منسوخات [illegible]

[illegible] کہ بہو [illegible]

کی جانتین مردا کیا نے کی ضرورت ہے۔

[illegible] انتقاد [illegible] میں وہ اپنا اجتہاد

[illegible] وہ اپنا اجتہاد

[illegible]

جو لوگ اس خیال سے مقلد محض ہو رہے ہین کہ جب ہم تصحیح و تضعیف احادیث مین ائمہ حدیث کے مقلد بنتے ہین۔ اور تحقیق معانی لغویہ مین ائمہ لغت کے اور فہم معانی شرعیہ مین قواعد اصول فقہ کے و علے ہذا القیاس۔ تو استنباط مسایل فرعیہ مین بہی کیون نہ مقلد ہو رہین وہ اپنی خداداد جوہر عقل و قوت استنباط کو ضایع کر رہے ہین۔ اور اپنے اصول مذہب* کے سخت مخالف ہین۔ اسیوجہ سے اس مرکب مجتہد کو (جو بعض امور مین مقلد ہے) ان مقلدون پر ظاہر شرف اور صریح فوقیت ہے۔

یہ ہمنے علے التنزل۔ اتباع محدثین کو تقلید مانکر جواب دیا ہے۔ اور ہم یہ بہی کہ سکتے ہین۔ کہ محدثین کا اتباع ان امور مین جو نقل اور واقعات کے متعلق ہین تقلید نہین ہے۔ اور نہ تسلیم معانی لغویہ مین اتباع اہل لغت کی تقلید ہے۔ اور نہ فہم معانی شرعیہ مین استمداد قواعد اصول فقہ سے تقلید ہے۔ یہ اتباع اتباع دلیل ہے اور شرعاً حجت ہے جیسا قاضی مجتہد کا تسلیم واقعات مین گواہون کا اتباع جسکو کوئی شخص محقق ہو خواہ مقلد تقلید نہین کہ سکتا۔ اس جواب کے موید منہاج السنۃ ابن تیمیہ کی وہ عبارت ہے جو دعوے دوم کی تائید مین گذری۔ اسی قسم کے اور سوالات ہمارے اس جواب سے پیدا ہونگے۔ پر صاحب فہم کو انکے جوابات بہی ہمارے ان چار سوالون کے جوابات سے سمجہہ مین آجاوینگے۔ لہذا ہم انکی تفصیل سے قلم کو روکتے ہین۔ اور ناظرین کو ان سوالات کے حل کرنے کے لئے ضمیمجات اشاعۃ السنۃ جلد اول و دوم و سوم کیطرف مراجعت کرنیکی ہدایت کرتے ہین۔ واللہ الموفق

---

* جواز تجزی اجتہاد و تقلید وغیرہ بنسبت نمبر ۲۰۲ جلد ۲ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین بحث ہو چکی ہے

بھوپال کا حال

ریاست بھوپال کی نسبت جو اوقت سرکاری کارروائی ہوئی ہو اس سے ہم کو بحث نہیں ہے، ہم اپنے رسالہ مین صرف اُن واقعات وحالات کی اصلیت وحقیقت بیان کرتی ہین جنکو عام خیالات اس کارروائی کا اصل اصول ومبنی سمجھ رہے ہین اور درحقیقت (بکم عقل وبیخ علوشان گورنمنٹ) وہ حالات اس کارروائی کا اصل اصول ومبنی نہین ہوسکتے - کیونکہ نہین صداقت وصحت کی بو نہین ہے

ہمارے ملکی رفیقہ مرا (اخبارون کے ایڈیٹر) اور انکے کارسپانڈنٹ الصاف کا خون کر رہے ہین - جو ان نارسہت وغیر واقعی حالات کو اپنے اخبارون مین مشتہر کرتے ہین - اور انکو گورنمنٹ کی کارروائی کا اصل اصول ومبنی قرار دیتے ہین اور وہ تمامتر نہین سوچتے کہ ان غیر واقعی ونارسہت حالات کو کارروائی گورنمنٹ کا اصل اصول ومبنی قرار دینے مین نہ صرف اس نیک نام ریاست کی بدنامی متصور ہے بلکہ ہمین گورنمنٹ کی بھی سخت بدنامی متیقن ہے کہ اُسنے غیر واقعی اور بہت حالات اور خواہی نخواہی قرارات پر اپنی کارروائی کی بنا قایم کی - ان حالات واقرارات کی تحقیق نہ کرنی - مثلاً جب کوئی منصف قرآن ہندو یا مسلمان ہو کہ نہ مسلمانون سے تعصب رکھے نہ مسلمانونکی فرقہ وہابی وہابیہ عتی سے ان اخبارون کے مضمون کو یہ کہ نواب بھوپال نے ہندوؤنکی مندر گرادی تھی - اور تعزیہ بند کردیئے - اور مہدی سودان کو مدد دی - اور افغانستان کی شکست پر خوشی ظاہر کی تھی اسکی گورنمنٹ نے اسکو یہ سزا دی ہے - وہ یہان باتونکا واقع اور فعل الزام کہ ہر نام ونشان نہ پائیگا - اور خود بھوپال مین جاکر اپنی ہی جگہہ پر تحقیقات کرے اور شہادتون سے یہ نتیجہ نہ نکالیگا کہ نواب بھوپال نے ہندوؤن کا کوئی مندر نہین گرایا اور نہ کوئی تعزیہ بند کیا ہے اور یہ کارسی کا خلاف ہین نہ دیکھیگا کہ ریاست بھوپال نے دسیکے مدار المہام نواب صاحب نہیں کہ جاتی تھی جنگ افغانستان کے وقت گورنمنٹ کو مدد دی - اور مہدی سوڈان کے مقابلہ کی مستعدی ظاہر کی - جسپر گورنمنٹ کی طرف سے شکریہ کا مراسلت بھی ریاست کے نام پہنچی - تو پھر وہ گورنمنٹ پر ظلم وبلا تحقیق سزا دہی کا الزام کیون قایم کریگا - اور ایسے خیر خواہ وجان نثار رعایا رؤسا کی سوء ظنی کا موجب کیونکر ہوگا ؟

یہ ہمنے محض فرضی نہیں لکھی ہی - اسوقت کے بعض آزاد اخباروں میں گورنمنٹ کی اس پالیسی کے نقصانی نتائج ہمیں بچشم خود دیکھی ہے - وہ صاف اور برملا لکھتے ہیں - کہ گورنمنٹ نے بے تحقیق و تفتیش کیوں ان شکایات پر اپنی کارروائی کی بنا قایم کی - اور کیوں ایسی سخت سزا دی -

یہ حضرات نامہ نگار اور ایڈیٹر [illegible] گورنمنٹ کا اصول [illegible] گورنمنٹ پر یہ اعتراض کیوں کرتے - شاید با عتقاد تحقیق و انصاف گورنمنٹ یہ خیال کرلیتے - نواب بھوپال کوئی ایسا ہی قصور ہوا ہوگا جسپر گورنمنٹ نے یہ سخت سزا دی ہے - [illegible] گورنمنٹ پر آتا کہ ان سنی سنائی اور نا راست باتوں کے سبب اسنے یہ ظلم کیا ہے - [illegible] یقینی طور پر نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ نامہ نگار اپنی محسن گورنمنٹ کو بدنام کر رہے ہیں - نہ صرف اس [illegible] نیک نام کو - یہ نامہ نگار یہ بھی نہیں سوچتے کہ انکی اس [illegible] ایک ریاست بھوپال [illegible] (جسکو وہ بوجہ ناموافقت مذہب (اسلام یا وہابیت) برا اور لائق [illegible] رہیگا - بلکہ اسکا اثر ایک خود مختار ریاست (خیر اسلامی ہی ہو) کیوں نہ [illegible] اور جو کچھہ اس ریاست بھوپال کی نسبت کہنا اور کرنا جایز سمجھا گیا - اوس [illegible] ریاست کی نسبت جایز سمجھا جائیگا اور عمل میں آئیگا - آخر ایک ایک دن [illegible] سے مٹ جائیگا - ہم یہ بیشمار نتایج سوچکر ان شکایات کی نسبت اصلی واقفیت [illegible] اپنی مہربان گورنمنٹ کی خیر خواہی اور الزام ظلم سے اسکی برات ثانیاً تمام دیسی ریاستوں [illegible] ہمدردی [illegible] آیندہ حملوں سے اسکی صیانت ثالثاً منظور ریاست بھوپال [illegible] اسکی حمایت رابعاً اپنے بھولے بھالے (یعنی ناواقف [illegible] دیسی اخباروں کے ایڈیٹروں کی اطلاع دہی اور [illegible] اصلی واقعات ہم کو دو سبیل (یعنی ذریعہ) سے معلوم ہوئے ہیں - (۱) کا [illegible] لاہور میں اور اسکے ذریعہ سے اردو کا [illegible] سے بھوپال پہنچے اور وہاں بچشم دید حالات تحقیق کر کے آئے ہیں - [illegible]

(۱۲) سے نظام ریاست خراب تھا۔

(۱۳) جواب۔ سرکار مون پہنچے کیون نہ نکلا؟ نہ کسی اخبار نے سرکار کو لکھا۔ نہ سرکاری کاغذات مین اسکا ثبوت گیا۔ نہ عام لوگون مین اسکا چرچا سنا گیا۔ **اخبارون مین ذکر نہونیکی وجہ** جو اوہ اخبار مین بیان کی گئی ہے کہ اخبار والون کو اپنے پیٹ سے فرصت نہین ہو سکتا تھا۔ کوئی خبر پتہ تو فرصت پاتے نکالا جاتا۔ ان کی حضرت سے ملاقات نہین ہوتی تھی۔ نہ پرائیویٹ نوٹس تو کہین سے بھی نہین ملتے تھے۔ نہ وہ پرائیویٹ نوٹس کرتے رہے ہین۔ جو کچھ خبر ملی ہے۔ اسکا بھی ہم سے کم ایک تو ایسا نکلتا۔

عام لوگون کو اخبار کے چرچا نہونیکی وجہ جو اوہ اخبار مین بیان کی گئی ہے کہ عام لوگون سے کوئی نہ بولتا تھا۔ یہ بھی اس کی بنا وٹ ہے۔ عام لوگون کو کوئی سلطنت کے کاروبار سے خواہ کچھ تعلق نہین ہو سکتا۔ نہ کوئی ایسا موقعہ ہو سکتا۔ بعض بعضون مین بدانتظامی ہونیکی خبر عام طور پر مشتہر ہو جاتی ہے۔ پھر وہ ظاہر ہوتی ہی رہی۔ ان سب جوابات کو جانے دیجئے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہندوستان کے اخبار نویسون اور انکی کاپی پاسنے والون کو بھوپال کی ریاست سے کچھ تعلق نہین تھا۔ اور جو دکان سے ہو کر وہان کے حالات دیکھ بھال سکتے تھے سب کو ریاست بھوپال کی طرف سے بلنی پانے والے دکانون پر یہ نظر آتے تھے کہ ریاست کا کوئی بھید نہ کھل جائے۔ تو یہ صرف اخبارون مین بلا خواہ عام طور پر کسی سے ذکر ہونیکی وجہ ہو سکتی ہے۔ **سرکاری کاغذات** مین اس بدانتظامی کے ذکر نہونیکی یہ **وجہ ہرگز نہین** ہو سکتی۔ سرکار کے اندر تو ریاست بھوپال سے کسی قسم کا خوف نہ تھا۔ لہذا سرکاری رپورٹون کی نسبت تو کچھ کہنا ہی بیجا ہے۔ شکایت بدانتظامی ضرور لکھتا۔ اور کسی **رپورٹ سالانہ** مین اسکا ذکر یا اشارہ ضرور پایا جاتا۔ حالانکہ کسی رپورٹ سرکاری مین اسکا نام و

دوسرا دعوی یہ کہ معنی معیت وقرب جو ہم بیان کرتے ہین وہ لفظ معیت کے ظاہری و حقیقی معنی ہین انکو تاویل یا مجاز کہہ ہی نہین سکتے اگر کوہم خود ہی اوسکو تاویل ہی کہتے اور صریح تناقض اختیار کرتے ہین۔ اور بعض مواضع مین بعض معانی کی خصوصیت کسی قرینہ یا مقتضا سے مقام سے ثابت ہوتی ہے)

تیسرا دعوی یہ کہ یہہ لفظ اور اس قسم کے اور الفاظ اپنے مختلف معنونپر بطور کلی متواطی صادق آتے ہین گو بعض معانی پر انکا صادق آنا کامل طور پر ہی بعض پر ناقص طور پر۔

پہلے دعوی کا جواب

اگر بسبب شبہات دقتہ ومحاورہ عرب خدا کی صفات (متشابہات) کی **تاویل** یا تفسیر جائز ہے اور تاویل ممنوع (جسکا علم خدا کا خاصہ ہے) اسی تاویل کا نام ہے جس مین بیان حقیقت وکیفیت صفات سے تعرض ہو تو پھر آپ لوگ جنکے اور پُرانے مسلمانون (خصوصاً اہل سنت باتباع آئمہ وغیرہم) کو اس تاویل کے سبب جہمی وجہمی بدعتی وگمراہ کیون قرار دیتے ہین۔ کیا اُنہون نے تاویل استوا اور فوقیت وغیرہ صفات مین ان صفات کی حقیقت وکیفیت کے بیان سے تعرض کیا ہے؟ ہرگز نہین۔ کیا اُنہون نے ان صفات کی تفسیر (یا تاویل) مین بعینہٖ یہی مسلک جو آپنے تفسیر آیات قرب ومعیت مین اختیار کیا ہے۔ اختیار نہین کیا اور تاویل یا تفسیر مین شہادت اور محاورہ عرب سے کام نہین لیا۔؟ بے شک وہی مسلک اختیار کیا ہے اور ان ہی محاورات عربیہ بلکہ قرائن سے کام لیا ہے ہم صاف دیکھتے ہین کہ وہ لوگ ان تاویلات مین آپ ہی کی چال چلے ہین اس سے سرمو تجاوز و تحرف نہین ہوئی۔

استوا کی تاویل استیلاء سے وہ کرتے ہین تو اسکی ثبوت مین وہ عرب کے ایسے محاورات پیش کرتے ہین جنمین استوا بمعنی استیلاء مستعمل ہوا ہے از انجملہ

نشان نہین ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے حسن انتظامی کا ذکر موجود ہے۔ اور اسپر گورنمنٹ کیطرف سے خوشنودی کے مراسلت وخریطے موجود ہین۔ **طرفہ** یہ کہ خود سر لیپل **گریفن صاحب** بہادر (جنکی طرف موجودہ بندوبست کی تحقیق کو منسوب کیا جاتا ہے) اپنی رپورٹ مین اس ریاست کے حسن انتظامی کی تعریف فرماتے ہین۔

اس امر کو اخبار **مفید عام** آگرہ مورخہ دہم نومبر ۱۸۸۶ء بھی تصدیق کرتا ہے۔ اس مقام مین ہم اسکی نقل وبیان پر اکتفا کرتے ہین۔ آمین لصیغہ ۲ لکھا ہے۔ اگرچہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بذات خود بڑے لایق وکارگذار ودانا وہوشیار ہین۔ مگر جس زمانہ سے نواب صاحب نے انکے کاروبار مین شرکت یا مددگاری کی ہے برابر خوشنودی گورنمنٹ کی رپوٹین اور خوش انتظامی کے خریطے موجود ہین کرنل ٹامس صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ بھوپال نے حسب قاعدہ صدر مین اطلاع کی اور صدر سے خوشنودی وآفرین بنام بیگم صاحبہ آئی اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اطلاع خاص وعام کے واسطے گورنمنٹ گزٹ مین اس تحریر کو طبع کرادیا اور نقل اسکی سکرٹری آف اسٹیٹ کے حضور مین روانہ فرمائی وہان سے جواب آیا کہ انتظام ریاست بھوپال جو نواب شاہجہان بیگم صاحبہ نے اپنی صدر نشینی سے تا حال کیا ہے اسکی اطلاع سے ہم کو نہایت خوشی ہے کہ صدر نشینی ہونے کے ساتھ ہے انہون نے ایسی دانشمندی اور ہوشیاری ظاہر کی کہ انکی والدہ نے سالہا سال مین ثابت کی تھی۔ حضور مکرمعظمہ سے ارشاد ہوا ہے کہ ہماری طرف سے بسبب خوش انتظامی کے خوشنودی ظاہر کی جائے۔ اور انہین سر لیپل گریفن صاحب بہادر نے اپنی رپورٹ مین یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ہز ہائنس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال میری نزدیک ہندوستانی تعلیم یافتہ عورتون مین کوئی عورت تمام ہندوستان مین اس رتبہ ولیاقت کی نہوگی۔ مین اپنے صحیح تجربہ سے کہتا ہون کہ تمام سنٹرل انڈیا مین اس لیاقت حکمرانی کے ساتھ کوئی رئیس ایسا منتظم نہین ہے۔ پس اس خوش انتظامی مین ذات نواب

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صاحب بھی شامل ہے۔

(۲) الزام۔ نوگونہ طرح طرح کا ظلم کیا۔

(الف) اخوان ریاست (یسین محمد خان وغیرہ) کو ریاست سے جلاوطن کیا۔

(ب) بیگم صاحبہ انکی ولی عہد دختر (سلطان بیگم) سے ناراض کر دیا اور اُسکو عاق کرایا اس غرض سے کہ بجائے اُسکے انکا بیٹا ولی عہد ہو۔

(ج) تمام زمیندار و پیر مکرّم ہٹا دیا۔ یعنی مالگذاری کو دوچند کر دیا۔

(د) پرانے وزیر و نوکر ریاست سے نکال دیے۔ اور جاہل لوگ کو بہتی کر لیا۔

(ہ) رعایا سے مذہبی آزادی کو چھین لیا۔ ہندوؤں کے مندروں کو گرا دیا۔ مسلمانوں کی تعزیہ داری بند کر دی۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جواب۔ یہ سب افترا ات ہیں ایک بات بھی نواب صاحب کی نسبت صحیح نہیں

(الف) اخوان ریاست سے نواب صاحب نے سلوک احسان کیا۔ ظلم پسران امراء دولہ سے۔ بیگم صاحبہ ناراض تھیں اور انکی جاگیر ضبط ہو کر نقدی مقرر ہوئی تھی۔ نواب صاحب نے بیگم صاحبہ سے انکا قصور معاف کرا کر جاگیر کو بحال کرا دیا۔ یسین محمد خان وغیرہ سے جو معاملہ ہوا وہ انکی بغاوت ریاست کا نتیجہ تھا۔ نواب صاحب کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہوا۔

(ب) بیگم صاحبہ سلطان دولہ (شوہر سلطان جہان بیگم) سے ناراض نہیں۔ بلکہ اُن سے اپنی دختر کی شادی کرنے کو پسند نہ کرتی تھیں۔ نواب صاحب نے اپنے انکو راضی کیا۔ اور انہی کی سفارش سے یہ شادی ہوئی۔ سلطان دولہ نے شادی کے بعد ریاست میں اپنا دخل چاہا۔ اور اپنے مدالمہام بننے کے لیے بہت زور ڈالا (جسکے ثبوت میں بعض سرکاری عہدہ داروں کی تحریرات موجود ہیں) لہذا بیگم صاحبہ کو اُنسے اور اپنی بیٹی سے رنج زیادہ ہو گیا۔ اس رنج کے موجب یہ زیادہ کنندہ نواب صاحب نہیں

ہوئے۔ بلکہ وہ اس رنج کے [illegible] کامیاب نہ ہوئے
نواب صاحب کے فرزند کا ولی عہد ہونا بلحاظ قانون [illegible]
کفو کا (شوہر ہو خواہ اولاد شوہر خواہ داماد) مستقل [illegible]
نہین سمجھا گیا۔ تو پھر اس رنج پیدا کرنے یا بڑھانے مین نواب صاحب کا کیا فائدہ [illegible]

(ج) زمیندار و پیر بلحاظ حیثیت [illegible] حیثیت ٹکس بڑھایا گیا ہے جس سے ریاست کا یہ فائدہ ہوا کہ نواب [illegible]
کے وقت سے جو قرضہ ریاست کے ذمہ تھا وہ [illegible]
[illegible] ظلم نہین ہو سکتا۔ ظلم ہو تو گورنمنٹ انگلشیہ [illegible]
بنگال وغیرہ [illegible] بڑھایا گیا ہے [illegible]
مین موجود ہے۔

(د) [illegible] نہ کوئی [illegible] وزیر ریاست سے [illegible]
عہدہ پر اپنے رشتہ دار قریب [illegible] ہم وطن کو بھرتی [illegible]
پائی نہین جاتی جس سے یہ الزام صحیح ہو سکے۔

حافظ احمد رضا وکیل ضلع کیا جو ریاست [illegible]
عہدہ دار نہ تھا۔ وہ نواب صاحب ہی کی سفارش سے [illegible]
مقرر ہوا تھا۔ جو اپنی بے [illegible] سبب [illegible] فہرست [illegible]
اس قایم مقامی سے علیحدہ ہوا۔ لہذا اسکی موقوفی اس [illegible]

(ہ) [illegible] کا کوئی مندر جو [illegible]
ہو گرایا نہین گیا [illegible] اس قسم کی [illegible]
انگلشیہ سے صادر ہوئے [illegible]
[illegible]

[illegible] (جیسے ہندو کی [illegible]) [illegible] کہ وہ کسی مذہب [illegible] ہے۔ اور [illegible] کے فساد کی [illegible] ہندوستان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بالکل [illegible] الذمہ [illegible] [illegible] کہ [illegible] ہونے پر یہ ہے [illegible] [illegible] آبادی [illegible] [illegible] لطف سے ظلم [illegible] قانون [illegible] انگلشیہ میں آ چکے [illegible] ہوا ہے۔

دوسری دلیل ان باتوں کے [illegible] ہونے [illegible] کی نسبت اخبارات [illegible] کے حق میں بہت سی [illegible] [illegible] کی گئی ہے۔ بندوبست [illegible] [illegible] لے [illegible] دوسو [illegible] محصول [illegible] محصول [illegible] وغیرہ معاف ہوا [illegible] معاملہ [illegible] معاف ہوا [illegible]
[illegible] بھوپال وغیرہ ہندوستان [illegible] الحمد [illegible] ہندوؤں کا [illegible]
جانے سمجھا۔

(۳) جواب [illegible]

کا مصداق ہے نواب صاحب اپنی تصانیف مین کئی جگہہ تصریح بیان کر چکے ہین۔ کہ ہندوستان دارالاسلام ہے نہ دارالحرب

کتاب موایدالعواید مین آپ فرماتے ہین۔ "چنین جہاد کہ امروز عامہ مسلمین آنرا سبب فوز خود بہ نجات و بلوغ بدرجہ شہادت کبرے گمان میکنند فتنہ بیش نیست و احدی از اہل علم و معرفت بشریعت اسلام بسوئے آن نرفتہ۔ چنانچہ در زمانہ برگشتگی افواج و عساکر دولت انگلشیہ در مملکت ہند جمعے از رایان و نوابان و دیگر مردم برخاستند و با حکام فرنگ معرکہ حرب و ضرب آراستند و بیہودہ خیال کردند کہ این جہاد است و نوبت تا آنجا رسید کہ زنان و طفلان بیچارہ را پارہ پارہ ساختند و بآتش غم و غصہ سوختند حالانکہ این حرکت بے برکت ایشان محض خلاف شرع اسلام بود و ہر کہ امروز آنچنان کند کہ آنہا در زمان غدر کردند و حکم او ہمان حکم آن کسان است چہ اہل علم اختلاف دارند در آنکہ ہندوستان بعد از در آمدن در قبضہ اقتدار حکام انگریزی دار اسلام است یا دار حرب فتوی خفیہ آن است کہ **دار اسلام** است و چون بر اسلام باقی ماند جہاد دران یعنے چہ بلکہ گناہے از گناہ و کبیرہ از کبایر باشد۔ و نزد بعضے دار حرب است مثل علماء دہلی و ہر کہ موافق ایشان درین مدارک و مفاہیم است پس نزد وے جہاد درین ملک با احدے خواہ حکام انگلشیہ باشند یا غیر ایشان ہرگز روا نیست۔ بجز آنکہ از دار حرب ہجرت گزیدہ رحل اقامت در مملکت دیگر از دیار اسلام نیندازند و بسرزمین دار الحرب نشستہ جہاد کردن مذہب احدے از مسلمانان قدیم و حدیث نیست۔

(۴) الزام گورنمنٹ کے مقابلہ مین افغانیون کی شکست پر ناخوش ہوئے۔ اور مصریون کی فتح پر سجدہ شکر بجالائے۔ مہدی سودان کو مدد دی۔

(۴) جواب یہ خوب بے پر کے اوڑائی اور دروغ سیوم سے بہی بڑہکر کہی۔ نواب صاحب نے جنگ **افغانستان** مین ریاست بہوپال سے **فوج بہجوائی** اور ادہر

چہاونی سیہور مین حفاظت کے لئے کنٹنجنٹ روانہ کی جو ایک سال مین سیہور مین رہے
یہ بات عام اخبارون مین مشتہر ہو چکی ہے اور سرکاری کاغذات مین بہی موجود ہے
جنگ سودان کے وقت مہدی سے مقابلہ کے لئے فوج و مدد دینے کو کمال
خلوص سے مستعدی ظاہر کی جسپر نائب السلطنت و گورنر جنرل کیطرف سے مراسلت
شکریہ کی تحصیلی ریاست کے نام پہونچی۔ اور ادہر قلم و تحریر سے عام مسلمانون مین یہ بات
شائع کی کہ مہدی سودان مہدی کاذب ہے۔ وہ مہدی نہین ہے۔ جسکے مسلمان منتظر
ہین۔ باایںہمہ نواب صاحب کیطرف ایسی باتون کو منسوب کرنا جنپر کوئی اہل عقل (چہ جائے
اہل ریاست و اہل علم و اسلام) جرأت نہین کرسکتا ناظرین منصفین غور فرما سکتے ہین کہانتک
صحیح ہے۔ نواب صاحب سالہا سال سے برملا پکار رہے ہین کہ "انگریزی
گورنمنٹ سے جہاد کرنا اور اُسکے مخالفون کو مدد دینا جایز نہین" اور مدت سے
شرائط جہاد یکقلم مفقود ہین۔ ولہذا گورنمنٹ انگریزی سے کیا کسی سلطنت سے
مسلمان اب جہاد نہین کرسکتے۔ اور ۱۸۵۷ء وغیرہ کے
مفسدی جو ہندوستان مین ہوئی ہین جہاد نہ تہی فساد تہی"۔ یہ مضامین انکے متعدد
تصانیف مین پائے جاتے ہین۔ از انجملہ چند کتب (موید العوائد۔ ہدایۃ السائل
روض خصیب تاریخ بہوپال۔ ترجمان وہابیہ) کی عبارات اس مضمون
کی رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ و ۹ جلد ۴ و نمبر ۴ و ۶ و ۷ جلد ۶ مین منقول
ہین۔ اور بعض کتب کی عبارات اخبار شفیق ہند مطبوعہ ۵ دسمبر ۱۸۸۵ء مین بہی
منقول ہین۔ تسپر بہی نواب صاحب گورنمنٹ کے باغی و مخالف قرار پائین اور مخالفین گورنمنٹ
کے مددگار و خیرخواہ تصور کئے جائین۔ تو کمال درجہ کی بے انصافی ہے
ایسے خیرخواہون جان نثارون پر ایسی تہمتین لگانا۔ نہ صرف خیرخواہ رعایا کے
حقمین مضر ہے۔ بلکہ گورنمنٹ انگلشیہ کی خیرخواہی کو بہی ضرر رسان ہے۔ وہ لوگ

نواب صاحب کے اس سالہا سال کی خیر خواہی و جان نثاری گورنمنٹ کا یہ نتیجہ سمجھے تو پھر خیر خواہی و جان نثاری گورنمنٹ کا کیون نام لینگے۔ ۱۹ ویں مجری برباد گناہ لازم کے مصداق ہونیکے خوف سے اس خیر خواہی پر کب جرات کرینگے۔ نواب صاحب نے ترجمان وہابیہ کو (جسکے لفظ لفظ سے انکا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا اور اس گورنمنٹ سے جہاد کا ناجایز ہونا ٹپکتا ہے) انگریزی مین بھی ترجمہ کرایا اور بصرف زر کلکتہ مین چھپوا کر اسکو بلاقیمت تقسیم و شایع کیا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا جو اخبارون مین مشتہر ہو رہا ہے۔ اب کوئی دوسرا خیر خواہ ایسی خیر خواہی گورنمنٹ کا کیون دم بھرنے لگا اب بھی ہمارے ملکی ریفارمر اور انکے نامہ نگار و مخبر اپنی اخبارون اور قلمون اور زبانون کو سنبھالین اور گورنمنٹ کے خیر خواہون کو مجرمے برباد گناہ لازم کا مثل خوف بناکر خیر خواہی گورنمنٹ سے رہ سکنے کی تجویزین نہ نکالین۔

(۵) الزام۔ اپنے مذہب وہابیت کو خوب پھیلایا لاکھون روپیہ خرچ کرکے وہابی مذہب کی کتابین ہندوستان و مصر و قسطنطنیہ مین چھپوا کر انکو ملکون مین شایع کیا اپنے حامیون کو برملا و علون مین کافر کہا وغیرہ وغیرہ۔

(۵) جواب۔ یہ بھی محض دروغ بے فروغ ہے۔ نواب صاحب وہابی المذہب ہین نہ وہابی مذہب کی کوئی کتاب ہندوستان یا مصر یا قسطنطنیہ مین چھپوا کر انہون نے شایع کی ہے

وہابی مذہب کو تو وہ بہت برا سمجھتے ہین۔ اور اپنی متعدد کتابون مذکورہ بالا مین وہ اس مذہب کے بانی عبدالوہاب نجدی کو برا کہہ چکے ہین۔ نہ صرف آج کل کی مصلحت یا حکمت عملی کی نظر سے بلکہ ہر وقت سے بیس برس پہلے۔ اور اپنے دلی اعتقاد و ارادت سے جبکہ وہ نواب ہونیکی خیالی توقع بھی نہ رکھتے تھے۔ اس امر کی تفصیل بھی سالہ شاھد السنتہ نمبر ۹ جلد ۴ اور نمبر ۴ و ۶ و ۷ جلد ۶ مین موجود ہے۔ جو صاحب نسبہ

شک کہتے ہین - وہ ان نمبرون کا ملاحظہ کرین - اور جو لوگ انگریزی جانتے ہین وہ انگریزی ترجمہ ترجمان وہابیہ کو ملاحظہ مین لائین - اس مقام مین انکے ایک رسالہ حطہ فی احوال الصحاح الستہ جو ۱۸۸۲ء ہجری سے طبع ہو کر شایع ہو چکا ہے نقل کی جاتی ہے - اُسمین اُنہون نے **عبد الوہاب نجدی** کا حال بیان کرکے کہا ہے کہ اسکی بہت مشہور **خصلتین جنکو بُرا سمجہا جاتا ہے** - دو خصلتین ہین اول لوگون کو بلا دلیل کافر کہنا دوسرا بے گناہ خون بہانا -

> اشہر ما ینکر علیہ خصلتان کبیرتان الاولی تکفیر اہل الارض بمجرد تلفیقات لا دلیل علیہا والثانیۃ التجاری علی سفک الدم المعصوم بلا حجۃ و اقامۃ برہان (حطہ ص ۳)

اور جو کتابین اپنی یا اور علماء کی تالیف اُنہون نے ہندوستان یا مصر وغیرہ مین چھپوائی ہین وہ بہی وہابی مذہب کی کتابین نہین -

جو کتابین اُنہون نے **خود تالیف** کی ہین اُنکی **فہرست** رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۶ مین درج ہے - اور جو کتابین اور علماء کی تالیف اُنہون نے **مصر مین** چھپوائی ہین اُنکی **فہرست رسالہ اشاعۃ السنۃ** نمبر ۹ جلد ۶ مین مندرج ہے - ان کتابون مین سے کسی کتاب کی نسبت کوئی دعوے نہین کر سکتا - کہ وہ وہابی مذہب کی کتاب ہے - اور وہ عبد الوہاب یا اُسکے کسی شاگرد کی تالیف ہے -

ایک **بڑی قوی** اور عام فہم **دلیل** ان کتب کی **وہابی** مذہب کی کتابین ہونے پر یہ ہے - کہ وہ کتابین عرب و مصر و قسطنطنیہ مین بلا انکار رواج پائی ہین - وہانکے علماء نے اُنپر تقریظین لکہین ہین اور اگر وہابی مذہب کی ہوتین - تو وہ مصر قسطنطنیہ - مکہ مدینہ مین جلائی جاتین یا دریا برد ہوتین - کیونکہ وہابی مذہب کے اشخاص اور کتب سے اس دیار مین بہی معاملات ہوتے ہین -

ہان اگر اصل مذہب **محمدیت خالصہ** (قرآن و حدیث) کو وہابی مذہب قرار

دیا گیا ہے۔ تو بے شک نواب صاحب اور جملہ اہل حدیث ہندوستان کا یہ مذہب ہے۔ اور محمدیت خالصہ کی موید کتابین اُنہون نے خود تصنیف بہی کی ہین۔ اور اس قسم کی تصانیف سلف و خلف علماء ہندوستان و مصر مین طبع بہی کرائی ہین۔ اور یہ امر کسی وجہ سے اعتراض کا محل نہین ہے۔ جو شخص کسی مذہب کا پیرو ہوتا ہے۔ اسکی تائید و تصدیق اسکا فرض ہے۔ اور یہ امر اسکی تعریف و دیانت کا مثبت ہے نہ مذمت و بد دیانتی کا موجب دیکہو ملکہ انگلنڈ و قیصر ہند عیسائی مذہب رکہتی ہین۔ تو وہ اس مذہب کی تصدیق و تائید کو اپنے اشتہار مین اس الفاظ سے ظاہر کرتے ہین۔ "ما بدولت کو عیسائی مذہب کی حقیت پر یقین ہے"۔

(۶) الزام بردہ فروشی جائز کردی۔

(۶) جواب۔ یہ بہی محض اتہام ہے۔ **بردہ فروشی جایز نہین کی** بلکہ بردہ آزادی کی رسم ڈالی ہے۔ عرب کی قید سے مظلوم لونڈیان آزاد کرا کر ہندوستان مین بیگم صاحبہ کی ملازمت کے لئے منگائین۔ مخبر بدنہاد کی مخبری پر عدالت بمبئی نے تحقیق کی تو اُسپر بہی یہی بات ثابت ہوئی۔ اسکی تصدیق بمبئی کے کاغذات عدالت سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

(۷) الزام۔ قدسیہ۔ بیگم ناراض تہین۔

(۷) جواب۔ کب سے اور کس پر؟ ریاست کی تاریخ دانی بہی تم ہی لوگون کا ختم ہے۔ قدسیہ بیگم تو نواب سکندر بیگم سے بہی خوش نہ تہین۔ اور کبہی کوئی خاندانی اور جزو ریاست جسکا کوئی ہمسر یا اس سے خورد تر مستقل رئیس ہو جائے اس رئیس سے خوش ہوتا ہے۔؟

(۸) الزام۔ بلقیس جہان سے نور حسن کی شادی کرنی چاہی۔

(۸) جواب۔ یہ امر اگر علی التسلیم و بالفرض ہوا ہے۔ تو کوئی ظلم و جرم نہین

ہے۔ تراضی طرفین سے شادی ہو جاتی تو کوئی محل اعتراض کا نہ تھا۔ بیگم صاحبہ کی نواب صاحب سے شادی ہوئی ہے یا نہیں؟ پھر بقیس جہاں کا رتبہ بیگم سے بڑھکر ہے؟ کہ انکی شادی نواب صاحب کے بیٹے سے ہو ناظم و جرم متصور ہوتا۔

(۹) الزام۔ صدا ملازم ضعیفی اور بدروی کے سبب معزول کئے

(۹) جواب۔ یہ امر وقوع میں آیا ہے تو کوئی اعتراض کا محل نہیں ہے ہر ایک ذی اختیار گورنمنٹ کو ہے اور نالایق ملازمون کو نوکری سے جدا کرتی ہے پنشن کا حق ہو تو پنشن بھی نہیں دیتے۔ گورنمنٹ انگریزی مین تم کو ایسی مثال نہیں ملتی۔ تو ہمارے پاس آؤ۔ اسکی بیسون مثالین ہم تم کو حفظ کرا دینگے۔

اسی قسم کے اور اعترافات والزامات تمام انگلاراس ٹیکنام ریاست پر لگائے اور اس بیجا نکتہ چینی سے مسلمانون کا دل دکھاتے ہین۔ انکی نسبت ہم کچھ کہینگے"

یہ مراسلت کو رنوز کی نقل ہے دوسرے ذریعہ سے جو ہم کو اصلی واقعات معلوم ہوئے ہین۔ انکی تفصیل ہم اسمقام مین نہین کرسکتے وقت آیندہ اسی اسمقام مین اس مضمون کو ہم ان کلمات نصیحت پر ختم کرتے ہین۔ کہ ہمارے ملکی رئیسون کو اس قسم کی باتین بلاتحقیق اپنی اخبارون مین درج نہ کیا کرین۔ اسلئے اس طرح کو جو مکالمہ و گورنمنٹ کے حقین بیان کیا گیا ہے پیش نظر رکھین اور خاصکر مسلمان اڈیٹر یہ بھی خیال رکھین کہ اسلام اور اسلامی ریاستین آگے کونسی ترقی پر ہین کہ وہ بیجا نکتہ چینی سے بگڑنے پائین۔ اور اگر باہمی اختلاف جزئی کے لحاظ سے وہ ان ریاستون کو اسلامی ریاستین نہین سمجھتے۔ کوئی کسی ریاست کو وہابیون کی ریاست قرار دیگا کوئی ان کی ریاست نہین سمجھے کوئی کسی ریاست کو شیعون کی ریاست سمجھکر ریاست الگانہ خیال کریگا۔ تو اس مرض کا بجز اسکے کوئی علاج نہین کہ وہ اپنے ہی علماء مذہب کی طرف رجوع کرین۔ اور انسے

وہ شعر جو تفسیر بیضاوی منقول ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے .....

وقیل استوی استولی وملک قال شعر قد استوی بشر علی العراق - من غیر سیف ودم مہراق (بیضاوی ص ۴۳)

کہ بشر نے ملک عراق پر استیلاء و غلبہ پایا بغیر اسکے کہ تلوار چلائے اور خون بہایا نصوص **فوقیت** کی تاویل وہ بلندی رتبہ سے کرتے ہین تو اوسمین وہ بہت سے محاورات قرانی دست آویز رکہتے ہین ازان جملہ وہ آیت جسکا یہہ مطلب ہے کہ ہر ذی

وفوق کل ذی علم علیم

علم کے اوپر جاننے والا ہے جسکے معنے سب کے نزدیک رتبہ کے و بلندی کے ہین - یہہ کوئی نہین کہتا اور نہ سمجہتا کہ ایک عالم کے سر پر دوسرا عالم چڑہا ہوا یا کہڑا ہے - و علے ہذا القیاس پھر یہ لوگ ان تاویلات کے سبب جو آپ کی تاویلات کے ہمرنگ ہین **کیون بدعتی** گمراہ جہمی جہنمی کہلاتے ہین ؟

ان تاویلات مین سے کسی تاویل مین آپ لوگ کوئی علمی غلطی نکالینگے تو اُس کا رجوع خاص اس تاویل کی طرف ہوگا - اس تاویل کے غلط ہونے سے مطلق تاویل کا باب مسدود نہوگا آپکے خصم مول سے اس غلطی کی تصحیح نہو سکی تو وہ اور تاویل پیش کردیگا پھر بہی تاویل کے سبب آپکا اُسکو جہمی جہنمی بدعتی گمراہ کہنا (جو شب و روز کہا جاتا ہے) اور اوسکو جز ایمان و توحید و اتباع سنت سمجہا جاتا ہے صحیح نہوگا

دوسرے دعوی کا جواب

اگر معیت کے مختلف معنے مختلف مقامات مین قراین کی نظر سے تاویل نہین کہلاتے تو آپ کے حریفون کو (جنکو اب معطل و مول - جہمی و جہنمی کہتے ہین) پہونچتا ہے کہ استواء و فوقیت کے ان معانی کو جنکو وہ مناسب بجلال خداوندی سمجہکر بیان کرتے ہین تاویل نہ کہین - وہی حقیقی اور ظاہری معنے لفظ استواء اور فوق

* چنانچہ حمویہ کے صفحہ ۸۲ مین اسکی ایسی غلطی بیان کی گئی ہے) جسکے ذکر و نقل سے بہی لحاظ آتا ہے چہ جائے جواب - بعض اس قسم کی غلطیون کا جواب امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۴ کے صفحہ ۳۳۵ مین دیا ہے -

مسئلہ "لا نکفر احداً من اہل القبلۃ" کے معنے پوچھین۔

ہماری تشخیص و تجویز کیطرف رجوع کرنا جایز سمجھین تو ہمارے رسالہ کے نمبر ۱ و ۱۱ جلد ۶ مین مضمون "کفر کافر" اور نمبر ۸ و ۹ جلد ۳ مین مضمون "تفرقہ بین الاسلام والزندقہ" ملاحظہ فرماوین۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم +

تلخیص رسالہ ٹی جے اسکاٹ صاحب

در اثبات وجود خالق

اس رسالہ کی تلخیص مضامین ہمنے رسالہ نمبر ۴ جلد ۶ مین شروع کی تھی۔ پر وہ اور مضامین ضروریہ کے ارجام کے سبب سے رہگئی۔ آخر درازی زمانہ کے سبب ہماری توجہ بھی اسکی طرف نہ رہی۔ اندازون بعض احباب نے اس تلخیص کا یہ تقاضا کیا ہے۔ انکی یہ خاطر سے ہمنے پھر اس تلخیص کا قصد کیا ہے۔ ہر چند پہلے نمبر ۴ جلد ۶ مین اسکے تین صفحہ منقول ہو چکے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید وہ پرچہ بعض لوگون کے پاس نہو اس مضمون کو نئے [illegible] شروع کیا جاتا ہے۔

---

* ہم اہل [illegible] اہل قبلہ کو کافر نہین سمجھتے

علم الہی عقلی

پہلا باب

دلیل کی صورت

پہلی فصل

اگر کوئی آدمی میدان مین چلا جاتا ہو اور اُسے ایک پتہر ملے اور وہ پوچھے کہ یہ کہان سے آیا ہے تو کوئی کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو اوسکو رد کرنا ذرا مشکل ہے۔ لیکن اگر وہان میدان مین کوئی گہڑی نظر آوے اور کوئی ایسا کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو عقل باور نہ کریگی لیکن یہ جواب اگر پتہر کے حقمین کافی ہے۔ تو گہڑی کے حقمین بھی کافی ہے۔ مگر گھڑی کے حقمین کافی نہین کیونکہ اوسمین حکمت پائی جاتی ہے۔ جسکا کوئی بانی ہے۔ مثلاً اوسمین پہیے ہین جو آرہ کی طرح کٹے ہوتے ہین۔ اور ایک دوسرے کو چلاتے ہین۔ اور دو سوئیان اور بارہ ہندسہ ہین جو وقت بتلاتے ہین۔ سو یہ نتیجہ نکلیگا کہ اوسکا کوئی بانی ہے۔ اور اس نتیجہ کو کوئی رد نہین کرسکتا۔

(۱) مثلاً اگر کوئی کہے کہ ہمنے کسیکو کبھی گھڑے بناتے نہ دیکہا نہ کسی ایسے کو دیکہا جو بنا سکتا ہے۔ تاہم عقل کو تسکین نہین آتی ہے کہ کوئی بنانے والا نہین ہے۔ نہ کسی وقت مین یہ بنائی گئی تہی۔

(۲)۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس گہڑی مین بعض چیزین ایسی ہین جو سمجہ مین نہین آتی ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو یہ کچھ دلیل نہین ہے۔ کہ اسکا کوئی بنانے والا نہین کیونکہ اگرچہ بعض چیزین گھڑی مین معلوم نہین ہوتین کہ کس مطلب

کے لئے ہین تو بھی بعض اور چیزون سے جنکی حکمت صاف ظاہر ہے نہانے والا
ثابت ہوا +

(۳) اگر کوئی کہے کہ یہ گھڑی کبھی بگڑ بھی جاتی ہے - اور ٹھیک وقت نہین
بتلاتی ہے - تو یہ بھی کچھ اعتراض نہین ہے - کیونکہ بہتیرے ہتھیار اور حکمت کی
چیزین کسی قدر نکمی ہین پر بنانے والے کے حق مین کچھ شبہ نہین رہتا ہے کہ کسی نے
نہ بنایا - مثلاً اگر انجن بگڑ جاوے - تو کسیکو شبہ نہوگا کہ اسکا بنانے والا نہین ہے -

(۴) اگر کوئی کہے کہ یہ ایک شے ہے اور جیسے ہر شے کی کوئی صورت ہوتی ہے
اسی طرح کوئی نہ کوئی صورت ہوگی خلقت مین کروڑون صورتین ہین - اونمین سے یہ بھی
ایک ہے - اگر ہمارے حق مین عقل ایسا جواب ہرگز تسلیم نہ کرے گی +

(۵) اگر اعتراض کرنے والا کہے کہ خلقت مین ایک طرح کی ترتیب ہے جس سے
سب طرح کی چیزین بخوبی مین سو یہ گھڑی بھی اوسی ترتیب سے بنگئی + یہ بھی کافی جواب نہین
کیونکہ یہ قیاس مین نہین آتا - کہ کوئی چیز فقط ترتیب سے بنی جبکہ کوئی ترتیب کرنے والا
نہین ترتیب کیونکر ہوسکتی ہے - اگر کوئی ترتیب کرنے والا ہو -

(۶) - اگر کوئی کہے کہ ہان حکمت کی صورت تو گھڑی مین ہے - لیکن ہم اس حکمت
کی صورت سے دھوکا کھاتے ہو - اس کا بنانے والا نہین ہے - تو عقل ہرگز تسلیم
نہ کرے گی - اور جہان ایسی حکمت ہے - مگن نہین کہ عقل دھوکا کھاوے

(۷) اگر کوئی کہے کہ دنیا مین ایک طرح کا قاعدہ ہے - جس سے چیزین از خود
بن جاتی ہین جیسا پیچ سے پیچ عقل اسے تسلیم نہین کرتی کہ گھڑی یون ہی بنی کیونکہ کوئی
قاعدہ یا قانون بغیر کسی قاعدہ بنانے والے کے نہین ہوسکتا -

(۸) اگر کوئی کہے کہ ہم نہین جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنے سمین بھید مین تو بس تمہین کیا معلوم
ہے کہ اسکا کوئی بنانے والا ہے یا نہین ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اسکا کوئی بنا نہین ہے

اشاعۃ السنۃ المحمدیۃ

علمی صحیح خالص دینی

نمبر ۹ جلد ۹ صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۴

ضمیمہ ۱۱ متضمن بمسائل مذہبیہ متعلقہ بین اہل سنۃ

بابت سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق سنہ ۱۸۸۵ء

اصول اخبار بسطرح قیمت سالانہ وضمیمہ

(۱) یہ رسالہ ۔۔۔ (۲) ضمیمہ ۔۔۔ (۳) ضمیمہ رسالہ علمی ۔۔۔ اصول ۔۔۔

(الف) اصول اسلام کی ترقی عام ۔۔۔

(ب) اہل اسلام کو تفاضل قرون کے ۔۔۔

(ج) مسلمانوں کی دنیاوی ترقی کے ۔۔۔

(د) پولیٹیکل معاملات سے جنکو مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا ۔۔۔ پیش کرنا اور گورنمنٹ کی ۔۔۔

(۵) ضمیمہ کا فرض ۔۔۔

(۶) قیمت سالانہ ۔۔۔ سے کم نہ ہوگی ۔۔۔

(۷) ان مراسلات کا تصفیہ ۔۔۔

(۸) خط وکتابت ۔۔۔

(۹) بھیل ارسال ۔۔۔

ابوسعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ لاہور محلہ سیدمٹھ

مطبع مطبع انجمن پنجاب لاہور

فہرست مضامین نمبر ۹ جلد ۹

(۱) اشاعۃ السنۃ اور قومی اصول ۔۔۔ لائق توجہ مسلمان و صلاح خواہ ۔۔۔

(۲) پنجاب یونیورسٹی کی خواہش ۔۔۔ جسپر علی الخصوص علوم مشرقی کی ۔۔۔

(۳) الحدیث کو دہلی کی ۔۔۔ لائق توجہ گورنمنٹ ۔۔۔

(۴) الحدیث قدیم ۔۔۔

اشتہار

مسئلہ نمبر ۲ الحدیث کو دہلی کے ۔۔۔ بطور مستقل رسالہ چھپ گیا ہے ۔۔۔ مسلمانوں کو صرف انگریزی خوان ۔۔۔ کے ہی کام آوے بلکہ ہر ایک شخص کو ۔۔۔ الحدیث کی ضرورت ۔۔۔ یا خاص سرکاری ۔۔۔ کمشنر کا وفادار اور ۔۔۔ سند ہونا الحدیث ۔۔۔ ممبر ہونا الحدیث ۔۔۔ ہے قیمت ہر ایک ۔۔۔ ۲۵ فیصدی کی ۔۔۔ فیصدی کو ۔۔۔ نفیس مذہبی ۔۔۔ سے مطالبہ ۔۔۔ نیل ارسال ۔۔۔

ابوسعید محمد حسین

لاہور محلہ سیدمٹھ

اشاعۃ السنۃ

اور

قومی اصلاح

لائق توجہ مصلحان یا اصلاح خواہان قوم۔

اشاعۃ السنۃ جب ۱۸۷۷ء مین شائع ہونا شروع ہوا تو اسکو کچھ خبر نہ تھی کہ قومی اصلاح کیا چیز ہے اور اسکی طریق و اصول کیا ہین۔ لہذا اُس نے اپنا فرض (جس مین قوم کا حق ادا ہو) یہی سمجھا تہا کہ اپنی علاتی بہائی مقلدون کی (نام لے لے کر خبر لے اور انکے خیالات و مقالات کا جو خیال و مقال اہلحدیث کی مخالف ہون انکو مخاطب بنا کر جواب دی۔ اُسوقت ہمارے عینی بہائی اہلحدیث (جو اسوقت تک قومی اصلاح کی مفہوم سے ناآشنا ہین اور نشہ جنگیدن و جنگانیدن سی سرشار) اشاعۃ السنۃ کی ان مضامین پر مرحبا جزاک اللہ کہتے اور چارونطرف سی اسکی تعریف و توصیف مین نعرہ تحسین بلند کرتے تہے

۱۸۷۹ء مین اُس نے مقلدین کا خطاب چہوڑ کر نیچر کو مذہب بنانیوالون سے خطاب شروع کیا تو یہ امر ہماری ان جنگجو اخوان پر بہت شاق گذرا۔ باوجودیکہ مقلدین کی نسبت اہل نیچر سے انکو جنگ کرنا زیادہ ضروری تہا کیونکہ مقلدین سے تو انکو صرف فروعی مسائل (آمین بالجہر و رفع الیدین وغیرہ) مین اختلاف تہا اہل نیچر سے فروعی مسائل (متعلق معاشرت) کے علاوہ اصول اسلام حقیت نبوت و وحی و حشر وغیرہ مسائل متعلق عقائد مین بہی اختلاف تہا۔ پھر بہی وہ اس ضرورت کو ہرگز خیال مین نہ لاتے اسی [illegible] نشہ مین بڑے بڑے معمر اور اس گروہ کے مقتدا و اکابر ہمکو یہی وصیت فرماتے کہ نیچریون کو جانے دو ان ہی مقلدون کی خبر لو۔

مگر اشاعۃ السنۃ خدا تعالی کا شکر اور اسکی نعمت کا اظہار کرتا ہے کہ اُس نے حق کے مقابلہ مین کسی معاون یا خریدار بزرگ یا خورد کا کبہی لحاظ نہین کیا جس امر کو حق سمجہا (گو واقع مین نہو) اسی مین وہ انکار رہا اور کسی کی معاونت و ترک اعانت رضا یا عدم رضا کا کچھ خیال نہ کیا اور وسط ۱۸۸۱ء تک اہل نیچر سے تخاطب کرتا رہا اسی ۱۸۸۱ء مین خدا تعالی نے اسکے دل مین یہہ القا فرمایا کہ قومی اصلاح کا یہہ طریق نہین ہے کہ کسی خاص شخص کو کافر یا مشرک یا بدعتی یا نیچری کے نام سی نامزد و مخاطب کرکے اُسپر [illegible]

جھگڑوں کی صورت میں اسکی بادسکے مذہب یا اکابر مذہب کی تکذیب شماری کریں آسمین گر ہم خیال خوش ہیں یا تمہاری مسائل حقہ کو مان لیتے ہیں مگر فریق مخالف کو لوگ اور بھی چڑ جاتے ہیں اور حق کیطرف رجوع نہیں کرتے اور تمہاری قوم صرف وہی لوگ نہیں جو بالکل تمہارے ہم خیال ہوں۔ تمہاری فی الجملہ مخالف بھی (جو کلمہ گو ہیں) تمہاری قوم میں داخل ہیں۔ اور انکی اصلاح و ہدایت اور بہ حکمت و ملاطفت حق کیطرف انکی دعوت بھی تمہارا منصبی فرض ہے۔ اور علاوہ بران اپنے ہم خیالوں کو انکا انحطاط پر اطلاع اور ان کے مفاسد خیال و عقل کی اصلاح بھی تمہارے فرائض میں داخل ہے۔ صرف مخالفین کے درپے رہنا اور انہی پر نکتہ چینی کرنا۔

اس ہدایت والقاء ربانی سے اواخر ۱۳۱۸ھ میں اس نے اہل حجر سے شخصی اور مخاصمانہ خطاب بھی چھوڑ دیا اور بلا مخاصمت و خصوصیت شخصی رفق و ملاطفت سے موافقین و مخالفین دونو فریق کی اصلاح و تنویر و ارشاد کا عزم مصمم کر لیا چنانچہ اسوقت تک وہ اسی عزم پر ہے اور اس عرصہ پنج سالہ میں اس نے اسی طرز پر متعدد مضامین جن سے بجز اصلاح و ہدایت کوئی اور نتیجہ (اگر بھی بعض جاہل و خشت و منافرت) نہیں نکلا جیسے اواخر ۱۳۱۸ھ جلد ۴ رسالہ "بیعنون حدیث نبوی" اور "چہ دعیای" "اعتقاد اہل اسلام" "چھوٹے لڑکون کی شادی"۔ "نکاح میں کفو قومی کا لحاظ" "شادیون اور ماتون کی فضولیات" "گنوار کی نوکری"۔ "دختر کی شادی پر دعوت" وغیرہ۔ اور ۱۳۱۹ھ (جلد ۴ رسالہ) میں "قرآن کی تعلیم بمقابلہ انجیل"۔ "مذہبی القاب"۔ "پیر دمی مریدی"۔ "قرآنی معکوسس"۔ "سٹرجنٹ اور اسلام" وغیرہ۔ اور ۱۳۲۰ھ (جلد ۷ رسالہ) میں "رپورٹ برامین حمدیہ" "ترقی معکوس کا عکس" وغیرہ۔ اور ۱۳۲۱ھ جلد ۸ رسالہ میں مقدمہ آئینہ باجبر یہ آخری تجویزات "رپورٹ رسالہ قوال المتین" "دلیل کہنہ یا اعتراض" "الجدید فی قدیم الدین باجدید" وغیرہ۔ ان مضامین میں موافقین و مخالفین دونوں کے اصلاح موجود ہے اور مخاطبانہ کسی سخت خطاب نہیں اور نہ مخاصمانہ اور درشت انگیز جواب ہے آئندہ اس قسم کے مضامین جنمیں عام اہل اسلام اور خاص گروہ اہل حدیث کرام کے اغلاط خیالات و رسوم کی اصلاح ہو اس سارہ میں زیادہ نکلینگے۔ اور یہ مضامین جنمیں کسی خاص شخص کی تحریر یا تقریر یا قول و عمل پر نکتہ چینی ہو اگرچہ بوجہ اور شخصی

خطاب سے نہ ہو جو پہلے ہی سے متروک ہی اور ہی کم ہوتا ہوا اور سفلہ مک سے ملنا نوع خصوصاً اخبارات اور پولیٹیکل کمیٹیات کی طرف زیادہ توجہ ہوگی اور رسم قسم کی مضامین کی اشاعت اردو کے ساتھ اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہ ہوگی تاکہ گورنمنٹ اور رعایا گورنمنٹ کو اپنے ہاتھ میں اور اسلام وغیرہ رعایا ہند و رعایا ہند کی (جو کہ ہی ہے) اپنی پولیٹیکل حالت پر طمع رہے۔ اس کے موافق ہی سلوک ہو الغرض اب اس کی کیفیت اور القدر بالی پورا پورا کامل ہوگا اور یہ رسالہ اپنے مقصد قومی اصلاح کو اور جو ریفارم اور مذہبی اور پولیٹیکل اخبار کا کام ہے کامل طور پر ادا کریگا انشاء اللہ اسکے خریدار دن اور معاونت سے اوصاف صاف اطلاع دیکر التماس کی جاتی ہے کہ جو لوگ اس قومی اصلاح کا مذاق نہیں رکھتے اور وہ قومی [illegible] قول والی خانہ جنگیو نکو پسند کرتے ہیں اور ان باتوں میں اسلام ہار سب ہدایت کی تقی جو [illegible] کہ ہندو اور فلاں مشرک اور فلانی کتاب میں یہ مسئلہ لکھا ہے [illegible] اور اسکی دیوبیان اور دین وغیرہ وغیرہ [illegible] ہیں وہ اس قومی خادم سے اس خانہ جنگی کی خدمت کی طمع [illegible] نہ کریں اور اس [illegible] تاکہ وہ جیسا انکیلئے درست ہیں حاضر ہو کر اس قسم کو [illegible] خادم [illegible] ہیں [illegible] ہمکو [illegible] ہیں حاضر ہیں اور ہمکو [illegible] معاون قومی اصلاح کا مذاق رکھتے ہیں اور اس خادم کی قومی خدمات کی قدر شناس ہیں وہ ہمکا بھیجا ہوا خدمت اخبار میں اور آئندہ سابق کی نسبت اسکو اور زیادہ مدد دیں اور خاصکر انگریزی حصے کیلئے ماہوار سابق کو علاوہ ایک معقول ماہوار حسب لیاقت آمدنی خود بھرت مقرر کریں بلکہ ہمکا سالانہ یا ششماہی پیشگی عنایت فرمادیں بالفعل جسمیں اسکے ایک مضمون "احمدیت کو دہلی کانپور" [illegible] انگریزی ترجمہ جو پہلے ہی جلد بعض صاحبوں کی فرمائش سے کیا گیا تھا اس کی امید پر اور بعض احباب کی [illegible] سال کیلئے آئندہ حصہ انگریزی کے لیئے مستقل انتظام [illegible] ہو سکی [illegible] کا سلسلہ جاری ہو گیا [illegible] انگریزی حصے کی شائع ہو کر [illegible] اور [illegible] ہمارے خیال میں مستقل [illegible] ہوگا۔ ہمارے خیال میں [illegible] کا خریدار [illegible] ہوار کو دوچند کرنا اور اسکی اشاعت کا بھی مقصد کر دو دہ یہ کہ انگریزی حصے کیلئے جو ہوار [illegible] روپیہ ماہوار یا سو خریدار [illegible] آئندہ ماہوار مقرر کریں۔ سو یہ کچھ [illegible] حصہ [illegible] میں اور قومی ہمدردی کا جوش [illegible] اسکی [illegible] اور [illegible] خود چندہ جمع کر کے [illegible] روپیہ ماہوار کا بندوبست کر دیں۔ ہمیں بڑا فخر [illegible] انگریزی ترجمہ کا ہی اور انگریزی کی چھپوائی میں بھی اردو کی نسبت زیادہ خرچ ہوتا ہے اور ہر مہینے میں کم سے کم چار صفحہ کا انگریزی مضمون ہوگا ایک مہینہ [illegible] کوئی مضمون نہ نکلا تو دوسرے مہینے میں اسی دو چند نکلیگا۔ ان صورتوں میں [illegible] صورت کو حامیان قوم پسند کریں اور عمل میں لاکر [illegible]

پنجاب یونیورسٹی کی خوفناک حالت

لائق توجہ سنت و معاد مین یونیورسٹی

نمبر ۱

پنجاب یونیورسٹی کے متعلق جبکہ اس کا بل پاس نہوا تہا ۱۸۸۱ء مین بضمن رسالہ نمبر ۷ جلد ۸ ہم نے ایک مضمون لکہا تہا جس مین مشرقی علوم اور دیسی لٹریچر (انشا پردازی) کی ضرورت کو ہمنے ایسی دلائل سے ثابت کیا تہا جنمین پنجاب یونیورسٹی کے اُسوقت کے مخالفین کو دم مارنے کی جگہہ نہ تہی۔

اس مضمون مین محل بحث یہ امر تہا کہ جن علوم کے احیاء و اشاعت کیطرف پنجاب یونیورسٹی کو توجہ ہے وہ قومی اور ملکی فوائد سے خالی نہین۔ و معہذا مغربی علوم کی ضرورت کو بہی ہم نے اسمین تسلیم کرکے انگریزی کو لازمی ٹہرانے کے مجوزین کی اس دلیل سے تسلی کردی تہی کہ مشرقی علوم کی ڈگریون اور خطابات کا عام ملکی ضرورتون کے لیے کافی نہونا اور مولوی۔ پنڈتون کا صرف عربی سنسکرت کے زور سے اپنے ہمعصر انگریزی خوانون کا اعلے منصبون مین ہمسر و شریک نہو سکنا خود اُن کو مجبور کرے گا کہ وہ انگریزی پڑہین۔ صرف مولوی و پنڈت ہونے پر اکتفا نکرین لہذا انگریزی کے لازمی ہونے پر اصرار کرنے کی کچہہ حاجت نہین ہے۔

گورنمنٹ نے پنجاب یونیورسٹی کا بل پاس کیا تو اس بیت العلوم مین مشرقی و مغربی دونون قسم علوم کیطرف جانے کے لیے دروازہ کہول دیا۔ اور دونو کے لیے یکسان راستہ نکال دیا اور دونو کی تحصیل و تکمیل پر مساوی اعزاز کا وعدہ دیا۔ مغربی علوم کی ڈگریان حاصل کرنے والون کے لیے بی اے۔ اور ایم اے وغیرہ کا خطاب تجویز کیا۔ مشرقی علوم کی ڈگریدارون کے لیے پہلون کے ہمسری و مقابلہ مین اپی او ایل۔ اور ایم او ایل کا خطاب تجویز فرمایا۔

اس قاعدہ مساواۃ کی تجویز سے گورنمنٹ کیطرف سی دونو قسم علوم کیطرف ترغیب پائی گئی اور کسیکو کسی علم یا فن کی تحصیل سے روک نہوئی - رہی عملی مساوات سو خود بخود ہو جاتی جب لوگ ملک و قومیت و مذہب کی ضرورتون کے لحاظ سے دیکھتے کہ صرف مشرقی علوم مین کمال پیدا کرنا اور بی او ایل - اور ایم او ایل - کی ڈگریان حاصل کرنا عام ملکی ضرورتون کے لیے کافی نہین ہے (جیسا کہ بی آی - اور ایم آی کی ڈگریان عام قومی و دنیوی اور مذہبی ضرورتون کے لیے کافی نہین ہین) تو وہ خود بخود مغربی علوم مین کمال پیدا کرنے کے لیے کوشش کرتے اور بی او ایل - اور ایم او ایل کے ساتھہ بی آے - اور ایم آے - کی ڈگریان بہی حاصل کرتے - اس اصول مساواۃ کے بعد انگریزی کے حامیون کو حاجت نہ تھی کہ وہ مشرقی علوم پر کسی طور پر حملہ کرتے - اور انگریزی کی ترقی کے لیے عربی - فارسی وغیرہ کو ضرر پہنچاتے - ولیکن افسوس انگریزی کی ترقی خواہ و حامی جو پنجاب یونیورسٹی مین دخیل ہوئی یا پہلی سی تہی مشرقی علوم پر حملہ کرنے سے نہ چوکے -

انہون نے سنٹ مین دخل پاکر مشرقی علوم عربی وغیرہ کو ضرر پہنچایا - اور اس ذریعہ سے مغربی علوم کو فروغ دینا چاہا - بہت سی رقوم جو صرف مشرقی علوم کی ترقی کے لیے مخصوص تہین یا مغربی کے ساتھہ مشرقی علوم بہی انکی محل صرف تہے ان کو غیر محل* مین لگا دیا ان رقوم کی تفصیل ہم اس مقام مین نہین کرتے اس اجمال نے کچھہ اثر پیدا نکیا تو اس مضمون کے نمبر ۲ مین ان رقوم کی تفصیل کرین گے اور اونکا بے محل صرف ہونا - ثابت کر دکہائین گے

---

* ہم نے سنا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے بانی اور سابق رجسٹرار ڈاکٹر لائٹنر صاحب کے ولایت سے آکر اور اس بے انصافی پر (جو انکے ولایت جانیکی بعد ہوئی) اطلاع پاکر شور و غل مچانے سے سنٹ نے بعض ان رقوم کو واپس دینے اور آیندہ انکو اپنے اپنے محل پر لگانے کا وعدہ کیا ہے - مگر چونکہ سنٹ نے پچھلی نامنصفانہ کارروائی کی غلطی و بے انصافی ہونے کا اقبال نہین کیا لہذا ہمکو پختہ

ہم عام ملکی ضرورتوں کی نظر سے مغربی علوم یا انگریزی کو مفید خیال کرتے ہیں مگر اُن کے حمایت میں مشرقی علوم اور دیسی زبان دانی و فنون

امید نہیں کہ اس وعدہ پر پورا پورا عمل ہوگا اگر ہو تو ہمیشہ رہے کیونکہ جبر امر کو احسان غلطی یا برائی نہیں جانتا اُسکو کسی کے کہنے سے اسکا ترک کرنا لائق اعتبار و قابل اعتماد نہیں ہوتا

جب وہ اسکو اپنی دلی شہادت اور یقین سے برا نہیں جانتا۔ تو اسکو کسی کے خوف یا پاس خاطر ترک کرنا ہی منظور رکھتا ہے کہ اس کام کو ہم بُرا نہیں جانتے دیکن تمہاری خاطر سے اُسکو ترک کرتے ہیں جسکا لازمہ اور نتیجہ یہہ ہے کہ جب وہ شخص نہ ہوگا یا اسکا خوف پاس نہ ہیگا تو پھر وہ اسکام کو اپنے دلی شہادت سے ضرور کریگا۔ پس جو ہم نے سنٹ کر اس وعدہ پر ایکم کو العدم قرار دیکر ہمیشہ منون تحریر کیا ہے اور فیلوان پنجاب یونیورسٹی کو اس طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ آیندہ اگر سنٹ اس امر کی معترف ہو کہ اسکی پہلی کارروائی بے انصافی یا غلطی تھی اور اس غلطی پر متنبہ کرنے والے شخص اڈ اکٹر لائٹنر یا جماعت اوکمیٹی جس نے تحقیقات کرکے وہ رقوم واپس دلائی ہیں کی شکر گذار و ممنون ہو تو اس وعدہ پر عمل اور اس عمل کے ہمیشہ رہنے کی امید کی جا سکتی ہے

۱۱ صرف انگریزی کے حامی انگریزی کی ضرورت پر یہہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ انگریزی کے سوا، آجکل اس روپیہ کی نوکری نہیں ملتی۔ بڑے بڑے مولوی پنڈت دس روپیہ کی نوکری کو مارے مارے پھرتے ہیں۔

اسکا جواب یہہ ہے کہ صرف نوکری کو ملکی ترقی کا ذریعہ سمجھنا بجائے خود ایک سخت غلطی ہے۔ ملک کی ترقی نوکری پر موقوف و منحصر نہیں۔ یورپ جو اس ترقی کا معدن سمجھا جاتا ہے۔ نوکری سے اس ترقی کو نہیں پہچانتا۔

یہہ ترقی عام علمی لیاقت پر منحصر ہے۔ اور اسکے اسباب اور ہی ہیں جنمیں علم ایک

کے قرار دین - اور جو تقریر آپنے لفظ معیت کے مختلف معنون کی نسبت حقیقت اور ظاہر ہونے کی بابت کی ہے وہی تقریر وہ لفظ استواء و فوقیت کے مختلف معانی کی نسبت حقیقت اور ظاہر ہونے کی بابت کرین اور یون کہین استواء کے اصلی معنے چنانچہ بیضاوی مین کہا ہی مطلق برابری چاہنا ہے جو

واصل الاستواء طلب السواء واطلاقہ علی الاعتدال لما فیہ من تسویۃ وضع الاجزاء - (بیضاوی ص ۴۲)

استوی اعتدل والرجل بلغ اربعین سنۃ واستولی - واستوی کان خلقہ وخلق ولدہ سواء (قاموس)

بیٹھنے - کہڑا ہونے - جوان ہو جانے غالب ہونے وغیرہ معانی مین جو کتب لغت قاموس وغیرہ مین بیان ہوئے ہین اور وہ سب محاورات قرآن* مین بہی وارد ہین بالاشتراک پائے جاتے ہین اور یہہ لفظ اسی مطلق برابری چاہنے کے لئے بنایا گیا ہے (جیسا کہ آپکے نزدیک معیت مطلق مقارنتہ کے لئے موضوع ہے) اور جس مقام مین یہ لفظ کسی خاص معنے (بیٹھنے کہڑا ہونے) کو چاہیگا اسمقام مین اِس لفظ سے وہ خاص معنی مراد سمجھے جائینگے و معذلک یہہ لفظ اِس خاص معنی کی نسبت بہی حقیقت اور ظاہر سمجہا جائیگا (جیسا کہ آپکے نزدیک معیت سے کسی مقام مین کوئی خاص معنے علم یا نصرت مراد لئے جاتے ہین تو وہ اِن معنی مین بہی حقیقت اور ظاہر سمجہی جاتی ہے گو اِسکے اصلی معنے مطلق مقارنتہ ہے) بناءً علیہ جب اِس لفظ استوا سے مقام صفات خداوندی مین بلحاظ جلال و تقدس خداوندی معنے استیلا مراد سمجھے اور قرار دے گئے تو یہہ

* جیسے فاستوی علی سوقہ فاستوی وھو بالافق الاعلی (جنمین استوا بمعنی قیام ہے) واذا استویت انت ومن معک واستوت علی الجودی لتستوی علی ظہورہ (جنمین استوا (بمعنی قرار قعود ہے) فلما بلغ اشدہ واستوی (جنمین استوا بمعنی چہلسالہ جوان ہونے کے علی ہذا القیاس +

کی گردن پر چہری چلانا جائز نہین سمجہتی - اور اس امر کا یقین رکہتی ہین کہ صرف انگریزی سے ملکی ترقی ممکن نہین - اور جو صرف انگریزی کو عام ملکی ضرورتون کے لیے کافی خیال کرے

حرفت صناعت زراعت - تجارت وغیرہ -

ان علوم و اسباب کی نسبت یہہ خیال کرنا کہ وہ سبہی انگریزی زبان مین مقفل ہین مشرقی علوم ان سے خالی ہین اور بہی سخت غلطی ہے - وہ کون سی اسباب ترقی ہین جو مشرقی علوم مین بیان نہین ہوی - اہل مشرق ان ہی مشرقی علوم کے ذریعہ سے اس ترقی کو پہنچ گذری ہین جسکو ہنوز اہل مغرب نہین پہنچے - بلکہ وہ اپنی ترقیات مین اہل مشرق کی شاگردی کے معترف ہین - اس امر کو ہم مفصل اور مدلل طور پر اپنے رسالہ کے نمبر ۵ جلد ۴ مین ثابت کر چکے ہین - اس مقام مین ہم اس پرچہ کے چند فقرات نقل کرتے ہین "مسلمانون کی تہذیب علوم مین نہایت اعلی درجہ کی ترقی تہی - مسٹر ارٹ جرمن کے مورخ نے نہایت انصاف سی یہہ بات لکہی ہے کہ مسلمانون نے اور قومون سے کتنا ہی کچہہ کیون نہ سیکہا ہو مگر انہون نے اپنی قابلیت و لیاقت سی اسکو بہت کچہ ترقے دی - ایسا ہی کئی ایک مشہور عیسائی مورخون سے نقل کیا سب سی آخر ایک فرانسیسی عالم سے یہہ قول نقل کیا ہے کہ "عرب کی قومون کو خدا نے دنیا مین اسلیے پیدا کیا تہا - کہ وہ علوم و فنون اور اسباب تمدن اون مختلف قومون تک پہنچا دین جو فرات کی کنارے سے لیکر اسپانیہ کی وادی کبیر تک پہیل رہی ہین - چنانچہ ان تمام قومون نے جملہ کمالات اس قوم عرب سی حاصل کیے تہے - فنون و دستکاری کو اہل عرب نے رومیون کی بڑے بڑے شہرون مین جاکر بخوبی حاصل کیا تہا - اور پھر خود اسکو ترقی دی تہے - ہارون رشید خلیفہ عباسی نے جو ایک کہڑی بطور تحفہ کے شارلمین بادشاہ فرنگستان کو جو اسکا بڑا دوست تہا بہیجے اور جنکا ذکر ایجن ہارڈ صاحب نے کیا ہے - مسلمانون کے فنون و دستکاری مین ترقی کرنے کا بڑا ثبوت ہی + + + + مسلمانون کی معاشرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اوسکو یہہ پنجابی مثل یاد دلاتے ہین "اب اب کر مرگیا بچہ فارسیان گھر ڈوبی" جسکا مطلب یہ ہے کہ ہمارا بچہ آب آب کہکر مرگیا - زبان فارسی نے ہمارا گھر ڈبویا اور اسکا مورد یہہ ہے کہ ایک ایسے خیال (جو اب صرف انگریزی کے حامی رکھتے ہین) کا آدمی کہین فارسی پڑہنے گیا تہا وہ اس مین ایسا مصروف ہوا کہ اپنی مادری زبان بہول گیا یا عمداً اچہوڑ بیٹہا گہر مین آیا تو کہا نا کہا نے کیونکہ اسکے حلق مین لقمہ پہنس گیا جسپر اوسنے پانی مانگا - مگر اپنی مادری زبان سے پانی نہ کہا آب آب کہتا گیا (جیسا کہ اس زمانہ کے نئے جنٹلمین اپنے گہرون و مجلسون مین اپنی مادری زبان اردو کے الفاظ استعمال مین نہین لاتے بجاے اسکے - "اُبروٹم - اینڈ سم - گڈ مین ہین وغیرہ" وغیرہ الفاظ

کے طریقہ ملنے جلنے کے قاعدے ہی بگڑ گئے تھے + + اٹہارہوین صدی سے لیکر نوین صدی تک مسلمانون کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی - یہانتک کہ یورپ نے مسلمانون ہی کی معاشرت، تمدن کو دیکہکر اسمین ترقی کی - گیارہوین کے آخر سے تیرہوین صدی تک جو صلیبی لڑائیان مسلمانون اور عیسائیون مین بیت المقدس مین رہی ہین اسکی نسبت یورپ کے مورخون کا قول ہے کہ گو ان لڑائیون سے بیشمار آدمی ضائع ہوئے اور بہت سا نقد بغیر کسی فائدہ کے ضائع ہوا لیکن انجام کار اسی زمانہ سے اہل یورپ نے فوج کی ترتیب اور اصلاح سفر و حضر کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے اون شرقی قوموں سے سیکہے اور شہریون کی عادتین، خیالات، کمین اور دنیا کے حالات تحقیق کرنیکی اسطرح سفر کی عادت ڈالی خلاصہ یہہ کہ یورپ کی قومونکو تمدن کے طریقے اسی وقت سے معلوم ہوئے جب سے وہ مسلمانون کے اون قومون سے ہم تمدن، حسن معاشرت اور علوم و فنون و ہنر و کمالات مین اون سے فائق تہین -

تجارت اور زراعت مین بہی مسلمانون نے بہت ترقی کی تہی انکو ہمیشہ سفر کیطرف رغبت رہی جب انکی سلطنت فرانسیس اور اسپین کے پہاڑون کے بیچ سے گذر کر ہمالیہ تک پہنچی اور اسوقت وہ دنیا کی متمدن ترین ہر گروہ اور فن و زراعت مین تو شمل انکے کری نہ تہا - ناآخر صفحہ ۲۰۹ نمبر ۹ جلد ۸ خانمہ مستعجو کہکہ کا فاضل

بولتے ہین) اُس کے فارسی کو گہر والون نے نہ سمجہا اور وہ شخص راہی ملک بقا ہوا۔
علاوہ برین ہم اپنے روزمرہ کے تجربون سے صاف دیکہہ رہی ہین کہ جو اپنی مادری زبان یا پرانی دیسی لیٹریچر مین خوب ماہر و مشاق ہین وہ انگریزی سے خوب نفع اٹہاتے اور لوگون کو نفع پہنچاتے ہین۔ اور جو لوگ اسمین قاصر و ناکامل ہین وہ تقریر و تراجم کے وقت اینڈ اینڈ کرکے رہجاتے ہین۔ ہمکو بارہا انگریزی عبارات (جو اشاعۃ السنۃ مین درج ہوتی ہین یا اور جگہ کام آتی ہین) کے تراجم مین اورون کے مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے تو ہم انگریزی کے بڑے بڑے فاضلون بی اے اور ایم اے۔ کی ڈگری یافتون کو (جو عربی یا فارسی مین ماہر نہین ہوتے) ایسا ہی پاتے ہین اور اُن کے تراجم کو خود بامحاورہ اور درست کرتے ہین باوجودیکہ ہم خود انگریزی مین صرف شدبُد جانتے ہین۔
ایک معزز دوست یوروپین جنٹلمین (جو ایک انگریزی گورنمنٹ کالج کا پرنسپل ہے) نے ہم سے ذکر کیا کہ ہماری طالب علمون مین ایسے لوگ بھی ہین جو انگریزی کا مطلب اپنی دیسی زبان مین ایسا ادا نہین کرسکتے جیسا کہ مین ان کی دیسی زبان مین ادا کرتا ہون باوجودیکہ مین دیسی نہین ہون۔
اس کے تایید مین ہم سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کے سپیچ (جو انہون نے اپنے آخری جلسہ کانووکیشن (جلسہ تقسیم انعام) مین ۱۶۔ اپریل ۱۸۸۱ء کو دی تہی) کا ایک فقرہ پیش کرتے ہین۔ وہ یہہ ہے مین خیال کرتا ہون کہ اسمین شک نہین ہوسکتا کہ جس آدمی نے دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے وہ زیادہ لائق ہے کہ اپنے ہم صحبتون کو تعلیم دے سکے بہ نسبت اس آدمی کے جس نے انگریزی کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے باوجود اس بات کی کہ وہ اردو دان اتنا لائق و فائق نہین جتنا کہ انگریزی خوان فی نفسہ انگریزی دانی مین زیادہ علم رکہتا ہے مگر اس کا علم اس کے

اپنے ہی دل مین محدود ہے یا اگر دوسرون کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہے تو صرف انگریزی
اسیکی طرح انگریزی سمجھ سکتے ہین - برعکس اس کے اردو دان اپنے ہم جنسون کو بخوبی
تعلیم دے سکتا ہے - اور غالبًا اُس کے خیالات زیادہ صاف اور زیادہ نفیس ہونگے
اِن بر نسبت اس شخص کے جس نے اجنبی زبان کے ذریعہ سے سیکھا ہو اس امر کا
ثبوت تاریخ انشاپردازی اور خیالات مروجہ یوروپ سے ہو سکتا ہے"

اسیکا موید انر ایبل سید احمد خان سی ایس آی کا وہ قول جو اونہون نے ۶ جنوری
انڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی و شمالی مین کہا ہوا پبلش کیا گیا ہے - آنریبل موصوف
فرماتے ہین کہ "اگر کوئی کلکتہ یا کسی دیگر انگریزی یونیورسٹی سے کوئی صاحب ایم اے یا ایل ایل
ڈی - کے خطاب کا کلاہ کج سر پر رکھکر اپنے گھر واپس آئی جب یہہ احباب اور ارباب سے
گفتگو کرینگے تو ممکن نہین کہ ان لوگون کو اپنی تحصیل کی بابت کچھ جتا نہ سکین ولا سکین
صرف انگریزی اصطلاحی الفاظ اور جملے ان کے دل ہی مین رہینگے - اور مشق و
ربط نہونے کے باعث صاحب موصوف دیسی زبان سے اسکا مطلب بیان کر سکین
گے ان کے علم سے احباب اور اشخاصون کو کچھ فائدہ نہین کیونکہ یہ تو اُن کی لیاقت
کو بالکل سمجھ ہی نہین سکتے - اگر انکو دیسی زبان کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہوتا اور وہ
فوراً اپنی تحصیل کردہ علم اور تجربہ کو سمجھا سکتے تو اُنکی تعلیم کا دوسرون پر کسقدر زیادہ
اثر ہوتا جاہلانہ تعفر کے عوض خیالات ہمدردی پیدا ہوتے - اعلےٰ درجہ کی تعلیم کی وہ بدولت
نہایت لوگون کے دل کو انکی تقلید کرنے کے لیے متحرک کرتے - اور زمانہ حال کے
علوم و فنون کا اشتیاق عام لوگون کے دل مین پیدا ہوتا - دلائل مسبوق الذکر کو پیش
کرکے گورنمنٹ ہند سے ہماری دلی و عاجزانہ یہہ التجا ہے کہ وہ اعلےٰ ترین درجہ کے
پبلک تعلیم کو اس طور قرار دی کہ جسمین علوم و فنون طبعی اور زبان دانی کے اور
مناضین دیسی زبان کی وساطت سے سکھائے جاوین - اور دیسی زبان مین سالانہ

امتحان ان ہی مضامین کا منعقد ہوا کرے کہ جن مین طلبار فی الحال انگریزی زبان کے وزیعہ سے کلکتہ مین امتحان دیتے ہین اور جس طرح سے اب انگریزی طلبار کو علم کے مختلف مضامین مین لیاقت پیدا کرنے سے درجے عطا کیے جاتے ہین - اسی طرح جو طلبار ان ہی مضامین کو دیسی زبان مین سیکھکر امتحان مین کامیاب ہون انہین بھی درجے عطا کیے جاوین - آخری التجا یہ ہے کہ یا تو کلکتہ یونیورسٹی کے ساتھہ ایک اورنیکولر ڈیپارٹمنٹ لگائی جاوے یا ممالک مغربی وشمالی کے لیے ایک علیحدہ اورنیکولر بیت العلوم بنایا جاوے"

یہہ صرف دنیاوی امور مین مشرقی علوم (یا دیسی زبان) مین مہارت پیدا کرنے کے سوا مغربی علوم (یا انگریزی) مین کمال حاصل کرنے کے نفع ونقصان کا بیان ہوا - اور اگر ہم اُسکی مذہبی نقصانون کو بیان کرنا چاہین تو ہمکو بہت سا وقت اور بہت بڑا حصہ پرچہ کا صرف کرنا پڑے گا - تاہم فعل ہم اپنے وقت اور پرچہ کا کچھہ حصہ یونیورسٹی کے معاونین حضوصًا اپنے اخوان دین کے لیے وقف کرتے ہین -

ہمارے ملک کے اہل مذاہب حضوصًا اہل اسلام جان لین کہ اسوقت جس قدر الحاد و بے قیدی دنیا مین پھیل رہی ہے وہ فلسفی - طبعی - اور تاریخی - علوم کا فیضان ہے (جو اسوقت انگریزی زبان مین مدون ومروج ہین) جو لوگ اپنے مذہب مین پختہ ہونے اور اپنے مذہبی عقاید سے مدلل واقف ہونے سے پہلے ان علوم مین مشغول ومنوغل ہوتے ہین وہ اپنے مذہب کو دونون ہاتھہ سے سلام کر بیٹھتے ہین - نہ ہندو ہندو رہتا ہے - نہ مسلمان مسلمان - نہ عیسائی عیسائی - ملک یوروپ جو ان علوم کا مخزن ہے الحاد و آزادی کا معدن ہے ہماری اور ہر ایک محقق کے خیال مین یوروپ مین نی صدی پانچ ہی عیسای نہین رہین جو عیسای قوم سے شمار کیے جاتے ہین - اس ملک مین ہی علوم انگریزی نے بلا مقابلہ ومصاحبت علوم مشرقیہ ویسا ہی رواج پایا جیسا کہ یوروپ مین اسکا رواج ہے تو اس

ملک کا بھی وہی حال ہو جائے گا جو یوروپ کا ہے (والعیاذ باللہ)

اس خوف و خیال کی تائید مین ہم اگر کسی مولوی یا پنڈت کے کلام سے شہادت پیش کرین تو انگریزی پر ایمان لانے والے اسکو تعصب پر حمل کرین گے۔ یا مثل من جہل شیئا اعداہ سنا کر انگریزی سے ناواقفی پر مبنی قرار دینگے۔ لہذا اسکی تائید مین ایسے شخص کا کلام نقل کیا جاتا ہے۔ جو نہ پنڈت ہے نہ مولوی نہ انگریزی سے ناواقف و اجنبی بلکہ یوروپ کا باشندہ ہے اور انگریزی مین مشہور عالم۔

وہ مسٹر ونفرڈ بلنٹ ہے جس نے اپنے متعدد سپیچون اور لکچرون مین صرف انگریزی والی کے یہہ مفاسد بیان کیے ہین۔ اور وہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ (جو انگریزی کے ایک حامی کا پرچہ ہے) شائع ہوئے ہین

خاص علیگڈہ مین جو انہون نے سپیچ دی تہی (اور وہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ نمبر ۹ جلد ۱۹ اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۶ مین چہپ چکی ہے) اسمین یہہ فقرات ہماری بیان کے موید ہین۔

آپ مجہے معاف کرین اگر مین آزادی کے ساتھ نسبت تعلیم انگریزی کے جو اس کالج مین ہوئی ہے بعض باتین بیان کرون اور بعض خطرے بیان کرون جو ایسی صورت مین پیش آنا ممکن ہے۔ آپ صاحبان یہہ خیال نکرین کہ اسوقت مین ان خطرون کو موجود کرتا ہون لیکن اگر اسکی بہت احتیاط کی جاوے گی تو البتہ انکا پیش آجانا امکان مین ہے مین تہ دل سے آپکی کامیابی کا خواہان اور اسی واسطے مین انکو بیان کرتا ہون اور ان خطرون کا خیال اسیواسطے ہوتا ہے کہ یہان کی تعلیم مکمل اور بہمہ وجوہ مثل ہماری ہے تعلیم کی ہے۔ آج کل کی طرز تعلیم مین یہہ بڑا خطرہ ہے کہ تعلیم مذہبی تعلیم عقلی کے ہمدم نہین رہتی چونکہ تم مین دنیوی تعلیم کیطرف بہت توجہ کی جاتی ہے اس لیئے دینی تعلیم کی طرف پوری توجہ اور فرصت صرف نہین کی جاتی اور ہم دیکہتے ہین کہ وہ لوگ جو بغیر اسکے

اعلے درجہ کی تعلیم زمانہ حال کی پاتے مین اپنے حسن عقیدہ کو ضائع کر دیتے ہین - یہہ ایک بہت بدقسمتی کی بات ہی - میرا مطلب یہہ نہین کہ اس قسم کے واقعات یہان پیش آوینگے مگر البتہ انکا پیش آنا ممکن ہے - مثلاً تاریخ ہی کو دیکہو وہ کیا سکہاتی ہے - اور یوروپ کے مصنفون نے جو ہسٹری بنائی ہے اسمین تمہاری مذہب کی نسبت کیا بیان ہے اس سے یقیناً یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اسکا بانی ایسا شخص تہا جسکو خدا نے واسطے تصفیہ مذہب کے مامور کیا تہا بلکہ اس سے ایسی بات معلوم ہوتی ہے جو آپ کی مذہبی تاریخ سے بالکل مغایر ہے ایسی ہے یوروپین فلسفہ کا حال ہے -

جب تک مذہبی تعلیم مین بہی ایسی ہی کوشش نہوگی تو یہہ یوروپین فلاسفی اور لٹریچر کا علم مسلمان نوجوانون کو دقت مین ڈال دے گا - انگلستان مین بہی یہی دقت اور خطرے ہمکو پیش آتے ہین - اور تمام مدارس مین جہان دنیاوی تعلیم کیطرف بہت توجہ کی جاتی ہے اس ضروری تعلیم کی نظر انداز ہوجانیکا اندیشہ رہتا ہے - اگرچہ یہان یہہ خطرہ بہت گہٹ گیا ہے مگر تو بہی آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے تا وقتیکہ اپنے علم سے بہی بخوبی آگاہ نہون جوان آدمی یوروپین لٹریچر بغیر خطرہ کے نہین پڑ سکتے"

مقام لکہنو مین جو صاحب موصوف نی سپیچ دی تہی (اور وہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ نمبر ۷ جلد ۱۹ - اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۶ مین چہپ چکی ہے) اسمین یہہ فقرات ہماری خیال کے مصدق ہین -

بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہماری نئے خیالات کا نتیجہ یوروپ مین بدعقیدتی بلکہ خدا تک پر اعتبار نکرنا ہوگیا ہے - اور مین کسی نفع دنیاوی کی خاطر تمکو اور تمہاری اولاد کو اس خطرہ مین پڑنیکی صلاح نہ دونگا - مین خیال کرتا ہون کہ خدا پر ایمان لانا تمہاری ایک بے بہا میراث ہی اور اسپر تمکو ہمیشہ قائم رہنا چاہیے -

(نعرہ تحسین*) مین تم سے تمہاری بچون کے انگلستان بہیجنے کو نہین کہتا نہ مین تم سے اس معاملہ کی سفارش کرتا ہون - مین تمہاری اس شبہ کی بہی ہمدردی کرتا ہون - جو تمکو اس تعلیم کی نسبت ہے جو منجانب سلطنت اس ملک مین ہوتی ہے اگرچہ وہان کوئی خاص لامذہبی کی بات نہین ہے - تو بہی اکثر و بیشتر مدارس مذہبی اصول سے معرا ہین - اور ان سب مین ایسے معلم ہین جو تمہاری مذہب کے نہین ہین - اگر میرا علم صحیح ہے تو انڈین یونیورسٹی مین کوئی ایک مسلمان پروفیسر بہی نہین ہے - بلکہ ہوگلی کالج اور کلکتہ مدرسہ مین بہی انگریز پرنسپل اور ہر علم کے انگریز یا ہندو معلم ہین -

مین یقین کرتا ہون کہ دنیا مین کوئی ملک ایسا نہین ہے جہان معلم کا رعب داب اور وقعت ایسی بڑی اور مقدس سمجہی جاتی ہو جیسی ہندوستان مین سمجہی جاتی ہے بلکہ تم مین مشہور ہے کہ لڑکے کے باپ کے بعد اسکا معلم بہ مرتبہ والدین ہے (نعرہ تحسین) ایسی حالت مین ہندو یا عیسائی ایک مسلمان کا پسندیدہ معلم کیونکر ہو سکتا ہے (نعرہ تحسین*) مین تمہارے شکوک اور بے اعتباری کی نسبت جو تمکو ان تعلیم گاہون کی نسبت ہے جو تمہاری اولاد کی تعلیم کے واسطے بنائی گئی ہین ہمدردی کرتا ہون - معہذا تعلیم کی بہی بڑی حاجت ہے اور وہ حاجت یوماً فیوماً بڑہتی جائیگی - بس تمکو کیا کرنا مناسب ہے اور دنیاوی تعلیم کو مذہبی ضروریات کے ساتہہ کیسی تطبیق کر سکتی ہو × × × × × × × چاہیے کہ وہ (مسلمان) اپنی دولت خدا کے نام اور مذہب کے فائدہ کیواسطے دین - اور اس سے ایک بڑی یادگار اپنی گرم جوشی کی بنائین اور ایک محمڈن یونیورسٹی قائم کرین (نعرہ تحسین*)

* جسکو عام لوگ نعرہ خوشی کہتے ہین یہ وہ کلمہ تحسین ہوتا ہے جو لکچر و سپیچ کے سامعین کہتے اور اسوقت تالیان بجاتے ہین -

مہیا رہی واسطے یونیورسٹی قائم ہونے کے اغراض میری خیال میں یہ ہیں اول وہ تمام ہندوستان کیواسطے مذہبی خیالات کا مرکز اور اس کے طالب جو مذہبی علوم میں خوب مستعد ہوں تمام ہندوستان کے معلم ہوں اور مذہب میں تحریک کریں باوصف اس کے وہ اور علوم سے بے بہرہ نہوں - ایسی یونیورسٹی میں جسکی قائم ہونے کی میں آرزو کرتا ہوں تمام مفید علوم اور ہنر داخل ہوں - آجکل میری سمجھ میں تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی علم کے پڑھنے سے خوف کرتا ہو یا کسی زبان کے سیکھنے کو مذہب کے مضر خیال کرتا ہو - (لغو تحسین) بس میں خواہش کرتا ہوں کہ ہر قسم کا علم پڑھا جاوے جس کے واسطے لائق معلم مسلمان ہم پہونچ سکیں اور وہ تمام زبانیں سکھائیں جاویں جنکی ہندوستان میں کچھ بھی وقعت ہے مگر ان خاندانوں کی زبان خاصکر انگریزی ہو جن سے اپنے تئیں روزگار کے واسطے لائق بنانا مقصود ہو - اس طور پر مفید اور مذہبی علم عام طور پر شائع ہوگا اور تمام جماعت میں ایک حرکت پیدا ہو جاویگی" -

یہہ بیان سُنکر اُمید ہے کوئی نہ کہیگا کہ مغربی علوم میں ترقی مشرقی علوم میں ترقی کرنے کے سوا ملک و قوم و مذہب کے لیے مفید ہو سکتی ہے - پھر ان ممبران پنجاب یونیورسٹی کو (جو ملکی ترقی کے مدعی ہیں) کب مناسب و جائز تھا کہ وہ مغربی علوم کی ترقی کے لیے مشرقی علوم کو ضرر پہنچاتے اور ان رقوم کو جو مشرقی علوم کی ترقی کے لیئے وقف و مخصوص کی گئی تھیں مغربی علوم کی ترقی پر لگاتے -

ہماری اس بیان کو وہ ضرر رسان ممبران پنجاب یونیورسٹی صحیح نہ سمجھیں اور مشرقی علوم کے سوای مغربی علوم میں ترقی کرنے میں جو دنیاوی اور دینی نقصانات و مفاسد ہم نے صحیح دلائل سے ثابت کیے ہیں توجہ نہ فرمائیں تو ہم ان کی اس کارروائی کے حمایت بیجا اور تصرف ناروا ہونے پر دوسری دلیل پیش کرتے ہیں -

وہ (دوسری دلیل) یہہ ہے

قطع نظر اس امر سے کہ مشرقی علوم مین ترقی بہی ہماری ملک کے لیے ویسی ہی ضروری ہے جیسیکہ مغربی مین ترقی ضروری ہے - اس یونیورسٹی کی بنا ہی ان ہی مشرقی علوم کی ترقی کے لیے قایم ہوی ہے اور ابتدا مین اس یونیورسٹی کے لیے جو کچہہ راجون مہاراجون وغیرہ روسا و شرفا پنجاب وغیرہ نے عطیات دی ہین وہ ان ہی علوم کی ترقی کے لیے دی ہین - مغربی علوم کا ضمیمہ تو پیچہے لگایا گیا ہے - اور خاصکر ان کی ترقی کے لیے کسی نے ایک حبہ نہین دیا - اورون کا تو کیا ذکر ہے ان علوم کے حامیون نے بہی بجز الفاظ اور زبانی تقریرون کے آجتک گرہ سی کچہہ نہین دیا -

اور یہہ مسئلہ عرفاً قانوناً اور شرعاً ثابت و مسلم ہے کہ جس کام کے لیے اور جس شرط سے کوئی شخص یا قوم اپنے مال کو وقف* کری اسیکام مین اور اسی شرط کے موافق وہ مال خرچ کرنا ضروری ہوتا ہے واقف کی شرط کا خلاف محافظ و متولی کو نہین پہونچتا - بناءً علیہ اگر مشرقی علوم کی ترقی و اشاعت غیر مفید و یا غیر ضروری بہی ہے تو ممبران یونیورسٹی کو (جو اس مال وقف کے صرف محافظ و متولی ہین) ہرگز نہین پہنچتا کہ اس مال کو خلاف مرضی و مخالف شرط عطیہ دہندگان کے صرف کرین اس بات مین عرف و

---

* وقف جیسا کہ زمین و مکانات وغیرہ غیر منقولہ اشیا کا ہوتا ہے ویسا ہی منقولات تیشہ کہلاڑی روپیہ پیسہ وغیرہ کا ہوتا ہے - اسمین اگرچہ بعض فقہا کو خلاف ہے مگر اسکے مجوزین بہی فقہا ہی ہین - درمختار مین ہے منقولات کا وقف بہی جائز ہے اگر لوگون مین اسکا رواج ہو - جیسے کہلاڑا تیشہ درہم دینار بلکہ ان چیزون کے وقف جائز رکہنے کے لیے سلطانی حکم نافذ ہو چکا ہے - چنانچہ معروضات مفتی ابو السعود مین ہے

وصح ایضا وقف کل منقول قصد فیہ تعامل الناس کفاس و قدوم بل و دراھم و دنانیر قلت بل ورد الامر للقضاۃ بالحکم بہ کما فی معروضات لمفتی ابی السعود (درمختار)

تاویل نہوئی ظاہری اور حقیقی معنے ہوئے - اور اسکی جواب مین آپ سے کچھہ بن نہ پڑیگا یہہ **جواب** دعوی دوم بطور **معارضہ بالقلب** ہے جیسا کہ جواب دعوی اول بطور معارضہ **بالقلب** دیا گیا ہے - اب **ایک** جواب اِس دعوی کا بطور **نقض** دیا جاتا ہے -

لفظ (غیر مشترک*) کے ایسے معنے جنکے سمجھنے مین قرینہ و مقتضاے مقام کی حاجت ہو اس لفظ کے حقیقی اور ظاہری نہین کہلاتے - ایسے معنے کو علماے اصول و معقول مجازی اور تاویلی معنے کہتے ہین اور وہ اپنے کُتب اصول و معقول مین صاف تصریح کر چُکے ہین کہ حقیقی معنے کی علامت ہی یہہ ہے کہ وہ لفظ کو سُنتے ہی بلا کسی قرینہ کے فوراً سمجھہ مین آوین اور جو معنے سمجھے جانے مین محتاج بقرینہ ہُون وہ مجازی معنے ہین نہ حقیقی -

للمجاز امارات منها ان لا يتبادر نفسه بل يتبادر غيره لولا القرينة وهو عكس الحقيقة فانه لا يتبادر غيره بل يتبادر نفسه (مسلم الثبوت)

الاول ان يسبق المعنى الى افهام اهل اللغة عند سماع اللفظ بدون قرينة فيعلم بذلك انه حقيقة فيه فان كان لا يفهم منه المعنى المراد الا بالقرينة فهو المجاز (حصول المامول ص ۱۱)

علامة الحقيقة التبادر والعراء عن القرينة الخ (مسلم)

اور جس **حالت** مین لفظ معیت کے وہ خاص معنی جو آپنے بیان کئے ہین صرف

* مشترک جو کئی معنو کے لئے کئے بار جدا گانہ بنایا گیا ہی وہ باوجودیکہ ہر ایک مقام مین جدا گانہ معنے بتانے مین محتاج بقرینہ ہے حقیقت کہلاتا ہے کیونکہ اِسکے سبھی معانی بدلی کے ساتھہ بلا قرینہ سمجھہ مین آتے ہین چنانچہ مسلم الثبوت وغیرہ مین بیان کیا گیا ہے

واورد المشترك حيث لا يتبادر المراد وانما يرد على مذهب من نفى العموم والجواب انه يكفى التبادر ولو بدلا (مسلم)

اور یہ بات مجازی معنون مین پائی نہین جاتی وہ بدلی کے ساتھہ بھی بلا قرینہ سمجھہ مین نہین آتی - اور چونکہ شیخ ابن تیمیہ لفظ معیت کو مشترک نہین مانتے اسلئے وہ اوسکو محتاج بقرینہ ہونے کی ساتھہ حقیقت نہین کہہ سکتے

دفاتحون کا مسئلہ تو ممبران یونیورسٹی خود جانتے ہین - ہم اسپر بابین شرعی ثبوت پیش کرتے ہین جس سے ہمارے رسالہ کو خصوصیت ہو - تاکہ بل سلام معاونین یونیورسٹی جنکا روپیہ انکی شرط مرضے کے مخالف لگایا گیا ہے یا آیندہ لگایا جاوے سنٹ سے اپنے حق کا مطالبہ کرین - آیندہ انکی شرط کی پابندی نہ ہو - روپیہ رہان سے واپس لیکر اپنے دیسی مدارس کے حوالہ کرین -

فتاوی درمختار مین بحوالہ نہر الفائق بطور اصول بیان کیا ہے - وقف کنندہ کے شرط معتبر ہے جبکہ اسمین شارع نے اور جسپر عمل ہونے سے منع نہ کیا ہو جیسکہ صاحب شریعت کا صریح حکم - لہذا اس شرط کے مطابق خدام اوقاف کی وظائف مقرر کرنا اور جو خدمت کہ بجا نہ لاوے اسکا وظیفہ بند کرنا جسپر ہے اس شرط کا خلاف کرنا سے خصوصاً جبکہ اس شرط کے خلاف سے وہ وقف خصوصاً

قولهم شرط الواقف كنص الشارع في المفهوم والدلالة ووجوب العمل - فيجب عليه خدمة وظيفته وتركها لمن لم يعمل والاثم لا سيما فيما اذا لزم بتركها تعطيل الكل - (من النهر) (درمختار مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ص)

اسی اصول کے مطابق اس کتاب مین اور اکثر کتب فقہ مین بہت مسائل مین شرط واقف کا لحاظ کیا گیا ہے - از تجملہ چند مسائل بطور تمثیل کے ہم یہان لکھتے ہین

(۱) کسی نصرانی نے یہ شرط کی کہ میری اس وقف سے اس شخص کو میری اولاد مین سے کچھ نہ دیا جاوے جو مسلمان ہو جائے - یا وہ دین نصرانی کے سوا اور دین اختیار کرے اس شرط پر عمل نہ ہوگا -

لو قال على من اسلم من اولادي او انتقل الى غير النصرانية فلا شيء له لزم شرطه على المذهب (درمختار صفحہ ۲۸۷)

(۲) کسی زمین وقف مین یہ شرط ہو کہ اس کے بدلہ دوسری زمین وقف کیجاوے گی یا اسکو بیچکر اسکی قیمت سے دوسری زمین خریدی جاویگی تو جب چاہے یہ تبدیل کرے جب

وجاز شرط الاستبدال بدا رضا آخر حينئذ او شرط بيعه وشراء غيره بثمنه (درمختار)

اذا شاء فاذا فعل صارت الثانیۃ کالاولی فی شرائطھا وان لم یکن یذکرھا ثم لا یستبدلھا بثالثۃ لانہ حکم ثبت بالشرط والشرط وجد فی الاولی لا الثانیۃ (درمختار)

اس زمین کی تبدیلی ہو تو اس مین بہی وہی شرطین مرعی رہین گی جو پہلی زمین کی شرطین تہین - ہان تیسری زمین سے تبدیلی جائز نہو گی - کیونکہ اسکی تبدیلی کی شرط پہلے نہوئی تہی -

(۳) کسینے مسجد مین پہلدار درخت لگایا اگر اُس نے یہ شرط یا نیت کی ہو کہ جو راستہ سی

غرس فی المسجد اشجارا مثمرۃ ان غرس للسبیل فلکل مسلم الاکل والاقتباع لمصالح المسجد حسبۃ (درالمختار ص ۳۹۹)

گذری وہ اسکا پہل کہائے تو سب مسلمانون کو اسکا پہل کہانا جائز ہے ورنہ اُسکو فروخت کرکے اسکا دام مسجد کی ضروریات مین لگایا جائیگا - ان مسائل سے بخوبی ثابت ہے کہ جس کام کے لئے اور جس شرط سی کوئی اپنا مال وقف کرے اسکی خلاف مین اسکا مال صرف کرنا جائز نہین ہے -

اس دوسری دلیل کو بہی وہ لوگ نہ سنین اور عرف قانون اور شریعت سبکو ایک طرف رکہکر زبردستی اختیار کرین تو ہم انکی اس کارروائی کا بیجا ہونا اور اس سے آیندہ انگریزی علوم کے لیے (جنکے وہ حامی ہین) خوف وخطرات کا پیدا ہونا تیسری دلیل سے ثابت کرتے ہین جسکی نظر سے ہم نے عنوان مضمون مین پنجاب یونیورسٹی کیحالت کو خوفناک کہا ہے -

وہ تیسری دلیل یہ ہے

اگر مشرقی علوم کو تنزل ہوا اور انکا حق مغربی علوم کو دیا گیا تو بانیان و ابتدائی معاونان یونیورسٹی جنکی عالی ہمتی و فیاضی کے سٹیم پر یونیورسٹی کا انجن چل رہا ہے اسکی امداد سی ہاتہہ کہینچ لین گے پہر ایک نہ ایکدن فقدان امداد و قلت زر کے سبب مغربی علوم بہی مشرقی علوم کے ساتہہ تنزل کی راہ لین گے - پچہلے سرمایہ پر بہروسہ ہو تو وہ چند روز مین تمام ہو جائیگا - آیندہ کوئی ایسا معاون*

* ہمنے سنا ہی کہ ترقی علوم مغربی کے لیے چندہ جمع کرنیکو ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے مگر تب ہی جانین گے جب روپیہ جمع ہوا دیکہئے گا

جو مغربی علوم کا انجن اپنے زور سی چلا سکے نظر نہ آئیگا

حامیان علوم مغربی ان علوم کی خیر چاہتے ہین تو مشرقی علوم کی ترقی مین ویسی ہی سعی کرتے رہین جیسا کہ ابتدا مین ہوتی رہی ہے ان ہی علوم کی ترقی کے وعدہ پر راجگان و رؤسا پنجاب سی روپیہ وصول ہوگا جو دونو قسم علوم کے لیی کام آئیگا - انہون نے کچھہ ندیا تو دونون کا کام تمام ہوگا - حامیان علوم مغربی مشرقی علوم کو اصل مقصود نہین سمجھتے تو اپنی اصلی مقصود (علوم انگریزی) کا دسیون [illegible] لین - اور اسی نظر سے انکی حقوق قائم رہنے دین -

بالجملہ* ملک کا عام فائدہ اور یونیورسٹی کی خیر اسمین ہی کہ مغربی و مشرقی دونو قسم علوم کو ایک نظر سی دیکھا جائی اور دونو کی ترقی کے لیی یکسان کوشش عمل مین آوی - مغربی علوم کے لیے کسیقدر زیادہ کوشش کرنیکی حاجت ہو تو اسکی مصارف کا بندوبست علیحدہ کیا جاوی مشرقی علوم کے حق دبا کر انکو ندیا جاوی - اب ہم اس مضمون کو انہی اجمالی اشارون پر ختم کرتے ہین - یہہ اشارات مشرقی علوم کے ضرر رسان ممبران یونیورسٹی پر موثر نہ ہوئی تو اس مضمون کے دوسری نمبر مین ہم ان حقوق کی تفصیل کرینگی جو مشرقی علوم کے دبائی گئے ہین یا انکی دبائی جانے کا خوف ہی -

اور نیز مشرقی و مغربی علوم کی ضرورتون کا موازنہ کرکے یہ بات بہی ثابت کردینگی کہ مغربی علوم کو مشرقی علوم پر ایسی ترجیح نہین کہ انکے مقابلہ مین انکی محافظت حقوق کی ضرورت نہو اور جن وجوہات سی تحصیل مشرقی علوم مین اوقات صرف کرنیکو عبث سمجھا جاتا ہے اور اسکو مغربی علوم کا حارج اور مفوت خیال کیا جاتا ہی انکا کافی جواب دینگی - اور اسکی ساتھہ ہم موجودہ مشرقی تعلیم کے وہ نقائص بہی بیان کرینگی جنکی نظر سے مشرقی علوم کو حقیر سمجھا جاتا ہے پہر ان نقائص کے دور کرنیکی تجاویز پیش کرینگی جن سی مشرقی تعلیم نقصانون سے پاک ہوکر مغربی تعلیم کی ہمسر ہوجائے اور مغربی علوم کی حامیونکو بہی پیاری اور بے عیب معلوم ہو - واللہ الموفق

* یہہ اجمال ہمارے تمام مضمون کا ماحصل و لب لباب ہے جسکو ہمارے مضمون پر کچھہ بحث کرنا منظور ہو وہ اس اجمال کو پیش نظر رکھکر جو کہنا ہو سو کہے - ہمکو مغربی علوم کا مخالف سمجھکر مخالفانہ بحث نکرنے لگ جائے -

اہل حدیث کو وہابی کہنے پر اعتراض

(گورنمنٹ و خواص ملک توجہ کریں)

ایک لفظ کو اچھے معنے بھی رکھتا ہو مگر جب وہ عام طور پر برے معنی میں مستعمل ہو چکا ہو تو اسکا استعمال کسیکے حق میں (خصوصاً انکے جو اسکو برا سمجھیں) جائز نہیں ہے۔ اور اس استعمال سے (اگر عام لوگوں کو روکنا مشکل ہے بلکہ وہ اور بھی انکے ضد و کد اور روکنے والے کی ہٹ کا باعث ہو جاتا ہے) مگر خواص اہل تہذیب و مدعیان انصاف) کو جو جائز و ناجائز کے پابند ہوں اسکے استعمال سے روکنے کا ہر ایک کو حق ہے

اسکی مثالیں عربی فارسی انگریزی ہندی وغیرہ زبانوں کے بہت سے دو معانی الفاظ میں جنکے اچھے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ پر وہ زیادہ تر برے معنے میں مستعمل ہونیکے سبب کسیکے حق میں (خصوصاً انکے جو انکو برا سمجھیں) بولنے جائز نہیں سمجھے جاتے جیسے عربی میں لفظ کافر ہے جو اپنے اصلی اور پرانے استعمال کی رو سے بڑی چیز سے انکار کرنے کے معنی ہی رکھتا ہے جو اچھے معنی ہیں اور اس معنی کی نظر سے قرآن مجید میں مومنوں پر جو طاغوت

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ (بقرہ ۳۲)	اور ادیان باطلہ سے منکر ہیں اس لفظ کا
کفرنا بکم (ممتحنہ ع ۱)	اطلاق پایا گیا ہے مگر

چونکہ پچھلے زمانوں میں یہ لفظ حق سے انکار کرنے کے معنے میں جو امر مدہب سے زیادہ تر مستعمل ہو گیا ہے۔ لہذا اب اسکا استعمال کسی خاص شخص کی نسبت جائز نہیں سمجھا جاتا۔ ایسا ہی لفظ رافضی سبق اہل تشیع ہے اور لفظ خارجی سبق اہل سنت۔

ایسا ہی ہندی محاورہ میں لفظ حلال خور ہے جسکے ہمیں معنے حلال کھانیوالے کے ہیں

* ان آیات اور ان معنی کفر کی تفصیل شائع شدہ نمبر ۱۰ جلد ۴ میں بعنوان "کفر و کافر" تحریر ہو چکی ہے۔

(جنمین کوئی برائی نہین) مگر چونکہ اس کا استعمال برطبق عکس نہند نام زنگی کافور
ایکحرام خور قوم (چوہڑون) کے حقمین ہوگیا ہے - لہذا اسکا اطلاق کسی ہندو یا
مسلمان پر جائز نہین سمجہا جاتا

ایسی ہی فارسی مین الفاظ "ثالث بالخیر - کریم الطرفین - وغیرہ وغیرہ" - جنکی تشریح
کی حاجت نہین اور بعض کی تشریح سے تہذیب مانع ہے

ان ہی الفاظ مین سے لفظ وہابی ہے جو اہل حدیث ہندوستان کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے
اس لفظ کے اگرچہ اچہے معنے بہی ہوسکتے ہین یعنے وہاب والہ یا بندہ خدا جو اسکے لغوی معنی
ہین مگر دو معنی اسکے برے بہی ہین جنمین وہ اب عموماً استعمال کیا جاتا ہے -

انمین سے ایک معنی کو تو مذہبی محاورہ مین برا سمجہا جاتا ہے دوسری معنی کو پولٹیکل اصطلاح
مین مذہبی محاورہ مین اسکے معنی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو کے سمجہے جاتے ہین
جسکو اکثر مسلمانان ہند و عرب و روم و مصر دائرہ اسلام سے خارج سمجہتے ہین - اور
اسکے عقائد و اعمال یہہ بیان کرتے ہین کہ وہ معجزات انبیا و کرامات اولیا کا منکر تہا - اور تمام
مسلمانون کا (جو اسکے اعتقاد سے مخالف تہے) قاتل و مکفر -

پولٹیکل محاورہ مین اسکے معنے باغی و بدخواہ سلطنت کے لیے جاتے ہین - جسکی مناسبت پہلے
معنے مذہبی سے یہ بیان کی جاتی ہے - کہ محمد بن عبدالوہاب ایسا ہی تہا سلطنت روم کا وہ
باغی رہا اور بارہا اس سے لڑا اور مکہ مکرمہ پر متغلب ہوگیا جسکو آخر محمد علی پاشاہ مصر نے
مغلوب کیا -

اور چونکہ اہلحدیث ہند مین یہہ دونو بری معنے پائے نہین جاتے نہ وہ معجزات و کرامات کے
منکر ہین نہ کسی اہل قبلہ کے (جو انکا اعتقاد مین مخالف ہو) مکفر ہین - اور نہ کسی گورنمنٹ
کے جسکے ظل حمایت مین رہین (مخالف مذہب و غیر مسلم کیون نہو) وہ باغی ہین - اور کم سے
کم یہہ کہ وہ دونو معنے سے اپنی برات و انکار ظاہر کرتے ہین - لہذا اپنے حقمین وہ اس

لفظ کی استعمال جائز نہیں جانتے - اور اسکو لائیل لفظ خیال کرتے ہین جیسا کہ موسز لفظ کافر کو یا مسلمان لفظ حلال خور کو - اور اپنی مہربان گورنمنٹ اور خواص ملک سے وہ اصرار کے ساتھ یہہ درخواست کرتے ہین - کہ وہ اس لفظ سے اس گروہ کو مخاطب نکیا کرین - خصوصیت کے ساتھہ اُن کو مخاطب کرنا ہو تو لفظ اہل حدیث جو انکا پُرانا خطاب ہے - چنانچہ مضمون اہل حدیث قدیم ہین یا جدید المجوسی مضمون کے بعد وہ اسی لفظ سے مخاطب کیا کرین "

ہر چند - ہمارے مہربان گورنمنٹ (جسکو گروہ اہل حدیث سے بدظنی نہین ہے اور وہ اس گروہ کو بھی ایسا ہی خیر خواہ و مطیع سلطنت سمجھتی ہے جیسا کہ اور مسلمانون کو) یہہ لفظ اس گروہ کی نسبت ان معنے کے ارادہ سے استعمال نہین کرتی - صرف اس فرقہ کے اس نام سے مشہور ہونے کے سبب یہہ لفظ انکے حق مین بولتی ہے (چنانچہ گورنمنٹ پنجاب نے اپنے *سرکاری مجریہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۷۶ع مین اور گورنمنٹ ممالک مغرب و شمال و اودہ نے اپنے یادداشت نمبری ۲۷۹ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۷۲ع مین اس امر کا اظہار کیا ہے) اور اسی طور پر بعض خواص ملک (جسکو گروہ اہل حدیث سے کوئی ذہنی وغیرہ عناد نہین ہے) صرف شہرت عام کی نظر سے اس لفظ کو ان کے حق مین استعمال کرتے ہین - ولیکن چونکہ یہ لفظ ایک مدت سے بُرے معنے مین مشہور ہو چکا ہے اور جہان کہین گورنمنٹ کی تحریرات و احکام مین اس گروہ کے مخالفین اس گروہ کی نسبت یہہ لفظ مستعمل دیکھتے ہین - وہان اس لفظ کے یہی معنے وہ لوگ قرار دیتے ہین (گو گورنمنٹ کے ارادہ مین وہ معنے نہون) اور ان ہی لوگون کی تقلید و پیروی بعض افسران گورنمنٹ (جو گورنمنٹ کی اصول و پالیسی کا لحاظ نہین کرتے) اختیار کرکے اس فرقہ کو اس لفظ سے یاد کرتے اور حقارت سے دیکھتے ہین - لہذا یہہ فرقہ گورنمنٹ کا دلی خیر

* یہہ تحریرات بعینہا مع ترجمہ خاتمہ مضمون مین منقول ہین -

خیر خواہ گورنمنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اپنی خیر خواہ یا کی نسبت ایسے لفظ کا استعمال جسکو فساد پسند بدنیت لوگ برے معنے پر حمل کرتے ہیں قطعاً ترک کرے۔ بلکہ اس مضمون کا سرکلر مشتہر و متداول کردی کہ سرکاری احکام و تحریرات میں اس خیر خواہ فرقہ کی نسبت یہہ لفظ قطعاً تحریر میں نہ آوے۔ اور اس فرقہ کو خصوصیت کے ساتھہ مخاطب کرنا ہو تو بلفظ اہل حدیث (جو ان کا پرانا خطاب ہے اور یکبار اس کے وہ اپنا قومی خطاب اور کوئی پسند نہیں کرتے) مخاطب کیا کریں۔

یہہ درخواست گورنمنٹ کے نیوٹرل (عنیہ طرفدار) ہونے کے مخالف نہیں کیونکہ نہیں نہ اس امر کی التجا کی گئی ہے کہ گورنمنٹ خود انکا مذہبی ایڈریس اہلحدیث مقرر کرے۔ اور انکو فرقہ ناجیہ یا تہوڈاکس میں شامل داخل کرے۔ اور نہ اس امر کی التجا ہے کہ وہ دوسرے اہل مذاہب کو اس امر پر مجبور کرے۔ بلکہ نہیں صرف اس امر کی درخواست ہے کہ انکی نسبت پولیٹیکل لفظی اشتباہ کو (جو باد اقفون کو ہے) اہلحدیث اور اس گروہ کا قومی خطاب (جس سے گورنمنٹ آپکو خود پکارنا چاہتے) اہل حدیث مقرر کرے۔

یہہ درخواست بعینہ اس درخواست کی مانند ہے کہ کوئی گورنمنٹ کا خیر خواہ جب کبھی کسی قسم کا پولیٹیکل اشتباہ ہوا اپنے رفع اشتباہ کی درخواست کرے یا کوئی قومی مجلس یا سوسائٹی اپنی سوسائٹی کا کوئی نام خود مقرر کرے۔ اور اس نام کی گورنمنٹ سے رجسٹری کرانے کی درخواست کرے (جیسے محمڈن ایسوسی ایشن۔ یا ریفارم ایسوسی ایشن۔ یا انجمن اسلامیہ۔ یا انجمن ہمدردی۔ یا انجمن حمایت اسلام وغیرہ وغیرہ)

اس درخواست کیطرف توجہ کرنے کے وقت شاید امور ذیل امور تنقیح قرار دئے جاوین۔

اوّل۔ یہہ لفظ ان بڑی مشہور خصوصاً دوسرے معنے میں (جس سے گورنمنٹ کو تعلق ہے) مستعمل ہے؟

دوم یہ قوم اس لفظ کا اپنے حق مین استعمال ہونا پسند جانتی ہے؟
سوم یہہ قوم اس لفظ کے دوسرے معنے سے (جنکو گورنمنٹ سے تعلق ہے) بری ہے اور اس سے وہ اپنی برأت ظاہر کرتی ہے؟ - اور جنسے خواہی گورنمنٹ کا دم بھرتی ہے؟

ہم مضمون مین ان امور کی تائیدات بطور نوٹ گورنمنٹ مین پیش کرتے ہین - گورنمنٹ اپنی تنقیح و تحقیق کے وقت اگر وہ تحقیق کرنا چاہے اُن کو پیش چشم رکھے -

(تائید امر اول)

امر اول کی تائید مین ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب (ممبر کونسل واضع قانون) کا وہ رسالہ پیش کرتے ہین جسمین انہون نے یہہ دعوی کیا اور اس قوم کو گورنمنٹ کا بدخواہ قرار دیا ہے اس رسالہ مین بہت سی اشیان گورنمنٹ نے دہو کا کہایا اور یہہ سمجھہ لیا ہے کہ دنیا نے گورنمنٹ کے باغی کا نام ہے - یا گورنمنٹ سے بغاوت وناہبون کا کام ہے جسکو انرایبل سید احمد خان سی ایس آئی نے عمدہ تفصیل سے اٹھایا اور جناب ثابت کر دکہایا ہے کہ یہہ فرقہ جسکو وہابی کہا جاتا ہے گورنمنٹ کا مخالف نہین - اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے ناواقفی کے سبب سے یہہ کہا کہایا ہے

اس امر کی مویدہ بعض متعصب اخبارات ورگروہ اہلحدیث کے مخالفین مذہب کے تحریرات بھی ہین جن مین وہ وہابیون کو گورنمنٹ کا مخالف و بدخواہ قرار دیتے ہین مگر ہم ان اخبارات و تحریرات کو بالفعل پیش کرنا نہین چاہتے - اور اپنے ملکی

‡ آنریبل سید احمد خان صاحب کے جوابات کا خلاصہ ہمارے رسالہ نمبر ۲ جلد ۲ کے ضمیمہ مین اور رسالہ نمبر ۱ جلد ۴ مین بعنوان عنوان "تحفہ دستان کے جواب پر عمل کرنے والے وہابی نہین" - مفصل موجود ہے اس مضمون مین بھی اسکا ایک حصہ منقول ہوگا -

یا مذہبی بھائیون کی شکایت آپ نہین کرتے گو ان لوگون کو یہہ لحاظ نہین ہے

(تائید امر دوم)

یہ امر عموماً مشتہر ہے کہ اس لفظ کو کوی اہلحدیث اپنی نسبت بولنا پسند نہین کرتا۔ اور عند الاستفسار کوئی وہابی نہین کہلاتا اس دعوی پر ایک بڑی روشن دلیل یہہ کہ مردم شماری کے وقت اس گروہ کے کسی پڑھے لکھے آدمی نے اپنے آپ کو وہابی نہین لکھایا باوجودیکہ اس گروہ کی تعداد ملک ہندوستان مین لاکھہ سے بڑھکر تھی۔ بعض اَن پڑھ لوگون نے اپنے آپ کو وہابی لکھا یا ہے تو یہہ اُن کی ناواقفی کا نتیجہ ہے وہ لوگ عوام ہین لفظ وہابی کے کسی معنے اچھے یا برے سے واقف نہین جو لفظ لوگون سے اپنے حق مین سنا وہی لکھا دیا۔ ان لوگون کا مذہبی امور مین کچھہ اعتبار نہین۔

آنریبل سید احمد خان سی ایس ای نے جو ڈاکٹر ہنٹر کے مقابلہ مین لفظ وہابی کو تسلیم کر لیا ہے تو وہ بھی بطور فرض و تنزل تسلیم کیا ہے ورنہ وہ بھی خوب جانتے ہین کہ اس گروہ کا اصلی نام اہلحدیث ہے۔ اسی رسالہ مین جو بہہ سات دفعہ وہ خود انکا یہی نام لکھہ چکے ہین۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۱۲ مین بعنوان "مسلمانون ہندوستان کے اہلحدیث وہابی نہین"۔ اصل کلام انریبل صاحب منقول ہو چکا ہے۔

اسی تسلیم و تنزل پر کسی شاعر گروہ اہلحدیث کا کلام سُنی ہے جس نے نظم مین یہہ کہا ہے ؎ "وہابی کا معنے ہے رحمان والا کچھہ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا" درحقیقت مین اسکو بھی اپنے وہابی ہونیکا اقبال نہ تھا۔

دوسری دلیل اہلحدیث کے اس لفظ وہابی کو پسند نہ کرنے کی یہہ ہے کہ ۱۸۷۶ء مین جو درخواست مضمن تبرا خواہی گورنمنٹ تین سو اشخاص اہلحدیث کیطرف سے گورنمنٹ پنجاب مین پیش ہوئی تھی جسکا جواب مین وہ سرکلر مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۷۶ء جاری

* اسپر طرفہ یہہ ہے کہ وہابی فرقہ کو (جو درحقیقت نجدیون کا نام ہے) تو وہ مضمون نمبر ۴ ہم مین تہذیب الاخلاق نمبر ۲ جلد ۴ سطور ۱۰ مین فرقہ ضالہ قرار دے چکے ہین پر اپنا پہلا بیان بھی مان لینا کیونکر ممکن ہے۔

ہوا تہا اسمین بہی اس لفظ سے اس گروہ کا انکار موجود ہے - جسکو گورنمنٹ نے بہی تسلیم کیا اور پہر اس لفظ سے انکو مخاطب کرنے پر عذر گیا -

تیسری دلیل - گورنمنٹ ممالک شمال و اودہ کی سالانہ رپورٹ مین رسالہ اشاعۃ السنۃ کے ذکر مین ایڈیٹر کو وہابی کے خطاب سے یاد کیا گیا تو ہم نے بذریعہ خاص مراسلت اس لفظ سے اپنا اور اپنی قوم کا تنفر و بیزار ہونا ظاہر کیا - جسپر سکرٹری گورنمنٹ نے اپنی اس یادداشت نمبری ۲۷۹ مورخہ ۲۶ - جنوری ۱۸۸۲ع مین عذر کیا - اور آئندہ اس لفظ کہنے سے احتیاط عمل مین لانیکا وعدہ دیا -

چوتہی دلیل جو سب سے زیادہ روشن و قوی ہے یہ ہے کہ رسالہ اشاعۃ السنۃ جو گروہ اہلحدیث کیطرف سے گورنمنٹ مین وکیل ہے عرصہ نو سال سے پکار رہا ہے کہ اس گروہ کو اس لفظ کی استعمال سے سخت نفرت ہے ۱۸۷۹ع مین اوس نے بضمن ضمیمہ رسالہ نمبر ۶ جلد ۲ بڑے شد و مد سے اس تنفر و انکار کو ظاہر کیا اور خوب ثابت کر دیا کہ اس قوم کو اس لفظ سے مخاطب کرنے کی کوی وجہ نہین -

پہر ۱۸۸۱ع و ۱۸۸۲ع مین اوس نے اس عنوان کے کہ "ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنے والے وہابی نہین" چار نمبر مضمون شائع کیے - جو رسالہ نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ جلد ۴ اور نمبر ۱ و ۲ جلد ۵ مین درج ہین - جنمین عقلی و نقلی دلائل اور تاریخی شہادتون سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہہ لوگ اس لفظ کو بہت برا جانتے ہین اور کسیوجہ سے وہ اس لفظ کی استعمال کے محل نہین ہو سکتے پہر اسی ۱۸۸۲ عیسوی مین مضمون "لارڈ رپن اور وہابی مین" ان کے انکار کا اظہار کیا پہر ۱۸۸۳ع مین جلد ۶ کے متعدد پرچون مین اس انکار کو مشتہر کیا - اور خاصکر نمبر ۱۰ جلد ۶ مین اس گروہ کے ایک سرگروہ مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کا گورنر حجاز و کمانڈر چیف عربستان کی اجلاس مین عین مکہ مکرمہ مین وہابیت سے جسکو اعتزال سے تعبیر کیا گیا ہے انکار*

* یہہ مذہبی معنے کر وہابی ہونے سے انکار پر شہادت ہے -

مقتضاے مقام سے مفہوم و مراد قرار دئے جاتے ہین - اور قرینہ (سباق و سیاق) سے ہی سمجہہ مین آتے ہین اور ازان جملہ جو معنے ایک مقام اور ایک قرینہ سباق و سیاق سمجہہ مین آتے ہین وہ دوسرے مقام مین اور دوسرے قرینہ سے سمجہہ مین نہین آتے اور یہہ باتین آپنے خود ہی بیان کی ہین تو پھر یہہ معنے اس لفظ کے حقیقی اور ظاہری معنے کیونکر ہو سکتے ہین یہہ ہو تو حقیقت و مجاز مین فرق نہین رہتا - اور حقایق شرعیہ و لغویہ کا اعتبار نہین رہتا -

آپکا اس لفظ (معیت) کو ان سب معانی مین حقیقت کہنا پھر انکی فہم (سمجہہ مین آنے) کو مقتضاے مقام کا محتاج ٹہرانا دو امر متناقض کا قایل ہونا ہے - اور معقول و منقول کا مخالف بننا - اس لفظ معیت کا بعض مواضع مین بعض معانی سے مخصوص ہونا اور ان معانی کا سمجہہ مین آنا قرائن حالیہ (مقتضاے مقام) یا مقالیہ (سیاق و سباق) پر موقوف ہونا صاف یقین دلاتا ہے کہ یہہ لفظ ان معانی مین مجاز ہے یا مشترک کہ وہ بہی بعض مقامات مین قرینہ کے سبب بعض معانی کے ساتہہ مخصوص ہونے کے بعد سؤل ہی کہلاتے ہین پھر حال اس لفظ کے مختلف مقامات مین مختلف معانی (کہین نصرت کہین حمایت کہین علم) سبہی حقیقی غیر تاویلی کسی طرح بن نہین سکتے اور شیخ ابن تیمیہ وغیرہ مئولین اس صفت معیت مین تاویل کرنے کی الزام سے بری نہین ہو سکتے -

یہہ اس جواب کی علمی تقریر ہے جسکو علم معقول و اصول سے آشنا سمجہہ سکتے ہین اسکا ماحصل لایق فہم عوام یہہ ہے کہ لفظ معیت کے وہ مختلف معنے جنکو آپ لوگ ان آیات کی تاویل یا (تفسیر) مین بیان کرتے ہین اسکے حقیقی در ظاہری معنے ہوتے تو لازم تہا کہ جہان کہین یہہ لفظ بولا جاتا وہان یہہ سبہی معنے کس و ناکس کے سمجہہ مین آتے - اور جسحالت مین بعض جگہہ بعض الفاظ ملانے سے

کرنے اور اس سے برے ہونے کو مشتہر کیا۔ اور اسکی تائید مین گورنر حجاز کا ترکی زبان مین سرکلر شائع کیا۔ جو اس مضمون کے خاتمہ مین منقول ہوگا۔

اشاعۃ السنۃ کے ان پرچون پر پڑھنے کے بعد کوئی اس دعوی مین شک نہین کر سکتا ہے گروہ کو اس لفظ کے استعمال سے سخت نفرت و انکار ہے۔

تائید امر سوم

اس امر کی تائید گورنمنٹ کی سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہین۔ گورنمنٹ بخوبی واقف ہے کہ اس گروہ کے اعیان و مقتدا ون نے نازک وقتون مین گورنمنٹ کی خیر خواہی و وفاداری ثابت کر دکھائی ہے۔ اور عین طوفان بے تمیزی کے وقت گورنمنٹ کی مخالفت نہین کی ولیکن ہم اپنے ناظرین اور بعض ناواقف عہدہ داران گورنمنٹ کے لیے چند ایسی واقعات و دلائل پیش کرتے ہین جن سے اس قوم کا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا۔ اور باغیانہ و مخالفت سے بری ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) غدر ۱۸۵۷ء مین کسی اہل حدیث نے گورنمنٹ کی مخالفت نہین کی۔ بلکہ پیشوایان اہلحدیث نے عین اس طوفان بے تمیزی مین ایک انگریز یورپین لیڈی کی جان بچائی اور عرصہ کئی مہینے تک اسکا علاج معالجہ کر کے تندرست ہونے کے بعد سرکاری کیمپ مین پہنچا دے۔ اسکی تصدیق مین سرکاری چھٹیات موجود ہین جو اس مضمون کے خاتمہ پر بعد ترجمہ نقل کی جاوینگی۔

(۲ سے ۵) ریاست بھوپال نے (جو زمانہ نواب سکندر بیگم مرحومہ سے اہلحدیث کی ریاست کہلاتی ہے) زمانہ غدر مین گورنمنٹ کو خوب مدد دی۔ (۲) پھر کابل کی لڑائی مین فوج و زر سے معاونت کی (۳) اور اب تھوڑا عرصہ گذرا ہی کہ مہدی سوڈانی کے مقابلہ کے لیے مستعدی ظاہر کی جسکی تصدیق سرکاری تحریرات سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ (۴) اور ابتدا جنگ کابل سے آجتک بھوپال سے عربون ترکیون اور ولایتون کی آمد و رفت موقوف

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

موقوف کر دی۔

(۶) اس قوم کا وکیل سرکار رسالہ اشاعۃ السنۃ عرصہ سات سال سے اپنے متعدد پرچون مین گورنمنٹ کی خیر خواہی کے مضامین شائع کر رہا ہے۔ جن مین اصول مذہب سلام (قرآن وحدیث) سے وہ ثابت کرتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مسلمانان ہند کو لڑنا اور اُسکے مخالفون کو مدد دینا جائز نہین۔ ان مضامین ہفت سالہ کی فہرست جرنل انجمن پنجاب نمبر ۵۱۔ جلد ۵ مطبوعہ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۵ء مین شائع ہوئی ہے۔ اور ان مضامین پر گورنمنٹ پنجاب کا اعزاز نامہ متضمن شکریہ بہی ایڈیٹر کے نام صادر ہو چکا ہے جسکی نقل اس مضمون کے خاتمہ مین ہوگی۔

(۷) اس قوم اہلحدیث کی خادم (خاکسار ایڈیٹر) نے اس مضمون مین کہ "برٹش گورنمنٹ سے کسی مسلمان ہند کو جہاد کرنا جائز نہین" (چہ جای فساد) ایک خاص رسالہ "اقتصاد فی مسائل الجہاد" تالیف کیا ہے۔ جسکو ایک یورپ کے جنٹلمین فاضل جی ڈبلیو ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر بانی مبانی یونیورسٹی پنجاب اور پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور انگریزی مین ترجمہ کر رہے ہین اور وہ بہت جلد شائع ہونے والا ہے۔ اس رسالہ کا ذکر بھی اس نمبر جرنل انجمن پنجاب اور اخبار پایونیر وغیرہ دیسی اخبارات مین ہوا اور ہو رہا ہے۔

ہر چند اس مضمون کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہون نے بھی لکھے ہین۔ ولیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ مین ہے وہ آجتک کسی تالیف مین (جو کتابین ہوئی ہین) پائی نہین جاتی وہ یہہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مولف کا خیال نہین رہا اس گروہ کے عوام و خواص نے بلکہ اسلام کے اور مختلف فرقون کے خواص نے بہی اسکو پسند کر لیا اور اس سے اپنے ارا کا توافق ظاہر کیا ہے۔ اس توافق راے حاصل کرنے کے لیے مولف (خاکسار) نے عظیم آباد پٹنہ تک ایک سفر کیا تہا جسمین لوگون کو یہہ رسالہ

سُنا کر اتفاق حاصل کیا - اور جہان خود نہین پہنچا وہان اس رسالہ کی متعدد کاپیان ارسال کرکے توافق حاصل کیا اور ۱۸۷۹ء مین بذریعہ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ اس رسالہ کی اصل اصول مسائل کو مشتہر کرکے لوگون کو اسپر متفق کیا - اس وجہ سے یہہ رسالہ عوام وخواص مین کامل درجہ کا پاپولر (عام پسند) ہوگیا ہے - اور یہہ امر اس مضمون کے کسی رسالہ مین آجتک پایا نہین گیا -

(۸) اس گروہ اہلحدیث کی خیرخواہ و وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل (جو اور کسی اسلامی فرقہ کی وفاداری پر پائی نہین جاتی) یہہ ہے کہ یہہ لوگ برٹش گورنمنٹ کی زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتون کے ماتحت رہنے سے (بلحاظ امن و آزادی و روزافزون ترقی نہ بلحاظ مذہب) بہتر سمجھتے ہین اور اس امر کو اپنی قومی وکیل اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ سے (جسکا نمبر ۱۰ جلد ۸ مین اس امر کا بیان ہوا ہے اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا مین پہنچ چکا ہے) گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر و مدلل کر چکے ہین جو آجتک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہین کیا اور نہ آیندہ کسی سے اسکے ظاہر ہونیکی امید ہوسکتی ہے

ان واقعات و دلائل خصوصاً دلیل ہفتم و ہشتم علی الخصوص دلیل ہفتم مین غور کرنے کے بعد کسیکو اس قوم کے دلی خیرخواہ گورنمنٹ ہونے مین شک و شبہ باقی نہین رہ سکتا اور نہ اس قوم کی نسبت کوئی بدخواہی کی بدگمانی کرسکتا ہے -

شاید ان دلائل کے مقابلہ مین اس گروہ کے مخالفین بعض سرحدی واقعات اور پٹنہ کے بعض مقدمات کو پیش کرین - ولیکن وہ واقعات اور مقدمات ان دلائل کا دو وجہ سے مقابلہ نہین کرسکتے - وجہ اول یہ کہ وہ حالات و مقدمات مشتبہ ہین ان سے گروہ اہلحدیث کی کسی شخص کی نسبت کوئی یقینی اور طمانیت بخش نتیجہ نہین نکل سکتا

اور نہ کوئی الزام قائم ہوسکتا ہے۔ وجہ دوم بہ تمام حالات و مقدمات کو مشتبہ نہیں یقینی نتیجہ کا مثبت تسلیم کرلیں تو بھی ان سے عام گروہ اہل حدیث پر الزام قائم نہیں ہوسکتا۔

تفصیل وجہ اول

وجہ اول کو از اسمٰعیل سید احمد خان سی ایس آئی نے رسالہ ڈاکٹر ہنٹر کے جواب میں خوب مفصل و مدلل کر دیا ہے اس وجہ کی تفصیل میں ہم انہی کے رسالہ مطبوعہ لنڈن کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ اس رسالہ میں (صفحہ ۱۵) بمقابلہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس دعوے کے کہ تمام حدود بنگالہ و توابع میں پہاڑی قوموں کے ساتھ وہابیوں کی سازش ہی پائی جاتی ہے۔ ہندوستان کے گوشہ شمال و مغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومیں رہتی ہیں وہ سنی المذہب حنفی قومیں ہیں اور اور لوگ ان کے ہم مذہب جسقدر ہندوستان میں رہتے ہیں ان سب میں وہ قومیں اپنے مذہب کی پابند زیادہ ہیں۔ اور جس طرح پر ان قوموں کو اپنے مخالف مذہب مسلمانوں سے عداوت نہیں ہے چنانچہ یہ قوم اپنے مذہب میں اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی اور شخص انکے ملک میں جاوے تو جب تک وہ اپنے مذہبی عقائد کو مثل انکے نہ کرلے اس وقت تک اس کی جان و مال کی خیر نہیں ہوتی۔ چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک میرے دوست حاجی سید محمد مرحوم شافعی المذہب کا جانا اتفاق سے سرحد کی انہیں قوموں میں گیا تھا مجھ سے کہتے تھے کہ مجھکو شافعی ہونے کے سبب سے اس قوم میں جرح تاریخ کی سختیں نہایت پڑیں اور قومیں

بقیہ اس سائل کی اردو عبارت کو ہم پہلے بھی اشاعۃ السنۃ جلد ۸ کے نمبر ۱۰ میں نقل کر چکے ہیں اور تکرار ہماری عادت نہیں لیکن چونکہ اس مضمون کے انگریزی حصہ میں پانچ صفحہ انگریزی خوان طبقہ کے حضور گورنمنٹ ہند انگریزی عبارت کو نقل کرنا پڑا تو اسکی متعلقہ ہیئت میں اردو حصہ میں اردو عبارت کا نقل کرنا ہی مناسب نظر آیا۔ اور یہ ہی داستان ہے کہ بعض ناظرین کو وہ مضمون دو عبارت اردو نقل ہو چکی ہے مہینہ آیا ہوگا انکو اسکے تلاش و فہم رسانی میں تکلیف ہو۔

ہے ان قوموں کے عداوت سے اس قدر اور وہابیہ قوموں کو اپنے میں الفت

دیہات وقصبات بلکہ خاص مساجد مین امن تلاش کرتا تہا لیکن مجہکو در اصل مسجد مین بہی امن نمعلوم ہوتا یہہ پہاڑی قومین حنفی لوگون کے فروعات کو بجاے اصول کے سمجہتے ہین چنانچہ انہین فروعات حنفیہ مین سے ایک کتاب درمختار ہے جو ۱۰۱۷ھ یا ۱۶۶۰ع مین لکہی گئی تہی اور فروعات حنفیہ مین سے یہہ کتاب نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہے اس کتاب مین چند اشعار عربیہ اس مضمون کے درج ہین جن مین فروعات حنفیہ کو اور آئمہ کے فروعات پر ترجیح دی ہے اور اورون کو برا لکہا ہے انہین شعرون مین سے ایک شعر کا ترجمہ یہہ ہے خدا کی لعنت اور قہر بے شمار اس شخص پر جو امام ابوحنیفہ کے مذہب کا پیرو نہین ہے یہہ پہاڑی قومین اولیا کرام کے مقابر اور مزارون کو خصوصًا پیر بابا کے مقبرہ کو جو بونیر مین ہے اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹہ مین ہے نہائت خلوص عقیدت سے پوجتے ہین اور مجہکو صدہا پہاڑی لوگون کے دیکہنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آجتک کوئی پہاڑی پٹہان ایسا نہین گذرا جو سواے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بہی میلان خاطر رکہتا ہو البتہ حیات افغانی مین جسکو گورنمنٹ کی ایک خیر خواہ اور ملازم مسلمان نے اردو زبان مین تصنیف کیا ہے (جو ۱۸۶۷ع مین لاہور مین چہپی ہے) یہہ فقرہ لکہا دیکہا ہے چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجہے جاتے ہین اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید میر کے معتقدین کو گمر سمجہتے ہین اور اکثر عثمانزئی اور ناصر اللہ کی اولاد وغیرہ جو گڑہی اسمعیل کا باشندہ تہا ملا سید میر کے طرفدار اور باقی پہاڑی قومین اخوند سوات کے پیرو ہین - پس اسی فقرہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کی قومون کے عقیدے مین وہابیت کا نام کو بہی اثر نہین ہے تاہم لحاظ اس بات کا ہرگز گمان نہین ہو سکتا کہ سرحد کے پٹہانون اور وہابیون مین کسیطرح سازش ہو سکتی ہے چنانچہ ۱۸۶۴ع مین وہابیون نے پہاڑون مین جاکر قیام کیا اور انہون نے اس بات کا قصد کیا کہ سکہون پر ہم لوگ جہاد کرین اور شہید ہون

* اصل شعر یہ ہے - فلعنۃ ربنا اعد او رمل + علی من رد قول ابی حنیفۃ یعنے بقدر شمار ریگ بیابان اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کرے - نعوذ باللہ من ہذا الغلو -

لیکن چونکہ پہاڑی قومین ان کے عقائد کے مخالف تہین اس لیئے وہ وہابی ان پہاڑیون کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بہی اچہا سمجہتے مگر جون کہ وہ سکہون کے جور و ستم سے نہایت تنگ تہے اس سبب سے وہابیون کے اس منصوبہ مین وہ بہی شریک ہوگئی کہ سکہون پر حملہ کیا جاوے اور آخر کار وہابیون اور پہاڑیون نے متفق ہوکر سکہون پر حملہ بہی کیا لیکن چونکہ یہہ قوم مذہبی مخالفت مین نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے اخیر مین وہابیون سے دغا کرکے سکہون سے اتفاق کرلیا اور مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کیا پس ان باتون کو درا اچہی طرح یاد رکہنا چاہیے کیونکہ ان سے وہابیون کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے جس کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے پہاڑی قومون کے ساتھہ وہابیون کی سازش خیال کیا ہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب مین وہابیون کے باغی لشکر قائم ہونے کی ایک کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجہکو اس تحریر مین چند در چند شبہے ہین اس لیے مین بہی ہندوستان کے وہابیون کے ایک مختصر کیفیت لکہتا ہون اور جب تک مین ایک مختصر کیفیت وہابیون کے نہ بیان کرون گا اسوقت تک یہہ بات اچہی طرح نہین کہلے گی کہ ڈاکٹر صاحب کو کن امور مین دہوکا ہوا ہے اور اس معاملہ مین اصلی کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس بات اور زیادتی کے ساتہہ بیان کیا ہے۔ ہندوستان کے وہابیون کی تاریخی کیفیت پانچ زمانون سے متعلق ہے پہلا زمانہ ۱۸۲۳ع سے شروع ہوتا ہے اور ۱۸۳۱ع تک پورا ہوتا ہے اور یہہ وہ زمانہ ہے جسمین مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے ان سکہون پر جہاد کیا تہا۔ جو اپنے مسلمان رعایا کو تکلیف پہونچاتے تہے اور انتہا اس زمانہ کی اس وقت تک ہوئی جب کہ پشاور دوبارہ ان کے پیروؤن کے ہاتہہ سے نکل گیا۔

دوسرا زمانہ ۱۸۳۱ع سے ۱۸۵۷ع تک یعنی پشاور کی فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسمعیل

صاحب اور سید احمد کی وفات تک ہے۔

تیسرا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہ دونو بزرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اس وقت تک ہے جب کہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئے اور وہابی لوگ معہ عنایت علی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گھروں کو بھیجے گئے یعنے ۱۸۳۱ء سے لیکر ۱۸۴۹ء تک ہے

چوتھا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب کہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونوں کے مارے جانے تک ہوئی۔ پانچوان زمانہ حال کا زمانہ ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے صریح غلطی سے وہابیوں کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچوں زمانوں میں وہابیت کا پہلا زمانہ نہایت عمدہ تھا اور جو کام اس زمانہ کے وہابی کرتے تھے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تھی اور کسیطرح ان لوگوں کیطرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں علے العموم مسلمان لوگ عموماً کو سکھوں پر جہاد کرنے کی ہدایت کرتے تھے تاکہ وہ اپنے ہموطن مسلمانوں کو اس قوم کے ظلم و تعدی سے نجات دیں۔

اُس زمانہ میں مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تھے مگر وہ واعظ نہ تھے۔ واعظ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب تھے جن کی فصیحتوں سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا ہوتا تھا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے۔ مگر اس واعظ نے اپنے زمانہ میں کبھی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے اُن کے ہم سفر لوگوں کی طبیعت ذرا بھی گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے منحرف ہو کر برافروختہ ہو بلکہ ایک تبہ وہ کلکتہ میں سکھوں پر جہاد کرنے کا وعظ فرما رہے تھے اثنا وعظ میں کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزوں پر جہاد کرنے کا وعظ کیوں نہیں کہتے وہ بھی تو کافر ہیں۔ اس کے جواب میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کچھ اذیت نہیں ہوتی اور چونکہ ہم

انگریزون کے رعایا ہین اس لیے ہم پر اپنے مذہب کی رو سے یہہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم کبہی شریک نہون - پس اس زمانہ مین ہزارون مسلح مسلمان اور بے شمار سامان جنگ کا ذخیرہ سکہون پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان مین جمع ہو گیا مگر جب صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اونہون نے گورنمنٹ کو اطلاع دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکہا کہ تمکو اس معاملہ مین ہرگز دست اندازی نہین کرنی چاہیئے - کیونکہ ان کا ارادہ کچھ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے غرضکہ ۱۸۲۴ع مین یہہ لوگ سکہون پر جہاد کرنے کے واسطے سرحد پر پہونچے اور اوس کے بعد ہندوستان سے برابر انکے پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بھی اس امر سے بخوبی واقف تہی جس کے ثبوت مین ایک مقدمہ کی کیفیت نظیراً مین درج ذیل کرتا ہون -

دہلی کے ایک ہندو مہاجن نے جس کے پاس جہادی لوگون کی امداد کے واسطے روپیہ جمع کیا گیا تہا امداد کے روپیہ مین کچھہ تغلب کیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر متوفی کمشنر دہلی کی روبرو ان پر نالش دائر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی کے حق مین اس دعوی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ مدعا علیہ سی ڈگری کا وصول ہوا وہ اور ذریعہ سی سرحد کو بہیجا گیا بعد اس کے اس مقدمہ کا پیل صدر کورٹ الہ آباد مین ہوا وہان بہی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا اس زمانہ مین وہابیون نے سرحد کی قومون کی مدد سی پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والی کابل کے بہای سلطان محمد خان کو حوالہ کیا مگر سلطان محمد خان نے فریب سے تہوڑے عرصہ کی بعد پشاور کو رنجیت سنگہ کی ہاتہہ فروخت کر ڈالا -

مگر دوسری زمانہ مین گویا وہابیت کا زوال شروع ہو گیا تہا - چنانچہ جب پھر سکہون کا پشاور پر قبضہ ہو گیا تو سید احمد صاحب اور مولوی محمد اسمعیل صاحب کے پیروون کا بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تہا کہ سرحد کے پٹہان ہماری مذہب کے باعث سے ہم

سے دلی عداوت رکھتے ہین اب ہم کو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکھنی چاہئے اور ہماری یہہ قلیل جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتھہ سکھون کا مقابلہ نہین کر سکتی - اور اسید حبسی انہون نے یہہ بھی کہا تھا کہ اب ہم کو اپنے مذہب کے رو سے یہہ جہاد جائز نہین رہا علاوہ اس کے لوگون کے باہم بھی اس امر مین اختلاف ہو گیا کہ آیا سید احمد صاحب ان کے پیشوا ہونے کے قابلیت رکھتے ہین یا نہین چنانچہ ان مین سے اکثر کی تو یہہ رائے تھی کہ وہ اس کام کے لائق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا مگر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے اس حالت مین بھی ان جھگڑون کے دفعیہ کے واسطے حق الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکھی (جو ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ۱۸۵۳ع مین کلکتہ مین طبع ہوی تھی) لیکن ان کی یہ تمام کوششین بے فائدہ ہوئین اور انجام کار وہ جماعت بالکل لوٹ گئی جس مین کئی ہزار آدمی ہندوستان مین اپنے گھرون کو واپس چلے اے جنانچہ منجملہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی تھے (جنکا انتقال ۱۸۶۲ع مین ہوا) اور دوسری مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنیوالے تھے مگر چونکہ انکا نکاح دہلی مین ہوا تھا اس سبب سے وہ کئی برس تک دہلی مین رہے اور ۱۸۶۷ع کو مقام الور مین انہون نے وفات پائی - شاید اس مضمون کے پڑھنے والے اس عجیب بات کے سننے سے بھی خوش ہون گے کہ مولوی محبوب علی صاحب وہی شخص تھے جنکو ۱۸۵۷ع مین باغیون کے سرغنہ بخت خان نے عین ہنگامہ غدر مین طلب کیا اور ان سے یہہ درخواست کی کہ آپ اس زمانہ مین انگریزون پر جہاد کرنے کی نسبت ایک فتوی پر اپنے دستخط کرین مگر مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا کہ ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے رعایا ہین ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکمون سے مقابلہ نہین کر سکتے اور طرہ یہ ہوا کہ جو اید اربخت خان اور اوسکے رفیقون نے انگریزون کی ہمیون اور بچون کو دی تھی اُس کی بابت بخت خان کو سخت لعنت و ملامت کی -

اس زمانہ کے بعد سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہو گئی اور آخر کار وہ ۱۸۳۱ء مین اپنی
اکثر رفیقون کے ساتہہ خادی خان کے دغا بازی سے شیر سنگہ کے مقابلہ مین شہید ہو گئے اور
اُن کے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیون کے ہمراہ تہے ان مین سے بہت سی لوگون نے
جہادیون کا ساتہہ چہوڑ دیا مگر اور لوگون نے اُنکا دل تہامنے کے لیے مصلحۃ یہہ خبر مشہور
کر دی کہ سید احمد صاحب ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامات غائب ہو کر کسی پہاڑ کی کُہہ
مین پوشیدہ ہو گئی ہین مگر آخر کار جب اس دہوکہ کا حال کہل گیا تو سید احمد صاحب
کے پیرو اپنے گہرون کو لوٹ آئے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ممالک مغربی
و شمالی سے آدمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہو گیا اور جو کچہہ واقعات اس زمانہ کے بعد ہوے
وہ چندان دلچسپ نہین ہین اسمقام پر مین یہہ بات بیان کرتا ہون کہ سید احمد صاحب
نے پشاور پر سکہون کا پہر قبضہ ہونے کے بعد اپنے ان رفیقون سے جو جہاد مین جان
دینے پر امادہ تہے یہہ کہا کہ تم جہاد کے لیے مجہہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیون
نے اُسی وقت بیعت کی اور یہہ بات تحقیق ہے کہ جو شخص شیر سنگہ کے مقابلہ مین لڑائی
مین بچ رہے تہے انمین سے صرف چند آدمی تو اپنے پیشوا سید احمد صاحب کی شہادت کے
بعد پہاڑیون مین باقی رہ گئی تہے جن مین سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے
والے تہے اسکے بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوے لیکن
اُنہون نے جہاد کے سرانجام مین کچہہ کوشش نہین کی اور جب پنجاب پر گورنمنٹ انگریزی کا
تسلط ہوا تو مولوی عنائت علی اور ولائیت علی معہ اپنے اکثر رفیقون کے ۱۸۴۷ء مین اپنے
گہرون کو واپس بہیج دی گئی پس اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہو گئی کہ پٹنہ یا بنگالہ کے اور
ضلعون سے بلکہ عموماً ہندوستان سے روپے اور آدمی اس وہابیت کے پہلے تین زمانون
مین ضرور سرحد کو بہیجے گئے تہے لیکن میری راے مین یہہ بات بہت کہلی ہوی ہے کہ
ان مین سے کوئی آدمی انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کرنے کے واسطے نہین کیا گیا تہا اور نہ اُن

اس لفظ کے معنے کچھ سمجھ مین آتے ہین بعض جگہہ اور لفظ ملانے سے کچھ اور
تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معنے صرف اس لفظ کے معنے نہین ہین -
اس لفظ کے ساتھہ اور الفاظ اور موقعے ملین تو یہہ معنے پیدا ہوتے ہین
اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ معنے اس لفظ کے ظاہری اور حقیقی نہین ہین

تیسرے دعوی کا جواب

ایک لفظ یا مفہوم کلی کو اپنے معانی یا افراد پر صدق مین متفاوت ماننا کسی پر اسکا
صدق کامل تسلیم کرنا کسی پر ناقص) و معہذا اسکو متواطی کہنا ایک ایسی اصطلاح ہے
جس سے عام اہل عقل کو اتفاق نہین ہے ہر چند اصطلاح مین مناقشہ نہین جو کچھہ کسیکے
دل مین آوے اصطلاح مقرر کرلے مگر اصطلاح مین بھی لغت سے مناسبت اور کم سے
کم لحاظ عدم مخالفت تو ضروری ہے اور اگر کوئی یہہ لحاظ اوٹھا کر دن کا نام رات مقرر کرلے
اور رات کا نام دن تو یہہ امر عقلا کے نزدیک معیوب ہے
بناءً علیہ جس حالت مین معیت یا ربوبیت وعبودیت کا صدق اپنے افراد پر متفاوت بیان
کیا گیا ہے تو پھر اسکو متواطی (جسکے معنے مین لغۃً و اتحاداً و مساواۃً ماخوذ ہے) کب جائز ہے
اور اگر یہہ خیال ہو کہ جو ان سب افراد مین مطلق قدر مشترک پایا جاتا ہے اسمین ان سب کا
شریک ہونا متواطی کہلانے کے لئے کافی ہے تو پھر چاہیئے کہ متکثر المعنی کا وجود ہی
مٹا دین - مشترک منقول حقیقت و مجاز سبکو اسقدر مشترک مین شریک ہونے کی نظر
سے متحد المعنی قرار دیکر کلی متواطی مین داخل کرین - کیونکہ ان سب مین جتنے کہ منجملہ
اقسام مشترک اضداد مین کچھہ نہ کچھہ قدر مشترک (کم سے کم وجود و امکان وغیرہ
امور عامہ) تو پایا جاتا ہے اور یہہ امر بھی عقل و نقل دونو کے مخالف ہے
اہل عقل و اہل نقل دونو وجود مشترک منقول حقیقت و مجاز کے قایل
ہین اور اس قدر اشتراک قدر مشترک کو متواطی ہونے کے کافی نہین سمجھتے

سے یہہ کام لیا گیا اور نہ ان تینون زمانون مین کسیکو اس بات کا کچہہ خیال ہوا کہ ہندوستان کے مسلمانون کی نیت بغاوت کی جانب مائل ہے مگر با این ہمارے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷۹ مین لکہتے ہین کہ تیس برس کا عرصہ ہوا ہوگا جب ایک خلیفہ بطریق رسالت بنگالہ کو آیا اور وہان اُسنے قیام کیا اور قرب وجوار کے تمام زمیندار اسکا اعتبار کرنے لگے اور اُسنے بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتہہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سرحد پر لشکر تہا اُسکے پاس بہیجنے کے واسطے اس نے پٹنہ کو اور بہی آدمی اور روپیہ بہیجا یہہ سب ۱۸۴۱ع یا اس کے قریب کا ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سرکار انگریزی کا تسلط ہوا تہا۔ پس کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو فی الواقع یہہ یقین ہے کہ اس زمانہ مین روپیہ اور آدمی اس غرض سے بہیجے گئے تہے کہ سرحد کی قومون کو انگریزون پر حملہ کرنے مین مدد پہونچی۔

مین خیال کرتا ہون کہ شائد ڈاکٹر صاحب اس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ ۱۸۴۱ع سے کئی برس پہلے بہی سکہون پر مسلمانون کا جہاد ہو رہا تہا اور غالب ہے کہ جن آدمیون اور روپیون کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب کے بادشاہون کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بہیجے گئے ہونگے۔ اب یہان سے مین یہہ بات ثابت کرنا چاہتا ہون کہ چوتہے زمانہ (یعنی زمانہ حال)* مین بہی میرے ان ہم مذہبون کی نسبت جو اب ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین ہے مگر چونکہ انگریز لوگ مسلمانون کی عام رائے اور خیالات سے ناواقف ہین اس لیے وہ ضرور مجھکو مسلمانون کا طرفدار سمجہین گے اور اس سبب سے شاید میری خیالات یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور اعتماد کرینگے لیکن اس امر کے سبب سے مجہکو ایک ایسی معاملہ کے اظہار مین ڈرنا نہ چاہیے جسکو مین اپنے ذہن مین بالکل سچ سمجہتا ہون جب مولوی عنایت علی و ولایت علی ۱۸۴۷ع مین ہندوستان کو لوٹ آئی تو اس وقت سید احمد صاحب کے

* زمانہ حال کو آپنے پانچوان زمانہ ٹہرایا تہا۔ شاید یہان کاتب کی غلطی ہے۔ یا یہہ کہ چوتہے زمانہ کی ضمن مین پانچوان زمانہ کا حال بھی بیان کیا ہے اس لیے دونون کو یکجا کر دیا ہے۔

چند پیرو سرحد پر باقی رہ گئی اور یہہ بات بہی صحیح ہے کہ ان دو شخصون نے پٹنہ اور اُس کے قرب وجوار کے آدمیون کو اسبات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین کی کہ وہ جہاد مین شریک ہون اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی سرگرمی سے کوشش کرتے رہے اور جس بات کا ابتک انکو دل سے خیال تہا اُسکا اظہار انہون نے ۱۸۶۵ء مین اس طرح پر کیا کہ وہ پھر ہندوستان سی سرحد کی جانب چلے گئے مگر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یہہ خیال کیا ہے کہ یہہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزون پر حملہ کرنے کی نیت سی گئے تہے اور انہون نے بجاے سکہون کے انگریزون پر جہاد کیا تہا حالانکہ جب ان لوگون کو انگریزون سے کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تہی تو پہر انکا یہہ ارادہ کرنا کسیطرح پر صحیح نہین ہو سکتا البتہ جو ظلم و تعدی سکھ لوگ مسلمانون پر کرتے تہے اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ مسلمان سکہون پر کس وجہ سے حملہ کرنا چاہتے تہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یا کسی اور شخص نے اس بات کی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ مسلمانون کے دلمین انگریزون سے یہہ عداوت دفعتہً کیونکر پیدا ہو گئی کیونکہ مسلمانون کو انگریزون سے کچھ عداوت نہ تہی بلکہ جو سکھ جمون مین رہتے تہے اُنپر وہ حملہ کرنا چاہتے تہے۔

مجہکو یہہ سب* حال اس شخص کی زبانی معلوم ہوا ہے جس کی ملاقات خاص مولوی عنایت علی اور ولائیت علی سے اُسوقت مین ہوئی تہی جب وہ سرحد کو جاتے تہے اس وجہ سی مجہکو اسکی صداقت مین کسیطرح کی کلام نہین ہے اور یہہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہیے کہ وہابی اپنے مذہب مین بڑے پکے اور نہائت سچے ہوتے ہین وہ اپنے اصول سی کسی حال مین منحرف نہین ہوتے اور جن شخصون کی نسبت مین یہہ لکہہ رہا ہون وہ اپنی بال بچون

* یہہ حال مجہے عین اس تحریر کو نقل کرانے کے وقت ایک متدین اور معتبر شخص کی زبان سی معلوم ہوا ہے جسکو ایسی لوگون سے ملاقات ہے جو بعض سرکاری سرحدی افسرون کی طرف سے سرحدی لوگون کے پاس آتے جاتے ہین۔

اور مال اسباب کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین چھوڑ گئی تھے اور اُن کے مذہب مین اپنے مال بچون کے محافظون پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزون سے لڑتے اور لڑائی مین مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیون اور شہادت کے درجے سے محروم ہوجاتے بلکہ اپنے مذہب مین گنہگار خیال کیے جاتے ہمکو یہہ بات بھی ثابت ہوچکی ہے کہ وہابیون کی باقی ماندہ جماعت سرحد پر نہایت قلیل رہگئی تھی اور پہاڑی قومین ان کے مذہب کے باعث سے ان سے سخت عداوت رکھتی تھی پس جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے اس قسم کے فقرے پڑھتے ہین کہ لارڈ دلہوزی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ مین سرحدی ان قومون پر حملہ کرنے کی تجویز کی نسبت کچھ بحث کی تھی جن کی بہبودہ عداوت کو جو اُن کو کفار کے ساتھ تھی ہندوستان کے معتقد وہابیون نے غایت درجہ تک بڑھا دیا تھا (صفحہ ۲۳) تو ہمکو بلکہ ہر ایک شخص کو کو ہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب شاید اس نہایت ضروری امر کو بھول گئے ہین کہ یہہ پہاڑی قومین قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہین اور جو قومین انکی سرحد پر رہتی ہین خواہ وہ کافر ہون یا مسلمان ان کو انہون نے کبھی چین نہین لینے دیا اور بلا امتیاز کسی کے خود دہلی کے مسلمان بادشاہون اور سکھون کے ساتھ لڑتے رہے ہین اور (مثل اس ایرلینڈ کی باشندے کی جو میدہ مین تماشائیون سے خواہ مخواہ جنگ و جدال کا خواہان ہوتا ہتا) جب تک اس قوم سے کوئی شخص لڑنے کے لیے موجود ہوتا تھا اس وقت تک انکو اس بات کی کچھ پرواہ نہوتی تھی کہ وہ شخص کون ہے یہانتک کہ نادر شاہ سا شخص ہی جو بڑا ظالم تھا اور جس کے نام سے تمام ہندوستان لرزتا تھا ان کو ہرگز اپنا مطیع نہ کرسکا اور ولایت علی اور عنایت علی اور ان کے قلیل ہمراہیون کی نسبت ابتک کوئی بات ایسی نہین معلوم ہوئی ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان مین گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنے کا منصوبہ رکھتے تھے چنانچہ ۱۸۶۵ء سے چند برس بعد نکا انتقال ہوا اور اس کے بعد ان کے ہمراہی ادہر ادہر چلے گئے - البتہ یہہ بات بالکل صحیح ہے کہ جب تک یہہ سوداوی سرحد پر مقیم رہے اس وقت تک آدمی اور روپیہ پٹنہ اور

بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پر پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہہ یقین نہ تہا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین کام آوین گے اور نہ یہہ امر قرین قیاس ہے کہ ایسی کمزور فوج ایسی زبردست انگریزی سلطنت کو تہ و بالا کرنیکا ارادہ کرے۔ پس میرے علم و یقین کے موافق دہابیت کے پانچوین زمانہ کو یہی جہاد سے کچہہ تعلق نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ مولوی ولایت علی اور عنایت علی کے انتقال کے بعد جہاد کے سر انجام کے واسطے بنگالہ سے نہ تو روپیہ بہیجا گیا اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ع کے ہنگامہ کے بعد ہندوستان کے بعض سرکش آدمی جنکے ساتہہ کچہہ باغی بہی تہے ملکا اور ستانا واقعہ طرازی مینہال اور بیکانیر اور راجپوتانہ کی بیابانون سے جا رہے تہے اور وہان اُن کے جا رہنے کا سبب یہہ تہا کہ انہون نے اُن مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لیے امن کا مقام خیال کیا تہا جو غدر کے سبب سے اُن امام مین لوگون کو سرکار کیطرف سے ہوی تہی اور جو لوگ گوشہ شمال و مغرب کی سرحد کو بہاگ گئے تہے ان کا ایک عام خوف سے ایک موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تہی حالانکہ اس مجمع مین خاص مسلمان ہی نہ تہے بلکہ ہر ایک قوم کے ہندو اور مسلمان تہے پس اُن لوگون کی نسبت یہہ خیال کرنا (جیسا کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ پر حملہ کرنے کی نیت سے جمع ہوئے تہے میرے نزدیک یہہ وہ بات ہے کہ اس کی جانب کوی دانشمند التفات نکرے گا البتہ یہہ بات ممکن ہے کہ ان مفروردن کی جماعت مین سے بعض شخص ایسے بہی ہون جو اپنے گہر والون سے ہندوستان مین خط و کتابت رکہتے ہون اور اس بات کا بہی تعجب نہین ہے کہ ان کے عزیز و اقارب ان لوگون کو روپیہ پیسہ بہیجتے ہون اس لیے کہ انکی بغاوت کے سبب سے ان کے قرابتی لوگون پر یہہ بات لازم تہی کہ وہ ان سے خط و کتابت نکرتے بلکہ ایسی ہی حالت مین اپنے یگانہ کا زیادہ خیال کرتے اور پاس محبت سے ایسے شخص کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجہتے ہین۔ پس ظن غالب یہہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس خیال بنا کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے

کے واسطے برابر انتظام کے ساتھہ روپیہ اور آدمی یہان سے پہنچتے تھے" بلاشبہ یہی ایک معاملہ ایک بڑی پکی بنیاد ہوئی ہوگی اور دوسری وجہ اس خیال کی شاید یہہ ہوئی ہو کہ ہندوستان سے اخوند سوات کے پاس روپیہ جاتا تہا - مگر جو لوگ میرے اس مضمون کو پڑہین گے وہ غالباً اس بات سے واقف ہونگے کہ مسلمانون کی شریعت مین ہر مالدار مسلمان پر سال کے اخیر مین اپنی مالیت کا چالیسوان حصہ خدا کیواسطے نکالنا فرض ہے اور اس چالیسوین حصہ کو انکی شریعت مین زکوۃ کہتے ہین پس گو بہت سی مسلمان اپنی شریعت کے اس فرض کو ادا نہین کرتے اور اس صورت سے اپنے ہم جنسون کا فائدہ نہین چاہتے لیکن جو پکے مسلمان وہابی کہلاتے ہین یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے وہابیت کیطرف ہے وہ اس فرض کو بہی مثل اور فرضون کی نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھہ ادا کرتے ہین اور جو روپیہ وہ اپنے خزانہ مین سے زکوۃ کے طور پر نکالتے ہین اسکو حتی الامکان اپنے قرب وجوار کے مساکین اور ان مسافرون مین تقسیم کر دیتے ہین جنکا گذر اُن کے قصبون اور دیہات مین ہو - اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ان نامی گرامی متوکل عالمون اور عابدون کو دیتے ہین جو ترک تعلق کرکے گوشہ عزلت مین بیٹہتے ہین اور ان کے سواے جو طلباء مسجدون وغیرہ مین رہتے ہین ان کی تعلیم کیواسطے بہی دیتے ہین اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل مین اُنپر مذہب کی رو سے کچہہ یہہ بات فرض نہین ہے کہ جس شخص کو وہ زکوۃ کا روپیہ دین اس کے حالات تحقیق بہی کر لیا کرین - مگر ہم دیکہتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون کو بغاوت مین مدد دینے کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہو گیا ہے کہ اب وہ مسافرون وغیرہ کو اس قسم کا روپیہ نہین دیتے اور اکثر اوقات اس باب مین احتیاط کرتے ہین اور حقیقت مین بہی ایسا ہی ہے کہ جو مسلمان زکوۃ دینے والے ہین وہ ضرور اس الزام مین مشتبہ ہین اخوند سوات کی نسبت مجہکو بہی گمان ہے کہ بلاشبہ اسکے پاس بہت سی دولتمند مسلمان زکوۃ بہیجتے ہونگے لیکن جیسے اس بات کا گمان ہے اسیطرح پر اس بات کا یقین ہے کہ اخوند سوات

وہابی نہین ہے اور جو روپیہ اُس کے پاس پہنچتا ہوگا اُسکو گورنمنٹ پر جہاد کرنے کا کچھ سروکار نہوگا - دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کے خانقاہ دونون ایسے مقام تھے کہ دنیا علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا سے روپیہ پیسہ آتا تھا پس اگر کوئی شخص یہہ بات کہدے کہ شاہ عبد العزیز صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ مین جہاد کے واسطے روپیہ آتا تھا تو اُسوقت یہہ بات بھی تسلیم کی جاوے گی کہ اخوند سوات کے پاس جہاد کے واسطے روپیہ جاتا تھا یہہ تمہید ہندوستانی وہابیون کی گویا تاریخ بیان کی ہے اور تین درخواست کرتا ہون کہ جب وہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کی نسبت میری رائے کو پڑھین تو وہ اس مختصر تاریخ کا ضرور خیال رکھین - مین یقین کرتا ہون کہ میری اس مضمون سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ ہندوستان کے وہابیون کا وہ جہاد جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورنمنٹ انگریزی کے متعلق بیان کیا ہے صرف سکھون کے مغلوب کرنے کے واسطے ہوا تھا - اور گو باغیون کی اس جماعت نے جو مقام ملکا اور ستانا مین رہتے تھے ۱۸۵۷ء کے بعد ہماری گورنمنٹ کو کسی قسم کی تکلیف دی ہو لیکن سرحد کی جماعت کو جس مین ہندو اور مسلمان دونون شریک ہون ہرگز جہادیونکی جماعت نہین کہہ سکتے جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کہولتے ہین تو ہم اُسکے اول ہی صفحہ مین یہہ فقرہ درج پاتے ہین کئی سال سے ہماری سرحد پر باغیون کی ایک جماعت نے شورش مچا رکھی ہے اور اکثر اوقات وہان کے اکثر گروہون نے ہماری لشکر پر آکر حملہ کیا ہے اور دیہات مین آگ لگا دی اور ہماری رعایا کو قتل کیا چنانچہ ہماری فوج کو اُن کی یورش کی وجہ تین مرتبہ سرحد پر بڑی لڑائیون مین جانا پڑا - پس ڈاکٹر ہنٹر کی یہہ تحریر نہایت لطف کی ہے کیونکہ اُس کے مطالب کو ان الفاظ سے مزین اور مستحکم کیا ہے - باغیونکی جماعت "متعصب گروہون" - لیکن ہمارے مضمون کے ایسے پڑھنے والے جو تعصبات سے بری ہین فوراً ڈاکٹر صاحب سے یہہ بات دریافت کرینگے کہ اس جماعت سے صاحب موصوف کن لوگون کو مراد لیتے ہین اگر صاحب موصوف اس جماعت سے ان وہابیون

یہ طرف اشارہ کرتے ہین جو سکھون پر جہاد کرنے کیواسطے سرحد پر سکونت پذیر ہوئی تھی۔
تو مین ابھی کہہ چکا ہون کہ یہہ بیان محض بے اصل ہے اور اگر اُن کی مراد اس جماعت سے وہ
لوگ ہین جو ۱۸۶۵ء کے بعد ملکا اور ستانا مین جا رہے تھے جس مین ہندو اور مسلمان دونو
شامل تھے تو اس صورت مین ڈاکٹر صاحب کی اس سوال کا کیا مطلب ہوگا کہ کیا "ہندوستان
کے مسلمانون پر اپنے مذہب کی رو سے مکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے"۔ کیونکہ ان لوگون کے
فتنہ و فساد کو اس سے کیا تعلق ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب کے اول صفحہ مین لکھتے ہین کہ "
بارہا سرکاری تحقیقاتون سے یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ہندوستان کے تمام اضلاع مین
سازش و فساد کا گویا جال پھیل رہا ہے اور پنجاب سے آگے جو پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے
ہین وہان سے لیکر ان گرم میدانون تک جنہین سے گذر کر دریائے گنگ سمندر مین گرتا
ہے برابر باغی لوگ بستے ہین اور سرکاری رپورٹون سے برابر دو ہزار میل تک یہہ لوگ
روپیہ اور آدمی منزل بمنزل باغیون کے لشکر مین بھیجتے ہین اور اس سازش مین اکثر دولتمند
اور تیز فہم لوگ بھی شریک ہین مگر وہ اپنے روپیہ کو بڑے انتظام اور ہوشیاری سے روانہ
کرتے ہین پس اس امور کے لحاظ سے گویا اب بغاوت کا نہایت خوفناک کام بمنزلہ ایک
ساہوکاری کے ہوگیا ہے" پس اس فقرہ کے دیکھنے سے اور جو فقرہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب
کے آغاز مین لکھا ہے اسکو دیکھنے سے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہہ سازش انگلا کے
مسلمانون نے انگریزی حکومت کو تہ و بالا کرنے کے واسطے علانیہ تمام ہندوستان کے
مسلمانون کے ساتھہ کی ہوگی حالانکہ میری دانست مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب بھی اس بات کو
تسلیم کرینگے کہ یہہ سازش بغاوت کے علاوہ اور امور مین بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ میری اور
ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی دونونکی رائے مین اب یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہندوستان مین
کبھی سکھون پر حملہ کرنے کے واسطے بھی یہہ سازش ہوئی تھی پس اس سازش کو گورنمنٹ
ہند کے مطالبہ کے برخلاف بیان کرنا اور اس کے سبب سے تمام فرقہ اہل اسلام کی جانب سے

عام لوگون کو بدظن کرنا ہرگز بجا نہین معلوم ہوتا -

اس بعد ڈاکٹر منہر صاحب کے اُس قول کا جواب تھا جس مین اُنہون بعض سرکاری خیر خواہ اخبار نویس مسلمانون پر کچھ حرف گیری کی تھی ہم نے اُسکو سرحدی بیان سے اپنی سمجھکر نقل نہین کیا - اسکے بعد اس سوال مین کہا ——— ہے

صفحہ ۱۲ مین ڈاکٹر منہر صاحب نے اُن باغیون کا ذکر کیا ہے جو سرحد پر رہتے ہین اور انہی کی ذیل مین سید احمد صاحب کے حالات بھی بیان کیے ہین اور جسطرح پر وہابیت کے مخالفین نے مذاق سے یہہ کہدیا تھا کہ سید احمد صاحب گویا ایک پیغمبر ہین اور ان کے فلان شخص چار خلیفہ ہین اسیطرح ڈاکٹر صاحب نے بھی انکو پیغمبر لکھا ہے - اور صفحہ ۱۳ مین بیان کیا ہے "سید احمد صاحب نے اپنے گماشتے اس اسطے مقرر کردیے تھے کہ جو بڑے بڑے قصبہ ان کے راہ مین واقع تھے وہان جاکر وہ لوگ تجارت کے منافع مین سے اپنا ایک محصول لیا کرین" مگر ہماری دانست مین ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کے واسطے کچھ سند نہین صفحہ ۱۴ مین ڈاکٹر صاحب لکھتے ہین کہ سید احمد صاحب نے ان خلیفون کی دنیوی طمع کو اپنی لوٹ کھسوٹ کے بڑے بڑے وعدون پر بہت کچھ بڑہا رکھا تھا اور ان کے عقیدہ کو اس بات پر پکا کردیا تھا کہ مجھکو خدا وند تعالے نے تمام کفار یعنے سکھون سے لیکر چین والون تک نیست و نابود کرنے کا حکم دیا ہے" ڈاکٹر صاحب کے بیان کو مطابق کرتے ہین تو ہمکو چین والون کا کہین پتہ نہین ملتا - بس امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمکو ازراہ مہربانی ضرور مطلع فرمائینگے کہ انہون نے چین والون کا ذکر کہان سے لیا ہے اور اسکی کیا سند ہے صفحہ ۱۵ مین ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہین "شمالی ہندوستان کے ان سردارون اور راجاؤن نے جو دل مین کچھہ ناراض تھے برابر سید احمد صاحب کے لشکر کو نوچ نہین بھیجی نہین" - اگر ڈاکٹر صاحب اس مقام پر اپنا مطلب زیادہ وضاحت کے ساتھہ بیان کرتے تو نہایت مناسب ہوتا - کیونکہ اس فقرہ سے کسی شخص کو صاف صاف یہہ بات نہین سمجھ مین آتی کہ یہہ ناراض سردار کون

تہے۔ اور وہ کس سے ناراض تہے۔ علاوہ اس کے جو ماجرا کوہ ہمالہ مین واقع ہوا تہا اس کے بیان مین صاحب موصوف نے اپنی قوت متخیلہ سے زیادہ کام لیا ہے اور اس کے بعد فقرہ ذیل مین اس سے بہی کچہہ زیادہ خیال بندی فرمائی ہے "سید احمد صاحب نے جو خلیفی ۱۸۲۱ء مین مقام پٹنہ معین کیے تہے ان مین سے دو شخص سرحد کیجانب گئے اور انہون نے وہان جاکر اس بات کو لوگون کے خوب ذہن نشین کیا کہ سید احمد صاحب نے انتقال نہین فرمایا بلکہ وہ صرف بطور کرامت غائب ہوگئے ہین آیندہ کسی مناسب وقت مین ایک ملکوتی فوج لیکر ظاہر ہون گے اور ہندوستان سے کفار کو نکالدینگے"۔ یہہ بیان محض افترا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس بیان کو وہابیون* کے ساتوین عقیدہ کے اس معنی کی تصدیق کے واسطے درج کیا ہے جو انہون نے اپنی طرف سے بیان فرمائی ہین شاید ڈاکٹر صاحب نے یہہ بات کسی ایسے شخص کی زبانی سنی ہوگی جو وہابیون کے مخالف عقیدہ رکہتا ہوگا یا وہابیون پر جہوٹہا الزام لگانے کیواسطے آمادہ ہوگا کیسی افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب مین مسلمانون کے عقاید بیان کرنے مین نہایت پوچ باتون پر بھروسہ کیا ہے اور ایک ایسے عالم نے صریح ظلمت و نور مین امتیاز نہین کی جس کے سبب سے اس کی ہوشیاری مین بڑا بٹا لگتا ہے ایک اور فقرہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب مین ایسا لکہا ہے کہ جو انگریز اپنی رعایا کے دلون مین اپنی محبت کا تخم بویا چاہتے

* وہ عقیدہ یہہ ہے۔ جو انرایبل صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۸ مین ڈاکٹر صاحب سے نقل کیا ہے۔ "ہفتم مرشد کامل کی اطاعت کرنا" پہر بصفحہ ۱۰ کہا ہے کہ مین نہین سمجہتا کہ مرشد کے لفظ سے جو ساتوین مسئلہ مین بیان ہوا ہے مصنف موصوف کی کیا مراد ہے۔ اگر اس سے انکی مراد ایمان کی رہنمائی ہے تو یہہ انکی غلطی ہے کیونکہ تیسرے مسئلہ کے بموجب انپر بلا سمجہے سوچے کسی مرشد کی اطاعت کرنا فرض نہین ہے۔ اگر انکی مراد اس سے مذہب اسلام سے ہے تو انکا بیان صحیح ہے۔ مگر صاحب موصوف ایک بات کا بیان کرنا بہول گئے ہین وہ یہہ ہے کہ جب تک کوئی کافر پادشاہ مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی نکرے اسوقت تک انپر اس کافر کی اطاعت کرنا فرض ہے۔

ہین وہ ہرگز ایسے فقرہ کو نہ لکھین گے جس سے ان کے مطلب مین خلل پڑتا ہے وہ فقرہ یہہ ہے ہر ایک مسلمان نے جو اسقدر سرگرم تھا کہ عیسائی گورنمنٹ کے عہد مین خاموش نہین رہ سکتا تھا اپنی کمر باندھی اور ستانا کے لشکر مین جانے کو مستعد ہوا" پس تمام ایسے مسلمانون کی نسبت جو چپ چاپ ہندوستان مین بیٹھے تھے یہ کیسی عام تہمت ہے معلوم ہوتا ہے شاید ڈاکٹر صاحب اس بات سے واقف نہین ہے کہ مسلمانون کے مذہب مین خصوصًا وہابیون کے عقائد کے موافق اس باب مین کیا ہدایت ہے یا شاید ڈاکٹر صاحب دیدہ و دانستہ ان کے معنی غلط بیان کرتے ہین وہابی لوگ اپنے رسول کے احکام کی سچی سچی اطاعت کرتے ہین اور یہہ بات مشہور ہے کہ جب آنحضرت کے زمانہ مین مکہ کے مسلمانون کو اذیت پہونچی تو آنحضرت نے اپنے پیرو ان کو حکمًا یا حبش کے عیسائی سلطنت مین جا کر پناہ لین پس ایسے حیات کہنا کہ پکے مسلمان انگریزی سلطنت مین خاموش نہین رہ سکتے تھے اور سرحد پر جانا چاہتے تھے محض افترا ہے کیا ڈاکٹر صاحب کے نزدیک جو مسلمان ہندوستان مین باقی رہے تھے ان مین کوئی بھی پکا مسلمان نہ تھا۔ مین نے یہہ بیان کیا تھا کہ جو لوگ جہاد کیواسطے سرحد پر جمع ہوئے تھے وہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنا نہین چاہتے تھے چنانچہ میرے اس بیان کی تصدیق ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی اس تحریر سے ہوتی ہے جو اُن کی کتاب کے صفحہ ۲۳ مین موجود ہے وہ لکھتے ہین کہ اُنہی سال یعنے ۱۸۵۲ء مین اُنہون نے ہمارے ایک فریق یعنے ریاست ہنزہ کے سردار پر حملہ کیا جس کے سبب سے انگریزی فوج کا روانہ کرنا ضرور معلوم ہوا" بعد اُس کے ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "مین ان زیادتیون اور لوٹ کھسوٹ اور قتل و قتال کا مفصل ذکر نہین کرتا جسکی باعث سے ۱۸۶۳ء مین گورنمنٹ انگریزی کو سرحد کی قومون سے لڑنا پڑا اور اس عرصہ مین سرحد کی قومون کو ہمیشہ متعصب مسلمانون نے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت پر برانگیختہ رکھا" پس مین پوچھتا ہون کہ ڈاکٹر صاحب نے جو اس بیان کی سند کیا کہتے ہین اور اُن کو کیسے معلوم ہوا کہ سرحد کی قومون کی یہہ دائمی مخالفت متعصب مسلمانون کے برانگیختہ کرنے سے تھی اگر صاحب موصوف نے

جب ہم شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ کے حق مین کتب تراجم و تواریخ مین یہہ الفاظ دیکھتے ہین

لہ کعب طویل فی العلوم العقلیۃ والنقلیۃ یعنے

اِن کو علوم عقلی و نقلی دونون مین کمال ہے اور معہذا اونکے رسالہ مین ایسی باتین جو خلاف معقول ہین مشاہدہ کرتے ہین تو ہمکو سخت تعجب پیدا ہوتا ہے یہہ جواب قابل فہم عوام نہین ہے اِسلئے ہم اِسکے عام فہم خلاصہ بیان کرنے سے معذور ہین۔

اِن تینون دعاوی کے جواب سے جواب عذر دوم مئولین پورا ہوا۔ اور یہہ ثابت ہوا کہ جو کچھہ حضرات مئولین نے تاویل معیت کے جایز ہونے اور تاویل ممنوع سے اسکے مستثنے اور علیحدہ ہونے یا اوسکے تاویل نہونے کے باب مین کہا ہے وہ سب مغالطہ ہے۔ اور حقیقت مین یہ لوگ اِس تاویل مین ویسی ہی ہین جیسے مئولین استوا و فوق اپنے تاویلات استیلاء وغیرہ مین ہین

فریق مئول کا تیسرا عذر (یا دلیل)

بہت لوگ باوجود دعوی ترک تقلید مفسرین یہہ عذر (یا تمسک) پیش کرتے ہین کہ جہان کے مفسرین آیات معیت کی تفسیر مین معیت کے معنی علم و نصرت وغیرہ بیان کرتے ہین اور یہی معنے کس و ناکس کو اِن آیات کے پڑہنے یا سُننے سے سمجھہ مین آتے ہین۔

الجواب

تمام جہان کے مفسرین کی نسبت تو یہہ دعوے ایک خیال ہے۔ اِن مدعیون نے تمام جہان کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اپنے اس خیال کو اس بنا پر پیدا کیا ہے کہ سرحد کی قومین سیکڑون برس سے ان لوگون کے ساتھ جنگ و پرخاش رکھتی تہین جو ان کے متصل رہتے تہے تو میری دانست مین صاحب موصوف کی جانب سے ہماری مسلمانون پر ناحق کی تہمت ہے اور مجھ کو اس کے سبب سے سخت حیرت ہے کیونکہ قومین تو خود ہی اس قدر جنگ جو اور پرکینہ ہین کہ اُن کو کسی "ترغیب و تحریک کی ضرورت ہی نہین ہے اس کے بعد صاحب موصوف لکھتے ہین کہ اُس عرصہ مین یعنے ۱۸۵۷ء مین ان باغیون نے جو ستانا مین تہے بنظر دانشمندی یہہ کام کیا کہ خود تو سرکاری فوج سے علانیہ مقابل نہوئی مگر در پردہ سرحد کی قومون کے دلون مین جوش و خروش پیدا کرتے رہے اور متعصبانہ افراُن کی طبیعتون مین ڈالتے رہے" - مگر اُن کے اس بیان سے میرے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ جس جہاد کا منصوبہ ہندوستان مین ہوا تہا وہ سکہون کی نسبت تہا گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنے کے واسطے نہ تہا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ مذہبی جوش کے پیدا کرنے مین ایسے سرگرم تہے کہ وہ اپنے جوش مین آکر سکہون سے لڑتے تہے دس برس تک گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنے سے باز نہ رہتے اور یہہ ایک ایسی بات ہے جسکو میری دانست مین لوگ تسلیم کرینگے مگر ڈاکٹر ہنٹر صاحب اس قابل تسلیم بات سے اس لیے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہین کہ اُس کے سبب سے انکا یہہ قصہ نہایت پر تاثیر نہ ہو جاوے اور جو سرنامہ اُنہون نے اپنی کتاب کے واسطے تحریر کیا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ "کیا ہندوستان کے مسلمانون پر ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے" اس سرنامہ کے معنی کو تقویت حاصل ہو اب ہم ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء و ۱۸۶۱ء و ۱۸۶۳ء کا ذکر کرتے ہین ڈاکٹر ہنٹر صاحب یہان فرماتے ہین کہ ۱۸۵۷ء مین ستانہ کر باغیون نے گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنے کے لیے ایک عام سازش کرنی چاہی اور نہایت جرأت کے ساتھہ انہون نے گورنمنٹ انگریزی سے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ ان کو ایک تاوان کے وصول مین مدد دی آپنی کتاب کے حاشیہ مین ایک مقام پر صاحب موصوف نے خاص کر یہہ بیان کیا کہ قوم یوسف زئی اور پنج تاریہی اس سازش مین شریک تہین پس مین یہہ بات جانتا ہون کہ البتہ یہہ پہلی دو قومین ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ انگریزی سے

لڑنے کا ضرور ارادہ رکھتے ہوں گے - اس لیے کہ اس ہنگامہ مین لوٹ کھسوٹ اور دنیوی فائدہ کا نہایت عمدہ موقعہ حاصل تہا - اور اس عرصہ مین بلاشبہ بہت سی قومین بہی اسبات پر ایسی آمادہ تہین کہ ان کو کچہ ستانا کے باغیون کی تحریک کی ضرورت نتہی علاوہ اس کے اس بات کو سنکر کہ شخص تعجب کریگا کہ جب ۱۸۵۷ء مین ستانا کے باغیون کی جانب سے ایسی عام سازش ہوئی تہی تو صرف ایکہی برس بعد یعنے ۱۸۵۸ء مین ستانا اور سرحدی قومون کے باہم کیون اسقدر اتفاق ہوگیا کہ ان قومون نے انپر حملہ کیا اور اُن کا بڑا متعصب سردار سید عمر شاہ نامی جسکا ذکر صفحہ ۵۲ کے حاشیہ مین ہے اس حملہ مین مارا گیا میری دانست مین تو اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ پہاڑی قومون مین اُنکا کچہ رعب نہتا - ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا بیان ہے کہ یہہ لوگ قرب وجوار کے پہاڑی باشندون سے محصول لیا کرتے تہے (صفحہ ۲۴) مگر میری یہہ رائے ہے کہ عنایت علی اور ولایت علی کے انتقال کے بعد جنہون آدمی پہلی جماعت مین کے رہگئے تہے اور وہ اس قدر کمزور تہے اور خود انہی مین باہم اس قدر نفاق تہا کہ وہ اس قسم کا ارادہ ہرگز نہین کر سکتے تہے البتہ ۱۸۵۷ء مین اور اس کے بعد کچہہ کارے فوج کے پکڑے ہوئے سپاہی اور کچہ اور لوگ ستانا مین جمع ہوگئے تہے اور اُن مین ہندو اور مسلمان سبہی تہے اور ہمارے پہلے بیان کے موافق یہہ وہی لوگ تہے کہ ہندوستان سے جلاوطن کردیے گئے تہے اب ہم خود ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے بیان سے یہہ بات ثابت ہوگئی (صفحہ ۲۴) کہ ۱۸۵۸ء سے لیکر ۱۸۶۵ء تک ان متعصب مسلمانون اور انگریزی فوج مین کبہی لڑائی نہین ہوئی جنکا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے لکہا ہے البتہ ۱۸۶۵ء کے بعد کئی لڑائیان ہوئین لیکن ان لڑائیون سے کیا نتیجہ نکلا - میری دانست مین تو ان سے صاف صاف یہہ نتیجہ نکلا کہ جو کچہہ ہم سال کے بعد ظہور مین آیا اور جسمین اعزاز کرنے والے سرکاری فوج کے باغی سپاہی تہے سید احمد شاہ صاحب کے گروہ مین کا ایک شخص بہی اسمین شریک نہتا اور جسطرح سے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اور اقوال کی سند نہین اسطرح انکی

اس قول کی بھی اصل نہین ہے کہ جو شعلہ ہندوستان مین بہکا تھا اس شعلہ کو ہندوستان کے متعصب مسلمان اور زیادہ بھڑکاتے تھے جو ہنگامی انگریزی گورنمنٹ کے مقبوضہ دیہات مین بچون کی چوری اور غارت گری اور آتش زدگی وغیرہ کے ظہور مین آئی ہین اُن مین سرحد کی قومون کی بہت کچھ سازش اور شراکت تھی پس ان ہنگامون کو سید احمد صاحب کے پیرووں کیطرف منسوب کرنا اور ان کے باعث سے ہندوستان کے تمام مسلمانون کو مہتم کرنا نہایت ہی نازیبا ہے ۔

ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب اوّل کے اخیر مین امبیلہ کی لڑائی اور سرحد کی قومون کی اس فساد کا بھی ذکر ہے جو ۱۸۶۳ء مین اُنہون نے کیا تھا مگر اس مقابلہ کی نسبت میری یہہ رائے ہے (اور جو انگریزی افسر اس موقع پر موجود تھے وہ بھی اُسکی تصدیق کرتے ہین) کہ یہہ مقابلہ کچھہ مقام ملکا کے باغیون کی محبت کے سبب سے نہ تھا بلکہ گورنمنٹ انگریزی نے جو ان کی مرضی کے خلاف ان کے ملک مین ہوکر حد کیا تھا اس سبب سے وہ نارمن ہوگئی تھین مگر ان کی ناراضی بھی حق بجانب تھی اگر انکو یہہ اطلاع ہوتی کہ ہم صرف درہ امبیلہ سے راستہ چاہتے ہین تو غالبا وہ سب گورنمنٹ انگریزی کی طرف دار ہوتین مگر ان کو ہمارے منصوبون کی اطلاع نہوئی اس سبب سے ان کے دل مین شبہ پیدا ہوا اور اسی شبہ کے سبب سے اُنہون نے ستانا کے گروہ کی طرف داری کی مگر مین یقین کرتا ہون کہ ایسے موقع پر اگر بجائے پہاڑی قومون کے انگریز لوگ ہوتے اور اُن کو ایسی صورت پیش آتی تو وہ بھی ایسا ہی کرتے ۔

صفحہ ۳۹ مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے محمد اسحاق اور محمد یعقوب اور مولوی عبد اللہ ان تین سرداروں کا ذکر کیا ہے لیکن یہہ نہین لکھا کہ تینون سردار کہان سے آئے تھے آیا پٹنہ سے آئے تھے یا جنوبی ہنگاری سے یا شمالی ہندوستان سے یا کہین اور سے آئے تھے حالانکہ ہر شخص انکے حالات کی تفتیش اور تحقیق کا خواہان ہے مین ان کے ناموں سے

محض ناواقف ہون اور گو مین نے ان کی نہایت تحقیقات کی مگر مجھکو کہین پتہ نہین لگا۔
ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے گورنمنٹ پنجاب کیطرف سے اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ گورنمنٹ موصوف ہندوستان کے متعصب مسلمانون کو نہ نکال سکتی ہے اور نہ اس شرط سے گورنمنٹ کا مطیع کر سکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت قبول کرین اور ہندوستان مین اپنے گھرون کو لوٹ آوین (صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴) مگر صاحب موصوف نے بنظر دانشمندی یہہ نہین لکھا کہ وہ متعصب مسلمان ۱۸۵۷ء کے باغی تھے یا سید احمد صاحب کے گروہ کے باقیماندہ لوگ تھے اگر صاحب موصوف اس بات کا بھی مفصل ذکر کرتے تو یہہ باب عمدہ طور سے ختم ہوجاتا۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۷۵ مین ایک مشریر اور زبردست آدمی متوسیان نامی کی اُن زیادتیون کا ذکر ہے جو اُس نے معاملات اراضی کے متعلق کی تھین اور ہندوؤن کے گاؤن کو بجبر حلال کیا تھا۔ اور یہہ بھی لکھا ہے کہ اسی عرصہ مین کسی دولت مند مسلمان کی بیوہ لڑکی کا نکاح بغیر رضامندی اس کے وارثون کے اس گروہ کے کسی سردار سے ہوا تھا اور ان سب باتون کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے وہابیون کی ایک ایسی سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے جو انگریزی حکومت کو تہ و بالا کرنے کے واسطے کی گئی تھی حالانکہ یہہ ایسی فضول اور لغو تہمتین ہین کہ اُن کا جواب دینا بھی فضولیات معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے فساد اور جھگڑے ہمیشہ تمام ہندوستان مین ہوتے رہے ہین مگر ان کو کبھی سرکاری معاملات سے کچھ سروکار نہین ہُوا اور نہ اُن کو کسی نے انگریزون پر جہاد سمجھا۔ ڈاکٹر صاحب نے سید احمد صاحب کی کرامۃً غائب ہوجانے کے قصہ کو کسیقدر مبالغہ اور اصرار کے ساتھہ بیان کیا ہے حالانکہ یہہ ایک ایسا لغو قصہ ہے جسکو اُسوقت کے عام مسلمان بھی اپنے اعتقاد مین نہایت ضعیف سمجھتے تھے بس جسپر کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ان مسلمانون کی ضعیف الاعتقادی کو لوگون کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہین درحقیقت اسکی کچھہ اصل نہ تھی۔

اب مین اس مضمون کی ناظرین کو اس خط کے مضمون کی جانب مائل کرتا ہون جو

بنگالہ کے ایک اہل الاعتقاد عالم نے لکھا تھا اس خط مین عالم مذکور نے اولاً سید احمد صاحب کے کرامۃً غائب ہوجانے کی قصہ کی اصلیت دریافت کی ہے اور اسکے بعد اپنے معتقدین کو یہہ ہدایت کی ہے کہ وہ وہان سے اپنے گھرون کو واپس چلے آوین پس ذرا سوچنا چاہیئے کہ اس عالم کی اس چٹھی اور اس ہدایت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ہمارے نزدیک تو اس سے صاف یہہ عمدہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ شخص اپنی صفائی طبیعت ہی سے اس بات کو بہت بُرا سمجھا تھا کہ مذہبی سرگرمیون کو دہوکہ بازی سے ہرگز آلودہ کرے اور اسکا یہہ منشا ہرگز نہ تھا کہ وہ سلطنت انگریزی مین کسی قسم کا فتور برپا کرے حالانکہ ڈاکٹر صاحب نے اسکو بھی ایک متعصب عالم لکھا ہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۰۱ مین سید احمد صاحب اور عبدالوہاب کی ایک مفصل تاریخ لکھی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ جو باتین ابتک ان کے دلمین بطور خواب و خیال کے تھی وہ انجام کار ایک آتشین شعلہ بنکر اس درجہ کو پہونچی کہ وہ اپنے دل مین جملہ اضلاع ہندوستان مین اسلام کا جھنڈا قائم خیال کرنے لگے اور انگریزون کے مذہبی آثار کو ان کے نقشون کے ساتھہ گویا زمین مدفون سمجھنے لگے پس اسمین شبہہ نہین کہ سید احمد صاحب اور اگر ٹھیک ٹھیک سمجھو تو مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی تمام ہمت کو اس بات پر مصروف کیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو ہندوستان مین اپنے مذہب اسلام کی تہذیب اور اصلاح کرنی چاہیے اس لیئے کہ ہندوستان مین بہت سی بے اصل باتین مسلمانون کے مذہب مین داخل ہوگئی ہین اور اسی لحاظ سے ڈاکٹر صاحب کا یہہ قول نہایت صحیح ہے کہ سید احمد صاحب تمام اضلاع ہندوستان مین اپنی مذہبی تہذیب کا جھنڈا قائم کرنا چاہتے تھے مگر یہہ بالکل غلط ہے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کے مذہب کے نیست و نابود کرنیکی فکر مین تھے میری دانست مین ڈاکٹر صاحب کی یہہ رای بالکل بے سند ہے اور اس قابل نہین ہے کہ پھر ذرا بھی التفات کیا جاوے جو اظہار سید احمد صاحب نے مسلمانون کو دی تھی وہ صرف اس بات کی تھی کہ وہ سکھون پر جہاد کرنے کے لیے امادہ ہون پس ڈاکٹر صاحب کی رائے خود سید احمد صاحب کی اس ہدایت سے بھی باطل ٹھہرتی ہے اور کوئی دہابی ایسی رائے ظاہر بھی نہین کر سکتا تھا

اس لیے کہ وہ ان کے عقائد کے خلاف ہوتی مین جانتا ہون بلکہ مجھکو کامل یقین ہے کہ غالباً اس معاملہ مین ڈاکٹر صاحب کو کسی ایسے شخص نے دہوکہ دیا ہے جو وہابیت کے خلاف اعتقاد رکہتا ہی

اس تفصیل کو (جو انرائیبل سید احمد خان سے ایس آئی نے کی ہے) پڑہنے اور سننے کے بعد کسی منصف مزاج کو جسکو فرقہ اہل حدیث سی عناد نہو گا کسی فرد اہل حدیث کی نسبت (سرحدی ہو خواہ ساکن پٹنہ وغیرہ بلاد ہندوستان) یہہ گمان نہو گا کہ اُس نے گورنمنٹ کی بغاوت کی ہے یا باغیان گورنمنٹ کو کسی طرح سے مدد دی ہے

اس تفصیل کا مؤید یہہ امر بہی ہے کہ سابق ویسرای لارڈ رپن بالقابہ نے اس گروہ کے ان موجودہ اشخاص کو (جو سرکاری تحقیقات کی رو سے بجرم بغاوت یا اعانت بغاوت مجرم و ملزم قرار پاکر بسزای عبور دریای شور سزایاب ہو چکے تہے) رہا کر دیا۔ جسکی ایک وجہ یہ بہی ہے کہ اس تحقیقات کا مشتبہ* ہونا اور ان لوگون کا اس جرم سے بری ہونا ثابت ہو گیا تہا۔

* اس تحقیقات کے مشتبہ ہونے پر ایک دلیل اندنون اختتام تحریر مضمون ہذا کے بعد ہماری نظر سے گذری ہے جسکا الحاق اس حاشیہ مین مناسب معلوم ہوا۔ وہ دلیل کیا ہے ایک مستقل رسالہ ہے جسکا نام تواریخ عجیب ہے اور اُسکا مؤلف منشی محمد جعفر تہانیسری ہے (جو منجملہ ان اشخاص کے جو مقدمہ جرم اعانت بغاوت مین سرکاری تحقیقات سی ماخوذ ہو کر بسزا عبور دریاے شور سزایاب ہوئے تہے اور پہر عہد عاطفت مہد لارڈ رپن مین وہ رہا ہوئی) ایک مشار الیہ شخص ہے۔

ہر چند وہ رسالہ ایک مدعی یا مدعا علیہ کا بیان ہے جس سے باب شہادت مین قطعی ثبوت نہین مل سکتا۔ ولیکن وہ اُس اشتباہ کی تائید سے تو قاصر نہین۔ اور اسکی طرز بیان اور سادگی اظہار سے اسکی ایسی صداقت ظاہر ہوتی ہے جس سے منصف مزاج کو طمانیت ہو سکتی ہے۔ ہمنے اس رسالہ کو متفرق مقامات سی دیکہا ہے جہانتک ہماری نظر نے گذر کیا ہمکو اس رسالہ سی سرکاری تحقیقات کا مشتبہ ہونا بخوبی معلوم ہوا۔

(چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۵ مین بضمن مضمون "وہابی اور لارڈ رپن" وجہ ثبوت کا بیان ہو چکا ہے) اس بات کو کوئی نہ مانے اور تفصیل آنرایبل سید احمد خان کو صحیح نہ جانے تو اس کے مقابلہ مین اس قوم کی برارت مین وجہ دوم پیش ہو سکتی ہے -

تفصیل وجہ دوم

ان حالات و مقدمات کو مشتبہ نہ کہنے اور سرحدی بغاوتون مین بعض اہل حدیث کی شراکت یا معاونت تسلیم کر لینے سے عام گروہ اہل حدیث پر الزام بغاوت قائم نہو سکنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض افراد و چند اشخاص کا فعل تمام قوم کا فعل ہرگز نہین ہو سکتا اور نہ اس فعل سے جملہ اشخاص قوم یا اس کے مذہب پر الزام عاید ہو سکتا ہے - یہہ ہو تو دنیا مین کوئی قوم مہذب یا غیر مہذب مسلم یا غیر مسلم بغاوت سے بری نہین ہو سکتی کیونکہ ہر ایک قوم اور

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق

اور ہمارا یہہ ظن غالب و قوی ہو گیا کہ پٹنہ یا کسی ضلع ہندوستان کے کسی اہل اسلام نے گورنمنٹ کی باغیون کو مدد نہین دی - سرحدی لوگون مین سے جسکو کسینے کچھ دیا ہے وہ انکو باغی سمجھ کر نہین دیا اپنا قرابتی اور غریب الوطن اور خوف مواخذہ سے مفرور اور ایک جائے امن مین محصور سمجھکر دیا ہے (چنانچہ سید احمد خان نے بیان کیا ہے) اور اس مقدمہ مین جو ان لوگون کے ذمہ الزام اعانت بغاوت قائم کیا گیا تہا اس مین بناوٹ اور جہوٹی شہادت کا بہت دخل ہوا ہے -

اگرچہ ہم مؤلف سے خارجاً پوری واقفیت نہین رکہتے (صرف اتفاقیہ ایک دفعہ ۱۸۸۳ء مین سملہ جاتے ہوئے ایک دوست کے مکان پر انبالہ چہاونی مین ہمنے انکو دیکہا ہے) مگر انکا کلام بحکم "یعرف الرجل بمقالتہ" (جسکو انگریزی مین ان الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے (اَمَنْ اِزْنُوْن بائی ہز سپیچ) ہمکو صاف بتاتا ہے کہ وہ جہوٹ بولنے والا آدمی

A man is known by his speech.

نہین ہے جسکو ہمارے اس بیان مین شک ہو وہ اسکا اصل رسالہ (جو ۸ قیمت پر انبالہ چہاونی سے مولف کے پاس سے ملتا ہے) منگائے اور ملاحظہ فرمائے -

ہر ایک ملک مین بعض افراد سے خود اپنی ہی سلطنت کی بغاوت و بدخواہی وقوع مین آچکی ہے - جسکی نظایر یوروپ و ایشیا وغیرہ ممالک مین ایک نہین صدہا موجود ہین ازانجملہ دو چار نظیرین اس مقام مین ذکر کی جاتی ہین -

(۱) مہذب ملکون اور سلطنتون مین ان کے اپنی ہی قوم کے بعض افراد مین ڈائنا میٹ کا سلسلہ جاری ہے

(۲) - بہت سلاطین یوروپ و ایشیا کو انہی کے ہم قوم و ہم مذہب کے اشخاص نے ہلاک کیا -

(۳) - ہماری ملکہ قیصر ہند پر اس کے ہم قوم و ہم مذہب لوگون نے (جن مین ایک حضرت مکلین بہی ہین جنہون نے تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ان پر گولی چلائی تھی) کئی دفعہ حملہ کیا -

(۴) اسوقت جو یوروپ مین اور خاصکر لنڈن ایرلنڈ وغیرہ مین ایرش وغیرہ سے فساد کا بازار گرم ہے وہ اپنے ہی ہم قوم و ہم مذہب اشخاص کے ہاتہون سے ہو رہا ہے - وعلی ہذا القیاس -

ومعہذا ان شخصی اور افرادی مخالفتون کے سبب سے اُن تمام اقوام عیسائی کو کوئی شخص باغی قومین قرار نہین دیتا بلکہ آج کل کے مفسدین ایرش کے لیے تحریک ہو رہی ہے کہ اُنکو مدد معاش ملے تاکہ وہ بے روزگاری کے سبب پہر فساد نکرین پس اہلحدیث کی بعض افراد کے ذاتی اور شخصی بغاوت کے سبب (اگر اُسکا وقوع تسلیم کر لیا جاوے) کل گروہ اہل حدیث کو باغی و بدخواہ سلطنت کیون کر قرار دیا جا سکتا ہے خصوصًا اس حالت مین کہ اس قوم کے اکثر اکابر اور پیشواؤن نے نازک وقتون مین گورنمنٹ کی خیرخواہی ثابت کر دکہائی ہو اسی نظر سے سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب سر ہنری ویوس صاحب نے باوجود تسلیم اس امر کے کہ بعض اضلاع ہندوستان کے بعض اشخاص اہلحدیث نی گورنمنٹ کی مخالفون کو مدد دی ہے)

کل فرقہ اہلحدیث کو بدخواہ سلطنت قرار دیا بلکہ اہل حدیث پنجاب کا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا بذریعہ سرکلر مورخہ ۲۹ - اکتوبر ۱۸۷۲ء مشتہر کیا -

ہمارے ایک اسلامی پالیٹیشن بزرگ کا یہہ قول ؎ جواز قومی یکے بیدانشی کرد + نہ کرد امتے ملت ماند نہ مہ را + ہمارے اس بیان کا مخالف نہین - اس قول سے ان کا یہہ مقصود نہین ہے کہ ایسا ہونا چاہیے یا یہہ عقل و انصاف کا مقتضے ہے - بلکہ اس قول سے انکا مقصود یہہ ہے کہ عام لوگون مین (جو عقل و انصاف کے پابند نہین) ایسا ہوتا ہے وہ ایک کے فعل سے اس کے سب گروہ کو برا سمجھتے ہین گو عقل و انصاف کے رو سے یہہ امر جائز نہ ہو - اس وجہ دوم کو چشم انصاف سے دیکھنے کے بعد تو سرحدی بغاوتون و سازشون کو اہل حدیث کے ذمہ لگانے والے بھی یقین کر سکتے ہین کہ ان بغاوتون و سازشون کے سبب اگر انکو واقعی تسلیم کر لیا جاوے کل گروہ اہلحدیث کو بدخواہ سلطنت قرار دینا انصاف کے مخالف ہے - بالجملہ ہماری اس طولانی (مگر ضروری) بحث سے عام ناظرین اور ناواقف عہدہ داران گورنمنٹ کو امر مسوم کا یقین ہوگا - جیسا گورنمنٹ کو پہلے ہی سے اس امر کا یقین ہے -

تائیدات امور ثلثہ ختم ہوئین - امید ہے گورنمنٹ ہماری درخواست کیطرف توجہ کرنے کے وقت ان تائیدات کو پیش چشم رکھے گی اور اس خیر خواہ فرقہ کو اس ناسزا لقب "وہابی" سے مخاطب کرنے سے معاف فرمائیگی - اور اپنے ملازمون اور عہدہ دارون کے نام بذریعہ سرکلر عام اور قطعی حکم نافذ کرے گی کہ وہ سرکاری تحریرات و احکام مین اس گروہ کو اس لفظ سے مخاطب نکیا کرین - "انکو بالقاب اہلحدیث" سے انکو مخاطب کیا کرین -

گورنمنٹ نے ہماری اس درخواست کی طرف توجہ نکی تو لوگون مین تنازع و اختلاف بہیلیگا - اور لائیل کی نالشون کا دروازہ کہلیگا * سب سے پہلے سرکاری

* لاہور مین اس تہمت وہابیت کو اٹھانے کے لیے ایک خاص کمیٹی قائم ہوئی ہے جو

عہدہ دارون پر جو وقتاً فوقتاً بعض خیر خواہ اشخاص اہل حدیث کو وہابی کہدیتے ہین لاپبل کی نالشین دائر ہونگی - ان کے ساتھہ ہی ان اخبار نویسون پر جو اپنی اخبارون مین اس گروہ کے حق مین یہہ لفظ استعمال کرتے ہین - ان کے بعد اہل حدیث کے مقابل فرقہ ہائے اسلامی کے بعض اشخاص پر جو اس لفظ سے انکو یاد کرتے ہین،

جسکا نتیجہ بجز اسکے کہ رعایا مین باہم بغض و فساد پیدا ہو اور انکی باہمی اتحاد و امن مین خلل واقع ہو اور کچھہ نہ نکلیگا -

ہماری دیسی اور انگریزی اخبارون کے ایڈیٹر (جو وقتاً فوقتاً اس گروہ کو وہابی کے نام سے تعبیر کرتے ہین - اور آج کل اس گروہ کے وکیل رسالہ اشاعۃ السنۃ کو وہابی اخبار لکھہ چکے ہین جیسے ایڈیٹر پایونیر الہ آباد - سول و ملٹری گزٹ لاہور - مسلم ہرلڈ مدراس - اودہ اخبار لکھنؤ - شمس الاخبار مدراس - اخبار چنار - عالم تصویر کانپور - سراج الاخبار وغیرہ) اس نتیجہ کیطرف غور و امعان کی نگاہ کرین - اور ہمارے اس مضمون کا خلاصہ اپنی اخبارون مین درج کرکے اس دل شکن و توہین آمیز لفظ کی استعمال پر عذر کرین - گورنمنٹ کی توجہ کے منتظر نہین ایسا نہو کہ ہم اور وہ بجائے دوستانہ ملاقات عدالت کے کمرون مین باہم ملاقات کرین

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور اس کے خاتمہ مین ان چٹھیات سرکاری کو نقل کرتے ہین جنکا اثنا مضمون مین حوالہ دے چکے ہین

محمڈن نیشنل ڈیفنس کمیٹی (یعنے قومی محافظت یا مدافعت کی مجلس) کے نام سے موسوم ہوئی ہے - اس کمیٹی کے ممبرون نے اس امر اہم کے لیے سردست ایک ایک مہینے کی آمدنی بطور چندہ دینے تسلیم کر لی ہے - اس مضمون کی گورنمنٹ اور خواص ملک پر تاثیر نہوئی اور عدالت تک پہنچنے کی نوبت آئی تو یقین ہے کہ تمام ہندوستان کے لوگ اس کمیٹی کے ممبر ہو جائینگے اور اپنی آمدنی سے کافی روپیہ اس کی مدد کو دینگے -

کب دیکہا اور ساری تفسیر انکو کب پڑہا دس پانچ موجودہ اور متداول تفسیرون کی نسبت یہہ دعوی ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ **مفسرین دو فریق** ہین (۱) **مئولین** جو جملہ صفات خداوندی (استواء وغیرہ) کی تاویل کرتے ہین۔ (۲) **مفوضین** جو قرب معیت کے سوا اور صفات کی تاویل نہین کرتے **فریق** اوّل کا معنے معیت مین علم یا نصرت وغیرہ کو ذکر کرنا اُنکے مذہب تاویل پر مبنی ہے وہ جیسے استواء کے معنے استیلا اور ید کے معنے قدرت بیان کرتے ہین ایسی معیت کے معنے علم و نصرت بیان کرتے اور اپنے اِس فعل کو برملا تاویل کہتے ہین اِنکی قول پر آپکو اعتماد و تمسک جائز ہے تو چاہیئے کہ اِن کی دوسری تاویلات استیلاء وغیرہ سے بہی تمسک کرین رہے مفسرین **فریق دوم** سو اگرچہ معیت کی تفسیر مین علم و نصرت کا ذکر کرتے ہین مگر وہ آپ لوگون کی طرح یہہ نہین کہتے کہ یہہ علم و نصرت اِس معیت حقیقی کے معنے ہین اور اِس معیت کی حقیقت بجز علم یا نصرت وغیرہ اور کچھہ نہین ہے۔ **جائز** ہے کہ اُنہون نے یہہ تفسیر بلازم و مقتضا کی ہو اور انکا یہہ خیال ہو کہ اِن مقامات مین جس معیت کا بیان ہے اِسکی حقیقت کا علم تو سپرد بخدا ہے پر اسکا لازمہ و مقتضا اِن مقامات مین علم یا نصرت وغیرہ ہے۔

اِس **لازم و مقتضا** معیت کو حضرت شیخ ابن **تیمیہ** بہی بیان کر چکے ہین اور ساتہہ اِسکے یہہ بہی بیان* کر چکے ہین کہ یہہ مقتضا کبہی عین معنے معیت ہوتا ہی جسکا مفہوم یہہ ہی کہ کبہی وہ اصل معنی و حقیقت معیت سے جداگانہ بہی ہوتا ہی۔ یہہ بات جب آپکو سوجھ چکی ہی تو کیون جایز نہین کہ ان مفسرین کو بہی یہی بات سوجھی ہو اور اونہون نے اِس معیت کی تفسیر مین اسکا لازم و مقتضا بیان کیا ہو نہ اصل حقیقت و مراد معیت

یہی لازمی معنے عام لوگون کے خیال مین آتے ہین جب وہ اِن آیات کو

* دیکہو صفحہ ۱۹ و ۱۰ سالہ نمبر ۱ جلد ۸

خاتمہ متضمن نقل چٹھیات

نقل مراسلہ اردو گورنمنٹ پنجاب جو سر کلر انگریزی مورخہ ۲۹ اکتوبر کا ترجمہ ہی

انگریزی سرکلر حصہ انگریزی مین ہی

از محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب وغیرہ

مہر عدالت

بنام مولوی محمد حسین و مولوی رحیم اللہ و سہ صد دیگر سائلان

حسب الارشاد جناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر جناب نواب محتشم الیہ بہادر کیطرف سے اوس عرضی کا جواب لکہا جاتا ہے جسپر قریب تین سو اشخاص کے دستخط ہین اور جسمین کئی ہزارون اشخاص کی رائے اور خواہشون کا اظہار ہے جو اہل اسلام مین سے اوس فرقہ سی تعلق رکہتے ہین جو عوام الناس مین وہابی کے نام سے مشہور ہین۔

(۲) سائلون کا بیان ہے کہ اگرچہ وہ ایسے خیر خواہ سلطنت ہین جیسے کوئی اور رعایا حضرت علیا ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین سے تو بہی وہ بسبب اشتباہ بدخواہی بہت سی تکلیفون کے زیر بار اور کئی ایک لاچاریون کے متحمل کیے جاتے ہین کہ وہ اپنے مذہب کی رسوم کو آزادی کے ساتہہ ادا کرنے نہین پاتے حالانکہ ملکہ معظمہ کے اشتہار نے سب کو آزادی کا وعدہ دیا کہ وہ مسجدون سے اور اسلامی جلوسون سے الگ کیے جاتے ہین اور لوگ عموماً سرکار کے طریقہ کی پیروی کرکے انکو حقارت اور بے اعتباری سے دیکہتے ہین کہ کسی وہابی کے لیئے عدالت ہائے قانونی مین انصاف پانا بہی ناممکن ہے کیونکہ اُس کی ملت کی حال معلوم ہوتی ہے حاکم عدالت اوس کے برخلاف بدبر ہو جاتا ہے۔ اخیر مین ان کی یہہ درخواست ہی کہ وہ گورنمنٹ کی اعتبار مین لئے جاوین کہ لوگون کو روکا جاوے کہ وہ ان کو بدخواہ سلطنت نہ خیال کرین اور ان سے ایسا سلوک نکرین جیسا بدخواہون کے ساتہہ ہوتا ہے کہ وہ خبرگیری اور نظربندی سے خلاص کیے جاوین اور اپنے مذہب کی رسوم کو آزادانہ ادا کرنے پاوین اور یہہ کہ ملازمان سرکار جو وہابی رایون کے مقر ہین وہ آیندہ شبہ سی بری ہون اور ترقی سے محروم نرہین۔

(۳) جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر خوش ہین کہ سائل اپنی تکالیف کی اظہار کے لیئے

پیش قدم ہوئے اور ان کی درخواست کے پورے جواب دینے کو آمادہ ہین اقول حسب الحکم جناب نواب مفخر الیہ بہادر قلمی ہے کہ اگرچہ سائل نام وہابی کو رد کرتے ہین لیکن یہہ وہ نام ہے جس سے وہ عموماً مشہور ہین اور جہان تک لقب مذکور تحریر ہذا مین مستعمل ہوا ہے حقارت کے کلمہ کے طور نہین ہوا۔

(۴) ماسوائے اس کے جناب معلی القاب نواب محتشم الیہ بہادر اس مضمون کے ملاحظہ سے نہایت محظوظ ہوئے کہ سائل بالکل خیال ہوخواہی دولت حضرت علیا ملکہ معظمہ دام سلطنتہا سے بہی سنکر ہین۔ اور اپنے تئین اون وہابیون کے حرکات مخالفانہ اور رائون سے جو کئی سالون سے خفیہ فتنہ پردازی یا مظاہر مخالفت مین مشغول رہے ہین بالکل بے تعلق ظاہر کرتے ہین۔ جناب نواب مفخر الیہ بہادر ان گذارشات اطمینانی کے قبول کرنے کے لیے بہمہ وجوہ رضامند ہین اس جماعت نے جس کیطرف سے سائل معروض رسان ہین کچھہ عرصہ گذشتہ سے پنجاب مین نہایت خیرخواہی اور آشتی کے طریقہ سے سلوک رکہا اور جناب معظم الیہ بہادر اون کو یقین دلاتے ہین کہ جب تک کہ وہ حضرت ملکہ معظمہ کی نیک رعایا کی مانند کاربند رہین گے سرکار باوقار انکو برابر اونسی مہربانی سے سلوک کرے گی جیسے کسی اور جماعت رعایا ملکہ ممدوحہ سے۔ اگر فرقہ المشہور وہابی کی نسبت بدگمانی رہی ہے تو اسکا باعث یہہ ہی کہ اس کے اراکین مین سے بہت نے خصوصاً ہندوستان کے دیگر حصون مین طریقہ بدخواہی سے کام کیا خاصکر اس معاملہ مین کہ انہون نے اس گروہ باغیان کو امداد دی جو مقام ملکا سرحد ہزارہ پر آباد ہین لیکن جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا یہہ منشا نہین ہے کہ اورون کے جرائم سایلون کی یا کسی اور کے جوان کیطرح خیرخواہی چہت کا اظہار کرین اور نیکو رعایا کی مانند کاربند ہین ذمہ لگاوین۔

(۵) بحوالہ لاچاری ہائے دربار پرستش مذہبی حسب الارشاد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر مرقوم ہے کہ جناب نواب محتشم الیہ بہادر چاہتے ہین کہ گورنمنٹ عالیہ کے اشتہار

کی جنکی رو سے ہر ملت کے پیروؤن کو استحقاق ہے کہ اپنی پرستش بلا بندش کرین تا وقتیکہ امن عوامہ کو خطرہ نہ پڑے ہر طرف سے تعمیل کیجاوے - لیکن جو مخالفت وہابی طریق کی پرستش کے عام عمل کے باب مین ہے وہ خود اہل اسلام کیطرف سے ہے نہ سرکار سے - وہابی ایک فرقہ ایسے اشخاص کا ہے جو اوس طریقہ اہل اسلام سے جو عموماً پنجاب مین رائج ہے اتفاق کلی نہین کرتے اور گو وہ اپنے مسجدون مین اپنی رسوم کے آزادانہ عمل کرنے اور اوس جگہہ اپنے خاص مسئلون کے وعظ کرنے کے استحقاق کا اظہار کرین لیکن وہ اون مساجد کے استعمال کے باب مین جو راشد مسلمانونکی زر سے اور انکی استعمال کے لیے بنی ہوئی ہین اصرار نہین کرسکتے

(۷) [illegible] کا تعلق ہے فی الحال وہابی کسی خاص نظر بندی مین نہین ہین اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سائلون کے گذارشات اطمینانی سے اس امر کے یقین کرنے کو بہت خوش ہین کہ اسکے آیندہ بہی ضرورت نہ پڑے گی

(۷) علاوہ برین سرکار اپنے اون اہلکارون کو جو سائلون کی ملت سے ہین نامہربانی سے نہین دیکہتے اور نہ ان کو ترقی سے محروم رکہتی ہے جو کچہہ اپنے ملازمون سے سرکار چاہتی ہے وہ یہہ ہے کہ وہ اپنے فرایض کے انجام مین سرگرمی ظاہر کرین اور چست خیرخواہی سے ملبوس رہین - اس کے ثبوت مین تذکرۃً لکہا جاتا ہے کہ سید ہدایت علی تحصیلدار بٹالہ جو فرقہ وہابی مین بہت مشہور ہین کچہہ عرصہ ہوا کہ عہدہ اکسٹرا اسٹنٹی پر مترقی ہوئے اور کم سے کم ایک اور شخص کا نام جو اسی ملت مین سے ہے اور جسکی خدمات اکثر دفعہ پسند ہوئین ایسی ہی ترقی کے لیے جو کسی مناسب وقت پر عمل مین آوے فہرست مین درج ہے -

(۸) جناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر خوش ہین کہ انکو یہہ موقعہ سائلون کے اطمینان کرنے کا ملا کہ جب تک اون کا چال وچلن ایسے نیک رویہ سے اور ایسا خیرخواہانہ جیسیکہ اب ہے رہیگا تو اون سے سرکار باوقار نامہربانی سے نہ سلوک کریگی - یہ مراسلت صاحبان کمشنران قسمت ہای کی اطلاع کے لیے بہیجی جاویگی - فقط ۱۰ نومبر ۱۸۷۶ء کوہ مری -

ترجمہ یادداشت گورنمنٹ ممالک مغربی شمال نمبر ۹۰۲ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۶۳ء

اصل یادداشت حصہ انگریزی میں ہے

صیغہ عام

ممالک شمال مغرب الہ آباد ۲۶ جنوری ۱۸۶۳ء

یادداشت دفتر۔

مالک دہستم پرچہ اشاعۃ السنۃ لاہور کو انکی درخواست (موسومہ گورنمنٹ رپورٹ دیسی اخبارات ایڈیٹر مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۶۳ء) کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ راقم کو اسکا سخت افسوس ہے۔ کہ ان اسلام کی رپورٹ سالانہ بابت ۱۸۶۲ء میں مالک دہستم مذکور کا مذہبی خطاب بیسبب نام سے لیا گیا ہے جو ان کو ناگوار گزرا۔ اس لفظ پر وہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس غرض سے نہیں لکھا گیا کہ انپر کسیطرح کا حرف آوے اور آیندہ کہاں احتیاط اس سے پرہیز کیا جائیگا۔ (دستخط) سی ایچ ایٹ سن سکرٹری گورنمنٹ ممالک شمال مغرب الہ آباد۔

ترجمہ چٹھی ڈبلیو جی واٹر فیلڈ صاحب بہادر قائم مقام کمشنر سابق دہلی

اصل چٹھی انگریزی انگریزی میں ہے

مولوی نذیر حسین اور انکے پسر مولوی شریف حسین صاحب نے سوا دیگر مردم خاندان کے بیسبب حسین کی سیم کی غدر میں جان بچائی تھی اسوقت ان بہر سہ کو اپنے گھر لے گئے تھے جسوقت میں وہ رخصت پڑی تھی سو اپنے مکان میں ساڑھے تین مہینے تک رکھا۔ آخر سرکاری کیمپ میں پہنچا دیا۔ ان کے بیان سے ظاہر ہوا کہ سرکاری انگریزی چٹھیاں اس آگ سے جل گئیں جو انکے مکان میں لگی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں یہ امر صحیح ہے انکے پاس چٹھیاں نول جرلین صاحب اور جرنیل برن صاحب اور کرنیل ٹیلر صاحب وغیرہ کی تھیں اور مسٹر لیسن کی سیم کے آنیکی کل حقیقت مجھکو یاد ہے انکو دو سو روپیہ یکمشت اور چار سو روپیہ ایک مرتبہ انعام ملا اور یہات سو روپیہ بعوض گرجا مکانات کو ملا۔ بس یہ خاندان قابل لحاظ اور مہربانی کے ہے

دستخط

ڈبلیو جی واٹر فیلڈ قائم مقام کمشنر

ترجمہ چٹھی میجر جی ای ینگ صاحب بہادر سابق کمشنر دہلی

اصل انگریزی حصہ انگریزی مین ہے

مین نے بچشم خود دیکہا اور میم صاحبہ سی بہی سنا فی الحقیقت یہ سارٹیفکٹ درست ہی اور اس مین یہہ لکہا ہے کہ مولوی نذیر حسین اور شریف حسین نے انکی جان دشمنون سے بچائی

دستخط

جی ای ینگ صاحب

۱۶ دسمبر ۱۸۸۱ء

ترجمہ چٹھی جی ڈی ٹریملیٹ صاحب بنگال سول سروس سابق کمشنر دہلی

اس چٹھی کی انگریزی عبارت حصہ انگریزی مین ہے

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے رہنما (یا نامور) مولوی ہین جنہون نے مشکل وقتون مین اپنی نمک حلالی گورنمنٹ پر ثابت کی ہے اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کی ادا کرنے کو جاتے ہین - مین امید کرتا ہون کہ جس کسی افسر برٹش گورنمنٹ کی وہ مدد چاہین گے وہ انکو مدد دیگا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہین - دستخط

جی ڈی ٹریملیٹ بنگال سول سروس

کمشنر دہلی ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء

نقل مراسلہ گورنمنٹ پنجاب بنام ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ

ہر عدالت

شرافت و فضیلت پناہ ابوسعید مولوی محمد حسین بعافیت باشند - واضح ہو کہ آپکا اشاعۃ السنۃ نمبر دوازدہم بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۴ء اور رسالہ جات قبل ازین ملاحظہ سے گذری آپ کی تحریرات مشعر ترقی رابطہ و اتحاد مابین اقوام اہل اسلام و سرکار انگلشیہ قابل تحسین ہین - اور آپکی سعی دربارہ امر مذکور باعث مسرت و شکریہ ہے - فقط

مرقوم ۲۳ مئی ۱۸۸۵ء

منمقام شملہ -

(نمبر ۵۷)

نقل روبکار تر کی سیہ عثمان پاشا کمانڈر انچیف و گورنر حجاز۔

مدینہ منورہ محافظین علیہ سنہ

سعادتلو افندیم حضرتلری

علمای هندیه دن نذیر حسین ایله تلامیذندن برنفر حقیقتده کندی هشهریدن اوطرفندن استادلغ اعتزال اولمغله مکه مکرمه جه کندولری بالمواخذه تحقیقات یاپمق اجرا قلنمش و فقط استاد راقع مذکور دن موجه الیهما نن برائتلری ثابت اولمش اولدیغندن اوراجه ده شاید حقلرنده بویولده برسوء ظن یاپیلمق جائز اولور ایسه برائت ذمتلری معلوم اولمق اوزره بیان کیفیتنه ابتدار قلنمدی اولبابده امر و ارادهٔ افندیم حضرتلری نندر

فی ۲۲ ذالحجه سنه ۱۳۱۰ رفی ۱۶ تشرین اول سنه ۹۹ سنه

والی رقوما مذارجع مکه مکرمه دهسی

عثمان نوری

ترجمہ

بجناب محافظین مدینہ منورہ

سعادت مآب حضرت صاحبو

ہندوستان کے مولویون سے نذیر حسین اور ایک شخص انکے شاگردون سے اندرون پران کے ہم وطنون کیطرف سے جو سفر (واپس) ہونیکی تہمت لگائی گئی تھی اسکی (ان دونون پر) مواخذہ کرکے ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت سے ان دونو کا بری ذمہ ہونا ثابت ہوا رہان بھی اگر ان کے حق میں اس قسم کا کوئی الزام لگایا جاوے تو اس سے انکی برارت ذمہ معلوم ہونے کے لیے یہہ تحریر کی جاتی ہے۔

سیہ عثمان نوری گورنر و کمانڈر انچیف عربستان از مکہ تاریخ ۱۶ ربیع الاخر سنہ ۱۳۱۰ ۱۶ تشرین اول سنہ ۹۹

اس روبکار تر کی کا فوٹو گراف ہمارے پاس موجود ہے جو شائق اس فوٹو گراف کو ملاحظہ کرسکتا ہے۔

اہلحدیث قدیم ہین یا جدید

اهل الحدیث هم اهل النبی ان لم یصحبوا انفاسه فقد اعاذوا

جو لوگ اس زمانہ مین بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہین وہ **اہل حدیث** کہلاتے ہین۔ اور اپنے لقب کو قدیم بتاتے ہین۔

انکے مخالف مقلدین فقہا ان کو نیا فرقہ اور ان کے مذہب کو نیا مذہب کہتے ہین اور بجائے اہل حدیث انکا وہابی نام رکھتے ہین۔

اُنکی (مخالفین) کی غلطی خیال و مقال ہم کئی دفعہ پہلے بھی بیان کر چکے ہین۔

سنہ ۱۸۱۹ء و سنہ ۱۸۶۲ء مین جلد ۴ و ۵ اشاعۃ السنہ کے کئی نمبرون مین یہہ ثابت کر چکے ہین کہ یہ لوگ وہابی نہین ہین اور ان کو وہابی کہنے کی کوئی وجہ نہین اور محمد بن عبد الوہاب نجدی جسکیطرف وہابی فرقہ کو منسوب کیا جاتا ہے تیرہوین صدی ہجری مین پیدا ہوا اور یہہ فرقہ اہل حدیث پہلی صدی سے چلا آتا ہے۔ اس فرقہ اہل حدیث کو وہابی کہنا ایسا ہی ہے

یا اہل الکتاب لم تحاجون فی ابراھیم وما انزلت التورٰۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون ھانتم ھٰؤلاء حاججتم فیما لکم بہ علم فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ علم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین

(آل عمران ع ۷)

جیسا اہل کتاب کا حضرت ابراہیم کو یہودی یا نصرانی کہنا جسکے جواب مین خدا تعالےٰ قرآن مین فرماتا ہے کہ توریت و انجیل (جنپر یہودیت و نصرانیت کی بنا قائم ہوئی ہے) تو حضرت ابراہیم کے پیچھے نازل ہوئی پھر ابراہیم کو یہودی یا نصرانی کہنا کیا معنے رکھتا ہے؟ - **ان پر چون** مین یہہ بھی کہا گیا تھا کہ عبد الوہاب نجدی سے اہل حدیث ہند نے کسی وجہ سے استفادہ نہین کیا۔ نہ اُسکی شاگردی کی نہ اس سے مرید ہوئے نہ اُسکی کوئی ایسی کتاب جس مین اہلحدیث کی جملہ اصول و فروع کا بیان ہو ان کے پاس پہونچے نہ اوس کے خاص اعتقاد و عمل (تکفیر اہل قبلہ و قتل مخالفین) سے ان کو اتفاق ہے۔ بلکہ اس کے اس اعتقاد و عمل کو وہ بر ملا بُرا کہہ چکے ہین۔ پھر انکو وہابی کہنا اور مذہب محمد بن عبد الوہاب کیطرف منسوب کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔؟

پہر ۱۸۸۴ء مین بضمن نمبر ۳ جلد ۷ اشاعۃ السنۃ یہہ ثابت کر چکے ہین کہ فرقہ اہل حدیث قدیم سے چلا آتا ہے - اکثر کتب فقہ و حدیث و تفسیر مین ان کا ذکر موجود ہے اور چہوٹی (جیسے خلاصہ کیدانی) اور بڑی (جیسے طحطاوی شرح درمختار - معالم التنزیل - جامع ترمذی - حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ) کتب فقہ و حدیث وغیرہ مین اسی لقب سے انکو یاد کیا گیا ہے -

اور اس سے پہلے جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ کے نمبر اول مین بشہادت بستان المحدثین بیان کر چکے ہین کہ "کتاب صحیح بخاری کی تالیف ہی اسی غرض سے ہوئی ہے کہ حدیث پر عمل کرنے والے اس کتاب کی احادیث کو دستور العمل بناوین اور مجتہدین کیطرف رجوع کرنیکے محتاج نرہین" - اور اسی جلد ضمیمہ کے نمبر ۸ وغیرہ مین صفحہ ۵۹ سے صفحہ ۷۶ تک مذہب اہلحدیث کی مفصل تاریخ کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے نقل کر چکے ہین جس مین اس گروہ کے اعیان و اکابر اور ان کے اصول مذہب کی تفصیل مذکور ہے

ان رسائل کے شائع ہونے کے بعد ان مضامین کو پڑہنے اور ان کتب کو جنکا ان مضامین مین حوالہ دیا گیا ہے دیکہنے والون سے ہرگز متوقع نہ تہا کہ پہر وہ اہل حدیث کو نیا فرقہ کہتے اور ان کا وہابی وغیرہ نام رکہتے مگر افسوس وہ اب بہی وہی بات کہے چلے جاتے اور وہی نیا فرقہ وہابی وغیرہ انکا نام بتاتے ہین

اس مضمون مین ہم ان کی غلطی کا منشا بتاتے اور اس غلطی کے رفع کرنے کے لیے کوشش کرنا چاہتے ہین

ہمارے نامہربان (علاتی) اخوان مقلدین کو اس امر کا کامل یقین و صریح اعتراف ہے کہ اہل حدیث قدیم فرقہ ہے جس کے اعیان و اکابر امام بخاری و امام مسلم اور ان کے اساتذہ و اسلاف اور تلامذہ و اخلاف ہین اور اس مذہب کی کتابین جنپر وہ فرقہ چلتا ہی صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح و حسان ہین - ومعہذا ان لوگون کا اہلحدیث زمانہ حال کو نیا فرقہ اور وہابی وغیرہ کہنا جہانتک ہمکو معلوم ہے انکے اس خیال پر

مبنی ہے کہ زمانہ قدیم مین جو اہلحدیث کہلاتے تہے وہ کسی نہ کسی امام (ابو حنیفہ یا شافعی وغیرہ) کے مقلد تہے۔ اور حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلاتے۔ آجکل کے مدعیان عمل بالحدیث مطلق العنان ہین کسی مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی کے مقلد نہین کہلاتے اور بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے ہین۔ لہذا یہہ اہل حدیث سلف کی طریقہ پر نہین اور نہ اہل حدیث کہلانے کے مستحق ہین انکو نجدی یا وہابی یا لامذہب ہی کہنا چاہیئے۔ جو نجد کے حدیث پر عمل کرنے والون کا نام ہے۔ اور اپنے اس خیال کے موید وہ کئی امور پیش کرتے ہین اوّل یہہ ہے کہ اکثر اہلحدیث سلف عام لوگون مین کسی نہ کسی مذہب کیطرف منسوب ہین کوئی حنفی کہلاتا ہے (جیسے امام طحاوی وغیرہ) کوئی شافعی (جیسے امام بخاری امام ترمذی وغیرہ) کوئی مالکی۔ (جیسے امام قرطبی وغیرہ) کوئی حنبلی (جیسے شیخ ابن تیمیہ وغیرہ وغیرہ)۔

امر دوم یہہ کہ بعض اہل حدیث کو کتب طبقات مین خاص خاص طبقات مین شمار کیا گیا ہے

امر سوم (جو ان انکے شبہ یا خیال کا بڑا قوی مؤید ہے) یہہ کہ اکابر اہل حدیث نے ناکامل محدث کو بجای حدیث اتباع فقہ کے تاکید کی ہے چنانچہ امام بخاری سے قصہ رباعیات* مشہور ہے جسمین انہون نے صاف فرمایا ہے کہ جو ان مشقتون کا جو محدث ہونے کے لیے ہم نے بیان

* شاید ہماری بعض ناظرین اس قصہ سے ناواقف اور اور اس کے شائق و طالب تفصیل ہون انکی اطلاع کے لیے ہم اس قصہ کو قسطلانی شرح بخاری سے نقل کرتے ہین اسکے صفحہ ۲۱ جلد اول مین بسند ابو عصمہ نوح بن الفرغانی ابو المظفر بخاری سے منقول ہے کہ انہون نے فرمایا ابو العباس ولید بن ابراہیم ہمدانی رے کی قضا سے معزول ہوئے تو وہ شہر بخارا مین ہماری پڑوس مین آرہے میرا استاد ابو المظفر مجھے ان کے پاس لے گیا اور اُن سے اس کا طالب ہوا کہ وہ مجھے احادیث سنا دین جو اپنے استادون سے

قال عبد العزیز الدمشقی حدثنا ابو عصمة نوح بن الفرغانی قال سمعت ابا المظفر عبد الله بن محمد بن عبد الله بن قتیبة الخزاعی وابا بکر محمد بن عیسی البخاری قال سمعت ابا ذر عمار بن محمد بن مخلد التمیمی یقول سمعت ابا المظفر محمد بن حامد بن الفضل یقول لا عزل ابو العباس الولید بن ابراهیم

کی بین متصل نہو سکے وہ فقہ کا اتباع کرے اور اس زمانہ کے اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ جسکو کسی ایک

ابن یدیہ المہدی عن قضاء الری وہو بجخارا سنة ثمانین ومئتین
وفقیہ تجتمع ویتکاتبان بینہ وبین الفضل
السلمی فذکر فی جوابہ انی سمعت ابراہیم ابن اسحق
بن ابراہیم الحنظلی الذہلی یقول اسالت ان تحدث ہذا
الشیخ عن مشایخک فقال مالی سماع فاکیف ترانی
فقد بہذا قال لی لما بلغت ہذا الموضع من الرسالة نفسی
الی معرفة الحدیث وروایتہ لاحد اسلوہ ما قصدت
محمد بن اسمعیل البخاری بخاری صاحب التاریخ
والمنظور الیہ فی علم الحدیث شرا علمتہ مرادی ومسالتہ
لا تتعاطی ذلک فقال لی یا بنی لا تدخل فی امر لا یعنیک
معرفتہ وہو الوقوف علی مقادیر فقلت عرفنی
رحمک اللہ ہو ما قصدت لہ ومقادیر ما سالتہ
عنہ فقال لی اعلم ان الرجل لا یصیر محدثا کاملا فی
الا بعد ان یکتب اربعا مع اربع - کاربع مثل اربع
- فی اربع عند اربع - باربع علی اربع - عن
اربع بلا ربع وکل ہذہ الرباعیات لا تتم الا باربع مع
اربع فاذا تمت لہ کلہا ہان علیہ اربع واتتہ
باربع فاصبر علی ذلک اکرمک اللہ تعالی فی الدنیا باربع
واتاہ فی الآخرة باربع قلت لہ فسرلی رحمک اللہ
ذکرت من احوال ہذہ الرباعیات من قلب صاف بحر

سن چکے ہیں - انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے حدیث
کی سماع نہیں ہے میری اسنادسے کہا کہ آپ
فقیہ ہیں پھر حدیث کی سماع کیوں حاصل نہیں
انہوں نے جواب دیا کہ اسکا سبب یہ ہے مجھے حدیث
کا شوق ہوا تو میں امام بخاری کے پاس پہنچا
اور اپنے شوق وارادہ سے انکو مطلع کیا انہوں نے
فرمایا بیٹا کسی امر میں مداخلت کا قصد نہ کرنا چاہیے
جب تک کہ اسکی حدود اور مقداروں کی معرفت
نہ ہو میں نے سوال کیا آپ مجھ سے علم حدیث کی حدود
اور مقداروں سے واقف کریں تو آپنے فرمایا
انسان کامل محدث تبھی بنتا ہے جبکہ چار قسم
کی حدیثیں (احادیث نبوی - آثار صحابہ - آثار
تابعین - اقوال علماء) قلم بند کرے - سو چار قسم کے
اوصاف کے (ان کے نام - کنیت - مکان نسلم
جیسے چار چیزوں کے ساتھ چار چیزیں ہیں -
(خطبہ کے ساتھ جمعہ - دعا کے ساتھ توسل سورہ
کے ساتھ بسم اللہ - نماز کے ساتھ تکبیر - چار اقسام
کی مثل (مسند - مرسل - موقوف - ملتقط) اپنے
چاروں زمانوں (صغر سنی - بلوغت - جوانی -
اور پیرعمر -) میں چار وں وقت سے فراغت -

پنجاب گورنمنٹ کا شکریہ

اور

سیر

ایک اسلامی پولیٹیکل مسئلہ پر عمل کرنے کا مشورہ دیتا ہے

پنجاب گورنمنٹ نے ہماری سابقہ نمبر ۱۲ جلد ۵ صفحہ ۴۵۶ کیطرف خطرانہ توجہ فرمائی ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ ہمارا مقصد نہیں خواہی گورنمنٹ بلکہ درحقیقت اسلام و مسلمانوں کی خیر خواہی ہے بذریعہ [illegible] خوشنودی و شکرگذاری ظاہر کرتے ہیں تمام عنایت فرمودہ گورنمنٹ [illegible]

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

قال رسول الله من صنع الیکم معروفا فکافئوہ فان لم تجدوا ما تکافئونه فادعوا له حتی تروا انکم قد کافأتموه

قال رسول الله من لا یشکر الناس لا یشکر الله

سچکر ان آیات اسلام کے جس [illegible] ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا شکریہ ادا کریں اور جو شخص احسان [illegible] کے [illegible] جو شخص [illegible] شکرگذار نہیں ہوتا [illegible]

آئندہ بھی خیر خواہی حق شناسی گورنمنٹ میں کوتاہی نہ کرینگے اور ہمیشہ وقتاً فوقتاً مضامین تعاون فیما بین اسلام و مذہب گورنمنٹ کی اشاعت سے دریغ و نہ کرینگے۔ اور جہاں کے خیال میں [illegible] واضح رہیں بہت کوشش عمل میں لاوینگے +

اسی اصول کے موافق سردست ہم ایک پولیٹیکل اسلامی مسئلہ کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہیں اس مسئلہ پر گورنمنٹ کو عمل کرنیکا مشورہ دیتے ہیں +

وہ یہ ہے کہ تالیف قلوب رعایا سلطنت کے انجمن کا ایک جلسہ شاہزادہ خصوصاً ایسے موسم میں جبکہ وہ اسلام سے تعلق رکھتا ہو لہٰذا گورنمنٹ کا پولیٹیکل فرض ہے کہ اس مسئلہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور بنا بر عہد نامہ کے پرانے یادگار و شاہد خصوصاً معاہدہ گلوسٹر کے کسی نہ کسی متولی و مدعی نظر آوے قابو کرکے مدد کوشش کرے) پنجاب وغیرہ بلاد کے بعضے پرانی مسجدوں [illegible] سرکاری کاموں میں آنا جیسے بقیہ آثار اسلام کی نگہبانی کے [illegible] پولیٹیکل مسئلہ کے بالکل مخالف ہے گذشتہ اصلاحات ہمارا [illegible]

پڑہتے یا سُنتے ہین کوئی انمین سے (بجز اتباع شیخ ابن تیمیہ) یہ نہ سمجہتا ہوگا کہ معیت کی حقیقت یہی ہے جو ہمکو اس مقام مین سمجہ مین آتی ہین - اِسکے سوا اسکی حقیقت و مراد کچہہ نہین ہے - بلکہ غور کرو تو خدا تعالےٰ کے جملہ صفات (بولنے جاننے سننے وغیرہ) سے عام خلایق کو (خواہ وہ اُنکو کسی کتاب آسمانی مین پڑہین خواہ اپنے محاورات مین بولین) یہی لازمی معنے سمجہہ مین آتے ہین اور کوئی کسی معنے کو اِن صفات کی اصلی حقیقت و مراد نہین سمجہتا - اور اِن ہی لازمی معنی پر ایمان لانے کی خدا تعالےٰ نے عام خلایق کو تکلیف دی ہے اور یہی امر بشری طاقت اور قدرت مین داخل ہے اِس سے زیادہ وہ معانی صفات سے کچہہ سمجہہ ہی نہین سکتے - اِس لازمی معنی کا باتفصیل و تمثیل بیان حضرت شاہ ولی اللہ کی کلام مین اِس بحث کے خاتمہ مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ مئولین صفت معیت سخت غلطی اور خلط مین مبتلا ہین کہ لازمی معنی کو (جو مفسرین یا عامہ خلایق کی زبان یا خیال مین آئے ہین) معیت اصل حقیقت و مراد سمجہہ بیٹہے ہین -

فریق مئول کا چوتہا عذر یا دلیل)

یہہ معنی قرب و معیت کے جو ہمنے بیان کئے ہین بعض صحابہ وغیرہ سے بہی مروی ہین - چنانچہ بعض مفسرین نے باسناد انسے نقل کیا ہے اور بلا سند تو بہت سی کتابون مین انکے اقوال موجود ہین اور ثقات کی نقل بلا سند کا بہی ویسا ہی اعتبار ہے جیسا کہ اونکی اسناد کا -

الجواب

بے سند نقل پر اعتماد کرنا اِن ہی لوگون کا کام ہے جو اصول حدیث و اصول فقہ سے محض ناآشنا ہین اور حدیث و قرآن کے الفاظ بن سوچے بے سمجہے پڑہتے ہین وہ لوگ عبد اللہ بن مبارک کے اِس قول کو (جو بسند متصل اُنسے ثابت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کتاب حدیث پر بھی نظر نہیں بلکہ ایک حدیث کی عربی عبارت پڑھنے کی لیاقت نہیں وہ فقہ کا

کما بین ان طلبا للاجر الموافی فقال لهم لا بد
یحتاج الی کتبها هو جبا الرسول الله صلی الله علیه
وسلم وشرائعه والصحابة رضی الله عنهم و
مذاهبهم التابعین الحکام وسائر العلماء و
تواریخهم مع اسماء رجالهم وکناهم وامکنتهم
وامنائهم کالتحمید مع خطب الدعاء مع الترسل
والبسملة مع السبحة والتکبیر مع الصلوٰة مثل
المسند او المرسلات والمتفرقات المقطوعات فی
منظر وفی اذا که وفی شبابیکی کهولته
عند غیرهم وعند شغله وعند فقره وعند غناه
بالجبال والبحار والبلدان البراری علی الاجمال
والتفصیل والحلوم والاکتاف الی الوقت الذی
یمکنه نقلها الی الاوراق عمر هو فوقه عمر مثله
وعمر هو دونه وکرکتابا لیبیه یتیقن الله بحفظ
ابیه دون غیره لوجه الله تعالیٰ طلبا لمرضاته و
العمل بما وافق کتاب الله عزوجل منها وشرها
بین طالبیها ومحبیها۔ والتالیف فی احیاء ذکرها
تعالیٰ۔ ثم لا تتم له هذه الاشیاء الا بارتکاب
العبد لعنی مرتبة الکتابة واللغة
والصرف والنحو

مصروفیت - فقیری - تونگری -) چاروں
موقعوں (بہاڑوں - دریاؤں - شہروں
جنگلوں) میں رہکر - چاروں بکنے کی چیزوں
(شہروں - ٹیکریوں - جھڑیوں - بکریوں کے
شانوں) پر ہر وقت تک کہ ان احادیث کو کاغذ
پر نقل کر سکے - چاروں قسم کے اشخاص (اپنے
سے بڑوں - برابر کے لوگوں - اپنے سے نیچے
والوں - اپنے باپوں کی کتابوں) سے چاروں
غرضوں (ثواب آخرت - علم - نیک نامی)
سے پھر یہ سب جو کڑیاں چار شرطوں سے
پوری ہوتی ہیں جو بہت سے اختیاروں میں ہیں
کتابت کا علم - لغت کا علم - صرف کا علم -
نحو کا علم - معانی شرف بلاغت کے جو خدا کے
اختیار میں ہیں قدرت صحت - فرصت -
حافظہ - جب یہ چوکڑیاں پوری ہوں تو انسان
مختصر کر چار چیزوں کا چھوڑنا آسان ہو جاتا
ہے (بیوی - مال - اولاد - وطن) اور چار
بلاؤں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے (دشمنوں
کی خرمشی دوستوں کی ملامت - جاہلوں کا طعن
علماء کا حسد -) جب وہ ان شقتوں پر صبر

هی من عطاء الله تعالی اعوذ بالله من الشیطان الرجیم

اربع لا هل والمال والولد والوطن ابتلی بواحد منها

الاهل وملامة الاصدقاء وطعن الجهلاء وحسد

العلماء فلیصبر هذا لمن اکرمه الله عزوجل

الدنیا یاربع بعز القناعة ویهیئ النفس لذة

العلم بحیاة الابد اقانی الاخ تاربع بالشفاعة

المؤمن اخوانه ویظل العرش یوم لا ظل الا ظله

ویسقی من اراد من حوض نبیه صلی الله علیه

مجاورة البدین فی اعلی علیین فی الجنة فقد

اعلمتک بنی مجملا لجمیع ما سمعت من مشائخی

متفرقا وهذا اسباب فاقبل الان الی ما قصدت الیه

فهو فی فکر متفکرا وطرقه متأملا

رای فی ذلک منی قال وان لم تطق حل هذه المشاق

فعلیک بالفقه یکفیک تعلمه راحتی بیتک

تکون الافتتاح الی بعد الاسفار وطی الدیار

الحدیث وهو مع اثم الحدیث لیس فی ثواب الفقیه

فی الاخرة ولا ثواب من عزته

صبر کرتا ہے تو خدا دنیا مین اسے چار چیزین

انعام فرماتا ہے قناعت کی عزت بسبب نفس

علم کی لذت - ابدی حیات - اور چار ثواب

آخرت عطا فرماتا ہے اپنے بھائیون مین سے

جسکے لیے چاہے شفاعت عرش کا سایہ

(جس دن بجز اسکے کسیکا سایہ نہوگا) حوض کوثر سے

جسکو چاہے پانی پلانا - اعلی علیین مین نبیون کا

قرب - یہ کہکر انہون نے فرمایا کہ مین نے تجھے

سبھی کچھ اکٹھا سنا دیا جو اپنے مشائخ سے متفرق

طور سے سنا تھا اب تو یہ مشکلات سو چکر

اپنے مقصود (طلب حدیث) کیطرف توجہ کر یا

اسکو چھوڑ دی مجھی اُنکی بات اُڑا دیا پس

مین فکر مین محو ہو رہا اور ادب سے سر جھکا دیا جب

انہون نے میری یہ حالت دیکھی تو کہا تجھ سے ان مشقتون

کا تحمل نہو سکے تو فقہ کو تھام لے اسکا سیکھنا تجھ پر بہت

آسان ہوگا - اور سفرون مین جانا نہ پڑیگا اور معہذا

وہ (فقہ) حدیث کا پہل ہے اور فقیہ کا ثواب محدث کے

ثواب سے کم نہین اور نہ فقیہ کی عزت محدث کی عزت سے

سلف سے خلف تک صدہا اہل حدیث ایسے ہوگذرے ہین جو کسی مجتہد یا مذہب خاص کے مقلد نہ تہے اور بلا واسطہ مجتہدین و مذاہب خاص و کتب فقہ رسمیہ وہ حدیث پر عمل کرتے تہے۔ خصوصًا وہ امام حنکا یہہ لوگ اپنی خیال کی تائید مین نام لیتے ہین۔

ان مین بعض ائمہ حدیث کو کسینے حنفی یا شافعی کہا یا ان کے **طبقات** مین داخل کیا ہے تو انکی **ابتدائی حالت کی نظر سے** یا اکثر مسائل مین ان مذاہب کے ائمہ سے انکے توافق رای کے خیال سے یا شہرت کی لحاظ سے۔ ورنہ درحقیقت وہ ان ائمہ مذاہب کے مقلد نہ تہے۔

اور **قصہ رباعیات** جو امام بخاری سے نقل کیا گیا اور اسمین حدیث کی علم و شغل کو (چہ جائے عمل) مشکل قرار دیا ہے اور اتباع فقہ کو سہل و آسان وہ **صحت کو نہین پہنچتا** اسکی اسناد مین جو ابو عصمہ نوح راوی ہے (جسکو قسطلانی نے ذکر کیا ہے) اگر یہہ وہی ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ہے جو حدیث فضائل قرآن کے وضع کرنے کا اقراری* ہے تو اسکی روایت پر اعتماد

فلما سمعت ذلک نقص عزمی فی طلب الحدیث و اقبلت علی دراسة الفقه (قسطلانی ص۲۲ جلد ۱)	کم ہے یہ سنکر مین نے طلب حدیث کا عزم فسخ کیا اور فقہ کیطرف متوجہ ہوا۔

* چنانچہ شرح شرح نخبہ وغیرہ کتب اصول حدیث مین مذکور ہے کہ ابو عصمہ نوح کو لوگون نے

روی عن ابی عصمة نوح ابن ابی مریم المروزی قاضی مرو فیما رواه الحاکم بسنده الی ابی عمار المروزی انه قیل لابی عصمة من این لک عن عکرمة عن ابن عباس فی فضائل القرآن سورة سورة ولیس عند اصحاب عکرمة هذا فقال انی رأیت الناس قد اعرضوا عن القرآن واشتغلوا بفقه ابی حنیفة ومغازی ابن اسحق فوضعت هذا حسبة (شرح شرح نخبه)	پوچہا کہ فضائل قرآن مین تجہے یہ حدیثین کہان سے ملی ہین جو تو بواسطہ عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتا ہی۔ عکرمہ کے شاگردون کے پاس تو انکا نام و نشان نہین ہے اسنے جواب مین کہا کہ مین نے لوگون کو دیکہا کہ وہ امام ابو حنیفہ کی فقہ اور محمد بن اسحق کے جنگ نامے پڑہتے تہے اور قرآن پڑہنے سے مونہہ پہیرے ہوئے تہے تو مین نے بہ نیت ثواب یہ حدیثین فضائل قرآن مین خود بنالین۔

حلال نہین ہے اور اگر یہہ کوئی اور شخص ہے تو جب تک اسکی توثیق امید حدیث سو ثابت نہو اور اس روایت کی صحت و اتصال معلوم نہو یہ روایت لائق احتجاج نہین۔

اور جس قدر علم و شغل حدیث مین اشکال بیان کیے گئے ہین اُن سے بڑکہ اشتغال و عمل فقہ مین ہین۔ بالجملہ بلا واسطہ مجتہدین و بلا رجعت کتب فقہ حدیث پر عمل کرنا اور کسی مذہب خاص حنفی یا شافعی کا پیرو و مقلد نہ کہلانا ایسے امور نہین ہین جو صرف اسوقت کہ اہل حدیث مین پاے جاتے ہون یہہ امور اہل حدیث سلف مین بھی موجود تھے ان امور کی نظر سے اسوقت کے اہلحدیث اور اہلحدیث سلف مین سرمو تفاوت نہین ہے پھر ان امور کی نظر سے اسوقت کے اہلحدیث کو گروہ اہلحدیث سے خارج اور وہابی اور نجدی قرار دینا اور اہل حدیث سلف کا اہل حدیث و اہل سنت ہونا تسلیم کرنا انصاف نہین ہے

اس مقام مین ہم نے تین دعوی کیے ہین۔

اوّل۔ محدثین سلف بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے۔

دوم۔ ان کا حنفی یا شافعی وغیرہ کہلانا توافق رائے یا انکی سابق حالت یا شہرت کی وجہ سے تھا۔ درحقیقت وہ مقلد نہ تھے۔

سوم۔ قصہ رباعیات لائق احتجاج نہین۔

ان دعاوی مین سے دعوی سوم کی نسبت تو ہم اس مقام مین اُسسے زیادہ کہنا نہین چاہتے جو کہہ چکے ہین کہ اس کے راوی نوح ابوعصمہ کی روایت لائق دست آویز نہین ہے گو اس قصہ کے موضوع و مفتری ہونے پر اور وجوہات عقلیہ و نقلیہ سے بھی بحث ہو سکتی ہے جو اس محل مین کسیقدر اجنبی ہے باقیماندہ دعاوی (اول و دوم) سے ہر ایک دعوی کو شواہد و نقول معتبرہ سے ثابت کیا جاتا ہے۔

دعوی اول کے شواہد۔

محدثین سلف کہ جو کسی مذہب خاص کے مقلد نہ تھی اور بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے تھے

بقیہ اس امر کو ہم اشاعۃ السنۃ جلد اول کے متعدد نمبرون مین ثابت کر چکے ہین۔

اگر ہم باستیعاب و تفصیل ذکر کرین تو ہمارے رسالہ کی کئی جلدین اس ذکر و تفصیل [illegible]
نہون۔ لہذا بطور مشتی نمونہ از خروار چند کا یہ ذکر کیا جاتا ہے

واضح ہو امام ذہبی نے طبقات حفاظ حدیث مین [illegible]

عبد [illegible] بن مسلم الامام الحافظ جمع بین الفقہ والحدیث والعبادۃ کان ثقۃ حجۃ حافظا مجتہدا [illegible] وزہد [illegible] ثقۃ غیر واحد مات فی شعبان سنۃ سبع وتسعین ومائۃ (ملخص طبقات ذہبی)	[illegible]

سنہ ۱۹۷ ہجری مین وفات پائے۔

از آنجملہ وہ دوسو امام اہل حدیث [illegible]

قال الذہبی بعد ترجمۃ ابی التقی فہؤلاء [illegible] (التوفی سنۃ ۲۵۲) الطبقۃ ہم نقاوۃ الحفاظ ولعل قد اہملنا طائفۃ من نظرائہم فان المجلس الواحد فی ہذا الوقت کان یجمع فیہ [illegible] عشرۃ الاف محبرۃ یکتبون الاثار النبویۃ ویعتنون بہذا [illegible] وبینہم نحو من مائتی امام قد برزوا وتاہلوا للفتیا فلقد تفانی اصحاب الحدیث وتلاشوا وتبدل الناس بطلبہ یہزأ بہم اعداء الحدیث والسنۃ ویسخرون منہم وصار علماء العصر فی الغالب عاکفین علی التقلید فی الفروع (ملخص طبقات ذہبی)	[illegible]

اہل تقلید پیدا ہوئے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث [illegible]

اور از آنجملہ امام قرطبی ہین جنکو عام لوگ مالکی سمجھتے ہین ان کے حق مین [illegible]

بقی ابن مخلد الامام شیخ الاسلام ابو عبد الرحمن القرطبی الحافظ صاحب مسند الکبیر والتفسیر کان اماما علما قدوۃ مجتہدا لا یقلد احدا	[illegible]

ثقہ حجۃ ۔ (ملخص صفات ذہبی)

قاسم بن محمد بن قاسم بن محمد بن سیار
الامام الحافظ الاندلسی القرطبی شیخ المحدثین و
الفقہاء الامام ابن الامام الحکم حتی برع فی الفقہ وصار
یجتہد ولا یقلد احدا وھو مصنف کتاب الایضاح
فی الرد علی مقلدین وھو کتاب عجیب الحجۃ والنظر کمیل
الی مذھب اھل الرای لکن لا ادری مثلہ فی حسن
[illegible]

اور از انجملہ ابن خزیمہ ہیں جن کے حق مین ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ امام
ہیں محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ بن المغیرۃ بن صالح بن بکر
[illegible] قال
[illegible] عنہ ھوا ما یقتدی بہ ومن
کلام ابن خزیمۃ لیس لحدیث رسول اللہ صلعم
[illegible]

(ملخص صفات ذہبی)

اور از انجملہ حافظ ابن المنذر ہیں جن کے حق مین ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ
ابن المنذر الحافظ العلامۃ الفقیہ الاوحد ابو بکر محمد
ابن ابراھیم بن المنذر النیسابوری شیخ الحرم وصنف الکتب
التی لم یسبق الی مثلھا وکان مجتھدا لا یقلد احدا وکان غایۃ
فی معرفۃ الاختلاف فی الدلیل ویحتاج الی کتبہ المؤلفۃ

ششصد ہجری مین فوت ہوئے
اور از انجملہ نافع بن محمد ہیں جنکے حق مین
ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ کسیکے
مقلد نہ تھے انہون نے مقلدین
کے رد مین ایک کتاب بھی لکھی ہے
جسکا نام "الایضاح" ہے ۔ انکا مذہب
دلیل تھا اور انکا شافعی مذہب
کیطرف بھی کچھ میلان تھا ۳۰۶ھ
مین فوت ہوئے ۔

ہیں جنکے حق مین ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ امام
تھے لوگ ان کے پیچھے
چلتے ان کا یہ قول تھا
کہ خدا و رسول کے سامنے
کسیکا قول لائق
دست آویز نہین
ہے ۔

مجتہد تھے کسی کے مقلد نہ تھے
خود دلیل پاتے اور فتویٰ دیتے
اور دلائل کی معرفت مین بڑے کامل
تھے اور اس امر مین موافق اور

والمخالف وفاته سنة ثمان عشرة وثلث مائة

اور مخالف اُن کی تصانیف کی محتاج رہے ۳۱۸ھ مین وہ فوت ہوئے۔

الحسن بن سعد بن ادریس الحافظ الکبیر الامام ابو علی الکنانی القرطبی کان علامة مجتهدًا لا یقلد ویمیل الی اقوال الشافعی قال ابن الفرضی کان یحضر الشوری فلما رای الفتیا دائرة علی المالکیة ترک شهودها وکان شیخا صالحًا ولم یکن یضابط جدا مات یوم عرفة یوم الجمعة سنة احدی وثلثین وثلثمائة (ملخص طبقات ذهبی)

اور از انجملہ حسن بن سعد ہین انکی حق مین بہی ذہبی نے یہی کہا ہے کہ وہ مقلد نہ تہے خود اجتہاد کرتے تہے اور امام شافعی کے اقوال کیطرف کچہہ میلان رکہتے ۳۳۱ھ مین فوت ہوئے

ابن شاہین الحافظ الامام المفید المکثر محدث العراق ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد البغدادی الواعظ المعروف بابن شاهین + + + + قال الخطیب سمعت محمد بن عمر الداودی یقول ابن شاهین ثقة نسبت الی الشیوخ الا انه کان لحانا ولا یعرف الفقه وکان اذا ذکر له مذهب احد یقول انا محمدی المذهب مات فی ذی الحجة سنة خمس وثمانین وثلثمائة (")

اور از انجملہ ابن شاہین ہین وہ ایسے عامل بالحدیث تہے اور کتب فقہ رسمیہ سے بیخبر کہ جب انکے پاس کہی کسی امام کے مذہب کا کوئی ذکر کرتا تو آپ فرماتے کہ مین تو محمدی المذہب ہون ۳۸۵ھ مین آپ فوت ہوئے

اور از انجملہ امام ابو عیسے ترمذی ہین جنکا باجتہاد خود حدیث پر عمل و استدلال کرنا

وانما قیل انه کان مجتهدا ومغن للمقلد بل قال ابو اسمعیل الهروی هو عندی انفع من صحیحین لان کل احد یصل الفائدة منه وهما یصل الیها منهما العالم المتبحر (شرح علی قاری)

خود انکی کتاب (جامع ترمذی) سے ثابت ہی جس کے حق مین علماء نے یہہ کہہ رکہا ہے کہ وہ مجتہد کے لیے کافی ہے اور مقلد کو اور کتابون سے مستغنی کرنیوالی اور بعض ائمہ نے اس کتاب کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے (جو اجتہاد کی کان ہے)

نفع عام کے نظر سے افضل کہا ہے۔

امام ترمذی نے جابجا اپنی کتاب مین اپنا مذہب وہ مذہب اہل حدیث قرار دیا ہی جسکو کسی خاص امام شافعی وغیرہ سے کچہہ خصوصیت نہین ہے بلکہ وہ سبہی ائمہ مذاہب مین (امام شافعی و امام احمد و اسحق وغیرہ مین) مشترک ہی چنانچہ اس اشتراک کو خود ترمذی نے ظاہر کیا ہے اور اسی اشتراک کی نظر سے ان سب ائمہ کا اپنا ہم مذہب ہونا بلفظ "اصحابنا" بیان فرمایا ہے۔

اوائل کتاب مین (بصفحہ ۱۴ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹہہ) آپ نے بوسہ کا ناقض وضو ہونا

وقال مالك بن انس والاوزاعي والشافعي واحمد واسحق في القبلة الوضوء وهو قول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وانما ترك اصحابنا حديث عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم في هذا لانه لا يصح عندهم لحال الاسناد (جامع ترمذی ص۱۴)

امام مالک و اوزاعی و شافعی و امام احمد و اسحق کا مذہب بتایا ہے اور اس مذہب مین ان ائمہ کا اپنا ہم مذہب ہونا بلفظ "اصحابنا" ظاہر کیا ہے

اور بصفحہ ۲۵ - کتاب بہولی ہوئی نماز کو یاد آنے کیوقت (طلوع یا غروب آفتاب

ويروى عن علي انه قال في الرجل ينسى الصلوة يصليها متى ذكر في وقت او غير وقت ويروى عن ابي بكرة انه نام عن صلوة العصر فاستيقظ عند غروب الشمس فلم يصل حتى غربت وقد ذهب قوم من اهل الكوفة الى هذا واما اصحابنا فذهبوا الى قول علي ابن ابيطالب (" ص۲۶)

کا وقت کیون نہو) پڑہ لینا امام احمد و اسحق کا مذہب بتایا ہی پہر اس مذہب مین ان ائمہ کا اپنا ہم مذہب ہونا بلفظ "اصحابنا" ظاہر کیا ہے۔

اور بصفحہ ۲۶ - کتاب فجر اور عصر کی نماز کی ایک رکعت ملجانے سے پوری نماز کا ملجانا امام

وبه يقول اصحابنا الشافعي واحمد واسحق ومعنى الحديث عندهم لصاحب العذر مثل الرجل ينام عن الصلوة او ينساها فيستيقظ عند طلوع

شافعی و امام احمد و امام اسحق سے نقل کیا۔ اور ان ائمہ کو بلفظ

الشمس وعند غروبها ۔ ترجمہ

اصحی پر ہمارا مذہب کیا ہے

اس قسم کی تصریحات (جنہین کی ائمہ کو ترمذی نے اپنا ہم مذہب یا دین کہو کہ پیشوا مذہب نہین کہا یا اور اصحابنا کہا ہے) اس کتاب مین اور بہت سی جگہ تفصیل مین خوف تطویل ہی ان تصریحات کی ساتھہ امام ترمذی کو ایک مذہب کا پابند سمجھنا یا امام شافعی کا مقلد قرار دینا عدم انصاف کا مقتضی نہین ۔

اور ان مین سے بالجملہ امام الائمہ سراج الامۃ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری ہین ان کے بلا واسطہ تقلید اپنے فہم و اجتہاد سے حدیث سے استدلال کرنا ۔ اور امام شافعی وغیرہ ائمہ مجتہدین کا مقلد نہونا آپکے کتاب (صحیح بخاری) سے بھی ثابت ہے (جسکو ہم اندرونی شہادت کہہ سکتے ہین) اور بہت سے بیرونی شہادت (تصریحات اقوال علماء جنہین انکو مجتہد کہا گیا ہے) بھی پائی جاتی ہے ۔

اندرونی شہادت کا بیان

امام بخاری کا باجتہاد خود حدیث سے استدلال کرنا اس کتاب (صحیح بخاری) کے تراجم (وہ مسائل جنکو باب کی ذیل مین وارد کیا گیا ہے جیسے باب تبویب ترجمہ وغیرہ) سے ظاہر ہے اسکے تراجم مین ادق مسائل اجتہادیہ کتاب و سنت سے استنباط کیگئے ہین جنکی

فلذا اشتهر قول جمع من الفضلاء فقه البخاري في تراجمه ۔ واكثر ما يفعل البخاري ذلك اذا لم يجد حديثا على شرطه

(مقدمہ فتح الباری ص ۱۳)

نسبت بہت سے فضلاء نے کہا کہا ہے کہ بخاری کا اجتہاد اسکے تراجم ابواب مین ہے ۔

اور انکا مقلد شافعی نہونا اس کتاب سے ظاہر ہے اس کتاب مین امام شافعی سے کچھہ اخذ نہین کیا ۔ صرف ایک جگہ بقولہ ابن ادریس انکا نام تو لیا ہے پھر ان سے نہ کوئی حدیث لی ہے نہ کسی فقہی مسئلہ مین ان کے پیروی ظاہر کی ہے

بقیہ دیکھو صفحہ ۱۶۱ وغیرہ کتاب ترمذی ۔

بلکہ جا بجا اُنکی مخالفت کا اظہار فرمایا ہے اور مسائل فرعیہ مین وہ مذہب اختیار کیا ہے جو امام شافعیؒ کا صریح مخالف ہے پھر انکا مقلد امام شافعی کیونکر متصور ہے۔

جس شخص کو کوئی فقہ لائق اخذ روایت نہ سمجھے اور اُسکی پیروی کا اظہار نکرے بلکہ مخالفت کا دم بھرے اسکو وہ اپنا امام کب سمجھتا ہے اور اُسکی تقلید کب اختیار کرتا ہے

ثانی امام بخاری نے امام شافعی پر اتنی مہربانی ضرور کی ہے کہ اُنکو ضعیف لوگون مین شمار نہین کیا جیسا کہ جناب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو ضعفاء مین شمار کیا ہے* ۔ چنانچہ امام رازی نے بعض رسائل مین بدست آویز تاریخ کبیر امام بخاری اس امر کا دعوے کیا ہے ولیکن اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ اُن کو لائق اتباع و اخذ روایت بھی سمجھتے تھے ایسا سمجھتے تو اُنکی روایت کو ترک نکرتے ۔

امّا البخاری فقد ذکر الشافعی فی تاریخہ الکبیر فقال فی باب المیم محمد بن ادریس الشافعی القرشی مات سنۃ اربع ومائتین ۔ ثم انہ ما ذکرہ فی باب الضعفاء مع علمہ بانہ کان قد روی شیئاً کثیراً من الحدیث ولو کان من الضعفاء فی ھذا الباب لذکرہ کما ذکر اباحنیفۃ فی ھذا الباب (رسالہ رد ترجیح مذہب الشافع)

* اس مقام مین ہمکو یہ دعوی ہرگز نہین کہ امام ابوحنیفہ کو ضعیف سمجھتے یا امام شافعی کو قوی لائق اخذ روایت سمجھتے مین امام بخاری حق پر تھے۔ اور یہ امام الائمہ امام شافعی ضعیف یا لائق اخذ روایت نہ تھے ۔ ہمارا دعوی صرف یہ ہے کہ امام بخاری کے خیال مین یہ امام ایسے تھے (اس خیال مین وہ مصیب ہون خواہ خطاپر) پھر اُنکا امام شافعی کا مقلد کہنا کیا معنے رکھتا ہے ۔

الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء (صحیح مسلم ص۱۵)

کہ اسناد دین سے ہی اسناد ہو تو جو کچھ کوئی چاہے کہدے صحیح مسلم مین غور سے نہین پڑہتے۔ اور اسکے ماخذ و مستند کو کتاب اللہ و سنت مین نہین دیکھتے۔ وہ

ثم المردود اما ان یکون لسقط او طعن فالسقط اما ان یکون من مبادی السند او اخرہ او غیر ذلک فالاول المعلق والثانی المرسل والثالث ان کان باثنین فصاعدا مع التوالی فهو المعضل والا فالمنقطع وخصص قال ابن الصلاح ان وقع حذف المعلق فی کتاب التزمت صحتہ کالبخاری ومسلم فما التزم فیہ بصیغۃ الجزم دل علی انہ ثبت اسنادہ عندہ وانما حذف لغرض من الاغراض وما الی فیہ بغیر الجزم ففیہ مقال (شرح نخبہ ص۳۵)

علماء کے ان اقوال کو جو مرسل منقطع و معلق کو ضعیف اور مردود قرار دیتے ہین اور کتب اصول مین منقول ہین بغور ملاحظہ نہین کرتے وہ یہہ خیال نہین فرماتے کہ جس حالت مین بخاری و مسلم کی تعلیقات (روایات منقطع جنکی شروع اسناد مین انقطاع ہو) مین علماء کو کلام و تفصیل ہے تو اور کسی مفسر یا محدث کی بے سند روایت کو کون پوچھتا ہے

ایسا ہی باسناد نقل کو بلا تفصیل و تحقیق اس امر کے کہ وہ اسناد صحیح ہے یا ضعیف تسلیم کر لینا ان لوگون کا کام ہے جو علم اصول سے بے بہرہ ہین وہ یہہ خیال نہین کرتے کہ اسناد معتبر اور لایق اعتماد وہی ہے جو صحیح ہو یا حسن اور وہ

اذا رجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرها حدیثا صحیح الاسناد ولم نجدہ فی احد الصحیحین ولا منصوصا علی صحتہ فی شیء من مصنفات ائمۃ الحدیث المعتمدۃ المشہورۃ فانا لا نجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی هذہ الاعصار استقلال

شیخ امام ابن الصلاح وغیرہ آئمہ اصول کے اس قول کو بغور ملاحظہ نہین کرتے کہ جب تک کوئی اسناد یا حدیث کسی کتاب ملتزم الصحت مین پائی نہ جائے یا اسکا صحیح یا حسن ہونا علماء مسلم النقد و

امام بخاری کا امام شافعی کی حدیث و اجماع سے ساکت رہنا

ناظرین کو اصل کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے انکے مذہب سے مخالفت کرنا بذکر چند مسائل اس مقام مین بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) امام شافعی کا قول ہے کہ انسان کے بال بدن سے جدا ہونے سے نجس ہو جاتے ہین اور پانی جس مین وہ بال ہون پلید ہے امام بخاری نے بصفحہ ۲۹ کتاب اس قول کو رد کیا ہے اور اس پانی کا پاک ہونا اختیار فرمایا ہے (دیکھو عینی شرح بخاری

قال ابن بطال اراد البخاری رد قول الشافعی ان شعر الانسان اذا فارق الجسد نجس واذا وقع فی الماء نجس (عینی شرح بخاری)

جسکی عبارت حاشیہ بخاری صفحہ ۲۹ مین منقول ہے۔

(۲) امام شافعی کا قول ہے کہ وضو مین تمام سر کا مسح واجب نہین ہے ایک دو بال کا مسح بھی کافی ہے امام بخاری نے اسکا خلاف کیا اور اس کے مقابلہ مین بصفحہ ۳۱ کتاب امام مالک کا وہ قول وارد کیا ہے جس مین بعض حصہ سر کے مسح کا عدم جواز بیان ہوا ہے۔

قال الشافعی احتمل قوله و امسحوا برؤسکم جمیع الرأس او بعضه فدلت السنة ان بعضه یجزی الخ (قسطلانی شرح بخاری)

(۳) امام شافعی وغیرہ جمہور مجتہدین کا قول ہے کہ مباشرت بلا استفراغ سے غسل واجب ہوتا ہے اور حدیث عثمان جسمین صرف وضو کا حکم ہے منسوخ ہے امام بخاری نے اسکا خلاف کیا اور بصفحہ ۴۳ کتاب

قال ابو عبد الله الغسل احوط وذلك الآخر (بخاری صفحہ ۴۳) اراد بهذا ان الحدیث غیر منسوخ (عینی)

ومذهب الشافعي وجوب الغسل وان الحديث منسوخ - (قسطلانی شرح بخاری صفحہ ۳۹۱ جلد ۱)

کہا ہے کہ غسل صرف احتیاطی امر ہے یعنی حدیث وضو منسوخ نہین - (دیکھو عینی و قسطلانی شروح بخاری)

(۴) امام شافعی کا آخری قول یہہ ہے کہ حاملہ عورت کو جو خون ظاہر ہو وہ حیض ہے امام بخاری نے اُسکا خلاف کیا - اور بصفحہ ۴۶ کتاب اس مسئلہ کے مؤید حدیث وارد کی کہ حاملہ کو حیض نہین آتا (دیکھو فتح الباری شرح صحیح البخاری حسکی عبارت حاشیہ بخاری مین منقول ہے -

قال ابن بطال غرض البخاري بادخال هذا الحديث في باب الحيض تقويه مذهب من يقول ان الحامل لا تحيض وهو قول الكوفيين واليه ذهب الشافعي في القديم وفي الجديد انها تحيض (فتح الباري شرح صحيح البخاري)

(۵ و ۶) امام شافعی کا مذہب ہے (جیسا کہ حنفیہ کا ہے) کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک مونہہ کے لئے دوسرے ہاتہون کے لیے اور ہاتہونکی حد تیمم مین بنا بر قول اخیر امام شافعی کہنیون تک ہی امام بخاری نے ان دونون کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ تیمم مین مونہہ اور ہاتہون کے لیے ایک ضرب ہی اور ہاتہون کی حد تیمم مین پہچون تک ہے (دیکھو قسطلانی)

باب التيمم للوجه والكفين (بخاری ص ۴۸)
باب التيمم ضربة (بخاری ص ۵۰)
مفهومه (يعني حديث عمار) ان اراد على الكفين فليس بفرض وهو مذهب احمد و حكي عن الشافعي في القديم وهو القوي من جهة الدليل + + + الاصح المنصوص (يعني عن الشافعي وجوب ضربتين (قسطلانی صفحہ ۴۳۱ و صفحہ ۴۴)

(۷) امام شافعی کا مشہور قول یہہ ہے کہ مریض مرض کے سبب دو نمازون کو جمع نکرے امام بخاری نے اِس کا خلاف کیا اور بصفحہ ۷۹ کتاب عطا تابعی کا قول مشعر جواز نقل کیا ہے (دیکہو قسطلانی شرح بخاری)

قال عطاء ویجمع المریض بین المغرب والعشاء (بخاری ص۷۹) وبہ قال احمد واسحق مطلقاً وبعض الشافعیۃ وجوزہ مالک بشرطہ والمشہور عن الشافعی واصحابہ المنع (قسطلانی ص۵۷۲ جلد)

(۸) امام شافعی کا قول ہے کہ امام کو نماز مین شک ہو تو وہ مقتدی کی تقلید نکرے اپنے یقین پر فیصلہ کرے۔ امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۹۹ کتاب اس مضمون کو حدیث سے ثابت کیا ہے کہ امام کو شک ہو تو وہ مقتدی کا کہا مان لے۔

ہل یاخذ الامام اذا شک بقول الناس (بخاری ص۹۹) قال الشافعیۃ لا یاخذ بقولہم وقال الحنفیۃ نعم +++ ظاہرہ ای الحدیث انہ صلعم رجع الی قولہم لاکن حملہ امامنا الشافعی علی انہ تذکر (قسطلانی صفحہ ۷۰ و ۷۲ جلد ۲)

(۹) امام شافعی کا قول ہے کہ سونے چاندی کی زکوۃ مین صرف درہم دینار لیے جاوین گے نہ انکی قیمت کے کپڑے وغیرہ امام بخاری نے اسکا خلاف کیا ہے اور بصفحہ ۱۹۴ کتاب یہہ ثابت کیا ہے کہ کپڑے وغیرہ بہی زکوۃ مین لینا درست ہے

باب العرض فی الزکوۃ بخاری ص۱۹۴ قال العینی احتج باصحابنا فی جواز دفع القیم فی الزکوۃ ولہذا قال ابن رشید وافق البخاری فی ہذہ المسئلۃ الحنفیۃ مع کثرۃ مخالفتہ لہم۔ قال الکرمانی وعند الشافعی لا یجوز (ہامش بخاری ص۱۹۴ ومثلہ فی القسطلانی ص۴۶ جلد ۳)

(۱۰) امام شافعی کا مذہب ہے (جیسا کہ مالک کا ہے) کہ ایک شہر کی زکوۃ دوسرے شہر کے مساکین کے لیئے منتقل نہو۔ امام

باب اخذ الصدقۃ عن الاغنیاء وترد علی الفقراء حیث کانوا (بخاری ص۲۰۲)

ظاهره ان المؤلف يختار جواز نقل الزكوة من بلد المال وهو مذهب الحنفية والاصح عند الشافعي والمالكية عدم الجواز۔ (قسطلانی ص۸۸ جلد ۳)

بخاری نے اسکا خلاف کیا اور بصفحہ ۲۰۲ کتاب فرمایا ہے کہ جہان کہین کے فقیر ہون ان کو زکوۃ دیجاوے

(۱۱) امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ مالک و احمد و اسحق وغیرہ کا مذہب ہے)

باب تزويج المحرم (بخاری ص۲۴۹) قال الكوفيون يجوز للمحرم ان يزوج (قسطلانی صفحہ ۳۵۳ جلد ۳) و قال مالك والشافعي واحمد واسحق لا يجوز للمحرم ان ينكح۔ (عینی شرح بخاری)

کہ محرم کو بحالت احرام نکاح کرنا جائز نہین ہے۔ امام بخاری نے اسکا خلاف کیا۔ اور بصفحہ ۲۴۹ کتاب مذہب حنفیہ کے موافق یہ دعوے کیا ہے کہ محرم کو نکاح کرنا جائز ہے۔

اس مخالفت کے نظائر اس کتاب صحیح بخاری مین ایک دو نہین بیسون ہین ان نظائر کے ناظرین کو اس اندرونی شہادت مین کوئی اشتباہ نہین رہ سکتا۔ اور ان نظائر کو دیکھکر کوئی منصف مزاج یہہ نہین کہہ سکتا کہ امام بخاری امام شافعی کا مقلد تہا۔

یہہ مسلم ہے کہ امام بخاری کو بہت مسائل مین امام شافعی کی رائے سے اتفاق بہی ہے مگر چونکہ بہت مسائل مین ان سے اختلاف بھی ہے لہذا اس امر کی کوئی وجہ نہین ہے کہ بنظر مسائل اتفاقیہ ان کو امام شافعی کا مقلد سمجھا جائے اور بنظر مسائل اختلافیہ انکو تارک تقلید امام شافعی خیال نکیا جاوے یہ ترجیح بلا مرجح ہے جسپر کوئی اہل عقل و انصاف اقدام نہین کرسکتا۔

بیرونی شہادت کا بیان

بہت سے اکابر ائمہ سلف نے امام بخاری کو فقیہ یعنے مجتہد تسلیم کیا ہے - اور عداد مقلدین سے نکالدیا ہے - اس مقام مین از انجملہ چند علماء کے اقوال مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے نقل کیے جاتے ہین -

امام ابو مصعب نے فرمایا ہے امام محمد بن اسمعیل بخاری ہمارے خیال مین امام احمد بن حنبل سے بڑکر مجتہد اور عارف حدیث ہین - اسپر کسی نے اعتراض کیا کہ اس مین آپنے مبالغہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مین امام مالک کا زمانہ پاتا اور ان دونو (امام مالک و بخاری) کو دیکھتا تو کہتا کہ یہ دونو اجتہاد اور حدیث مین برابر ہین -

حدثنا حاشد بن اسمعیل قال لی ابو مصعب احمد بن ابی بکر الزہری محمد بن اسمعیل افقہ عندنا وابصر بالحدیث من احمد بن حنبل فقال لہ رجل من جلسائہ جاوزت الحد فقال لہ ابو مصعب لو ادرکت مالکا ونظرت الی وجھہ ووجہ محمد بن اسمعیل لقلت کلاھما واحد فی الحدیث والفقہ (مقدمہ فتح الباری صفحہ ۴۸۶)

فتیبہ بن سعید نے فرمایا ہے کہ مین مجتہدون - زاہدون اور عابدون کا ہم نشین رہا ہون لیکن جب سے ہوش سنبھالا ہے محمد بن اسمعیل (بخاری) جیسا کسیکو نہین پایا وہ اپنے زمانہ مین ایسے تھے جیسے صحابہ مین حضرت عمر اور فرمایا کہ اگر امام بخاری صحابہ کے زمانہ مین ہوتے تو (قدرت خداوندی کے) ایک نشان ہوتے

وقال قتیبۃ بن سعید جالست لفقھا والزھاد والعباد فما رأیت منذ عقلت مثل محمد بن اسمعیل فی ھو فی زمانہ کعمر فی الصحابۃ وعن قتیبۃ ایضاً قال لو کان محمد بن اسمعیل فی الصحابۃ لکان ایۃ وقال محمد بن یوسف الھمدانی کنا عند قتیبۃ فجاء رجل

نوٹ ابو مصعب اور قتیبہ دونو شخص جن سے بخاری کی توصیف نقل کی ہے اور وہ احمد بن سے بخاری کو انہون نے فقہ کہا ہے سب امام بخاری کے استاد ہین - اور اکثر ائمہ مجتہد -

شعرانی یقال له ابو یعقوب فساله عن محمد بن اسمعیل فقال یا هولاء نظرت فی الحدیث ونظرت فی الرای وجالست الفقهاء و الزهاد و العباد ما رأیت منذ عقلت مثل محمد بن اسمعیل البخاری قال وسئل قتیبة عن طلاق السکران فدخل محمد بن اسمعیل فقال قتیبة للسائل هذا احمد بن حنبل و اسحق بن راهویة وعلی بن المدینی قد ساقهم الله الیك واشار الی البخاری -

(ر ص ۵۶۸ و ص ۵۶۹)

ایک روایت مین قتیبہ سے یہہ منقول ہے کہ مین حدیث مین نظر رکہتا ہون اور اجتہادات بہی دیکہتا ہون اور مجتہدون زاہدون عابدون کا ہم نشین رہا ہون مینے بخاری جیسا کسیکو نہین پایا قتیبہ سے کسینے نشہ والے کی طلاق کا مسئلہ پوچہا تو آپ نے سائل کو امام بخاری کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہہ (امام بخاری) احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور علی بن مدینی ہین خدا اُن کو تیرے پاس لے آیا ہے (یعنی یہ مسئلہ اونسے دریافت کرلے)

امام یعقوب بن ابراہیم اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا ہے امام بخاری

وقال یعقوب بن ابراهیم الدورقی ونعیم بن حماد الخزاعی محمد بن اسمعیل البخاری فقیه هذه الامة وقال بندار محمد بن بشار هو افقه خلق الله فی زماننا وقال الفربری سمعت محمد بن ابی حاتم یقول سمعت حاشد بن اسمعیل یقول کنت بالبصرة فسمعت بقدوم

اس امت محمدیہ کے ایک مجتہد تہے امام بندار محمد بن بشار نے کہا ہے کہ امام بخاری ہمارے زمانہ کے سب لوگون سے بڑہکر مجتہد تہے ایک دفعہ امام بخاری بصرہ مین آئے - تو امام محمد بن بشار نے کہا کہ آج مجتہدون کے سردار اس شہر مین داخل

محمد بن اسمعیل فلما قدم قال محمد بن بشار دخل الیوم سید الفقہاء (؍؍ صفحہ ۵۶۹)

ہوئے ہین

امام اسحٰق بن راہویہ کی امام بخاری نے ایک حدیث مین غلطی نکالی

قال حاشد بن اسمعیل رأیت اسحق بن راھویہ جالسًا علی المنبر والبخاری جالس معہ واسحق یحدث فمر بحدیث فانکرہ محمد فرجع اسحق الی قولہ وقال یا معشر اصحاب الحدیث انظروا الی ھذا الشاب واکتبوا عنہ فانہ لو کان فی زمان الحسن بن ابی الحسن البصری لاحتاج الیہ لمعرفتہ بالحدیث وفقھہ - + + ++ وقال البخاری کنت عند اسحق بن راھویہ فسئل عمن طلق ناسیًا فسکت طویلًا متکرًا فقلت اما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی تجاوز عن امتی ما حدثت بہ انفسھا ما لم تعمل بہ او تکلم وانما یراد مباشرۃ ھولاء الثلث العمل والقلب والکلام

تو امام اسحٰق نے مان لی اور فرمایا ای گروہ اہلحدیث اس نوجوان کو دیکہو اور اس سے حدیث سنو یہہ شخص امام حسن بصری کے زمانہ مین ہوتا تو وہ بہی حدیث کی پہچان اور اجتہاد مین اس کے محتاج ہوتے - ایک دفعہ امام اسحٰق سے کسی نے حالت نسیان مین طلاق دینے کا مسئلہ پوچہا تو آپ نے فکر و تامل مین سکوت فرمایا امام بخاری یہہ حدیث نبوی کہ "خدا تعالے نے میری اُمت کی اِن باتون سے درگذر فرمایا ہے جو اُن کے دل مین گزرین جب تک کہ وہ انکو عمل اور کہنے مین نہ لا دین" سنا کر کہا کہ اس حدیث مین اُسی فعل کو معتبر ٹہرایا ہے جو دل سے اور ارادہ سے ہو اور جب نسیان

بحوالہ کتب معتبرہ ہم اسوقت بتائین گے جب ہمارے دعوی کے مخالفین تفصیل معروضہ بالا کو ناکافی سمجھکر اسکا شافی جواب دینگے۔

وہ نقشہ یہ ہی

نمبر	نام	سنہ وفات یا پیدائش	مختصر الفاظ جو ان کے حق مین کہے گئے
۱	محمد بن جریر طبری مشہور شافعی	سنہ ۲۲۴	آپ کسی کے مقلد نہ تھے اپنا مذہب مستقل رکھتے جس کے بہت لوگ پیرو تھے۔
۲	یحیی بن یحیی مصمودی مشہور مالکی	وفات سنہ ۲۳۴	آپ مذہب امام مالک کی مخالف فتوی دیدیا کرتے تھے۔
۳	دارمی مشہور شافعی	وفات سنہ ۳۷۵	آپ مذہب امام شافعی کے مخالف فتوی دیتے کوئی کوئی معترض ہوتا کہ یہہ فتوی تو مذہب شافعی کے مخالف ہی تو آپ فرماتے تجھپر افسوس ہے یہہ تو حدیث کا فتوی ہے۔ کبھی سائل سے یہ کہتے کہ تو امام شافعیؒ کا قول پوچھتا ہے یا جو میرے خیال مین ہے۔
۴	حافظ ابن حزم مشہور ظاہری	پیدائش سنہ ۳۸۴	آپ تقلید کو برا کہنے مین ضرب المثل ہین انکا فی الجملہ حال ہمارے پرچہ سنہ ۷۸ء مین بیان ہوچکا ہے۔
۵	حافظ ابن مندہ مشہور حنبلی	وفات سنہ ۴۷۰	آپ عامل باحدیث تھے اور تارک اقوال مخالف حدیث۔
۶	ہروی مشہور حنبلی	وفات سنہ ۴۸۱	آپ اہلحدیث کے مذہب پر تھے اور اتباع مین عبداللہ بن المبارک کی مثل۔
۷	ابوالوفا مشہور حنبلی	وفات سنہ ۵۱۳	آپ فرماتے پیروی دلیل واجب ہے نہ پیروی امام احمدؒ
۸	مغازی مشہور مالکی	وفات سنہ ۵۴۳	آپ تارک تقلید تھے اور اصول (کتاب وسنت) سے فروع نکالتے

نمبر	نام	سنہ وفات یا پیدایش	مختصر الفاظ جو اُنکے حق مین کہے گئے
۹	ساذانی	وفات سنہ ۵۴۶	آپ مذہب اہلحدیث کے موافق فتوی دیتے
۱۰	محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات	وفات سنہ ۶۳۸	آپ اتباع حدیث اور ترک تقلید مین بے نظیر تہے اور علم حدیث کے ایک ایسے دریا جسکا کنارہ نظر نہین آتا اور قیاس کے منکر
۱۱	ابو شامہ مشہور شافعی	وفات سنہ ۶۶۵	آپنے مذمت تقلید و ترغیب اتباع مین ایک مستقل کتاب تالیف فرمائی ہے جسکا نام الکتاب المؤمل فی الرد الی الامر الاول ہے اور اُسکی عبارتین ہمارے ضمیمہ نمبر ۱ و ۲ جلد ۳ مین منقول ہین۔
۱۲	شیخ ابن تیمیہ مشہور حنبلی	وفات سنہ ۷۲۸	آپکا تارک تقلید و باجتہاد خود عامل بالحدیث ہونا آپکے نام سے زیادہ مشہور ہے
۱۳	شیخ ابن القیم مشہور حنبلی	وفات سنہ ۷۵۱	" " " "
۱۴	محمد بن ابراہیم وزیر مشہور زیدی	پیدایش سنہ ۷۷۵	آپ عامل بالحدیث اور تارک تقلید تہے کسی مذہب زیدی وغیرہ کے مقلد نہ تہے
۱۵	جلال الدین محلی مشہور شافعی	وفات سنہ ۸۶۴	آپ جس شخص کے پاس حق پاتے اس کیطرف رجوع کرتے شافعی مذہب کے ملتزم نہ تہے
۱۶	شہاب الدین منزلاوی	وفات سنہ ۹۵۱	آپ کتاب و سنت پر عمل کرتے اور سنی محمدی کہلاتے
۱۷	مقبلی صنعانی	پیدایش سنہ ۱۰۴۷	آپ اصحاب رسول اللہ کے مسلک پر تہے (جو بجز رسول اللہ کسیکا اتباع نکرتے) اور تقلید کے ایسے تارک تہے کہ اسکے سبب مقلدین اُنپر کفر کے فتوی لگائے جن سے وہ بحکم سلطان روم امتحان کے بعد بری کیے گئے
۱۸	کوکبانی	پیدایش سنہ ۱۱۳۵	کسی کے مقلد نہ تہے باجتہاد خود عمل کرتے

پادراک الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید (مقدمہ ابن الصلاح) والاجتہاد بیان نکرین وہ صحیح نہین سمجہی جاتی

بناءً علے ہذا انکی بے **اسناد** آثار و اقوال متمسکہ کا **جواب** تو یہہ ہے کہ وہ لایق جواب والتفات نہین ہین اور جنکو وہ **با اسناد** بتاتے ہین اُنکا **جواب اولاً** یہہ ہے کہ وہ اقوال بہی اعتماد و استدلال کے لایق نہین جب تک کہ فریق مئول انکی تصحیح یا تحسین آئمہ نقل سے ثابت نکرین **ثانیاً** (جب وہ اِسکی تصحیح یا تحسین کردین) وہی جواب ہے جو مفسرین فریق دوم کے اقوال کا جواب دیا گیا ہے کہ اونہون نے آپ لوگون کی طرح یہہ دعوی نہین کیا کہ یہہ معنے جو ہم بیان کرتے ہین معیت کی اصلی اور حقیقی معنے ہین - کیون جائز نہین کہ اُنہون نے بہی اُن مفسرین کی طرح لازم و مقتضا سے تفسیر کی ہو اور اِسکی اصل مراد اور حقیقت کو خدا کی سپرد کردیا ہو

جو لوگ ہماری اسبات کو اُٹہانا چاہین وہ کسی ایک صحابی یا ایک تابعی سے (سند متصل سے نہ سہی منقطع ہی سے سہی) سند صحیح سے نہو سکے تو ضعیف ہی سے سہی) یا کسی ایک مفسر سے (متقدم نہو تو متاخر ہی سہی) یہ بات ثابت کر دکہائین کہ جو معنے معیت کے اونہون نے بیان کئے ہین یہہ اِسکے حقیقی معنے ہین - اس معیت کی حقیقت بجز علم یا نصرت وغیرہ اور کچہہ نہین ہے - کیونکہ نزاع ہے تو اسی مین ہے لازمی معنے کے بیان یا تفسیر مین کسکو نزاع ہے یہہ تو ہم خود کرتے ہین چنانچہ خاتمہ بحث مین اسکا بیان ہوگا

فریق مئول کا پانچوان عذر (یا دلیل)

معیت خداوندی کو **علمی** نہ ٹہراوین اور خدا تعالے کو حقیقۃً اور بذات خود بندون کے ساتہہ کہین تو **اس سے** خداے تعالے کا ہر جگہہ جہان بندی ہون (پائخانون مین یا اور ناپاک جگہون مین) ہونا لازم آتا ہے جو خداے تعالے کی تقدس اور پاکی کے مخالف ہے (یہان یہہ کہنا شائد بہول گئے ہین کہ خدا کے کپڑے (تہ بند اور چادر) ناپاک ہو جاتے ہین یا اُسکو

نمبر	نام	سنہ پیدایش یا وفات	مختصر الفاظ جو ان کے حال مین کہے گئے
۱۹	زبیدی مشہور حنفی	سنہ ۱۱۵۹ پیدایش	آپ فرماتے میرا دین وہ نہین ہے جو امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردون کا قول ہے اگر وہ حدیث صحیح کے مخالف ہو۔
۲۰	علی بن عبد اللہ صنعانی	سنہ ۱۱۶۵ پیدایش	کسی کے مقلد نہ تہے حدیث پر عمل کرتے۔
۲۱	عبد اللہ بن لطف اللہ صنعانی	سنہ ۱۱۷۲ وفات	تقلید سے سخت متنفر تہے۔
۲۲	عبد الرحمن بن احمد صنعانی	سنہ ۱۱۸۰ پیدایش	کسی کے مقلد نہ تہے۔ خود حدیث پر عمل کرتے۔
۲۳	امام محمد بن علی شوکانی	سنہ ۱۲۵۰ وفات	آپ کسی کے مقلد نہ تہے اجتہاد خود حدیث پر عمل و استدلال کرتے آپ کے زمانہ مین اور اسکے بعد آپ کے شاگردون مین ایسے بہت لوگ ہوے ہین جو کسی کے مقلد نہ تہے۔ باجتہاد خود عمل بالحدیث کرتے
۲۴ ۲۵	. . . . .	. . . . .	جیسے محمد بن احمد متوفی سنہ ۱۲۳۶ اور محمد بن حسن متوفی سنہ ۱۲۵۷ھ وغیرہ۔

اس اجمالی نقشہ مین اور اس سے پہلے تفصیلی تمثیلات مین دوسری صدی سے لیکر تیرہوین صدی تک ہر زمانہ مین تارکین تقلید اور بلا واسطہ مجتہدین عاملین بالحدیث کا وجود ثابت ہوا۔ اور اس سے پہلے نمبر ۱۲ جلد ۲ و نمبر ۱ جلد ۳ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین ایک ایسی اجمالی فہرست دی گئی ہے جس سے پہلی صدی (زمانہ صحابہ) سے ترک تقلید ثابت ہوتی ہے۔ اور اس سے پہلے ضمیمہ* نمبر ۱۰۰ جلد ۱۔ مین یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی مین کسی خاص مذہب کی تقلید کا نام

* اس ضمیمہ کی تہوڑی سی عبارت بصفحہ (۳۲۰) وغیرہ منقول ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

دنشان نہتا - دوسری صدی کے بعد (خاص خاص مذاہب کی اصول پر اجتہاد کرنا شروع ہوا پھر بھی چوتھی صدی تک تقلید محض کسی خاص مذہب کی شروع نہوئی تہی - یہہ رسم چوتھی صدی کے بعد نکلی ہے - اور اس سے پہلے ہمارے رسالہ تبیان مین (جو منہج الباری فی ترجیح صحیح البخاری کے ساتھہ ملحق ہے) اس امر کی حق تفصیل ہوچکی ہے ان سب مضامین کو غور و انصاف سے ملاحظہ کرنے کے بعد ہمارے دعوی اول کے ثبوت مین کون شک کرسکتا ہے؟ اور کون کہہ سکتا ہے کہ ترک تقلید ایک نیا امر ہے جو صرف اسوقت کے اہلحدیث مین پایا جاتا ہے - اہلحدیث سلف مین یہ امر پایا نہ جاتا تہا -

شاید یہ بیان سنکر ہمارے نامہربان علاتی خوان اپنے اس سابق دعوی سے کہ "اہلحدیث سلف کسی نہ کسی مذہب کے مقلد تہے" دست بردار ہوجائین اور اہلحدیث زمانہ حال کو اہلحدیث سلف کی طریق سے مخالف بنانے اور ترک تقلید کے سبب سے نجدی وہابی لامذہب ٹہہرانے کے لیے یہہ نیا دعوی کرین کہ محدثین سلف جنکا مقلد نہونا تمہارے بیان سے ثابت ہوا ہے مجتہد تہے اس لیے وہ خود اجتہاد کرتے کسیکی تقلید نہ کرتے تہے اس زمانہ کے اہلحدیث ہی لائق کہان ہین کہ وہ خود اجتہاد کرسکین اور مجتہدین کی تقلید سے مستغنی ہون پہر وہ ترک تقلید مین اہل حدیث سلف کے طریق پر کیونکر ہوسکتے ہین اور انکو بجز لامذہب و وہابی و نجدی کیا کہہ سکتے ہین؟

ہر چند انکا یہ دعوی اسپر دلیل قائم ہونے سے پہلے لائق التفات و جواب نہین ہے ولیکن چونکہ ہم مقام وصل مین ہین نہ فصل مین اور اپنے بہائیون سے ملاطفت چاہتے ہین نہ مخاصمت لہذا اسکے جواب مین حسب مصلحت یہہ گذارش کرتے ہین کہ ہر زمانہ مین (پہلا ہو خواہ پچھلا) دو قسم کے لوگ* چلے آئے ہین - عوام اور خواص - عوام خواہ کسی زمانہ کے ہون نہ مجتہد ہوسکتے ہین نہ کسی مذہب کے مقلد انکا کسی مذہب

* اس بیان کی مؤید عجۃ اللہ البالغہ کی عبارت دعوی دوم کے شواہد قسم دوم مین منقول ہوگی بصفحہ (۳۲۷)

کی جانب منسوب ہونا اور حنفی شافعی کہلانا ایسا ہے جیسا اُن کا اَن پڑہ ہو کر کسی علم کیطرف منسوب ہونا اور نحوی منطقی کہلانا اسی نظر سے محققین حنفیہ وغیرہ نے کہ رکھا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہین ہے انکا کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا اور حنفی شافعی یا اہلحدیث کہلانا صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کے علمارِ وقت جنکے فتوی پر وہ چلتے اس مذہب کیطرف منسوب ہین اور حنفی شافعی یا اہلحدیث کہلاتے ہین (اس مسئلہ کو ہم نمبر ۵ جلد ۲ ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین بصفحہ ۳۳ بحوالہ معتبرات حنفیہ بخوبی ثابت کر چکے ہین) رہے خواص علمار سو ہر زمانہ کے (پہلا ہو خواہ پچھلا) مجتہد بھی ہو سکتے ہین (جو کتاب و سنت سے خفی اور باریک مسائل نکال سکین) اور مقلد بھی (جو بلا مراجعت دلیل علمار سابقین کی پیروی کرین) اور ان دونون قسمون کے مابین قسم سوم (عاملین بظواہر کتاب و سنت) بھی ہو سکتے ہین (جنکو نہ مجتہد کہا جا سکتا ہے نہ مقلد) - اس قسم سوم و قسم اوّل کے لوگ پچھلے زمانون مین پہلے زمانون کی نسبت زیادہ ہو سکتے ہین - اگر وہ کتاب و سنت سے استدلال کرنیکا قصد کرین - اور پچھلے زمانون مین اجتہاد اور عمل بالحدیث کے اسباب و آلات پہلے زمانون کی نسبت زیادہ مہیا و میسر ہین (اس مضمون کو ہم ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین نمبر ۲ جلد اوّل سے نمبر ۸ جلد ۳ تک ۷۲ صفحہ مین بحوالہ اصول و فروع ایسا ثابت کر چکے ہین کہ اسمین کسی منصف کو مجال مقال نہین ہے لہذا کوئی وجہ نہین کہ زمانہ حال کے خواص اہلحدیث کو جو شبانہ روز درس قرآن و حدیث مین مشغول ہین اور بلا استعانت یا باستعانت محدثین سابقین کتاب و سنت کے اسرار و لطائف بیان کرتے ہین اور عمدہ توجیہات سے متعارض احادیث کو باہم متوافق اور ناسخ کو منسوخ سے ممتاز کرتے ہین ترک تقلید سابقین مین معذور نہ سمجھین اور انکو بفہم و اجتہاد خود عمل بالحدیث کی اجازت نہ دین اور اس ترک تقلید و عمل بالحدیث کے سبب ان کا لامذہب یا نجدی وہابی نام رکھین اور نہ اسکی کوئی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے عوام اہلحدیث کو جو اپنے علمار وقت سے کوئی حدیث سنکر

یا اس کے موافق ان سے فتوے لیکر عمل کرتے ہین گروہ اہلحدیث مین داخل نہ سمجھا جائے اور انکو عوام مقلدین کی مثل (جو اصل مذہب ہی بالکل واقف نہین ہوتے صرف اپنے مذہب کے علماء کی اتباع سے اس مذہب مین داخل سمجھے جاتے ہین) تسلیم نہ کیا جاوے۔

تان بعض عوام کالانعام گروہ اہلحدیث مین ایسے بھی ہین جو اہلحدیث کہلانے کے مستحق نہین۔ ان کو لامذہب بدمذہب ضال مضل جو کچھ کہدیا ہے یہہ لوگ مین جو نہ خود کتاب وسنت کا علم رکھتے ہین نہ اپنے گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہین۔ کسی سے کوئی حدیث سنکر یا کسی اردو ترجمہ کتب مین دیکھکر نہ صرف اسکے ظاہری معنے کے موافق (جو کسی سے سنتے ہین یا اردو کتاب مین دیکھتے ہین) عمل کرنے پر صبر واکتفا کرتے ہین۔ بلکہ اسمین اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط واجتہاد بھی شروع کر دیتے ہین جسمین وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہین اور اوروں کو گمراہ کرتے ہین۔ **ولیکن** ان چند افراد کے فعل سے عام گروہ اہلحدیث پر الزام قائم نہین ہوسکتا اور ان کی لامذہبی سے کل گروہ کو لامذہب کہنا الضاف نہین۔

ایسے بیقید وآزاد لوگ عوام مقلدین مذہب مین بلکہ بعض انکے خواص متبعین مین بھی ہین جو امام اعظم ابوحنیفہ وشافعی سب کے اقوال کو بالائے طاق رکھدیتے ہین۔ اور اپنی ہوائے نفسانی پر عمل کر لیتے ہین۔ یا انہمہ انکی اس بے دینی وآزادی کے سبب کل گروہ حنفیہ وشافعیہ کو کوئی برا نہین کہتا۔ پس گروہ اہلحدیث کو بعض افراد کی آزادی سے کل گروہ اہلحدیث کو لامذہب کہنا کیونکر جائز ہے۔ **بالجملہ** گروہ اہلحدیث زمانہ حال کے خواص علماء اور انکے عوام اتباع ترک تقلید مذاہب خاص مین ویسے ہی معذور ہین جیسے کہ محدثین سابقین۔ اور وہ عمل بالحدیث جسطرح ویسے ہی مامور ومجاز ہین جیسے کہ ائمہ محدثین۔ (گو تصحیح وتنقید احادیث مین بہہ وہ برابر نہین۔ وہ اس مین بھی مجتہد تھے اور یہہ ان کے مقلد) **اب امید ہے** کہ ہمارے علاتی اخوان مقلدین اپنے نئے دعوی کو بھی واپس لے لینگے جیسے کہ واپسی دعوی سابق کی ہم ان سے امید کر چکے ہین اور وہ صاف اقرار کرینگے کہ تقلید اور عمل بالحدیث مین **اہلحدیث زمانہ حال**

* دیکھو یورسالہ قول المتین بصفحہ (۲۲۵) رسالہ نمبر ۶ جلد ۸ - اشاعۃ السنۃ -

اور زمانہ سابق مین سرمو فرق نہین انکے لیے یہہ امور جائز تہے تو ان کے لیے بہی جائز ہین - لہذا یہہ لوگ بہی ویسے ہی اہلحدیث کہلانے کے مستحق ہین جیسے کہ وہ تہے - یہہ ان امور کے سبب لامذہب اور وہابی ونجدی کہلانے کے مستحق نہین ہین جیسیکہ وہ نہین -

دعوای دوم کے شواہد

ہمارے اس دعوی پر کہ محدثین سلف جو کسی مذہب حنفی یا شافعی کیطرف منسوب تھے صرف توافق راے یا سابق حالت یا شہرت کی وجہ سے منسوب تہے درحقیقت وہ ان مذاہب کو مقلد نہ تہے خود ان محدثین کے اقوال واعمال بہی شاہد ہین - اور اُن سے پچہلے علماء کے اقوال بہی اسپر شاہد ہین ان دونو قسم کے شواہد کو اسمقام مین پیش کیا جاتا ہے -

شواہد قسم اول

(۱) امام ابو جعفر طحاوی (جنکو لوگ حنفی مذہب کا مقلد سمجہتے ہین) کا قول ہے (چنانچہ

نقل الحافظ ابن حجر فی لسان المیزان عن الطحاوی انه قال او کل ما قال ابو حنیفة اقول به وهل یقلد الا غبی او عصبی فطارت هذه الکلمة بمصر حتی صارت مثلا - (ایقاف علی سبب الاختلاف ملا محمد حیات سندھی مشہور حنفی)

حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین ان سے نقل کیا ہے) کہ کیا جو کچہہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے مین اسکا قائل ہون؟ - مقلد تو وہی ہوگا جو غبی (کند ذہن) ہوگا یا متعصب حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ امام طحاوی کا یہ قول مصر مین اوڑ گیا اور ضرب المثل ہو گیا

امام طحاوی نے اس بات کو صرف زبانی کہنے پر اکتفا نہین کیا بلکہ اپنی کتاب شرح معانی

قال فی اول کتاب شرح الآثار - ذکر فی کل کتاب ما فیه الناسخ والمنسوخ وتاویل العلماء واحتجاج بعضهم علی بعض و اقامة الحجة لمن صح عندی قوله (ناظورة الخ)

الآثار مین اسپر عمل کرکے بہی دکہا دیا ہے چنانچہ پہلے خطبہ کتاب مین کہا ہے کہ مین اس کتاب مین ناسخ ومنسوخ کو ذکر کرونگا اور علماء کی تاویلات کو اور ایک کے مقابلہ مین

دوسرے کے دلائل کو وارد کرونگا اور جسکا قول میرے نزدیک صحیح ہوگا اوسپر دلیل قائم کرون گا۔

پھر اس کے موافق کئی جگہہ (جہان امام ابوحنیفہ کا قوم مخالف دلیل پایا)

وهذا ابو جعفر الطحاوی مع مبالغته المفرطة فی نصرة المذهب اذا تمت الحجة علی ابی حنیفة تراه فی معانی الآثار یاتی بکلام جدید حتی قال فی بعض المواضع فما قال ابو حنیفة باطل (دراسات ص ۲۷۹ و ص ۸۳)	**صاف کہدیا ہے** کہ اس باب مین جو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے کہا ہے وہ باطل (یعنے غلط) ہے

(۲ و ۳ و ۴) ابوبکر قفال و ابو علی و قاضی حسین (جو شافعی مذہب کے

قال القفال الشافعی والقاضی ابو علی الشافعی والقاضی حسین الشافعی لسنا مقلدین للشافعی بل وافق رایناً رأیه (مغتنم الحصول وناظورة الحق)	مقلد مشہور ہین) کا قول ہے کہ ہم لوگ امام شافعی کے مقلد نہین ہین ہماری راے انکی راے سے موافق ہوگئی ہے

(۶۰۵) اسی مضمون کا **ابو الوفا** (مشہور حنفی) کا قول کہ "دلیل کی پیروی واجب ہے نہ قول امام احمد کی" اور **زبیدی** (مشہور حنفی) کا قول کہ "مین امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردون کے اقوال کا اگر وہ مخالف حدیث ہون مقلد نہین ہون" نقشہ اجمالی مین منقول ہوچکا ہے۔

یہہ ان حضرات کے اقوال ہین۔ ان اقوال کے موافق جو ان سے عمل ہوا ہے اور جن مسائل مین انہون نے ائمہ مذاہب کا خلاف کیا ہے اسکی تفصیل ہم اس محل مین نہین کرسکتے۔ اجمال پر کوی صاحب اکتفا کرین تو اس عمل کے چند نظیرین حضرت شاہ ولی اللہ کے رسالہ عقد الجید مین ملاحظہ کرین۔

شواہد قسم دوم

شیخ عبد الوہاب شعرانی نے **میزان کبرے** کے صفحہ ۲۶ مین شیخ عبد القادر

فان قلت قد تقدم ان الولی الکامل لایکون
مقلدا وانما یأخذ علمه من العین التی اخذ
منها المجتهدون مذاهبهم ونری بعض
الاولیاء مقلدا لبعض الائمة فالجواب
قد یکون ذلک الولی لم یبلغ الی مقام
الکمال او بلغه ولکن اظهر تقیده فی
تلک المسئلة بمذهب بعض الائمة ادبا
معه حیث سبقه الی القول بها وجعله
الله تعالی اماما یقتدی به واشتهر فی
الارض دونه وقد یکون عمل ذلک الولی
بما قال به ذلک المجتهد لاطلاعه علی
دلیله لا عملا بقول ذلک المجتهد علی وجه
التقلید له بل لموافقته لما ادی الیه کشفه
فرجع تقلید هذا الولی للشارع لا لغیره
وما ثم ولی یأخذ علما الا عن الشارع ویحرم علیه
ان یخطو خطوة فی شی لا یری قدم نبیه
امامه فیه وقد قلت مرة لسیدی علی الخواص
رضی الله عنه کیف صح تقلید سیدی الشیخ
عبد القادر الجیلی للامام احمد بن حنبل و
سیدی محمد الحنفی الشاذلی للامام ابی حنیفة
مع اشتهارهما بالقطبیة الکبری وصاحب هذا

جیلانی کے حنفی کہلانے اور شیخ شاذلی
کے حنفی کہلانے ایسا ہی اور اکابر اولیا
اللہ کے خاص خاص مذاہب کی طرف منسوب
ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے کہ وہ عام
لوگون مین اسی نام سے مشہور ہے تہے
یا ان کی راے کو ائمہ مذاہب کی رائے سے
توافق ہو گیا تہا - یا لوگ ان کی سابق حالت
کے قیاس سے انکو حنبلی شافعی کہتے تہے -
یہی وجوہات ان محدثین اور مجتہدین کے حنفی
شافعی کہلانے کے ہو سکتے ہین گو ان کے
مقلد نہونے کی وہ وجہ نہین ہے جو امام
شعرانی نے اولیاء اللہ کے مقلد نہونے کی
وجہ ٹہرائی ہے کہ وہ کشف اور معائنہ
باطنی سے اصل چشمہ شریعت سے احکام
اخذ کرتے تہے - بلکہ ان کے مقلد
نہونے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ
ظاہری علم سے ادلہ شریعت پر خود نظر
رکہتے تہے

حضرت شاہ ولی اللہ نے توافق راے
اور اتحاد طریق اجتہاد کے سبب اہل حدیث
اور اہل اجتہاد کا حنفی شافعی کہلانا اور

المقام لا یکون مقلدا لان الشارع رضی الله عنه قد یکون ذلک منهما قبل بلوغهما الی مقام الکمال ثم لما بلغا الیه استحسن الناس ذلک فلا یجب علیهما ولا علی احد منهما الرجوع عن التقلید انتهی فاعلم ذلک (میزان کبری ص۲۶)

اور طبقات حنفیہ وشافعیہ مین شمار کیا جانا اور اسی وجہ سے امام بخاری - بیہقی بن ابی عنیرہ کا شافعی مشہور ہونا عمدہ تفصیل سے بیان کیا ہے **آپ کتاب حجۃ اللہ البالغۃ** مین صفحہ ۱۵۷

فرماتے ہین جان لے - کہ جونہی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض پر متفق نہ تھے **ابو طالب** مکی نے (کتاب) **قوت القلوب** مین کہا ہے کہ کتابین (و تالیفات سب) سمجھ کر نکلے ہین اور لوگون کے اقوال سے قائل ہونا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر مین اسی کے قول کو تھام رکھنا اور اسکو نقل کرنا اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنا اور سپر قدیمی لوگ پہلے اور دوسرے زمانہ کے تھے - مین (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہون کہ ان زمانون کے بعد کچھ کچھ تخریج شروع ہوئی - پر جونہی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرتے اور اسی کی کلام کو نقل کر دینے پر نہ تھے چنانچہ انکے حالات ٹٹولنے سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ان مین دو قسم کے لوگ تھے (خاص) **علماء** اور **عام** لوگ عام

یا حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدها علم ان الناس کانوا قبل مائۃ الرابعۃ غیر مجتمعین علی التقلید الخالص لمذهب واحد بعینه - قال ابو طالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب المجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذهب الواحد من الناس واعتماد قوله والحکایۃ له من کل شئ والتفقه علی مذهبه لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتهی - اقول وبعد القرنین حدث فیهم شئ من التخریج غیر ان اهل المائۃ الرابعۃ لم یکونوا مجتمعین علی التقلید الخالص علی مذهب واحد والتفقه له والحکایۃ لقوله کما یظهر من التتبع بل کان فیهم العلماء

والعامة - وكان من خبر العامة انهم كانوا في المسائل الاجماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين او جمهور المجتهدين لا يقلدون الا اصحاب الشرع وكانوا يتعلمون صفة الوضوء والغسل والتيمم والزكوٰة ونحو ذلك من ابائهم او معلم بلدانهم فيعيشون حسب ذلك واذا وقعت لهم واقعة استفتوا فيها اي مفتي وجدوا من غير تعيين مذهب وكان من خبر الخاصة انه كان اهل الحديث منهم يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم من احاديث النبي صلى الله عليه وسلم واثار الصحابة ما لا يحتاجون معه الى شئ اخر في المسئلة من حديث مستفيض او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء ولا احد لتارك العمل به او اقوال متظاهرة من المجتهدين الصحابة والتابعين مما لا يحسن مخالفتها فان لم يجد في المسئلة ما يطمئن به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض من مضى من الفقهاء فان وجد قولين اختار

لوگون کا تو یہ حال تہا کہ وہ ان مسائل اتفاقیہ مین (جنمین تمام مسلمانون یا جمہور مجتہدون کا اختلاف نہین) بجز صاحب شریعت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ وضو و غسل و نماز و زکوۃ وغیرہ اپنے بزرگون یا استادون سے سیکہتے اور اسپر چلتے۔ اور جب انکو کوئی (اور) واقعہ پیش آتا تو ہر مین جس مفتی کو پاتے فتوی پوچہہ لیتے بجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے اور خاص علماء کا یہ حال تہا کہ انمین اہلحدیث تو حدیث ہی مشغول رہتے۔ پس انکو احادیث نبویہ و آثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکے ہوتے وہ کسی مسئلہ مین کسی اور قول و اجتہاد کی بات کو محتاج نہ ہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ و تابعین ایکدوسرے کے مؤید جنکی مخالفت پسندیدہ نہ ہو پہنچ جاتے اور اگر کسی مسئلہ مین ایسی حدیث یا اثر نہ پاتے تو بعض مجتہدین سابق کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے اور اگر اقوال مجتہدین مین بہی اختلاف پاتے تو ان مین جس قول کو زیادہ مضبوط دیکہتے عمل مین لاتے۔ اہل مدینہ کا ہو خواہ کوفہ کا

اوثقهما سواء كان من اهل المدينة
او من اهل الكوفة - وكان اهل التخريج
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا
ويجتهدون في المذهب وكان هؤلاء
ينسبون الى مذهب اصحابهم فيقال
فلان شافعي وفلان حنفي وكان صاحب
الحديث ايضا قد ينسب الى احد المذاهب
لكثرة موافقته به كالنسائي والبيهقي
ينسبان الى الشافعي فكان لا يتولى القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا يسمى الفقيه
الا مجتهدا ثم بعد هذه القرون كان
ناس آخرون ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور
(حجة الله البالغة)

اور اہل تخریج (بات سے بات نکالنے والے)
جس مسئلہ مین مجتہدین کا صریح قول نہ
پاتے اُسکو انکے اقوال و اشارات سے (بحسب
تفصیل سابق) نکال لیتے اور مذہب مین اجتہاد
کرتے - یہہ لوگ انہین امامون (جنکے اقوال سے
تخریج مسائل کرتے ہین) کیطرف منسوب کئے
جاتے تہے کسیکو شافعی کہا جاتا کسی کو
حنفی - اور اہلحدیث بہی کبہی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق راے کے سبب سے منسوب کئے جاتے
چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف
منسوب تہے اُسوقت قاضی و مفتی بجز مجتہد کوئی
نہ ہوتا اور نہ غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا ان زمانون
کے بعد ایسے لوگ ہوے جو داہنے بائین چل نکلے اور ان مین کئی امر پیدا ہو گئے -

اور اپنے رسالہ **الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف** مین فقیہ ابن زیاد یمنی
شافعی سے امام بلقینی کا مجتہد منتسب (منسوب بمذہب شافعی) ہونا نقل کرکے فرمایا ہے -

قال بعد ذكر البلقيني وغيره من
المجتهدين المطلقين المنتسبين ومعنى انتسابه
الى الشافعي انه جرى على طريقته في الاجتهاد
واستقراء الادلة وترتيب بعضها على بعض
ووافق اجتهاده واجتهاده واذا خالف
احيانا لم يبال بالمخالفة ولم يخرج عن طريقته

کہ مذہب شافعی کیطرف انکا منسوب ہونا یہہ
معنے رکہتا ہے کہ طریق اجتہاد اور تلاش
و ترتیب دلائل مین انکا اجتہاد امام شافعی
کے اجتہاد کے موافق ہو گیا تہا کبہی وہ اس
کے مخالف بہی ہوتا تو اسکی وہ پروا نہ کرتے
اور اس مخالفت کے سبب وہ امام شافعی کے

بدبو آتی ہے) اور اُس سے اُسکا عرش پر اور مخلوق سے اوپر ہونا (جو بہت دلائل و نصوص ثابت ہی **باطل ہوتا** ہے کیونکہ ایک چیز کا عرش اور فرش پر دو جگہہ ہونا محال ہے

* وہ دلایل یہہ ہین جنکے اٹھارہ قسم شیخ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین بیان کیے ہین

(۱) یخافون ربھم من فوقھم	(۱) خدا کا یہ قول کہ بندے خدا سے اپنے اوپر سے ڈرتے ہین
(۲) ھو القاھر فوق عبادہ	(۲) وہ بندون پر غالب ہی
(۳) تعرج الملائکۃ والروح الیہ	(۳) فرشتے اور ارواح اسکی طرف چڑھتے ہین
(۴) الیہ یصعد کلم الطیب	(۴) اوسکی طرف پاک بول چڑھتی ہین
(۵) بل رفعہ اللہ الیہ	(۵) مسیح کو خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا
(۶) ھو العلی الکبیر	(۶) وہ بلند اور بزرگ ہے
(۷) تنزیل الکتاب من اللہ	(۷) کتاب کا اتارا اللہ کیطرف سے ہے
(۸) ان الذین عند ربک الآیۃ	(۸) جو لوگ اسکے پاس ہین وہ تکبر نہین کرتے
(۹) ھو اللہ فی السماء	(۹) وہ اللہ آسمان مین ہے
(۱۰) ثم استوی علی العرش	(۱۰) وہ عرش پر قائم ہوا
(۱۱) رفع الایدی فی الدعاء الی السماء	(۱۱) دعا مین اوپر کیطرف ہاتھ اٹھانا
(۱۲) نزولہ کل لیلۃ الی السماء الدنیا	(۱۲) خدا کا ہر شب آسمان دنیا کیطرف اترنا
(۱۳) اشارتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ فی السماء	(۱۳) آنحضرت کا حجۃ الوداع مین خدا کیطرف اوپر کو اشارہ کرنا
(۱۴) تصریحہ صلی اللہ علیہ وسلم بان اللہ	(۱۴) آنحضرت کا ایک عورت کو پوچھنا کہ خدا کہان ہے
(۱۵) شھادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن قالت انہ فی السماء بانھا مؤمنۃ	(۱۵) اس عورت کے کہنے پر کہ وہ آسمان مین ہے اسکو مومن کہنا
(۱۶) اخبارہ تعالی بان فرعون رام الصعود الی السماء للاطلاع علی اللہ	(۱۶) خدا کے معائنہ کیلیے فرعون کا آسمان کیطرف قصد کرنا خدا نے نقل کیا ہے
(۱۷) صعودہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المعراج الی السماء ونزولہ منھا الی موسی	(۱۷) معراج مین آنحضرت کا آسمان کیطرف جانا پھر وہان سے حضرت موسی علیہ السلام کیطرف اترنا
(۱۸) رویۃ اھل الجنۃ ربھم من فوقھم لا من خلفھم او امامھم او عن ایمانھم او شمائلھم او تحتھم	(۱۸) اہل جنت کا خدا تعالی کو اوپر سے دیکھنا نہ آگے یا پیچھے یا دائین یا بائین یا نیچے سے

لا فی مسائل وذلک لا یقدح فی دخوله فی مذهب الشافعی ومن هذا القبیل محمد بن اسمعیل البخاری فانه معدود فی طبقات الشافعیة وممن ذکره فی طبقات الشافعیة تاج الدین السبکی وقال انه تفقه بالحمیدی وتفقه الحمیدی بالشافعی واستدل شیخنا العلامة علی ادخال البخاری فی الشافعیه بذکره فی طبقاتهم وکلام النووی شاهد له (رساله الانصاف نقلا عن فتاوی الفقیه بن زیاد مختصرا)

طریق سے خارج نہ سمجھی جاتی ایسی ہی امام محمد بن اسمعیل بخاری تھے جنکو سبکی نے طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے۔ اور اس سے ہمارے استاد نے امام بخاری کا شافعی ہونا ثابت کیا ہے اور امام نووی کا کلام بھی اسپر شاہد ہے

اسکے بعد جناب شاہ صاحب نے کتاب انوار سے نقل کیا ہے کہ شافعی وحنفی ومالکی وحنبلی کہلانیوالے لوگ کئی قسم ہین اول عام لوگ۔ انکا شافعی وغیرہ کہلانا مسئلہ تقلید میت کی فرع ہے (جسکو بعض جائز کہتے ہین بعض ناجائز پھر جائز کہنے والے عوام کو برای نام مقلد امام مانتے ہین اور درحقیقت انکو علماء وقت کا مقلد سمجھتے ہین) قسم دوم وہ لوگ جو رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین۔ وہ لوگ امام شافعی

ومن شواهد ما ذکرنا ایضا ما فی کتاب الانوار حیث قال والمنتسبون الی مذهب الشافعی وابی حنیفة ومالک واحمد اصناف احدهم العوام وتقلیدهم الشافعی متفرع علی تقلید المیت والثانی البالغون الی رتبة الاجتهاد والمجتهد لا یقلد مجتهدا وانما ینسبون الیه لجریهم علی طریقته فی الاجتهاد واستعمال الادلة وترتیب بعضها علی بعض والثالث المتوسطون وهم الذین لم یبلغوا رتبة الاجتهاد لکنهم وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس ما لم یجدوه منصوصا علی ما نص علیه وهؤلاء مقلدون (الانصاف نقلا عن الانوار)

وغیرہ کے مقلد نہین کیونکہ ایک مجتہد دوسرے کا مقلد نہین ہوتا انکا شافعی حنفی کہلانا صرف اس لئے ہے کہ وہ طریق اجتہاد اور ترتیب استعمال دلائل مین انکی چال چلے ہین قسم سوم

ان دونو قسم کے بیچ کے لوگ ہین یہہ وہ ہین جو نہ محض عامی ہین نہ رتبہ اجتہاد کو پہونچے ہین لیکن وہ اصول امام سے واقف ہین اور امام کے اقوال سے وہ باتین نکال سکتے ہین جو امام نے نکہی ہون - یہہ لوگ امام کے مقلد ہین - (یعنے گو مجتہد فی المذہب کہلاتے ہین) -

اس کے بعد آپنے مجتہد کے اقسام ثلثہ (مجتہد مستقل مجتہد منتسب مجتہد فی المذہب بیان کیے ہین جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد منتسب (منسوب بمذہب غیر) اس مذہب کا مقلد نہین ہوتا جس مذہب کیطرف وہ منسوب ہوتا ہے -

آپ فرماتے ہین مجتہد مطلق کبہی خود مستقل ہوتا کبہی منتسب مجتہد مستقل اور مجتہدون سے تین وصف سے ممتاز ہوتا ہے اول اصول وقواعد بنانا جنکے ذریعہ سے کتاب وسنت سے احکام ومسائل کا استنباط ہوتا ہے دوم احادیث وآثار کو جمع کرکے ان کے مواضع استنباط احکام کو جاننا - اور متعارض احادیث کو باہم متفق کرنا - انمین تاویل کرکے یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دیکر - سوم نئے مسائل استنباط کرنا جو پہلے مجتہدون نے استنباط نہ کیے ہون

مجتہد منتسب پہلی وصف مجتہد مستقل کے لیے مسلم سمجہتا ہے اسکے بنائے ہوئے قواعد بنظر دلائل نہ تقلید محض تسلیم کرلیتا ہے - از خود نئے قواعد نہین بناتا اور دوسری وصف مین وہ مجتہد مستقل کا ہمسر ہوتا ہے یعنے احادیث وآثار کو جمع کرتا ہے اور انمین تطبیق وترجیح وغیرہ عمل مین لاکر

قال رحمه الله تعالى اعلم ان هذا المجتهد قد يكون مستقلا وقد يكون منتسبا الى المستقل والمستقل من يمتاز عن سائر المجتهدين بثلاث خصال احدها ان يتصرف فى الاصول والقواعد التى يستنبط منها الفقه وثانيها ان يجمع الاحاديث والآثار فيحصل احكامها ويتنبه لمأخذ الفقه منها ويجمع مختلفاتها ويرجح بعضها على بعض ويعين بعض محتملاتها وثالثها ان يفرع التفاريع التى ترد عليه مما لم يسبق بالجواب فيها من القرون المشهود لها بالخير والمجتهد المنتسب هو المقتدى المسلم له فى الخصلة الاولى الجارى مجراه فى الخصلة الثانية والمجتهد فى المذهب هو الذى سلم منه الاولى والثانية وجرى مجراه فى التفاريع

علی مہلج تقریبا نقصا مختصر غایۃ الاختصار | مواضع اسکے بتا دا حکام کو جاتا ہو (دعلی ہذا القیاس)

وصف سوم مین وہ رسکا ممبر ہوتا ہے) اور جو مجتہد فی المذہب (قسم سوم) کہلاتا ہے وہ پہلی اور دوسری

(دونون) مجتہد مستقل کے لیے مسلم سمجھتا ہو صرف وصف سوم مین وہ اسکا ممبر ہوتا ہے۔

ناقل ۔ کہتا ہو۔ مجتہد منتسب مجتہد مستقل کا مقلد نہین ہوتا صرف دلائل کی نظر سے انکے اصول و قواعد کو

تسلیم کرتا ہو اور اسکی رائے کو مجتہد مستقل کی رائے سے توافق ہوجاتا ہے تو اسکا لازمہ یہہ ہو کہ کبھی بھی

کہین اسکی رائے کو اسکی رائے سے تخالف بھی ہوگا اور کسی دوسرے مجتہد کی رائے سے توافق اس سے ثابت

نہوا کہ کسی خاص مذہب یا مجتہد کیطرف کسی مجتہد منتسب کا منسوب ہونا اکثر مسائل مین توافق کی نظر کی

ہے بعض مسائل کی نظر سے اسکو دوسری مذہب یا مجتہد کیطرف جس سے ان مسائل مین اسکو توافق ہو منسوب کرنا

بھی صحیح ہے اور ایک مجتہد منتسب کو حنفی شافعی حنبلی مالکی سب کچھ کہنا جائز ہو اور مجتہد منتسب خود تو

صرف دلیل کا پیرو ہوتا ہے خواہ کسی کے پاس ملے نہ کسی خاص مجتہد یا مذہب کا پر اہلحدیث اسکو اپنی

مذہب کا پیرو سمجھتے ہین اور اپنے طبقات مین داخل کر لیتے ہین اسی خیال سے امام بخاری وغیرہ

شافعی بنائے گئے ہین حقیقت مین وہ امام شافعی کے پیرو و پابند و مقلد نہ تھے ان دونون قسم

کے شواہد کی شہادت سے مدعی ہو ناظرین منصفین کو یقین ہوگا کہ اہلحدیث سلف کو حنفی شافعی

کہنا نے سے انکا مقلد مذہب حنفی یا شافعی ہونا ثابت نہین ہوتا جس ہمارا دعوی دوم ثابت ہوا

جیسا کہ شواہد دعوی اول سے ثابت ہوچکا ہو۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور

اسکو خاتمہ پر اپنے علائق اخوان متعلقین کیخدمت مین باادب دانکسار ملتمس ہین کہ ہماری بیان سے

انکو اپنی غلطی خیال کا علم و یقین ہو تو وہ زمانہ حال کے اہلحدیث کہلانیوالے آشفتہ خاطر ہون

اور اگر وہ ہمارے بیان کو غلط سمجھین اور ان لوگونکو بجائے اہلحدیث نجدی وہابی کہنے کی کوئی اور وجہ

موجود رکھتے ہین تو ہمکو اسپر مطلع فرماوین ہم اسکو اپنے اسی رسالہ مین بخوشی درج کرینگے

اور اسپر مناسب ریویو کرینگے۔ مگر اسکا یہ اتنی عنایت ضرور کرین کہ اپنے بیانین سبجت کلامی اور

درشتی و پرخاش نہ آنے پاوے کیطرح ملاطفت اور نرمی سے کام لین۔ واللہ الموفق والمعین

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوازدھم ۱۲ جلد ہشتم ۸

معہ

ضمیمہ مختصر مسائل مذہب اہلحدیث از اقوال السنۃ

بابت ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء

قیمت رسالہ وضمیمہ

یہ رسالہ عموماً عہ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ خواص روسا اور اسلام بنظر اعانت عہ عنایت فرماتے ہین بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین رعایتہً چھ روپیہ لیے جاتے ہین۔ جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہین تین روپیہ جو دس ماہوار بھی آمدنی نہین رکھتے پر علی بضاعت رکھتے اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین اُنکو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ الگ شہ رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے اسکی عام قیمت تین روپیہ۔ خاص چھ روپیہ۔ رعایتی عہ۔ اونے ۱۲ر

کشتہ طلا

سونے کا کشتہ خاکسار نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے۔ فوائد۔ مقوی معدہ۔ سٹھی۔ بہی۔ مقوی تمام اعضا اعصاب ودل وجگر ودماغ وگردہ وشش صلع اخلاط۔ سولہ خون صالح مکمل ہیاج یبضی ہیضہ ضیق النفس وسرفہ دافع اوجاع ونزلہ کھانسی وگرانی رتب دیرینہ واسہال وغیرہ۔ قیمت فی تولہ لاگہ محصول ڈاک ۲ر عبدالرحمن ازشاہ پور ضلع منٹگمری

تائید وتصدیق

ہمارے عزیز دوست مولوی عبدالرحمن صاحب نے کسیقدر کشتہ طلا ہمکو بھی عنایت فرمایا ہے اُسکے استعمال سے ایک دو فوائد اول الذکر کا ہمکو بھی تجربہ ہوا ہے اور بیشبہان راست بازی وصدق شعاری مولوی صاحب کے جس سے ہم کو سالہا سال سے واقفیت ہے امید ہے کہ اوسکے بقیہ فوائد بھی ویسے ہی ہونگے جیسے کہ مولوی صاحب نے بیان کیے ہین۔ ابوسعید محمد حسین عفی عنہ اشاعۃ السنۃ لاہور

فہرست مضامین نمبر ہذا

(۱) خوش خبری بائبل ملاحظہ ایڈیشن ۱۸۸۳ء

(۲) اپریل فول۔

(۳) بغض ومہاجر

(لائق توجہ اہلحدیث)

اشاعۃ السنۃ حصہ انگریزی

حصہ انگریزی اشاعۃ السنۃ جسمین مضمون اہلحدیث کو دنیا کے پڑھے لکھے انگریزی دان مین ترجمہ ہوکر شائع ہوتا ہے۔ نہ صرف انگریزی خواں اہلحدیث کے لیے کارآمد ہے بلکہ ہر ایک منصف اہلحدیث کے لیے جو عالم انگریزی خواندان دانا مین سرکاری علمی اور غیر گورنمنٹ کا رفادار اور دنیا کے ہر حصہ میں ہمارا اہلحدیث کا نام آشنا چاہیں ہمارا ایک اسٹیمنٹ یا نمونہ کا آنا ضرور ہے۔ جسکو دیکھکر ایک شائق طالب بین دو ہفتہ کے اندر تھوڑے سے مضمون اسکی کوشش کامیابی اور ضرور کہتے رہا نہ رہینگے۔

عام قیمت فی پرچہ ۰

رعایتی ۰

مطبع محمدی لاہور مین چھپا

خوش فہمی

وکم من عائب قولاً صحیحاً ۔ وآفتہ من الفہم السقیم

اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۸ مین بصفحہ ۳۰۲ بجواب قصدہ باعیات منسوب بنام بخاری جو لکھا گیا ہے کہ "اوسکی اسناد مین ابوعصمہ نوح راوی ہے اگر یہہ وہی ابوعصمہ نوح بن ابی مریم ہے جو حدیث فضائل قرآن کی وضع کرنے کا اقراری ہے تو اوسکی روایت پر اعتماد حلال نہین ۔ اور اگر یہہ کوئی اور شخص ہے تو جب تک اوسکی اس روایت کی صحت و اتصال معلوم نہو یہہ روایت لائق احتجاج نہین" اس سے بعض خوش فہم احباب نے یہہ سمجھ لیا ہے کہ مولف اشاعۃ السنۃ نے ابوعصمہ نوح ابن الفرغانی کو ابوعصمہ نوح ابن ابی مریم قرار دیا ہے حالانکہ ان دونون مین سیکڑون برس کے تقدم و تاخر کا فرق ہے ۔ پھر اس سے اس دوست نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ جب ایسی بدیہی بات مین اس زمانہ کے لوگون نے دھوکہ کھایا ہے تو انکا علم حدیث کے رموز و نکات احادیث ناسخ و منسوخ و مول وغیرہ پر مجتہدین کی مثل مطلع ہونا کیونکر ممکن ہے ۔

ایسا سمجھنے مین اس دوست نے خود دھوکہ کھایا ہے اور جو اس سے نتیجہ نکالا ہے وہ بھی دھوکہ ہے نہ بکر نہین انکی سمجھ مین یہہ دھوکا ہوا ہے کہ انہون نے ہماری شرطی کلام کو حملی اور قطعی سمجھ لیا ہے اور ہمارے حرف شرط "اگر" اور تشقیق کلام کا مطلب کچھ نہ سمجھا اور یہہ نہ خیال فرمایا کہ صدق قضیہ شرطیہ کے لیے امکان مقدم ضروری نہین ہو جاے وجود و لہذا شرطیہ مین تعلیق بالمحال بھی جائز ہے اصدق القائلین حق جسل علی نے فرمایا ہے تو (اے نبی) اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو سب سے پہلے مین اوسکی عبادت (یا اوسکی عبادت سے تکبر) کرنیوالا ہوتا ۔

قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین	(تفریع)
ان کان زید حمارا کان ناھقا	

عام لوگون کا جو تھوڑی بہت منطق جانتے ہین زبان پر قضیہ ہے اگر زید گدھا ہو تو وہ ضرور ناہق ہوگا ۔ اس کلام باری یا مقولہ منطقی کا یہہ مطلب اگر کوئی قرار دے کہ معبود خدا کے لیے فرزند کا ہونا اور زید کا گدھا ہونا تسلیم کیا گیا ہے تو ہر خوش فہمی کا حرف ضرور آلیگا ہنسے بھی انتہا ہی کھاہی کہ اگر یہہ نوح وہ نوح ہے تو سکا یہہ حال ہے اس سے آپ سمجھ گئے ہین کہ مولف اشاعۃ السنۃ نوح ابن الفرغانی

کو نوح ابن ابی مریم سمجھ لیا ہے لہذا آپکے فہم و فراست پر وہی حرف آگیا۔

ہمنے تو اسکا خلاف بھی تجویز کر دیا اور صاف کہدیا تہا کہ یہہ اگر کوئی اور شخص ہے تو اسکا یہہ حال ہے آپکو پہلے فقرہ شرطیہ کا مطلب سمجہہ مین نہ آیا تھا تو اسی فقرہ کو سمجہا ہوتا۔ یہان شاید کوئی یہہ سوال کرے کہ تمکو دونون مین مغائرت کا علم تہا تو تمنے شرطیہ طور پر بھی یہہ کیون کہا اور اس تعلیق بالمحال سے فائدہ کیا ہوا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اس مین دو فائدہ مدنظر ہین ایک نوح بن ابی مریم کے حال پر گون کو مطلع کرنا (یہہ امر اشاعۃ السنۃ مین بہت وقوع مین آتا ہے ادنے تعلق بہم پہنچا کر وہ بہت سے مسائل اصول و فروع لوگون کو سکہاتا ہے) دوسرا اس شخص کا افہام یا افحام جو بوقت تنفید رجال اسناد قصہ رباعیات (جو سخت مشکل اور اسوقت ناممکن امر ہے) نوح بن الفرغانی کو نوح بن ابی مریم قرار دے۔ گو اسکے جواب مین ہم یہہ دوسرے بات بھی کہہ سکتے ہین کہ نوح ابن ابی مریم ۱۷۳ھ مین فوت ہوا ہے (چنانچہ فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ مین بصفحہ ۹۲ ہے) اور امام بخاری جنسے یہہ قصہ موضوعہ نقل کیا گیا ہے اسکے بعد پیدا ہوئے (چنانچہ اکثر کتب اسماء الرجال و شرح صحیحین مین ہے) نتیجہ نکالنے مین اس دوست نے یہہ دہوکہ کھایا ہے کہ ایک شخص کا ایک بات مین غلطی کرنا اپنے خیال مین جاکر اس سے سبہی علماء کا ہر بات مین غلطی کرنا اور احادیث کے رموز و نکات و ناسخ و منسوخ و ماول پر مطلع نہو سکنا نکال لیا ہے اور یہہ ڈبل دہوکا ہے۔

اکابر مجتہدین سے بعض بدیہی باتون مین غلطی ہوئی ہے اس سے کوئی یہہ نتیجہ نہین نکال سکتا کہ وہ مجتہد تھے اسکی تمثیل مین ہم امام ابوحنیفہ کی (جنکو ہم اسی ادب و تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہین جس سے امام مالک و شافعی بلکہ وصف اجتہاد مین امام بخاری کو دیکھتے ہین ایک آسان و سہل بات مین غلطی یا عدم توجہی پیش کرتے ہین کتاب حیوۃ الحیوان دمیری مطبوعہ مصر کے جلد ۲ مین بصفحہ ۱۳۰ مرقوم ہے کہ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے

ذکر ابن خلکان فی ترجمۃ جعفر الصادق انہ سأل اباحنیفۃ ما تقول فی محرم کسر رباعیۃ ظبی فقال یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اعلم فیہ فقال ان الظبی لا یکون رباعیا وھو ثنی	امام جعفر صادق نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا کہ محرم ہرن کا رباعیہ (چوتہا دانت) توڑ دے تو اسمین آپ کیا فتوے دیتے ہین آپنے جواب مین فرمایا کہ مجھے اس مسئلہ کا علم نہین پھر امام جعفر نے فرمایا کہ ہرن کا رباعیہ

ابدالکلام حکاہ ستاح کذا للصحاح والمغارف قال الجوہری ہوا ہی ہوتا ہے ایسا ہی کتاب جوہری کتاب الصحاح والمطار (صحاح الفرقان)

ہین ذکر کیا ہے اور جوہری نے صحاح مین اس غلطی یا عدم توجہی سے کوئی مصنف صاحب عقل یہ نتیجہ نہین نکال سکتا کہ امام ابو حنیفہ نجتہد نہ تھے ایسی ہی اگر بالفرض التسلیم مولف شاعۃ السنۃ سے غلطی ہوئی ہو اور اسنے فرمایا ہو کہ ابن الفرغانی کو نوح ابن مریم فرمایا ہو اور انکے وفیات اور موالید کچھ لحاظ نہ کیا ہو تو اس سے کیا کل علماء الہی پر نماز حال کا ثقات اجتہاد سے معزول ہوا اور علم رموز و نکات احادیث پر قادر نہو سکتا ہے [illegible] ہے۔ اس مضمون کو پڑھکر اسپر ہمارے دوست اپنی خوش فہمی کے معترف ہونگے

اپریل فول اور مسلمان ایڈیٹر

اپریل مہینے کو ہمارے ملک مین یہ فخر حاصل ہوا ہے کہ یہ مہینہ بیوقوفون کا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اسمین ایکدوسرے کو ہنسی ہنسی مین سب کچھ جایز سمجھا جاتا ہے اور جسقدر ملنے جلنے والے جھوٹ بولنا لوگون کو ہنسوا دینا خود ہنسنا کہنا جایز رکھتے ہین۔ وہ بزعم خود اس فضل شنیع مین بیدرد ہے [illegible] ہین۔ اور حقیقت مین وہ انگریز تعلیم پیروی سے کوسون دور چلے گئے ہین ہاں یہ تو صرف اپریل کے پہلے آدھ خوشامدیون کے [illegible] ہین طرافت البنیہ [illegible] کے پیرایہ مین جس سے سامعین کو مذاق حاصل ہو سنا لوگ کرتے ہین (جیسے ایک ایڈیٹر کا یہ لکھنا کہ فلان ہز ایکسلنسی سوجو وزیر اعظم گلستان اور اونکے پارٹی ارلنڈ وغیرہ علاوہ کو برباد کر رہے اور کرنا چاہتے ہین)۔

ہمارے ملکی ریفارمر تمام مہینے اپریل مین مبتلا رہتے ہین اور سیکڑون کو مبتلا بناتے ہین۔ جس سے بجز مخاطبہ صریحاً یا ضمناً ہمارے ملک مین کوئی نتیجہ نہین نکلتا ہم سب باتین کچھ بولتے۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی خصوصاً موسوم بمولوی اس علامین مبتلا نہ ہوتے۔ کیونکہ مولوی اخبار اور اخبار نویسے ہمکو کچھ بحث نہین۔ مگر جب ہم مسلمانون خصوصاً بعض مولویون کو اسمین زیادہ تر مبتلا دیکھتے ہین اور بعض اجانب منسوب بمولویت (جنکو ایڈیٹر کہتے ہین) اسباب عام اہل الرای سے مستفتی بھی ہوئی ہین لہذا جو کچھ ہمارے خیال ناقص مین ہے اسکو نہایت مختصر الفاظ مین اظہار کرتے ہین۔ وہ یہ ہے کہ ایڈیٹر ہو جانیکو عہد الاسلام عقل نہ تہذیب یا انسانیت کی صفت کچھ تعلق باقی رہتا ہے تو وجود ایسے اشخاص کا ہین جھوٹی خبرین شایع کیجاتی ہین۔ اونکا سابقہ ایسے قرائن حالی یا مقالی نہین لگتا جو بتا دیتے کہ فلان خبر جو سنون جزو کہ پڑھنے والے کو اسکے صحت یا عدم صحت کا یہ ہمکو مخاطب ہے کہ سکین یا نہین ہمکو جنس مسلمانون یا انسانون کے حسب وقتم وطن وقومیت کی انفاد کرنا چاہیے (یہی حکم اسلام عقل انصاف تہذیب انسانیت جایز نہین ہے۔ اور اسکا عدم جو ترک مخاطب وطن نہین کا بھی الزام ہے عقلی یا انسانی) مین جایز نہین کافی دلیل ہے۔ اسمین شاید اشتراک کے شبہ کی گنجایش ہو۔ غدر کرین کہ ہماری کلام مین ایسے قرائن حالی یا مقالی جو جو ہوتے ہین جنسے یہ ترک اشخاص ہو گیا ہے کہا جا سکتا ہے یا نہین ہو سکتا ہے یا کم عقلونکو کچھ لحاظ نہین ہے۔ اسکے جواب مین ہم ان ہوشیار نوجوان زیرک کو کہا (جو ہمکو کہا جا سکتا ہے یا کم عقل کہتے ہین) ہمکو کہا جا سکتا ہے اور وہ سچ ہے نقل کی تو ہین اور ایسے ایسے کہتے ہین کہ وہ کس سے عبرت کا سبق حاصل کرے کہ یہ خیال چھوڑ دین گے اور یہ خیال نہ کرین گے کہ جس حالتین موجودہ ایپریل فول کو دہرائے ہم ایسے زیرک ہو سکے۔ فوائد فہم یا کم عقلونکا اس سے کچھ جانا کیونکر مقصود ہے۔ اسکے سوا بہتیرے ہین کہ اس نیا خط کے دروازہ کو نہ کھولین تو بجز تلف بالتعمد مقاصد کا کوئی اور کہونکے اجازت نہین خصوصاً لوگ جو موسوم بمولویت ہین اور حسنین خاندان سے ہین۔ انکی خدمت مین دوبارہ التماس ہے کہ ایڈیٹر ہونیسے مولویت یا اسلام سے قطع تعلق لازمی امر نہین ہے

(اودھ پنچ ۱۳ اپریل)

ارقم

بغض و تہاجر

(قال النبی صلعم لا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا)

جن متعدد **اسباب** سے مسلمانون کے دین و دنیا کو **تنزل** ہوا ہے ان مین ایک سبب انکا باہمی بغض و تہاجر ہے :-

یہہ بغض و تہاجر اس **تنزل** کا ایسا بڑا **قوی** اور عام تاثیر سبب ہے کہ اس سے بڑھکر اور **وسیع الاثر** اس تنزل کا کوئی سبب نہین ہے ۔

اس تنزل کے اور **اسباب** حسد - خودغرضی - بدنیتی - کاہلی - پست ہمتی - شہوت پرستی وغیرہ وغیرہ تو **عوام** مسلمانون کے دینی اور دنیوی ترقی کے سدراہ ہوئی ہین **یہہ** بغض و تہاجر انکے **خواص** علماء و فضلا و صلحا و اتقیا کا سدراہ ترقی ہو رہا ہے ۔

ابن آدم کے ابدی دشمن (ابلیس) نے جب دیکھا کہ گروہ اسلام کے خواص علما و صلحا نا کاری شراب خواری وغیرہ شہوانی دام مین نہین پھنستے اور وہ اپنے علم و صلاح کی مدد سے ان امور کو اسباب تنزل دین و دنیا سمجھتے ہین تو انکو باہمی بغض و تہاجر کے دام مین اسنے پھنسایا اور اوسکو عین دین متین اور سنت سلف صالحین بنا کر دکھایا

اب (ایک مدت سے) اکثر **خواص** صلحا اہل اسلام کا یہہ حال ہے کہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہے اور اوسکے دینی اور دنیوی کامون کے (جو درحقیقت بلحاظ نظام مجموعی اسلام خود اُسکے اپنے کام ہین) جسطرح ہو سکے (ماتھہ سے زبان سے دل سے) درپے تخریب ہے ۔

ہم نے ہندوستان کے اکثر بلاد پنجاب - بنگال - ممالک مغرب دکھان بمبئی وغیرہ کو دیکھا - عرب کا بھی سفر و سیر کیا ہم نے ان سب بلاد مین اسلامی دو فریق (شیعہ و سنی - یا اتباع فقہاء و اہلحدیث) بلکہ ایک فرقہ کی دو جماعتون (

بغض دشمنی - تہاجر ایک دوسرے سے ترک کلامی و علیحدگی -

مین حنفی وشافعی یا اہل حدیث مین دو مختلف شخصون کے مقتدی) بلکہ ایک جماعت کے چند اشخاص خواص کو ایسا کم پایا جو باہم بغض نہ رکہتے ہون اور ایک دوسرے کے دینی اور دنیوی کام کے درپے تخریب نہ ہون۔

کوئی ایک دینی کتاب یا دنیاوی اخبار نکالتا ہے تو دوسرا بجائے اسکے کہ اس کتاب یا اخبار مین اسکو زر سے قلم سے مدد دے یا راہ صواب بتا دے اسکے مقابلہ مین دوسری کتاب یا اخبار نکالتا ہے کوئی قومی امداد سے ایک دینی یا دنیاوی انجمن یا مجلس قائم کرتا ہے تو دوسرا اسکے مقابلہ مین دوسری انجمن قائم کرتا ہے کوئی دینی یا دنیاوی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کرتا ہے تو دوسرا اسکی ضد مین دوسرے مدرسہ کی بنا ڈالتا ہے۔ کوئی ایک مسجد بناتا ہے تو دوسرا اسکے مقابلہ مین دوسری مسجد (اڈہائی اینٹ کی کیون نہ ہو) تیار کرتا ہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

اسکے **تمثیلات ونظائر** ملک ہند مین پشاور سے لیکر کلکتہ اور بمبئی تک بڑی بڑے شہرون (پشاور۔ لاہور۔ امرتسر۔ جالندہر۔ لوہانہ۔ دہلی۔ لکھنو۔ بنارس آرہ۔ کلکتہ۔ مدراس۔ بمبی وغیرہ) مین **بکثرت** موجود ہین جو ہمارے دیکھنے یا سننے مین آرہے ہین۔ مگر چونکہ انکی تفصیل مین خاص خاص اعیان واشخاص اہل اسلام کا ذکر کرنا پڑتا ہے جس سے انکی اہانت ودل شکنی متصور ہے لہذا ہم اس تفصیل سے قلم کو روکتے ہین اور اس کثرت مرئی یا مسموعی کی نظر سے یہہ دعوی کر سکتے ہین کہ ہمارے ملک ہندوستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی قومی یا شخصی دینی یا دنیاوی کام ایسا نہین جس سے تمام اقوام اہل اسلام کو یا کسی خاص قوم کے سب فرقون کو یا کسی خاص فرقہ کے سبھی اشخاص کو ہمدردی ہو۔ اور کوئی اسکا مزاحم ودرپے تخریب نہ ہو۔ اور یہہ کہہ سکتے ہین کہ اس وقت مسلمانون مین ایسا کوئی دینی عالم نہین جسکو سبھی مسلمان واجب التعظیم اور لائق اقتدا سمجھتے ہون اور نہ کوئی انکا دنیاوی

ایسا سردار یا رئیس ہے جسکو بھی اپنا سردار و رئیس خیال کرتے ہون - اور نہ زنجر سا جڑ تلیم
انکا کوئی ایسا معبد یا کوئی اور مقدس شہر ہے جسکو بھی اپنا معبد و مقدس شہر مانتے
ہون - اور نہ کوئی انکا دنیاوی کارخانہ تجارت حرفت وصناعت وغیرہ کا ایسا
ہے جسکو بھی اپنا کارخانہ جانتے اور اُسکی ترقی چاہتے ہون -
یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی دینی ترقی مین بھی بے دست وپا ہین اور دنیاوی ترقی مین بھی
بے بس وناکس ہین - نہ پہلی سی مذہبی یا ذہنوی حکومت رکھتے ہین نہ پہلی سی تجارت نہ مثل
سابق ثروت نہ ویسی امارت - انکے اس حال زار پر ایک ہمدرد نے کیا اچھا مرثیہ کہا ہے
جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۹ مین منقول ہے از انجملہ دو چار بیت اس مقام مین نقل کیے جاتے ہین

وہ بھی ہین

مسلمانون سنو دیکھو تمہاری کیسی حالت ہے — نہ پہلی سی ریاست ہے نہ پہلی سی حکومت ہے
نہ مرکب ہے نہ توسن ہے نہ گھوڑی ہین نہ جوڑی ہین — نہ شمشیر ہے نہ نکبت ہے نہ غرت ہے نہ ثروت ہے
تمہارے پاس تھا جو کچھ وہ کھویا عیش عشرت مین — نہ تن پر جیغہ باقی ہے اک اک تنگ ملت ہے
تمہین سب دیکھتے ہین ملتے ہین کہتے ہین جا بجا — تمہارے واسطے ہر گوشہ گویا جائے دعوت ہے
نجارا ایک کا ہے ایک کیا تہذیب پھیلی ہے — بہم ایک ایک دشمن ہے اور آپس مین عداوت ہے

اس مضمون مین ہم ان بھی حضرات خواص کی خدمات مین جو اس بغض وباہمی عداوت مین
مبتلا ہین کچھ عرض کرنے کی جرأت نہین رکھتے اور ان سبکے باہمی بغض کو اٹھانے اور اس بغض
کے بھی بدنتائج کے دور کرنے کی بحکم "وَلَن یصلح العطار ما افسده الدهر" امید یا ہوس
نہین کرتے صرف بعض اخص خواص علماء صالحین خصوصاً اپنے عینی اخوان دین
اہلحدیث کو (جو قال اللہ وقال الرسول ورد زبان رکھتے ہین اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے
کے مدعی ہین) اس بغض وتہاجر اختیار کرنے مین انکی مذہبی غلطی بتاتے اور یہہ بیان کرنا
چاہتے ہین کہ جس قدر جس قسم کے بغض وتہاجر کو وہ دین متین وسنت سلف صالحین سمجھ رہے

پس جب وہ فرش پر ہمارے ساتھ بذات خود ہوا تو پھر عرش پر کیونکر ہو سکتا ہے۔

دوسرے پیرایہ مین اس عذر کی تقریر

جبکہ خدا تعالےٰ کا عرش پر اور مخلوق سے اوپر ہونا بہت سے دلایل و نصوص سے ثابت ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ بجز عرش و جانب بالا کسی دوسری جگہہ نہو۔ کیونکہ ایک چیز کا دو جگہہ ہونا محال ہے لہذا ہم معیت کو علمی قرار دیتے ہین اور اوسکو نصوص استواء و فوقیت کے تابع کرتے ہین اور اگر معیت کو علمی نہ کہین تو خدا کا ہر جگہہ (پاک ہو خواہ ناپاک) ہونا لازم آتا ہے اور نصوص استواء و فوقیت کا ابطال ہوتا ہے۔

الجواب

اس عذر مین تو ان حضرات نے باوجود دعوی تنزیہہ و تفویض کے اہل تجسیم و اہل تاویل دونو کے کان کاٹے ہین اور ان لوازم نکالنے مین پوری مجسم و مئول بن گئے ہین مجسم تو (تقریر استوا مین) ان الفاظ سے کہ وہ عرش پر ہو تو پھر فرش پر نہین ہو سکتا اور بندون کے ساتھہ ہو تو پھر اُسکا پائخانون اور نجس مکانون مین ہونا لازم آتا ہے جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ وہ خدای تعالےٰ کو ایک انسان یا اور مجسم شی کی طرح سمجھتے ہین جسکا ایک وقت مین دو مکان مین ہونا محال ہے اور اسکا کسی مکان مین ہونا اس مکان مین اسکو محدود کر دیتا ہے اور اس مکان کی کیفیات و صفات (پاکی پلیدی۔ خوشبو۔ بدبو۔ طول۔ عرض۔ تنگی۔ فراخی وغیرہ) کا محل و معروض بنا دیتا ہے۔

مئول وہ تاویل معیت مین ان الفاظ سے بنتے ہین کہ اگر خدا کی معیت کو علمی نہ کہین تو اُسکا ہر جگہہ ہونا اور عرش پر نہونا لازم آتا ہے اسی قسم کے لوازم مئولین صفت استواء و فوقیت نکالتے ہین اور بناءً علیہ استواء کو استیلاء اور فوقیت کو علو رتبہ سے تاویل کرتے ہین۔ چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر مین اہل تاویل کی

نہین وہ دین نہین ہے - سلف صالحین کی گناہ پر ناخوشی اور ان حضرات کے دستور العمل بغض
[illegible] فرق اور بعد ہے جیسا کہ ترکستان اور مکہ مین ہے - ولہذا بقصد سلوک طریق
سلف صالحین انکا اسقدر بغض وتہاجر اختیار کرنا اس شعر کا مصداق بنتا ہے - ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی — این راہ کہ تو میروی بترکستانست

آیندہ اس معروض پر عمل درآمد ہونا - اور اس زمرہ اخص خواص سے بغض اٹھ جانا یا کم
ہو جانا خدا تعالے کے اختیار مین ہے -

پس اولاً ان حضرات اخص خواص کے ان متمسکات کو ذکر کیا جاتا ہے جن سے وہ
باہمی بغض وتہاجر کا دین متین وسنت سلف صالحین ہونا ثابت کرتے ہین - پہر انکی
غلطی فہم کو جو ان متمسکات سے تمسک کرنے مین اُن سے واقع ہوئی ہے بیان کیا
جائیگا پہر اسکی تائید مین ان آیات واحادیث کو وارد کیا جائیگا جن سے انکے معمولی بغض
وتہاجر کا دین نہ ہونا ثابت ہوتا ہے - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی
الا باللہ

وہ حضرات اپنے معمولی بغض وتہاجر پر کئی آیات سے تمسک کرتے ہین کئی احادیث وآثار سے

منجملہ آیات متمسک بہا ان حضرات کے ایک یہ آیت ہے جسمین

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا افتمسکم النار (ہود ع ۱)	ارشاد ہے کہ ظالمون کیطرف مت جھکو پہر تمہین آگ لگیگی -

وہ خیال کرتے ہین کہ فاسقون ظالمون سے ملنا بیٹھنا انکی طرف جھکنا ہے جسپر آگ
مین جلنے کی وعید ہے دوسری آیت یہہ ہے جسمین ارشاد ہے تو (اے نبی) مومنون کو

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم (مجادلہ ع ۳)	ایسا نہ پائیگا کہ وہ خدا اور رسول کے مخالفون سے دوستی رکہین اگرچہ وہ اونکے باپ ہون خواہ بیٹے یا بھائی یا قبیلہ کے لوگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وہ خیال کرتے ہین کہ گنہگار ون (فاسقون یا کافرون) سے ملنا بیٹھنا ان سے محبت کرنا ہے جس پر اسمان نہ رہنے کا ڈر سنایا گیا ہے

تیسری آیۃ یہ ہے جسمین ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیم اور انکے ساتھہ والون اہل ایمان نے اپنی قوم مشرکین سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودون سے بیزار اور منکر ہین اور ہم مین تم مین ہمیشہ کے لیے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ دشمنی اور ناخوشی ظاہر ہو چکی ہے -

اذ قالوا لقومهم انا برآء منكم وما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتى تؤمنوا (ممتحنہ ع ۱)

چوتھی آیت یہ ہے جسمین ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے باپون اور بھائیون سے دوستی نہ رکھو اگر وہ کفر کو ایمان سے پسند رکھین - جو انکو دوست رکھے وہ ظالم ہے -

یاایها الذين امنوا لا تتخذوا آباءكم واخوانكم اولياء ان استحبوا الكفر على الايمان ومن يتولهم فاولئك هم الظلمون - (برآءۃ ع ۳)

اسی قسم کی اور آیات ہین جنسے یہ حضرات تمسک کرتے ہین ان آیات سے بڑھکر کوئی آیت انکی تمسک کیلیے نہین ہے -

اور منجملہ احادیث متمسک ان حضرات کے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک صحابی سے اسکے جنگ تبوک مین پیچھے رہجانے کے سبب گفتگو ترک کردی اور اپنے اصحاب کو بھی اس سے ملنے جلنے کی سخت ممانعت فرمائی

باب ما يجوز من الهجران لمن عصى وقال كعب بن مالك حين تخلف عن النبي صلعم ونهى النبي المسلمين عن كلامنا وذكر خمسين ليلة (صحیح بخاری ص۸۹۷)

دوسری حدیث کہ حضرت عمار بن یاسر صحابی زعفران آمیز خوشبو ملکر آنحضرت کے پاس گئے اور آپ کو

عن عمار قال قدمت على اهلي وقد تشققت يداي فخلقوني

بزعفران فغدوت علی النبی صلعم فسلمت علیہ فلم یرد علیّ وقال اذھب فاغسل ھذا عنک عن عائشۃ انہ اعتل بعیر لصفیۃ بنت حیی وعند زینب فضل ظھر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزینب اعطیھا بعیرًا فقالت انا اعطی تلک الیھودیۃ فغضب رسول اللہ صلعم فھجرھا ذا الحجۃ والمحرم وبعض صفر (ابوداؤد ص۲۷۶ ج۲)

سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا اوسکو اپنے جسم سے دہو۔

تیسری یہ حدیث ہی کہ حضرت زینب نے آنحضرت کے سامنے حضرت صفیہ کو یہودیہ کہا تو آنحضرت نے اُن سے دو مہینہ سے زائد عرصہ تک بولنا چھوڑ دیا

چوتھی یہ حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کا ایک فضول گنبد

رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبۃ مشرفۃ حتی جاء صاحبھا فسلم علیہ فی الناس فاعرض عنہ صنع ذلک مرارًا حتی عرف الرجل الغضب والاعراض فشکا الی اصحابہ فقالوا خرج فرای قبتک فرجع الی قبتہ فھدمھا حتی سواھا بالارض فخرج رسول اللہ صلعم فلم یرھا۔ فقال ان کل بناء وبال علی صاحبھا الا ما لا بد منہ (ابوداؤد ص۳۵۶ ج۲)

بنا ہوا دیکھا تو اوسکے سلام کا جواب نہ دیا۔ جب اسنے اوسکو گرا کر زمین کے برابر کر دیا تو آپ نے اس رنج کا سبب ظاہر کیا اور فرمایا عمارتین سبھی وبال مین بجز اس عمارت کے جو لابدی (ضروری) ہو۔

پانچوین یہ حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب عملون سے بہتر عمل

قال رسول صلی علیہ وسلم افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (ابوداؤد ص۲۷۶)

خدا کے لیے (نیک لوگون سے محبت کرنا ہے اور خدا ہی کے لیے (بدون سے) بغض رکہنا ہے۔

چھٹی حدیث یہ ہے جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ ارشاد ہے کہ جو کوئی بری

قال رسول اللہ صلعم من رای منکرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ

بات کو دیکھے اوسکو ہاتہہ سے ہٹا دے یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے یہہ

وذلك اضعف الايمان (رواه مسلم) طاقت نہو تو دل سے اوسکو برا جانے۔

اور یہہ ایمان کا ادنے درجہ ہے۔ اور بعض روایات مین ہے کہ اس دلی انکار کے سوا اسی برابر ایمان نہین رہتا۔

اسی قسم کی اور احادیث وہ اپنے خیال کی تایید مین پیش کرتے ہین ان احادیث سے بڑھکر اپنے خیال کے موید وہ کوئی حدیث نہین رکھتے۔

اور منجملہ آثار صحابہ وتابعین جنسے وہ لوگ تمسک کرتے ہین ایک حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہہ فعل ہے (جو صحیح بخاری مین منقول ہے) کہ انہون نے حضرت ابن الزبیرؓ سے انکے اس کہنے پر کہ مین عائشہ کے بے جا اخراجات کے سبب انکو تصرفات مالی اختیار کو بند کر دونگا" انسے ترک کلامی کی اور اسپر قسم بھی کھائی جسپر ابن الزبیر لوگون کی سفارش لیکر انکے پاس گئے۔ اور رو کر ملتجی ہوئے تو وہ اُنسے بولین اور قسم کے بدلہ چالیس غلام آزاد کر کے بھی روتی رہتین۔

ان الزبير قال في بيع او عطاء اعطته عائشة والله لتنتهين عائشة او لاحجرن عليها قالت هو قال هذا قال نعم قالت هو لله علي نذر ان لا اكلم ابن الزبير ابدا فاستشفع ابن الزبير حين طالت الهجرة الحديث (صحیح بخاری ص۸۹۷)

دوسرا حضرت فاطمہؓ کا یہہ فعل کہ انہون نے صدیق اکبرؓ سے آنحضرت صلعم کے مال سے حصہ وراثت نہ دینے پر ترک کلامی کی۔ یہانتک کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔

ان فاطمة ارسلت الى ابي بكر تسئله ميراثها من رسول الله صلعم مما افاء الله فقال ابوبكر ان رسول الله صلعم قال لا نورث ما تركنا صدقة۔ فوجدت فاطمة على ابي بكر فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت (بخاری ص۶۰۹)

تیسرا حضرت ابن عمرؓ کا یہہ قول جو سنن دارمی مین منقول ہے کہ فلان شخص کو میرا سلام مت کہو مین نے

عن ابن عمرؓ انه جاءه رجل فقال ان فلانا يقرأ عليك السلام

قال بلغني انه قد احدث فلا تقرأ عليه عليه السلام (دارمی ص ۵۹)

سنا ہو کہ اوسنے دین مین نئی بات نکالی ہے۔

عن نافع قال كان لابن عمر صديق من اهل الشام يكاتبه فكتب اليه ابن عمر انه بلغني انه تكلمت في شيء من القدر فاياك ان تكتب (ابوداؤد ص ۲۷۸ ج ۲)

ایک روایت اسنے یہہ بھی ہے کہ انکی ایک شخص ساکن شام سی خط وکتابت تھی اسنے مسئلہ تقدیر مین کچھہ خلاف سنت اعتقاد ظاہر کیا تو آپ نے اسکو مکاتبت سی روک دیا

چو تہا ابو قلابہ تابعی کا یہہ قول کہ اہل ہوا (بدعت) کے پاس مت بیٹھو اور نہ اُن سے بحث کرو مجھہ کو خوف ہو کہ وہ تمہین گمراہی مین ڈبو دینگے

عن ابی قلابة قال لا تجالسوا اهل الاهواء ولا تجادلوهم فاني لا امن ان يغمسوكم في ضلالتهم او يلبسوا عليكم ما كنتم تعرفون (دارمی ص ۵۹)

پانچوان سعید بن جبیر تابعی کا ایوب کو یہہ کہنا کہ تو طلق بن حبیب کے پاس (جو مرجی ہونے سے متہم تہا) مت بیٹھہ۔

عن ايوب قال رآني سعيد بن جبير جلست الى طلق ابن حبيب فقال الم ارك جلست الى طلق ابن حبيب لا تجالسه (دارمی ص ۵۹)

اسی قسم کے اقوال وآثار اور تابعین وتبہ تابعین احمد بن حنبل وغیرہ کے وہ لوگ اپنی خیال کی تائید مین پیش کرتے ہین جو ان آثار سے بڑہکر نہین ہین۔

یہ ان حضرات کے متمسکات ہین اب اس غلطی کو بیان کیا جاتا ہے جو ان متمسکات سے تمسک کرنے مین ان حضرات سی وقوع مین آئی ہین۔

چو بغض وتہاجر ان حضرات مین معمول ومروج ہے اسکا یہ حال ہے کہ یہہ حضرات اپنے مسلمان بہایون سے جو اصول بلکہ اکثر فروع مین انسے متفق ہین اور اعمال واخلاق مین انکی طرح غالباً شریعت کے پابند صرف بعض امور جزئیہ فرعیہ پر ایسا بغض کرتے ہین جیسا مخالفین (في الاصول) کفار یا فساق بدکردار سے اور اس بغض پر اپنے

دنی اور کلی مہاجرت اختیار کرتے ہین اسکو کسی وقت ظہور اثر و نتیجہ نیک خوف یا ہدایت مخاطب یا صیانت دیگر اشخاص تک محدود نہین کرتے - اور نہذا اسکی ایک وصف بد کے سبب اسکی ذات اور شخص کو مطلق بد تصور کرتے ہین اور اسکے بہت سے نیک اوصاف کا لحاظ و پاس نہین کرتے - بنا علیہ اسکے اچھے کامون کے بھی دشمن ہو جاتے ہین - اور صاف کہتے ہین کہ یہہ کام اچھا ہے لیکن چونکہ فلان شخص یا جماعت کا فعل ہے لہذا اسکا خلاف ضروری ہے - اور اس شخص یا جماعت سے بغض و علحدگی واجب ہے - الغرض یہ حضرات جزئی امور پر کلی اور دائمی بغض و تباجر اختیار کرتے ہین اور اس قسم کا بغض و تباجر آیات و احادیث و آثار متمسک بہا ان حضرات سے ہرگز ثابت نہین ہوتا - ان حضرات نے آیات و اخبار منقولہ بالا کو اپنے معمولی بغض و تباجر کے دلائل سمجھنے مین سراسر غلطی کی ہے

(تمسک آیات مین انکی غلطی کا بیان)

پہلی آیت مین ظالمون کے ظلم و کفر وغیرہ اعمال بد کیطرف جھک جانے سے ممانعت مراد ہے چنانچہ ابو العالیہ اور سدی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سے بغوی وغیرہ نے نقل کیا ہے نہ انکی ذات و اشخاص کی طرف جھکنے اور انسے ملنے جلنے سے ممانعت یہ مراد ہوتی تو

قال ابو العالیہ لا ترضوا باعمالھم - قال السدی لا تداھنوا الظلمۃ وعن عکرمۃ لا تطیعوھم (یعنی فی الظلم) (معالم التنزیل بزیادۃ التفسیر)

* یعنے وہ لوگ کسی برا کام کرنے والے سے اس غرض کو پیش نظر رکھکر اور اس حد تک بغض و مہاجرت نہین کرتے کہ وہ ڈر سے اس کام کو چھوڑ دے یا اوسکو ہدایت ہو جائے یا اور لوگ اسکی پیروی سے بچ جائین جیسا کہ سلف صالحین نے بعض اہل مجالس سے کیا ہے یہ لوگ اس سے ذاتی بغض و تنفر کیا کرتے ہین - پھر اوسکو مورد ثنا بنا لیتے ہین اور اوسکے نتائج کا بالکل خیال نہین کرتے - اسکی تفصیل جو ب تمسک احادیث و آثار مین بخوبی ہوگی انشاء اللہ تعالے -

تو آنحضرت صلعم کسی کافر کیطرف نہ جھکتے اور نہ کسی کافر و ظالم سے ملتے حالانکہ صلح خواہ

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم (انفال ع ۸)

کفار کیطرف صلح کے لیے جھکنے کا خود خدا تعالے نے آپکو ارشاد کیا ہے - اور سفیرون وغیرہ کافرون سے جو آپ کے دشمن اور جنگ جو نہ تہے) آپ کا نہ صرف معمولی طور پر بلکہ اعزاز واکرام کے ساتہہ میل جول رہا اور اس اکرام کا آپ نے آخری وقت عمر مین اپنے خلفا کو بہی حکم دیا ہے - یہہ حکم خدا اور رسول مقام تایید مین بتفصیل منقول ہوگا -

دوسری اور تیسری آیت مین بہے ہر ایک کافر یا گنہگار سے صرف اسکی کفر یا گناہ کے سبب ذاتی دشمنی اور ترک دوستی کا حکم نہین ہے - بلکہ خاص کر ان کافرون سے جو مسلمانون کو مذہب کے سبب تکلیف پہنچاوین اس تکلیف رسانی کی نظر سے دشمنی اور ترک دوستی کا حکم ہے جو اور کافرون اور غیر حالت ایذا رسانی کیطرف ہرگز متعدی نہین ہو سکتا اس تخصیص پر ان آیات کا مورد نزول اور انکا ماقبل و مابعد شاہد ہے اور قرآن کی اور بہت آیات موید ہین

دوسری آیت کی تفسیر مین معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کے حق

قیل نزل فی حاطب بن ابی بلتعہ حین کتب الی اھل مکۃ وسیاتی فی سورۃ الممتحنۃ ان شاء اللہ عز وجل وروی مقاتل بن حیان عن مرۃ الھمدانی عن عبد اللہ بن مسعود فی ھذہ الآیہ قال ولو کانوا آبائھم یعنی ابا عبیدہ بن الجراح قتل ایاہ عبد اللہ بن الجراح یوم احد وابنائھم یعنی ابا بکر دعا ابنہ یوم بدر الی البراز وقال یا رسول دعنی اکن

مین نازل ہوئی جبکہ اوسنے اہل مکہ (آنحضرت سے جنگ کرنے والون) کے پاس ایک خط کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخبری کی - اور عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ اس آیت مین باپ سے ابو عبیدہ کے باپ کیطرف اشارہ ہے جسکو انہون نے احد کی لڑائی مین مارا - اور بیٹے سے حضرت صدیق اکبر کے بیٹے کی

فی الرعلة الاولی فقال له رسول الله صلعم
متعنا بنفسك یا ابا بکر او اخوانهم یعنی
مصعب بن عمیر قتل اخاه عبید بن عمیر
یوم احد او عشیرتهم یعنی عمر قتل خاله
العاص بن هشام بن المغیرة یوم بدر وعلیا
وحمزه وعبیدة قتلوا یوم بدر عتبة وشیبة
ابنی ربیعة والولید بن عتبة (معالم ص۸۸۹)

طرف اشارہ ہے جس سے اونہون بدر
کی لڑائی مین مقابلہ کرنا چاہا - اور بھائی
سے مصعب بن عمیر کا بہائی مراد ہے جسکو
انہون نے احد کی لڑائی مین مارا - اور
قبیلہ سے عمر و علی و حمزہ و عبیدہ کے قرابتی
عاص بن ہشام عتبہ شیبہ اور ولید مراد ہین
جنکو ان حضرات نے بدر کے دن مارا -

اور تیسری آیت کے پہلے سورۂ ممتحنہ کے شروع مین خدا تعالے نے فرمایا ہے ای ایمان والو

یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا
بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول و
ایاکم ان تؤمنوا بالله ربکم ان کنتم خرجتم
جهادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون
الیهم بالمودة وانا اعلم بما اخفیتم وما
اعلنتم ومن یفعله منکم فقد ضل سواء
السبیل ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء
ویبسطوا الیکم ایدیهم والسنتهم بالسوء
ودوا لو تکفرون لن تنفعکم ارحامکم ولا
اولادکم یوم القیمة یفصل بینکم
والله بما تعملون بصیر ۝
(ممتحنه ع ۱)

میری اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ کہ
انکو دوستی کے پیام بہیجو - وہ اس حق
سے جو تمکو آیا ہے منکر ہو چکے ہین وہ
نکالتے ہین رسول کو اور تمکو صرف اسلئے
کہ تم خدا پر جو تمہارا رب ہے ایمان لائے
ہو - اگر تم خدا کے راہ مین ان ظالمون سے
لڑنے اور میری خوشی چاہنے کو نکلے ہو
تم انکو چھپے پیام بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم
ہے جو تم نے چھپایا اور جو ظاہر کیا جو کوئی تم
مین سے ایسا کرے وہ بھولا سیدھی
راہ - وہ تمکو پاوین تو تمہاری دشمن ہو جاوین
اور تمپر ہاتھ پہیلاوین اور برائی سے
زبانین چلاوین - اور یہہ چاہین کہ تم

کسی طرح کافر ہو جاؤ۔ تمہارا رحم اور تمہارے اولاد قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہ آئینگے۔ جو تم کرتے ہو خدا دیکھتا ہے۔

اس ارشاد کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قول (جسکا دوسری آیت مین بیان ہے) نقل کیا اور فرمایا تمکو ابراہیم اور اسکے ساتھہ والون کی اچھی چال چلنی چاہیے جب انہون نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودون سے بیزار ہین ہم تمہارے منکر ہوئے۔ اور ہم مین تم مین دشمنی اور ناخوشی ہمیشہ کے لیے جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ ظاہر ہو چکی

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم و الذین معہ اذ قالوا لقومھم انا براء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم و بدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدًا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ ممتحنہ ع

اسکے بعد خدا تعالے نے اس امت کو فرمایا ہے تمکو خدا ان کافرون سے جو تم سے دین پر نہین لڑے اور نہ انہون نے تمکو گہرون سے نکالا بہلائی کرنے اور انصاف سے سلوک کرنے سے نہین روکتا۔ وہ تو انہی کافرون سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جو تم سے دین پر لڑے ہین اور تم کو گہرون سے نکال چکے ہین اور تمہارے نکالنے پر تمہارے دشمنون کے مددگار بنے ہین جو ان سے دوستی کرین گے وہی ظالم ہین۔

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون (ممتحنہ ع ۲)

صحیح بخاری اور معالم التنزیل وغیرہ کتب تفسیر مین سورہ ممتحنہ کی پہلی آیت کا مورد نزول یہہ قصہ بیان کیا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ (صحابی) نے آنحضرت کی

عن عبید اللہ ابن ابی رافع کاتب علی یقول سمعت علیًا یقول بعثنی رسول اللہ صلعم

انا والزبير والمقداد فقال انطلقوا حتى تاتوا
روضة خاخ فان بها ظعينة معها كتاب
فخذوه منها فذهبنا تعادى بنا خيلنا حتى
اتينا الروضة فاذا نحن بالظعينة فقلنا
اخرجي الكتاب قالت ما معي من كتاب فقلنا
لتخرجن الكتاب او لتلقين الثياب فاخرجته
من عقاصها فاتينا به النبي صلعم فاذا فيه
من حاطب بن ابي بلتعة الى ناس من المشركين
ممن بمكة يخبرهم ببعض امر النبي صلى الله عليه وسلم
فقال النبي صلعم ما هذا يا حاطب قال لا تعجل علي
يا رسول الله اني كنت امرأ من قريش ولم اكن
من انفسهم وكان من معك من المهاجرين
لهم قرابات يحمون بها اهليهم واموالهم
بمكة فاحببت اذ فاتني من النسب فيهم ان
اصطنع اليهم يدا يحمون قرابتي وما
فعلت ذلك كفرا ولا ارتدادا عن ديني
فقال النبي صلى الله عليه وسلم انه قد صدقكم
فقال عمر دعني يا رسول الله فاضرب عنقه
فقال انه شهد بدرا وما يدريك لعل الله
اطلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لكم قال عمرو ونزلت فيه

فتح مکہ کے لیے تیاری کی بعض حالت ایک خط
مین لکہکر ایک عورت (سارہ نامی) کی معرفت
اہل مکہ کیطرف روانہ کیے اور آنحضرت صلعم نے
وحی سے اس حال پر مطلع ہوکر حضرت علی
وغیرہ کو اس عورت کے پیچھے دوڑایا اور یہہ فرمایا
کہ روضہ خاخ (مقام) مین تمکو ایک عورت محمل
مین سوار ملیگی اس سے وہ خط لے لو۔ حضرت
علی وغیرہ گھوڑے دوڑتے ہوئے گئی اور اس
مقام مین پہنچے تو وہان اس عورت کو پایا اور
اس سے کہا خط جو تیرے پاس ہے نکالدے
ورنہ ہم تجھے برہنہ کرکے تیری تلاشی لینگے۔
اسنی پہلے انکار کیا آخر تلاشی کے خوف سے
سر کے بالون مین سے وہ خط نکالدیا وہ حضرت
کے سامنے پیش ہوا تو اسمین وہ مضمون نکلا۔
آنحضرت نے حاطب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہہ
کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول مینے یہہ کام
کافر اور مرتد ہوکر نہین کیا صرف اس غرض دنیاوی
کے لیے کیا ہے کہ اہل مکہ پر میرا ایک احسان ہو
اور اس احسان کے سبب وہ میرے مال وعیال کی
مکہ مین خبرگیری کرین۔ اور عرض کیا کہ آپکے
اور مہاجرین ساتھیون کے مکہ مین قرابتی ہین

تائید مین یہہ تقریر کرتے ہین کہ اگر خدا تعالے نے عرش پر قرار پکڑا ہو تو اپنی اس جانب سے جو عرش لگی ہوئی ہو محدود ہوگا (کیونکہ عرش محدود ہے) اور جو محدود ہوتا ہے وہ کمی بیشی کا قابل ہوتا ہے۔ اور جو کمی بیشی کا قابل ہوتا ہے وہ حادث ہوتا ہے اس ثابت ہوا کہ اگر خدا تعالے نے عرش پر قرار پکڑا ہو تو وہ حادث بن جاتا ہے اور یہ امر محال ہے پس ضروری ہوا کہ خدا تعالے و تقدس کا عرش پر ہونا بھی محال ہو

لو کان مستقرا علی العرش لکان من الجانب الذی یلی العرش متناهیا و کل ما کان متناهیا لا یمتنع ان یصیر ازید منه او انقص. وکل ما کان کذالک فهو محدث فثبت انه تعالی لو کان علی العرش لکان محدثا وهو محال فکونه علی العرش یجب ان یکون محالا

(تفسیر کبیر صفحہ ۳۳۲ جلد ۴)

اس قسم کی بہت سی تقریرین تاویل استوا مین بدلل کرکے لکھتے ہین کہ

الحجة الرابعة عشر لو کان اله العالم فوق العرش فکان اما ان یکون مماسا للعرش او مباینا له ببعد متناه او غیر متناه والاقسام الثلثة باطلة فالقول بکونه فوق العرش باطل (تفسیر کبیر صفحہ ۳۳۲ جلد ۴)

اگر خداوند عالم عرش کے اوپر ہو تو عرش سے ملا ہوا ہوگا یا اس سے جدا ہوگا محدود دوری پر یا غیر محدود پر یہہ تینون قسم باطل ہین لہذا اسکو عرش کے اوپر کہنا بھی باطل ٹھہرا پہر ان تینون اقسام کا باطل ہونا بدلائل بیان کیا ہے اور اس سے پہلے اور پیچھے بیسون تقریرین اور دلائل اس قسم کے بیان کیے ہین جنمین ویسی ہی لوازم نکالے ہین جیسے آپ لوگ نکالتے ہین ایسی ہی لوازم خدا کے اور سب صفتون سے مولین نکالتے ہین اور ان لوازم کو خلاف تقدس سمجھکر خدا کے صفات کی نفی و تاویل کرتے ہین اس صورت مین ہم اس عذر (پنجم) کے جواب مین وہی بات کہہ سکتے ہین جو شیخ ابن تیمیہ اور انکے اتباع پہلے مولین و مجسمین کے جواب مین کہہ چکے ہین۔ شیخ ابن تیمیہ حمویہ کے صفحہ ۲۸ وغیرہ مین بجواب مولین فرماتے ہین سلف کا مذہب

یا یہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء الخ (بخاری ص۷۲۶) (ومثلہ فی المعالم ص۸۹۸)

جو انکے اموال وعیال کو وہان سنبہال رہی ہین میرا قرابتی مکہ مین کوئی نہ تہا جو میرے مال عیال کو سنبہالتا مین نے اپنی عیال اور مال کی حفاظت کے لیے انپر یہہ احسان کرنا چاہا اسپر یہہ آیت اُتری کہ میری دشمنون کو دوست نہ بناؤ الخ۔

اور صحیح بخاری و معالم التنزیل وغیرہ مین اخیر آیۃ کی تفسیر مین لکہا ہے

قال عبد اللہ بن الزبیر نزلت فی اسماء بنت ابی بکر وذلک ان امہا قتیلۃ بنت عبد العزی قدمت علیہا المدینۃ بہدایا ضباباً واقطاً وسمناً وہی مشرکۃ فقالت اسماء لا اقبل منک ہدیۃ ولا تدخلی علیّ بیتی حتی استاذن رسول اللہ صلعم فسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ ہذہ الآیۃ فامرہا رسول اللہ صلعم ان تدخلہا منزلنا وتقبل ہدیتہا وتکرمہا وتحسن الیہا۔ (معالم ص۹۰۰) (ومثلہ فی صحیح البخاری ص۳۵۷ و ص۸۸۴)

کہ یہ آیت اسماء بنت ابی بکر کے حق مین اتری ہے - انکی والدہ قتیلہ بنت عبد العزی مدینہ مین انکے پاس ہدیہ (پنیر گہی اور گہہ) لیکر آئی اور وہ اسوقت مشرکہ تھی تو حضرت اسماء نے کہا کہ مین تیرے ہدیہ کو نہین قبول کرتی - اور تو میرے گھر مین داخل نہو جب تک کہ مین آنحضرت صلعم سے پوچہہ نہ لون اسپر یہ آیت اتری - اور آنحضرت نے انکو اجازت دی کہ وہ اسکا ہدیہ قبول کرین اور اوسکی عزت کرین اور اسکے ساتہہ باحسان پیش آوین -

ان آیات کے سیاق وسباق وشان نزول سے صاف ثابت ہی کہ ان آیات مین ہر ایک کافر وگنہگار سے ذاتی دشمنی اور ترک دوستی کا حکم نہین ہے بلکہ خاص کر ان ہی لوگون سے جو مسلمانون کو دین کے سبب ستاوین اس ایذا رسانی کی نظر سے دشمنی کا حکم ہے ایسا ہی چوتہی آیۃ مین ہر ایک کافر باپ یا بہائی سے صرف کفر کے سبب ترک دوستی کا حکم نہین ہے - بلکہ خاص کر اس باپ یا بہائی سے دوستی کی ممانعت ہی جو دین کی سد راہ ہون اور اس ممنوع دوستی سے یہہ مراد ہے کہ انکی خاطر دین چہوڑ دین

معالم وغیرہ تفاسیر مین ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کیطرف ہجرت کرنیکا حکم کیا ہوا تو بعض لوگون کو انکے گھر والے اور بچے لپٹ گئے اور خدا کا نام لیکر کہنے لگے کہ ہجرت اختیار کرکے ہمکو برباد نہ کرو اس سے اونکے دل نرم ہوگئے اور وہ ہجرت چھوڑ بیٹھے۔ اور مقاتل تابعی سے نقل کیا ہے کہ یہہ آیتین اُن اشخاص کے حق مین نازل ہوئین ہین جو اسلام چھوڑ بیٹھے۔ اور مکہ مین جا رہے تہے۔ انکو خدا نے فرمایا ہے اپنے باپون اور بھائیون کو اپنا دوست نہ بناؤ اور انکے پاس رہنے کو ہجرت سے مقدم نہ سمجھو

عن ابن عباس قال لما امر النبی صلعم الناس بالهجرة الی المدینة فمنهم من یتعلق به اهله وولده یقولون ننشدك بالله ان تضیعنا فیرق لهم فیقیم علیهم ویدع الهجرة فانزل الله عز وجل هذه الآیة فقال مقاتل نزلت فی التسعة الذین ارتدوا عن الاسلام ولحقوا بمکة فنهی الله عن ولایتهم فانزل الله یایها الذین امنوا لا تتخذوا آبائکم واخوانکم اولیاء بطانة واصدقاء فتفشون الیهم اسرارکم و تؤثرون المقام معهم علی الهجرة (معالم ص ۳۹۷)

ایسا ہی اور آیات قرآن مین جسمین کفار کے موالات و دوستی سے ممانعت وارد ہے*

* جیسے آیت - لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین (آل عمران ع ۳)۔

اور آیت - یایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء (مائدہ ع ۸)

" " لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم (آل عمران ع ۱۲)

" " المومنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض (توبہ ع ۹)

پہلی آیت کی تفسیر مین عامہ مفسرین نے اسی دوستی کا کفر یا ممنوع ہونا بیان کیا ہے جو دین کفر کی نظر سے ہو یا اس سے دین اسلام کو نقصان پہونچے۔ چنانچہ بعض مفسرین اسکا مورد نزول حاطب بن ابی بلتعہ اور اوسکی دوستی کو (جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے) ٹہرایا ہے بعض نے ابو لبابہ بن عبد المنذر اور اس کے اس فعل کو کہ اوسنے آنحضرت کا بھید وارادہ

خاص خاص سببون سے اور خاص خاص حالتون مین ایسی دوستی جس سے دین اسلام یا مسلمانون کو نقصان پہونچے ترک کرنیکا حکم ہے نہ مطلقاً وبہر حال - یہہ مضمون کسی آیت

آپ کے دشمنون (یہود بنی قریظہ) کو بتایا تہا جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وکیل ہوکر انکے پاس گیا تہا - بعض نے یہودیون کی اس جماعت کو جو مسلمانون کے بہکانے کو آئے تہے - وعلے ہذا القیاس -

دیکہو معالم صفحہ ۱۵۳ وتفسیر کبیر وغیرہ صفحہ ۶۴۴

تفسیر کبیر مین بعض ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکہا ہے - مسلمان کا کافرون سے دوستی کرنا تین قسم ہو سکتا ہے اول یہ کہ وہ اونکے دین (کفر) پر راضی ہو اور اس کفر کے سبب انکو دوست رکہے یہہ دوستی کفر ہے کیونکہ اسمین کفر کو پسند کرنا اور اسپر راضی ہونا پایا جاتا ہے جو کفر ہے

قسم دوم یہ کہ کافر سے صرف بظاہر حسن معاشرت (یعنے خوش خلقی) سے پیش آئے یعنے دل سے اوسکے کفر کو برا سمجہے یہہ دوستی ممنوع نہین (چہ جائے کہ کفر ہو) -

قسم سوم گویا ان دونو قسم کے بیچا بیچ مین ہے وہ یہہ ہے کہ کافرون کے دین کو برا سمجہے پر قرابت وغیرہ دنیاوی نظر سے انکا مددگار رہے - اور مسلمانون کے مقابلہ مین انکو مدد دے (جیسے

واعلم ان کون المومن موالیا للکافر یحتمل ثلاثة اوجه احدها ان یکون راضیا بکفره ویتولاه لاجله وهذا ممنوع منه لان کل من فعل ذلك کان مصوبا له فی ذلك الدین وتصویب الکفر کفر والرضاء بالکفر کفر فیستحیل ان یبقی مومنا مع کونه بهذه الصفة وثانیها المعاشرة الجمیلة فی الدنیا بحسب الظاهر وذلك غیر ممنوع منه والقسم الثالث وهو کالمتوسط بین القسمین الاولین هو ان موالاة الکفار بمعنی الرکون الیهم والمعونة والمظاهرة والنصرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقاد ان دینه باطل فهذا لا یوجب الکفر الا انه منهی عنه

کسی آیۃ قرآنی سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر ایک کافر سے (خواہ وہ کیسا ہی بے شر بے ضرر اور مسلمانونکا محسن یا قرابتی ہو) کسی قسم کی دوستی رکھنا (گو دنیاوی جہت قرابت وغیرہ یا کسی اور مصلحت سے ہو اور دین اسلام یا اہل اسلام کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچے) جائز نہین - اور اس سے مہاجرت اور عداوت واجب ہے۔

اور جب ان آیات قرآنیہ سے ہر ایک کافر سے بہر حال اور بہر صورت میل جول ترک کرنے اور اور انسے دائمی اور کلی دشمنی رکھنے کا حکم نہ نکلا تو پہر ان آیات سے گنہگار مسلمانون سے مہاجرت کرنی اور انسے دائمی اور کلی دشمنی رکھنے کا حکم نکالنا غلطی نہین تو کیا ہے؟

کفر یا شرک ایسی بری وصف ہے کہ اسکے ہوتے کافر یا مشرک کے صدہا بلکہ ہزارہا اوصاف حمیدہ (خوش خلقی رحم دلی صلہ رحمی وغیرہ) احکام آخرت مین کان لم تکن* ہین - اور یہ امر نص قرآنی منقولہ حاشیہ سے ثابت و مسلم ہے

وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ط (سورہ ع ۱)

ومعہذا خدا تعالے نے دنیاوی احکام مین ان اوصاف کفار کو کان لم تکن* نہین ٹہرایا اور بلحاظ ان اوصاف کے ان کافرون سے

لان الموالاۃ بھذا المعنی قد تجرہ الی استحسان طریقتہ والرضاء بدینہ وذلک یخرجہ عن الاسلام فلا جرم ھدد اللہ تعالی فیہ فقال ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء (تفسیر کبیر ص ۶۴۵ جلد ۲)

حاطب بن ابی بلتعہ سے واقع ہوا) یہہ دوستی کفر نہین - پر ممنوع ہے کیونکہ اس دوستی کا انجام شاید یہہ ہو کہ وہ انکے دین کو بھی اچھا سمجھنے لگ جائے اور اپنے دین اسلام سے خارج ہو - اسیواسطے خدا تعالے اس قسم کی دوستی سے بھی منع کر دیا اور (اس پہلی آیت مین) صاف فرما دیا کہ جو انسے ایسی دوستی کریگا وہ خدا کا کوئی نہین ہے۔

یہہ کلام لام الامقام کا ہمارے بیان کا پورا مؤید ہے اور صاف مظہر ہے کہ کفار کی وہی دوستی کفر یا حرام ہے جو اونکے دین کی نظر سے ہو یا اس سے دین اسلام اور مسلمانون کو نقصان پہونچے نہ مطلق دوستی۔

* یعنے کالعدم یا جیسے نہوئی

جنمین وہ اوصاف ہون حسن سلوک اور میل جول کا حکم دیا ہے - تو پہر کیا اسلام یا توحید وغیرہ حسنات واوصاف حمیدہ اہل اسلام کا اوصاف حمیدہ کفار کے برابر بہی رتبہ نہین کہ ان اوصاف اہل اسلام کا دنیاوی احکام مین لحاظ نہ کرین - اور مسلمانون سے بہ نظر انکے اسلام یا توحید یا کسی وصف محمود کے حسن اخلاق سے پیش نہ آوین اور انسی میل جول نہ رکھین - یہہ تو کمال بے انصافی ہے جس مین کفر کی اسلام پر ترجیح اور کافرون کی مسلمانون سے احکام دنیوی مین تفصیل پائی جاتی ہے

ہمارے اخوان دین خصوصا ہمارے عینی بہائے متبعین جو منبرون* پر بیٹہکر ان آیات کو مسلمانون پر لگاتے اور ان آیات کی دست آویز سے اونکو باہمی بغض وتہاجر کا سبق پڑہاتے ہین اس معروض کو غور وانصاف سے خیال مین لائین اور مسلمانون کو کافرون سے نیچے نہ گرائین اور اس بے انصافی یا غلطی سے باز آئین -

* ہمارے عینی اخوان اہلحدیث اکثر منبرون پر بیٹہکر یہ آیات پڑہتے اور بدست آویز ان آیات کے اپنے اتباع کو اپنے علاتی بہائیون مقلدین سے (جنکو وہ بدعتی کہتے ہین جیسے کہ وہ انکو وہابی) تفرقہ (علیحدگی) کی وصیت کرتے ہین ایک دفعہ مظفر پور ترہت مین جمعہ کے خطبہ مین اس خاکسار نے سورہ حجرات کا وعظ کیا - اور اپنے عینی وعلاتی بہائیون کو فروعی اختلاف سے نظر اٹہا کر بنظر امور اتفاقیہ باہمی اتفاق وارتباط کا شوق دلایا تو جمعہ کے بعد ایک مولوی صاحب (جو مجھ سے دلی محبت وحسن ظنی رکہتے ہین اور مین انسے) منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قول (جو تیسری آیت مین منقول ہوا ہے) پڑہکر اس امر کے مثبت ومظہر ہوئے کہ جو تفرقہ اسوقت اہلحدیث واہل تقلید مین برپا ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے - مین امید کرتا ہون کہ وہ دوست ہمارے اس مضمون کو پڑہکر اب اپنے اس بیان کو واپسی اور رجوع کی لائق سمجہینگے - اور اس تفرقہ مرسومہ کو سنت ابراہیمی ہرگز خیال نہ کرینگے بلکہ اس تفرقہ کی نظیر سمجہینگے جو اہل کتاب مین ہے - اور اس سے یہہ آیات مانع ہین (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءتہم البینت" وغیرہ وغیرہ -

(متمسک احادیث و آثار مین ان حضرات کی غلطی کا بیان)

احادیث و آثار سے تمسک کرنے مین ان حضرات نے یہہ غلطی کی ہے کہ ایک جانب کی احادیث و آثار کو جنہین غضب تشدد پایا جاتا ہے) لے لیا اور دوسری جانب کی احادیث و آثار کو جنہین تخفیف و ترحم پایا جاتا ہے اور وہ بہ نسبت احادیث و آثار غضب و تشدد شمار مین بڑھکر ہین پس پشت ڈالدیا۔ اور طرفہ یہہ ہے کہ ایک حدیث کے نصف حصہ کو لے لیا اور نصف باقے سے آنکھ کو بند کر لیا (جسکی نظر سے انحال اس مصرع کا مصداق ہو رہا ہے ع حفظت شیئاً وغابت عنك اشیاء۔ ومعہذا آنحضرت و صحابہ و تابعین کی نیت و اغراض اور انکے تہاجر کے نتایج کا اپنی بدنیت اور نفسانی اغراض اور مفاسد انگیز نتایج پر قیاس کیا۔ اور یہہ گمان کر لیا کہ جس بدنیت اور غرض فاسد سے ہم اہل اسلام سے بغض و تہاجر اختیار کرتے ہین اسی غرض سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رہ کیا کرتے تہے اور جو نتایج بد ہمارے بغض و تہاجر سے پیدا ہوتی ہین وہی ان حضرات کے تہاجر کے نتایج تہے۔ غلط قیاس و گمان کی نظر سے یہہ حضرات اس بیت کے مخاطب و مصداق ہین

بیت

کار پاکان را قیاس از خود مگیر — گرچہ آید در نوشتن شیر شیر

احادیث و آثار متضمن تخفیف و ترحم کو جن سے ان حضرات نے چشم پوشی کر رکھی ہے ہم اپنے بیان کی تایید کے مقام مین گرینگے

اسمقام مین آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین رہ کی نیات و اغراض اور اُنکے خشم و تہاجر کے نتایج مین اور ان حضرات کے بغض کے اغراض و نتایج مین فرق بیان کرتے ہین جس سے ان حضرات کے قیاس کی غلطی ثابت ہو۔

آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس خیال سے مہاجرت (ترک کلام)

نہ کی تھی کہ وہ جرم تخلف (لڑائی تبوک* سے پیچھے رہجانے کے سبب ایسا لائق بغض ہے کہ اس سے کلام کرنا جائز نہین رہا اور اس جرم کے مقابلہ مین اسکا کوئی عمل صالح (ایمان اسلام - نماز روزہ اور اس سے پہلے مشاہد مین آنحضرت صلعم کے ساتہہ ہونا اور مدد دینا) اس لائق نہین رہا کہ اس عمل کی نظر سے اس سے محبت کلام وسلام جائز ہو (جیسا

* تبوک ایک مقام کا نام ہے - جو شام کے جانب دمشق اور مدینہ کے مابین واقع ہے - تبوک کی لڑائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پولیٹکل (ملکی) اور ڈیفنسو (جوابی یا بالمقابلہ) لڑائیون مین سے آخری لڑائی ہے - سنہ ۹ مین یہہ واقع ہوئی جب آنحضرت صلعم کو تجار شام کے ذریعہ سے یہہ خبر پہونچی تہے کہ قیصر روم (ہرقل) وغیرہ اساطین نے چالیس ہزار کی جمعیت کی ساتہہ مدینہ پر حملہ کرنیکا ارادہ مصمم کیا ہے اور بنی لخم وجذام وغیرہ عرب کے عیسائیون نے بھی انکے ساتہہ اتفاق کر لیا ہے - اسوقت مدینہ اور اوسکے اطراف مین آب ودانہ کا ایسا قحط پڑا ہوا تہا کہ بعض لوگ اوہجریون سے گوبر نکال کر اسکا پانی نچوڑ کر پیتے اور لید مین سے اناج نکالکر کہاتے - اس ناچاری وناداری کی حالت مین آنحضرت صلعم اور انکے جان نثار اصحاب کو ڈیفنس (مدافعت) کے لیے نکلنا پڑا - جب آپ مقام تبوک تک پہونچے تو تمام ملک شام پر آپکا رعب پڑگیا

باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة وكانت آخر غزواته صلعم وكانت في شهر رجب سنة تسع قبل حجة الوداع ××× وكان السبب في ذلك ما ذكره ابن سعد في طبقاته وغيره ان المسلمين بلغهم من الانباط الذين يقدمون بالزيت من الشام الى المدينة ان الروم جمعت جموعا واجلبت معهم لخم وجذام وغيرهم من متنصرة العرب فندب النبي صلعم الناس الى الخروج واعلمهم بجهة غزوهم (قسطلانی صـ ۵۰۲ ح ۶)

قال الحلبي بلغ رسول الله صلعم ان الروم قد جمعت جموعا كثيرا بالشام وانهم قدموا مقدماتهم الى البلقا المحل المعروف بفتي وذكر بعضهم ان سبب ذلك ان متنصرة العرب كتبت لهرقل

کہ اسوقت ایک گناہ کے مرتکب مسلمان کی نسبت خیال کیا جاتا ہے) اور نہ اس ترک کلامی سے آنحضرت صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ اسکو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے اور اس سے کبہی کوئی مسلمان نہ بولے نہ ہے - اور (معاذ اللہ) جہنم سے ورے اسکو کہین جگہہ نہ ملے (چنانچہ اسوقت کے اہل مہاجرت ایک دوسرے کی مہاجرت سی یہی مقصود پیش نظر رکہتے ہین) بلکہ آنحضرت صلعم کی یہہ ترک کلامی عین محبت اور خیر خواہی پر مبنی تھی اور اس سے غرض صرف کعب بن مالک اور دوسرون لوگون کی (جو ایسے نازک وقت مین ایسی ناہمدردی کا قصد کرین) آیندہ کے لیے ہدایت و نصیحت اور اس ترک کلامی کے ساتہہ آنحضرت صلعم اور اُن اصحاب نبوی کے (جنہون نے حضرت کعب سی ترک کلامی کی تھی) دلون مین کعب بن مالک کی (اسکے اسلام - ایمان نصرت اسلامی وغیرہ حسنات و سوابق اسلامی کی نظر سے) ویسی ہی محبت تھی جیسے کہ انکے اور ہم رتبہ اصحاب و احباب سے تھی اور اس جرم تخلف کے سبب کوئی انکو کافر نہ جانتا اور نہ اُنسی کافرون کی سے

ان ھذا الرجل الذی خرج یدعی النبوۃ ھلک واصابت اصحابہ سنون اھلکت اموالھم فبعث رجلا من عظمائھم وجھز معہ اربعین الفا (ھامش بخاری ص۶۳۳)

لہذا بہت سے مخالفون نے جزیہ (ٹیکس) دینا قبول کیا اور جس نے مقابلہ کیا وہ بھی شکست کھا کر تابع ہو گیا اور آپ نے فتحیاب ہو کر مدینہ کیطرف رجوع فرمایا - اسکی تفصیل کتب حدیث مین موجود ہے - اور اسکا خلاصہ ہم نے اندون ایک رسالہ نظم فارسی "قصیدہ عظمی" نامی مین دیکہا ہے جو ایک مشہور فاضل مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ متوفی سنہ ۱۲۳۳ ہجری کی تالیف ہے - اس رسالہ مین فاضل مرحوم نے آنحضرت کی ڈیفنسو لڑائیون اور ذاتی حالات بابرکات کو اس فصاحت سے بیان کیا ہے کہ اوسکی قدر وہی لوگ کر سکتے ہین جو اس فن کا مذاق رکہتے ہین - وہ رسالہ اندون چہہ جز کے حجم مین دہلی مطبع انصاری مین چہپا ہے اور دہلی حبش خان کے پہاٹک کے پتہ سے بقیمت ۴ر (جو درحقیقت اسکی ایک بیت کی بہی قیمت نہین ہی) مولوی تلطف حسین صاحب سے مل سکتا ہے -

ذاتی دشمنی رکھتا جیسا کہ اسوقت کا معمول ہے) اور اس ترک کلامی کا عرصہ پچاس شب تک طول پکڑتا اسلیے تھا کہ ایسی نازک وقت مین (جبکہ قیصر روم وغیرہ شاطیر نے اسلام کی بیخ کنی کا ارادہ کر لیا تھا) ایسے معزز اہل اسلام کا نصرت اسلام سے پہلو تہی کرنا نہ صرف ایک معمولی جرم تھا بلکہ ایک ایسا سخت و سنگین جرم تھا جسکا فیصلہ بجز شہنشاہ حقیقی جل وعلے کسی کے اختیار مین نہ تھا لہذا آنحضرت صلعم اس مقدمہ مین حکم عدالت اعلے (وحی آسمانی) کے منتظر تھے اپنی تجویز سے کچھ فیصلہ نہ کرنا چاہتے تھے گو دل سے بمقتضائے اپنی رؤف رحیم ہونے کے یہ امر چاہتے تھے کہ کعب بن مالک کا یہ قصور جلد معاف ہو اور وہ ظاہری مہاجرت بھی دور ہو۔

ہمارے اس دعوے پر علاوہ ان دلایل کے جنکو ہم مقام تایید مین ذکر کر چکے وہ صدہا نصوص قرآن و حدیث و دلائل ہین جنسے آفتاب نیمروز کیطرح ثابت ہے کہ ایمان و اسلام کو کبیر شرک و کفر کو کئی گناہ باطل بے اعتبار نہین کرتا اور اسلام و ایمان کی نظر سے مومن کی حب کسی گناہ کی نظر سے اسکے بغض کی نسبت کم رتبہ نہین ہے۔ کہ اسکے سامنے اسکا لحاظ نہ ہو اور خاصکر قصہ کعب بن مالک مین چند ایسی واقعات اور دلائل موجود ہین جنسے ہمارے دعوے کا ہر ایک جز ثابت ہے۔ اول، کعب بن مالک کا آنحضرت کی جماعت مین نماز پڑہنا۔ دوم آنحضرت کا کعب کو نظر بچاکر دیکھتے رہنا (جو محبت و اخلاص کی دلیل ہے) سوم ابو قتادہ عم زاد بہائی کعب کا یہ جواب اس سوال کعب کے کہ کیا مین اللہ و رسول کا دوست (یعنے مسلمان) نہین ہون،

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔ (نساء ع۱۶)

قال رسول اللہ صلعم من شھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان عیسی عبد اللہ ورسولہ وابن امتہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ والجنۃ والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من العمل (مشکوۃ ص۱۰)۔

قال رسول اللہ صلعم ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا نکفرہ بذنب ولا نخرجہ من الاسلام الخ (مشکوۃ ص۱۰)

نوٹ: اس مضمون کی اور دو حدیثین صفحہ (۳۶۵) مین مرقوم ہونگی انشاء اللہ تعالے

اسکے اسلام سے انکار نہ کرنا۔ چہارم آنحضرت صلے اللہ کا کعب کو طلاق زوجہ کا (جو بہ حالت کفر زوجہ لازم ہے) حکم نہ دینا۔ پنجم جناب باری سے حضرت کعب کے قصور معاف ہونے پر آنحضرت صلعم کا خوش ہونا اور اس خوشی سے آپکے چہرہ کا لال ہو جانا ششم بجز دمعانی قصور آنحضرت صلعم کے اصحاب کا کعب کو بشاشت و بشارت سے پیش آنا۔ وغیرہ وغیرہ جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انکے دل مین انکا بغض ہرگز نہ تھا صرف بسبب ظاہر بنظر ہدایت و مصلحت ترک کلامی تھی

اس بیان کی تصدیق و تائید مین ہم حدیث قصہ کعب کا ایک حصہ نقل کرتے ہین۔ آپ نے تبوک کی لڑائی سے اپنا اور دو اپنے اور ساتھیون (مرارہ اور ہلال) کا جو بدر کی لڑائی مین حاضر ہو چکے تھے پیچھے رہجانا اور آنحضرت صلعم کا جنگ سے فارغ ہوکر مدینہ مین واپس تشریف لانا اور منافقون کا جھوٹے عذر کرکے جرم تخلف سے بری ہو جانا اور اپنا اور اپنے ان ساتھیون (مرارہ اور ہلال) کا راست حال کہکر معترف تقصیر ہونا بیان کرکے فرمایا کہ ہم نے سچ سچ کہدیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ تمہارا فیصلہ خدا تعالے آپ کریگا۔ اور لوگون سے کہدیا کہ خاصکر ان تینون سے کوئی نہ بولے۔ لہذا لوگ ہم سے کنارہ کش ہو گئے اور ایسے بے پہچان ہوئے

وفی رسول اللہ صلعم المسلمین عن کلامنا ایہا الثلاثۃ من بین من تخلف عنہ فاجتنبنا الناس وتغیروا لنا حتی تنکرت فی نفسی الارض فما ہی التی اعرف فلبثنا علی ذلک خمسین لیلۃ فاما صاحبای فاستکانا و قعدا فی بیوتہما یبکیان واما انا فکنت اشب القوم واجلدہم فکنت اخرج فاشہد الصلاۃ مع المسلمین واطوف فی الاسواق ولا یکلمنی احد وآتی رسول صلعم فاسلم علیہ وہو فی مجلسہ بعد الصلوۃ فاقول فی نفسی ہل حرک شفتیہ برد السلام علی ام لا ثم اصلی قریبا منہ فاسارقہ النظر فاذا اقبلت علی صلاتی اقبل الی واذا التفت نحوی اعرض عنی حتی اذا طال علی ذلک

صفات خداوندی مین تعطیل (نفی بتاویل) اور تمثیل کے بیچا بیچ ہی وہ خدا کی صفتون کو مخلوق کے

ومذهب السلف بين التعطيل وبين التمثيل فلا
يمثلون صفات الله تعالى بصفات خلقه كما
لا يمثلون ذاته بذات خلقه ولا ينفون عنه
ما وصف به نفسه ووصفه به رسوله
فيعطلون اسماء الحسنى وصفاته العلى
فيحرفون الكلم عن مواضعه ويلحدون
في اسماء الله وآياته وكل واحد ممن قد نفى
التعطيل والتمثيل هو جامع بين التعطيل والتمثيل اما
المعطلون فانهم لم يفهموا من اسماء الله تعالى وصفاته الا
ما هو اللائق بالمخلوقات ثم شرعوا
في نفي تلك المفهومات فقد جمعوا بين
التعطيل والتمثيل مثلوا اولا وعطلوا
آخرا وهذا التشبيه والتمثيل منهم للمفهوم
من اسمائه وصفاته بالمفهوم من اسماء
خلقه وصفاتهم وتعطيل لما تستحقه
من الاسماء والصفات اللائقة بالله سبحانه
وتعالى فانه اذا قال القائل لو كان الله فوق
العرش للزم اما ان يكون هو سبحانه
اكبر من العرش او اصغر او مساويا و
نحو ذلك من الكلام فانه لم يفهم من

صفتون کی مثل نہین سمجھتے جیسے اوس کی
ذات کو ذات مخلوقات کی مثل نہین سمجھتے اور
جو خدا تعالی نے اپنی وصف مین یا اسکے رسول
نے خدا کی صفت مین کہا ہے وہ اس کے نفی
نہین کرتے تاکہ وہ خدا کے بہترین نامون اور عالی
صفتون کو مٹاوین اور خدا کے کلمات مین
تحریف (تاویل) والحاد کی راہ چلے ہین (پچھلے
لوگون مین سے) جو صفات کی تعطیل (مٹانی)
اور تشبیہ سے بچتے ہین وہ تعطیل و تشبیہ دونو کے
مرتکب ہوتے ہین پہلے وہ خدا کے نامون اور صفتون
سے وہی معنی سمجھتے ہین جو لائق حال مخلوقات
ہوتے ہین پہر انکو مٹانے لگتے ہین یہ سمجھکر
کہ یہ خدا کے تقدس کے لائق و مناسب نہین
ہین انہون نے تعطیل اور تشبیہ دونو کو اکٹھا کر دیا
ہے پہلے خدا کی صفتون کو صفات مخلوق کی مثل
سمجھا پہر انکو خلاف تقدس سمجھکر مٹایا اسمین
جو انہون نے خدا کی صفات کو مثل صفات مخلوق
قرار دیا ہے یہہ تمثیل (تشبیہ) ہی اور جو خدا
کی لائق صفات کو مٹایا ہے یہہ تعطیل ہے (بناء
علیہ) جس نے یہ کہا ہے کہ اگر خدا تعالی عرش کے

من جفوة الناس مشيت حتى تسورت
جدار حائط ابی قتادة وهو ابن عمی واحب
الی فسلمت علیه فوالله ما رد علی السلام فقلت
یا ابا قتادة انشدك بالله هل تعلمنی احب
الله ورسوله فسكت فعدت له فنشدته
فسكت فعدت له فنشدته فقال الله و
رسوله اعلم ففاضت عیناای وتولیت
حتی تسورت الجدار فبینا انا امشی باعلی
لیلة من الخمسین اذا برسول رسول الله صلعم
یا تینی فقال ان رسول الله یامرك ان تعتزل
امرتك فقلت اطلقها ام ماذا افعل
قال لا بل اعتزلها ولا تقربها وارسل
الی صاحبی مثل ذلك فقلت لامرتی
الحقی باهلك فتكونی عندهم حتی یقضی
الله فی هذا الامر فلبثت بعد ذلك عشر
لیال حتی كملت لنا خمسون لیلة من حین
نهی رسول الله صلعم عن كلامنا فلما صلیت
صلوة الفجر صبح خمسین لیلة وانا علی
ظهر بیت من بیوتنا فبینا انا جالس علی
الحال التی ذكر الله قد ضاقت علی
نفسی وضاقت علی الارض بما رحبت

کہو وہ زمین جہان مین ہم رہتے تھے
اجنبی معلوم ہونے لگے میرے وہ ساتھی تو
رو رو کر عاجز ہو گئے اور گھر مین بیٹھ رہے
مین جوان اور قوی تہا گھر سے باہر نکلتا
اور مسلمانون کی جماعت نماز مین ہوتا اور
بازارون مین پہرتا پر مجھ سے کوئی نہ بولتا
مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہو کر آپکو سلام کہتا تو دلمین خیال
کرتا کہ شاید آپ نے جواب مین لب ہلائے
مین یا نہین پہر مین آپکے پاس کھڑا ہو کر
نماز پڑہتا اور نظر چرا کر آپکی طرف دیکہتا
جب مین نماز کیطرف متوجہ ہوتا تو آپ
میری طرف توجہ فرماتے اور جب مین
آپکی طرف التفات کرتا تو آپ مونہہ پہیر
لیتے - جب لوگون کی عدم توجہی نے
طول کہینچا تو مین اپنے چچازاد بہائی
ابوقتادہ کے باغ مین دیوار پر سے کود کر
(یعنے دروازہ سے چکر) پہنچا مین نے
اسکو سلام کیا تو اوس نے جواب
نہ دیا - مین نے اسکو دو دفعہ کہا کیا مین
رسول کا دوست (یعنے مسلمان نہین ہون

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

سمعت صوت صارخ اوفی علی جبل سلع
باعلی صوتہ یا کعب بن مالک ابشر قال فخررت
ساجدا وعرفت ان قد جاء فرج فاذن رسول
اللہ صلعم بتوبۃ اللہ علینا حین صلے صلوۃ
الفجر ×××× وانطلقت الی رسول اللہ ﷺ
فتلقانی الناس فوجا فوجا یہنئونی بالتوبۃ
یقولون لتہنک توبۃ اللہ علیک قال
کعب حتی دخلت المسجد فاذا رسول اللہ
صلعم جالس حولہ الناس فقام الی طلحۃ
بن عبید اللہ یہرول حتی صافحنی وہنانی
واللہ ما قام الی رجل من المہاجرین غیرہ
ولا انساہا لطلحۃ قال کعب فلما سلمت علی
رسول اللہ صلعم قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وہو یبرق وجہہ من السرور ابشر
بخیر یوم مر علیک منذ ولدتک امک
قال قلت امن عندک یا رسول اللہ ام من عند اللہ قال لا بل
من عند اللہ وکان رسول اللہ صلعم اذا
سر استنار وجہہ حتی کانہ قطعۃ قمر
وکنا نعرف ذلک منہ (بخاری ص ۶۳۸)

تو اُسنے جواب مین کہا خدا اور رسول بہتر جانتے
ہین - تین بہہ سنکر روپڑا اور اسیلئے دیوار
کو دکر باہر نکلا - اسی حالت پر چالیس روز
گذر گئین تو آنحضرت صلعم کا وکیل میرے
پاس پہنچا اور اوسنے آکر یہہ حکم سنایا کہ
تو اپنی عورت سے جدا ہو جا مینے پوچھا
کیا مین اسکو طلاق دیدون تو اوسنے کہا کہ
طلاق نہ دے صرف اس سے علیحدہ رہ -
یہی حکم آنحضرت صلعم کا میرے اُن دونو
ساتھیون کو پہنچا - ×××××× اُسکے
بعد دس روز اور گذرے تو پچاسوین رات
کی صبح کو مینے ایک شخص کو ایک پہاڑی پر
پکارتے ہوئے سُنا کہ اے کعب خوشخبری
لے یہہ سنکر مین سجدہ شکر مین گر پڑا - اور
مین نے جان لیا کہ خدا کیطرف سے خوشی کی
خبر آئی ہے - اور آنحضرت صلعم نماز
فجر کے بعد ہماری توبہ قبول ہونیکی خبر لوگون
کو سنائی - تین یہہ سنکر آنحضرت صلعم کیطرف
چلا تو راستہ مین لوگ فوج فوج مجھسے
ملتے اور مبارکباد دیتے - مین مسجد مین داخل ہوا تو طلحہ نے میرا استقبال اور مصافحہ
کیا اور مبارکباد دی جب مین نے آنحضرت صلعم کو سلام کیا تو آپکا چہرہ مبارک خوشی سے

چمک رہا تھا جیسا چاند کا ٹکڑا آپ نے مجھے مژدہ سنایا اور فرمایا آج کے دن کی تجھے بشارت ہو جو تیری پیدائش کے دنوں سے تیرے لیے بہتر ہے"۔

کبھی نیت و غرض و نتیجہ حضرت عمار بن یاسر اور گنبد والے صحابی کو آنحضرت صلعم کے جواب سلام نہ دینے اور حضرت زینب سے کلام ترک کرنے کا تھا کہ ان حضرات کو ہدایت اور ناظرین و سامعین کو عبرت حاصل ہو اور آئندہ کوئی ایسا کام نہ کرے یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتی کہ آنحضرت صلعم ان حضرات سے ان افعال کے سبب ایسا بغض رکھتے تھے کہ اونکو لائق کلام نہ سمجھتے اور انکے افعال کے مقابلہ مین انکے ایمان اسلام وغیرہ حسنات کو اس لائق نہ سمجھتے کہ اونکی نظر سے اُنسے محبت و سلام و کلام جائز ہو۔ یہہ بات کہنا تمام شریعت کو الٹ دینا ہے اور اصول کو تابع فروع کرنا جسپر کوئی مومن اہل علم عمداً جرأت نہین کر سکتا۔ بلکہ اُسکے برخلاف ہر ایک اہل علم کو اس امر کا اعتراف ہے کہ ایمان و اسلام کے برابر کوئی عمل لائق لحاظ نہین ہے۔ اور گناہ (کبائر کیون نہ ہون) جب ایمانی کو باطل نہین کرتے۔

اس بیان سے پہلی چار حدیثون سے تمسک کرنے مین ان حضرات کی غلطی ثابت ہوئی۔ پانچوین حدیث مین ان حضرات نے یہہ غلطی بلکہ مغالطہ دہی کی ہے کہ اسکے نصف حصہ کو لیا ہے اور نصف حصہ کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ اور آیۃ اَفَتُؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض کے وعید کا کچھ خیال نہین فرمایا۔ اس حدیث کا پہلا حصہ یہہ ہے کہ سب عملون سے بہتر عمل خدا کے لیے محبت کرنا ہے دوسرا حصہ خدا کے لیے بغض کرنا۔ ان حضرات نے اہل ایمان سے بعض اعمال بد یا عقاید غلط کی نظر سے بغض اختیار کرنے مین دوسرے حصہ حدیث پر تو بیشک عمل کیا مگر اوسکے پہلے حصہ کو (جسمین نیکون کی نظر سے حب کا ارشاد ہے)

پس پشت ڈالدیا۔

اسپر ہم ان حضرات سے سوال کرتے ہین کہ کیا ان لوگون مین جنسے وہ تبغض رکھتے ہین کوئی نیکی نہین جسکی نظر سے وہ حب کا محل ہوسکین۔ کیا انکا لا الہ الا اللہ کہنا اور آنحضرت صلعم کو رسول برحق جاننا۔ نمازین پڑہنا۔ روزے رکھنا۔ حج کرنا وغیرہ وغیرہ نیک اعمال نہین ہین۔ یا اس گناہ کے مقابلہ مین جسکی نظر سے ان لوگون سے بغض کیا جاتا ہے انکا ایمان اسلام نماز روزہ باطل و بیکار و نا قابل اعتبار و شمار ہے۔

شق اول کا تو امید ہے کوئی قائل نہ ہوگا اور یہہ دعوے نکریگا کہ ایمان و اسلام و نماز و روزہ نیک اعمال نہین شاید ہمارے جواب مین یہہ حضرات شق دوم اختیار کرین اور یہہ کہین کہ گناہ اور اعتقاد بدعت کے ساتھہ ایمان و اسلام کا کچھہ اعتبار نہین اور اوسکی تایید مین وہ ان احادیث کو پیش کرین جنمین بعض اعمال بد (زنا۔ چوری وغیرہ) کے مرتکب کا ایمان سے خارج ہونا یا بعض اہل بدعت (خوارج۔ قدریہ۔ جبریہ۔ زیدیہ وغیرہ) کا دین سے خارج ہونا بیان ہوا ہے۔

اسکا جواب ہم رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ جلد ۱۴ مین بضمن مضمون کفر و کافر* مفصل و مدلل ادا کر چکے اور اسمین ثابت کر چکے ہین کہ بجز کفر و شرک معروف** کے

* اس مضمون کی احادیث مع جواب بصفحہ (۳۶۶ دیگر) منقول ہونگے۔

** کفر و شرک معروف وہ ہے جسکو خود شارع نے صاف صاف کفر و شرک کہا ہے اور اسپر خلود فی النار و عدم مغفرت کا ڈر سنایا ہے۔ نہ وہ کفر جو اہل اسلام بات بات مین ایک دوسرے پر لگاتے ہین۔ انکا تجویزی و خانہ ساز کفر و شرک موجب حبط اعمال و مبطل ایمان نہین ہے۔

کوئی عمل یا عقیدہ ایمان کو باطل و بیکار نہیں کرتا اور اہل بدعت (خوارج - قدریہ جبریہ وغیرہ) اہل سنت کے نزدیک کافر نہیں ہیں اور مسلمان کو کسی گناہ یا بدعت کے سبب کافر کہنا معتزلہ و خوارج کا مذہب ہے اور جن احادیث میں بعض اعمال (زنا - چوری - وغیرہ) کے مرتکب کو کافر یا خارج از ایمان کہا گیا ہے اونکے مقابلہ میں ایسی بھی احادیث موجود ہیں جنسے اوسکا مسلمان رہنا ثابت ہو۔ اس مضمون کو پڑھکر امید ہے یہہ حضرات اہل فسق و بدعت کو کافر نہ کہیں گے اور اونکے ایمان و اسلام کو ناقابل اعتبار و شمار نہ ٹھہراوینگے۔ اس مقام میں ہم چند اور آیات و احادیث اس جواب کی تائید میں نقل کرتے ہیں اور اُن احادیث کا جنمیں بعض اہل بدعت کو خارج از دین کہا گیا ہے اور اونسے مضمون "کفر و کافر" میں تعرض نہیں ہوا ہے جواب دیتے ہیں

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے کہ جو طاغوت (معبود باطل) سے منکر ہوا اور خدا پر ایمان لایا اوسنے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جسکو ٹوٹنا نہیں۔

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا (سورۃ بقرۃ ع ۳۴)

پھر اس ایمان کی تفسیر میں اوسی سورہ کے اخیر میں فرمایا کہ رسول اور ایمان والے اسپر ایمان لائے جو رسول کیطرف اترا سبھی خدا پر اور اوسکے فرشتوں پر اور کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے یہہ کہکر کہ ہم کسی رسول کو جدا نہیں کرتے۔

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ (سورۃ البقرۃ ع ۴۰)

حضرت عثمان رض سے روایت ہے کہ آپ کو آنحضرت صلعم کی رحلت کے بعد نجات کی نسبت بڑا غم و تردد لاحق ہوا

عن عثمان رض قال ان رجالا من اصحاب

النبی صلعم حین توفی حزنوا علیہ حتی
کاد بعضہم یوسوس - قال عثمان وکنت
منہم - فبینا انا جالس مر علی عمر وسلم فلم
اشعر بہ فاشتکی عمر الی ابی بکر رض ثم اقبلا
جمیعا حتی سلما ٭ ٭ قال عثمان توفی اللہ
نبیہ صلعم قبل ان نسئل عن نجات ہذا الامر
قال ابو بکر قد سئلتہ عن ذلک ٭ ٭ قال
رسول اللہ صلعم من قبل منی الکلمۃ التی
عرضتہا علی عمی فردہا فہی لہ نجاۃ (رواہ
احمد) (مشکوٰۃ ص ۷۰)

اسمین آپ ایسے مستغرق ہوئے کہ حضرت
عمر فاروق رض کے سلام کا جواب نہ دے
سکے وہ حضرت ابو بکر رض کے پاس شاکی
ہوئے - پہر دونو حضرت ملکر آئے تو آپ
نے اوس غم وتردد کا یہ سبب بیان کیا کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے
اور ہم نے آپ سے نجات کی بابت نہ پوچہا
صدیق اکبر رض نے فرمایا مینے آنحضرت ص
سے یہہ سوال کیا تہا آپ نے فرمایا - جو مجھ
سے وہ کلمہ جو مینے اپنے چچا ابو طالب کے
سامنے پیش کیا تہا اور اوسنے رد کر دیا تہا قبول کریے - وہ اوسکے لیے نجات ہی -
اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے قیامت کے دن ایک شخص کے ننانوے دفتر

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان اللہ سیخلص رجلا
من امتی علی رؤس الخلائق فینشر علیہ
تسعۃ وتسعین سجلا کل سجل مثل مد
البصر ثم یقول اتنکر من ہذا شیئا
اظلمک کتبتی الحافظون فیقول لا یا رب
فیقول افلک عذر قال لا یا رب فیقول
بلی ان لک عندنا حسنۃ وانہ لا ظلم
علیک الیوم فتخرج بطاقۃ فیہا اشہد

(اعمال بد) کے کھولے جائینگے جو درازی
مین ایسی ہونگے جیسے نگاہ - پہر اوس سے
خدا تعالے پوچھیگا - تو اُنمین سے کسی
عمل کا منکر ہے - ہماری فرشتون (کراماً
کاتبین) نے کچہہ تجہپر (ناحق لکہنے سی)
ظلم کیا ہے ؟ وہ کہیگا نہین - تو اس سے
خدا تعالے فرمائیگا تجہے اِن اعمال بد کی
بابت کچہہ عذر کرنا ہے وہ کہیگا نہین تو
خدا تعالے فرمائیگا کیون نہین ہمارے

ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فیقول احضروہ فیقال یارب ما ھذہ البطاقۃ مع ھذہ السجلات فیقال انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفۃ والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ فلا یثقل مع اسم اللہ شیء ھذا حدیث حسن غریب (جامع ترمذی ص ۹۵ ج ۲)

پاس تیرے ایک نیکی بھی ہے اور آج تجھ پر ظلم نہ ہوگا پھر ایک ورق اوسکے اعمال نامہ سے ایسا نکالا جاویگا جسپر کلمہ لکھا ہوگا اور اس شخص کو حکم ہوگا آپنے وزن اعمال کو دیکھو۔ وہ عرض کریگا یہہ ایک ورق ان دفترون کے مقابلہ مین کیا حقیقت رکھتا ہے خدا تعالے فرمائیگا تجھپر ظلم نہو گا پھر ان سب دفترون کو میزان کی ایک طرف اور اس ورق کو ایک طرف رکھکر وزن کیا جاویگا تو وہ ورق وزن مین بھاری نکلے گا۔ خدا کے نام کے برابر کسی عمل بد کا وزن نہ ہوگا۔

اس قسم کی آیات واحادیث (جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نجات کا مدار توحید و ایمان ہے جسکو کوئی عمل یا اعتقاد (جو صریح کفر نہو) باطل نہین کرتا) اور بہت ہین از انجملہ ایک آیۃ (ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الخ) اور دو حدیثین اسی مضمون مین (صفحہ ۳۵۸) منقول ہوچکی ہین۔

(اہل بدعت کو دین سے خارج کرنے والی حدیثونکا جواب)

احادیث

اس قسم کی حدیثین جنسے اہل اسلام خصوصًا اہل حدیث اپنے مخالف اشخاص کے ایمان کا بے اعتبار ہونا نکالتے ہین بہت سی اونکے زبان زد ہین۔ از انجملہ ایک

یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیۃ یقتلون اھل الاسلام و

یہ حدیث ہے (جو ان سب مین سے صحیح ہے اور وہ خوارج کے حقمین وارد ہے) کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ قرآن پڑہین گے جو

یدعون اهل الاوثان قتلهم قتل عاد۔	انکے حلق سے تجاوز نہ ہوگا وہ دین سے ایسے خارج ہونگے جیسا رشکار سے تیر جین انکو پاؤن تو ایسا ماردن جیسے قوم عاد ماری گئی۔

دوسری حدیث یہ کہ زیدیہ اس امت کے مجوس ہین وہ بیمار ہو جائین تو انکی بیمار پرسی نکرو۔ مرجائین تو انکا جنازہ نہ پڑہو۔

الزیدیۃ مجوس ھذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم	

تیسری حدیث یہ کہ میری امت مین دو گروہ ایسے ہین جنکا اسلام مین کچھ حصہ نہین۔ ایک قدریہ دوسرے مرجیہ۔

صنفان من امتی لیس فی الاسلام نصیب القدریۃ والمرجیۃ۔	

چوتھی حدیث یہ کہ ہر امت مین مجوس ہوتے ہین اس امت محمدیہ کے مجوس قدریہ اور مرجیہ ہین وہ بیمار ہو جائین تو انکو نہ پوچھو مرجائین تو انکا جنازہ نہ پڑہو۔

ان کل امۃ مجوسا وان مجوس ھذہ الامۃ القدریۃ والمرجیۃ فلا تعودوھم ان مرضوا ولا تصلوا علیھم ان ماتوا	

اسی مضمون کی اور چند احادیث ہین جنکا ذکر عبارات مویدہ جواب مین آتا ہے

جواب

اُن احادیث کا (بجز حدیث اول) ایک جواب تو یہہ ہے کہ یہ حدیثین صحیح نہین اور نہ اس لائق ہین کہ اُنکی دستاویز سے کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر کہا جائے اور ان عقاید کے سبب جنکی اِن احادیث مین مذمت ہے انکی اقرار اسلام و ایمان کو بے اعتبار ٹھہرایا جائے۔

شیخ محمد بن طاہر صاحب مجمع البحار نے اپنے تذکرہ موضوعات مین فرمایا ہے

فی المقاصد الزیدیۃ مجوس ھذہ الامۃ	کہ مقاصد حسنہ مین ہے زیدیہ کی مجوس

لم اره ولكن عند جماعة بلفظ القدرية
القزويني القدرية مجوس هذه الامه
ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا
تشهدوهم - موضوع - وكذا
صنفان من امتي ليس لهما في الاسلام
نصيب القدرية والمرجيه - وفي الوجيز
ان لكل امة مجوسا وان مجوس هذه الامة
القدرية فلا تعودوهم اذا مرضوا و
لا تصلوا عليهم اذا ماتوا - فيه جعفر بن
الحارث ليس بشئ قلت وثقه ابن عدي
وقال البخاري في حفظه شئ يكتب
حديثه والحديث ورد بهذا اللفظ
عن حذيفة وجابر وابن عمر وبعض
اسانيده على شرط الصحيح - وفي
الخلاصة حديث صنفان من امتي
الخ موضوع - وهكذا حديث من
انتهر صاحب بدعة ملاء الله امنا
وايمانا موضوع وفي الذيل اذا رايتم
صاحب بدعة فاكرهوا في وجهه فان
الله يبغض كل مبتدع ولا يجوز احد
منهم الصراط ولكن يتهافتون في النار

ہونے کی حدیث مین نے کہین نہین
دیکھی - ولاکن ایک جماعت نے بجائے
زیدیہ لفظ قدریہ کے ساتھہ اسکو ذکر کیا ہے
قزوینی نے کہا ہے یہ حدیث جس مین قدریہ
کو مجوس کہا ہے موضوع (بناوٹی) ہے
ایسی ہی وہ حدیث جسمین دو قسم کا جنکا
اسلام مین کچھہ حصہ نہین ذکر ہے - وجیز
مین کہا ہے کہ جس حدیث مین قدریہ کو
مجوس کہا ہے اسکا راوی جعفر بن حارث
ہے جو لاشے (نکما) ہے - مین کہتا ہون
(شیخ ابن طاہر فرماتے ہین) جعفر کو ابن
عدی نے ثقہ کہا ہے اور امام بخاری نے
اسکے حق مین کہا ہے کہ اسکے حافظہ مین
نقصان ہے پر اسکی حدیث لکھی جاسکتی
ہے اور یہہ حدیث حذیفہ وجابر وابن عمر
وغیرہ سے مروی ہے اور اسکے بعض
اسانید صحیح کی شرط پر ہین -
خلاصہ مین ہے وہ حدیث جسمین دو
قسم کا ذکر ہے موضوع ہے - ایسے ہی
یہ حدیث کہ جو اہل بدعت کو جہڑکے اسکو
خدا امن وایمان سے بہر دیتا ہے - موضوع ہے -

فیہ ابراھیم بن ھدیہ کذاب اذا مات صاحب بدعۃ فقد فتح فی الاسلام فتح فیہ ثلثۃ غیر مرضیین لو ان صاحب بدعۃ ومکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرا محتسبا بین الرکن والمقام لم ینظر اللہ فی شیء من امرہ حتی یدخلہ جہنم فیہ کثیر بن سلیم مضعف متروک وقیل واضع ویحیی بن المبارک مجہول وفی المختصر ان اللہ یغضب اذا مدح الفاسق لجماعۃ من اکرم فاسقا فقد اعان علی ھدم الاسلام لابن عدی والطبرانی وابی نعیم ولفظھم من وقر صاحب بدعۃ والکل ضعیف او موضوع کما قال ابو الفرج - (تذکرہ موضوعات ابن طاہر)

ذیل مین ہے کہ حدیث "جب تم بدعتی کو دیکھو تو اُس سے ترشروی کے ساتھہ پیش آو کیونکہ خدا بدعتیون سے دشمنی رکہتا ہے اور انمین سے کوئی پلصراط سے پار نہ ہوگا وہ سب دوزخ مین گر پڑینگے" اسمین ایک راوی ابراہیم ہے جو بڑا دروغ گو تہا - اور یہہ حدیث کہ "جب کوئی بدعتی مرتا ہے تو اسلام کی ایک فتح ہوتی ہے" اسمین تین ایسے راوی ہین جو پسندیدہ نہین ہین - اور یہہ حدیث کہ اگر کوئی بدعتی یا تقدیر کا انکاری مظلوم ہوکر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے مابین ثواب کی نیت پر محبوس ہوکر مارا جاوے تو خدا اوسکے کسی عمل کو نہ دیکہیگا جب تک کہ اوسکو جہنم مین داخل نہ کرلے" - اسمین ایک راوی تو سلیم ہے جو نہایت ضعیف اور متروک ہے اور بقول بعض ائمہ یہی اسحدیث کا بنانے والا ہے - اور دوسرا یحیی بن مبارک ہے جو مجہول الحال ہے مختصر مین ہے کہ خدا تعالے خفہ ہوتا ہے جب فاسق (گنہگار) کی تعریف ہوتی ہے - جس نے کسی فاسق کی تعظیم کی اوسنے اسلام کے ڈہانے پر اوسکو مدد دی ابن عدے وغیرہ کی روایت مین یون آیا ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اوسنے اسلام کو ڈہا دینے مین اوسکو مدد دی یہہ سب حدیثین موضوع ہین یا ضعیف چنانچہ امام ابو الفرج ابن جوزی نے فرمایا ہے -

من کون اللہ علی العرش الا ما یثبت لای جسم کان علی ای جسم کان وھذا الکلام اللازم تابع لھذا المفھوم اما الاستواء الذی یلیق بجلال اللہ ویختص بہ فلا یلزم شیء من اللوازم الباطلۃ التی ان یجب نفیھا عن صانع الاجسام وصار ھذا مثل قول المثل ان کان للعالم صانع فاما ان یکون جوھرا او عرضا وکلاھما محال اذ لا یعقل موجود الا ھذان او قولہ اذا کان مستویا علی العرش فھو مماثل لاستواء الانسان علی سریر او علی الفلک اذ لا یعلم الاستواء الا ھکذا فان کلاھما مثل وکلاھما معطل

(حمویہ ص ۲۸ و ۲۹)

اوپر ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالے عرش سے بڑا ہو یا اس سے چھوٹا یا اسکے برابر ایسے ہی اوسکی اور باتین (کہ وہ اس سے ملا ہوا ہوگا یا جدا۔ جدا ہوا تو بقدر محدود ہوگا یا غیر محدود) اس نے خدا کے عرش پر ہونیکے وہی معنی سمجھے ہین جو ایک جسم کی دوسری جسم پر ہونے کے معنی سمجھہ مین آتے ہین۔ اسکا یہہ لوازم نکالنا اسکی اس سمجھہ کے تابع ہے مگر جو استواء خدا کی ذات کو لایق و مناسب ہے۔ اس سے ایسے لوازم ہرگز نہین نکلتے جنکا خدا تعالے سے (جو جسمون کا خالق ہی) مٹانا واجب ہے۔ اس شخص کا استواء مین یہہ کہنا ایسا ہے جیسا کوی خدا کے وجود کی نسبت کہے کہ اگر خدا تعالی موجود ہو تو وہ جوہر ہوگا یا عرض۔ کیونکہ کوئی موجود ان دونو کے علاوہ نہین ہے۔ اور اسکا جوہر اور عرض ہونا دونو محال ہین یا کوئی خدا کی استواء کی نسبت یہہ کہے کہ اگر خدا تعالی عرش پر مستوی ہو تو وہ اس انسان کی مثل ہوگا جو چارپائی یا تخت یا کشتی پر بیٹھا ہے۔ کیونکہ استواء کے معنے بجز اسکے اور کچھہ معلوم نہین ہین یہہ دونون (قائل) معطل (خدا کی صفت کو مٹانیوالے) بہی ہین اور مشبہ (انکو مثل صفات مخلوق (قرار دینے والے) بہی ہین۔

اور صفحہ ۶۴ حمویہ۔ مین آپ امام ابو سلیمان خطابی کے رسالہ غنیہ سے نقل کرتے ہین کہ

والاصل فی ھذا ان الکلام فی الصفات فرع علی الکلام فی الذات ویحذو فی ذلک حذوہ

اس باب صفات مین قانون یہہ ہے کہ خدا کی صفات مین کچھہ کہنا اسکی ذات کی نسبت

اور امام محمد بن علی شوکانی نے اپنی تذکرہ موضوعات مین فرمایا ہے یہہ حدیث کہ

حدیث صنفان من امتی لا ینالہما شفاعتی المرجئۃ والقدریۃ قیل یا رسول من القدریۃ قال قوم یقولون لا قدر۔ قیل فمن المرجئۃ قال قوم یکونون فی اخر الزمان اذا سئلوا عن الایمان قالوا نحن مومنون ان شاء اللہ تعالی رواہ الجوزقانی عن انس مرفوعا وھو موضوع وآفۃ مامون بن احمد السلمی۔ وشیخہ عبد اللہ بن مالک السعدی۔

حدیث ما کانت زندقۃ الا واصلہا التکذیب بالقدر رواہ الحارث فی مسندہ عن ابی ہریرۃ مرفوعا وابن عدی عن سہل بن سعد مرفوعا وھو موضوع وآفۃ یحیی بن کثیر قال فی اللآلی لہ شواہد ثم ذکرہا۔ حدیث المرجئۃ والقدریۃ والروافض والخوارج یسلب منہم ربع التوحید فیلقون اللہ کفارا خالدین مخلدین فی النار۔ رواہ ابن حبان عن انس مرفوعا وھو موضوع وفی اسنادہ محمد بن یحیی بن رزین وھو دجال یضع۔

میری امت مین دو قسم ایسے ہین جو میرے شفاعت نپاوینگے قدریہ جو تقدیر کے منکر ہین مرجیہ جو اپنے آپکو مومن کہنے کے وقت انشاء اللہ تعالے کہتے ہین" اس حدیث کی آفت (جس سے یہہ بلا پیدا ہوئی ہے) مامون بن احمد سلمی ہے اور اوسکا اوستاد عبد اللہ بن مالک سعدی۔

یہہ حدیث کہ جو کفر (چھپا ارتداد) ہے اسکی جڑہ تقدیر کو جھٹلانا ہے جسکو حارث نے اپنی مسند مین بروایت ابو ہریرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور ابن عدی نے بروایت سہل بن سعد موضوع ہے۔ اسکی آفت یحیی بن کثیر ہے۔ لآلی مین (امام سیوطی نے) لکھا ہے کہ اس حدیث کے شواہد و موید اور روایات بھی ہین پھر انکو ذکر کیا ہے

یہہ حدیث کہ مرجیون قدریون رافضیون

ان شواہد کا نمونہ صفحہ آیندہ مین آیا ہے جو ہرگز لائق لحاظ نہین ہے۔

(القوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ للشوکانی) -

اور خارجیون سے انکی توسید چھین لیجاویگی اور وہ کافر ہوکر خدا کو ملین گے اور ہمیشہ دوزخمین رہینگے" ابن حبان نے بروایت انس آنحضرت صلعم سے نقل کی ہے اور وہ موضوع ہے اسکی سند مین ایک یحیی بن زرین راوی ہے جو دجال تہا حدیث وضع کیا کرتا -

قدریہ کو مجوس کہنے والی حدیث کے موضوع ہونے مین جو شیخ ابن طاہر نے گفتگو کی ہے یہہ در اصل امام سیوطی کی گفتگو ہے جو موضوعات ابن الجوزی کی تعقبات مین انہون نے کی ہے - انکا اصل کلام یہ ہے جو اصل کتاب امام سیوطی سے نقل کیا جاتا ہے - "جعفر (اسحدیث کے روای) کو عدی نے ثقہ بتایا ہے چنانچہ کہا ہے مین نے اسکی حدیثون مین منکر حدیث نہ پائی اور مین امید کرتا ہون کہ وہ برا نہین امام بخاری نے کہا ہے کہ اسکے حافظہ مین کچہہ نقصان ہے پر اسکی حدیث لکھی جا سکتی ہے" اور یہہ حدیث ان ہی الفاظ سے بروایت حذیفہ (جسکو ابو داؤد نے نقل کیا ہے) اور بروایت جابر بن عبد اللہ (جسکو ابن ماجہ لایا ہے) مروی ہے ایسا ہی بروایت ابن عمر جسکو فلان فلان امام اپنی کتابون مین ایسی سندون سے لائے ہین کہ انمین بعض سندین صحیح کی شرط پر ہین" -

قلت جعفر وثقہ ابن عدی فقال لم ار فی حدیثہ منکرا وارجو انہ لا باس بہ وقال البخاری فی حفظہ شئ یکتب حدیثہ والحدیث ورد بہذا اللفظ من حدیث حذیفۃ اخرجہ ابو داؤد وجابر بن عبد اللہ اخرجہ ابن ماجہ وابن عمر اخرجہ فلان فلان باسانید بعضہا علی شرط الصحیح الخ (تعقبات سیوطی)

امام سیوطی (یا ابن طاہر) کی اس کلام سے گو اسحدیث کا موضوع ہونا مشکوک ہو مگر اس سے اسحدیث کا صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا - اور نہ اس کلام سے

ان حضرات کا یہہ مقصود معلوم ہوتا ہی کیونکہ جو اسمین جعفر کی توثیق منقول ہے وہ حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہین - ان الفاظ سے کہ فلان راوی برا نہین یا اوسکی حدیث لکھی جا سکتی ہے کسی راوی کی توثیق دوسرے مرتبہ کی توثیق ہے جو صحت حدیث کے لیے کافی نہین -

امام ابن الصلاح نے فرمایا ہے - توثیق کا دوسرا مرتبہ امام ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ جب کیسکی حق مین یہہ الفاظ کہے جاوین تو اوسکی حدیث لکھی جاتی ہے پر اوسکو دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ لائق قبول ہے یا نہین - مین (ابن الصلاح) کہتا ہون اسکی وجہ یہہ ہے کہ یہہ الفاظ راوی کا ضابط ہونا جو صحت حدیث کے لیے شرط ہے نہین بتاتی لہذا اسکو دیکھنا اور امتحان کرنا پڑتا ہے -

قال ابن ابی حاتم اذا قیل انه صدوق او محله الصدق او لا باس به فهو ممن یکتب حدیثه وینظر فیه وهی بمنزلة الثانیة قلت هذا کما قال لان هذه العبارات لا تشعر بشریطة الضبط فینظر فی حدیثه لیختبر حتی یعرف ضبطه (مقدمہ ابن الصلاح)

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے کہ یہہ دوسرے مرتبہ کی توثیق حکم مین پہلے اور دوسرے مرتبہ جرح کے برابر ہے - پہلے اور دوسرے بلکہ تیسرے مرتبہ کی جرح والون کی حدیث بھی نظر و امتحان کرنے کی نیت سے لکھی جاتی ہے - چنانچہ امام ابن الصلاح نے فرمایا ہے الفاظ جرح کے بھی کئی مراتب ہین پہلا مرتبہ کیسکی حق مین یہہ کہنا کہ اسکی حدیث نرم ہوتی ہے - امام ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ جب کسیکو نرم حدیث والا کہین تو اوسکی حدیث لکھی جا سکتی ہے

واما الفاظهم فی الجرح فهی ایضا علی مراتب اولاها قولهم لین الحدیث قال ابن ابی حاتم اذا قالوا فی الرجل لین الحدیث فهو ممن یکتب حدیثه وینظر فیه اعتبارا قلت وسال حمزة بن یوسف السهمی

ابا الحسن الدارقطنی الامام فقال اذا قلت فلان لین ایش ترید یہ قال لایکون ساقطا متروک الحدیث ولکن مجروحا بشی لایسقط عن العدالۃ۔ الثانیہ قال ابن ابی حاتم اذا قالوا لیس بقوی فھو بمنزلۃ الاولی فی کتب حدیثہ الا انہ دونہ الثالثۃ قال اذا قالوا ضعیف الحدیث فھو دون الثانی لایطرح حدیثہ بل یعتبر بہ۔ (مقدمہ ابن الصلاح)

اور اوسمین نظر کیجاتی ہے۔ امام دارقطنی سے حمزہ نے پوچھا نرم کہنے سے تمہاری کیا مراد ہوتی ہے انہون نے کہا اس سے یہہ مراد ہے کہ وہ راوی ایسا گرا ہوا نہین کہ اوسکی حدیث متروک ہو بلکہ وہ کسی قدر مجروح ہوتا ہے۔ دوسرا مرتبہ جب کسیکو یہہ کہین کہ وہ قوی نہین ہے تو وہ بھی پہلے مرتبہ کے حکم مین ہے اسکی حدیث بھی لکھی جاتی ہے پر وہ اول سے کم رتبہ ہے۔ تیسرا مرتبہ کسیکو یہہ کہنا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے یہہ دوسرے مرتبہ سے بھی کم ہے پر حدیث اسکی متروک نہ ہوگی نظر کرنے لیے لکھی جائیگی۔

ان تصریحات ائمہ کو دیکھنے والے یقین کر سکتے ہین کہ جس قسم کی ابن عدی یا امام بخاری نے جعفر کی توثیق کی ہے یہہ بمنزلہ جرح ہے صحت حدیث کے لیے کافی نہین۔

اور جو امام سیوطی نے ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ کا اسحدیث کو حذیفہ و جابر بن عبداللہ و ابن عمر وغیرہ سے روایت کرنا بیان کیا ہے اس بھی اسحدیث کی صحت ثابت نہین ہوتی۔ آن حضرات کو خوب معلوم ہے کہ صرف روایت مستلزم صحت نہین اور نہ ان کتابون مین (جنمین وہ حدیث ہے) صحت کا التزام ہے اور نہ خاصکر اسحدیث کی سندین جو ان کتابون مین موجود ہین صحیح اور جرح سے بری ہین۔

ابوداؤد کی حدیث کی (جو حذیفہ سے مروی ہے) یہہ سند ہے حدثنا محمد بن ابی کثیر انا سفیان عن عمر بن محمد عن عمر مولی غفرۃ عن رجل من الانصار عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلعم ان لکل امۃ مجوسا الخ اس سند مین ظاہر ضعف و انقطاع

موجود ہے - اسکے راویون مین عمر مولے غفرہ ضعیف ہے - تقریب مین اوسکو ضعیف

عمر مولی غفرۃ ضعیف کثیر الارسال (تقریب التہذیب ص۲۸۰)

کہا ہی اور بیان کیا ہی کہ وہ اکثر حدیث مین ارسال کیا کرتا ہے - اسکی سند مین انقطاع یہ ہے کہ جو شخص حذیفہ سے روایت کرتا ہے اسکا نام نہین لیا گیا - صرف رجل من الانصار (ایک آدمی انصاری) کہا گیا ہے جو راوی کو حذف کر دینے کی برابر ہے - شرح نخبہ

وانما ذکر التعلیق فی قسم المردود للجہل بحال المحذوف فان قال جمیع من احذفتہ ثقات جاءت مسئلۃ التعدیل علی الابہام من غیر تسمیۃ المعدل کما اذا قال حدثنی الثقۃ من غیر ان یسمیہ اختلف فیہ عند بعضہم یکتفی بہ وعند الجمہور ومنہم الخطیب والفقیہ ابو بکر الصیرفی لا یکتفی بہ فی التوثیق ولا یقبل حتی یسمی (شرح شرح نخبہ ص۳۷)

مین کہا ہے معلق کو قسم مردود مین اسلیے ذکر کیا گیا ہے کہ محذوف راوی کا حال معلوم نہین ہوتا اور اگر محذوف راوی کو حذف کنندہ نام لینے کے بغیر ثقہ بھی کہدے تو جمہور محدثین کے نزدیک پھر بھی اسکو ثقہ نہین مانا جاتا جب تک کہ اسکا نام نہ لے -

اور ابن ماجہ کی حدیث کی (جو جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے) یہ سند ہے حدثنا محمد بن المصفی الحمصی ثنا بقیہ بن الولید عن الاوزاعی عن ابن جریج عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم ان مجوس ہذہ الامۃ الخ - اس سند

محمد بن المصفی بن بہلول الحمصی القرشی صدوق لہ اوہام وکان یدلس (تقریب التہذیب ص۳۲۸)

مین کئی راوی ضعیف ہین از انجملہ محمد بن مصفی ہے تقریب مین کہا ہے کہ یہہ وہمی تہا - اور تدلیس (بے سنی روایت کو سنی ہوئی جتانا) کیا کرتا -

بقیۃ بن الولید صدوق کثیر التدلیس عن الضعفاء (تقریب التہذیب ص۵۴)

از انجملہ بقیہ بن ولید ہے یہہ بھی مدلس ہے چنانچہ تقریب مین کہا ہے اور اس روایت کو

وحکم من ثبت عنہ التدلیس اذا کان عدلا

ان کا یقبل منہ الا ما صرح فیہ بالتحدیث (شرح نخبہ صـ۴۲)	وہ لفظ عن کا لایا ہے اور اصول حدیث مین ثابت ہے کہ مدلس کے لفظ عن والی

روایت مقبول نہین ہوتی -

اِن حدیثون کے علاوہ بھی جو اِن کتب مین اس مضمون کی حدیثین پائی جاتی ہین وہ بھی غوائل جرح سے خالی نہین مگر خوف تطویل اسکی تفصیل سے مانع ہے - اور ہمارے دعوی کی تصدیق کے لیے یہہ دو تمثیلین کافی ہین -

اور جو امام سیوطی یا ابن طاہر نے کہا ہے کہ اس حدیث کی بعض سندین صحیح کی شرط پر ہین اس سے بھی اسحدیث کی صحت ثابت نہین ہوتی اولا اسلیے کہ یہہ وہی تصحیح وتعدیل مبہم ہے جسکا مقبول نہ ہونا شرح نخبہ سے منقول ہو چکا ہے - اسحدیث کی کوئی خاص سند بیان کر کے صحیح بتائی جاتی تو اسپر نظر کیجاتی -

ثانیا اسلیے کہ صرف سند کے صحیح ہونے سے حدیث صحیح نہین ہو سکتی جب تک متن حدیث کا علت اور شذوذ سے بری ہونا ثابت نہ ہو یہہ امر بھی اِن حضرات

دیکھو مجمع البحار وتدریب راوی	کو معلوم اور اونکی تصانیف مین مرقوم ہے اور ہمارے رسالہ کے نمبر۸ جلد۸ مین بصفحہ۲۰۶ باسم شہاد کلام ابن الصلاح اس امر کا کامل ثبوت گذر چکا ہے -

بالجملہ ابن ظاہر یا امام سیوطی نے جو کچھہ قزوینی یا ابن الجوزی کے جواب مین کہا ہے اس سے اسحدیث کا (جسمین قدریہ کو مجوس کہا گیا ہے) صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا - گو اسحدیث کا موضوع ہونا مشکوک ہو -

(دوسرا جواب)

ان سب احادیث کو صحیح مان لین اور پہلی حدیث (متضمن ذم خوارج) کی طرح صحیح بخاری مین موجود فرض کرلین تو بھی وہ ان احادیث صحیحہ سے برگشتہ نہ ہونگی جنہین

چور زانی سے ایمان کا خارج ہوجانا اور قتل مسلمان کا کفر ہونا اور عورتوں کا نوحہ کا فر ہونا اور نسب غیر سے نسب ملانی اور بوقت مصیبت نوحہ کرنے اور غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے بھاگ جانیکا کفر ہونا اور کذب خیانت وعدہ خلافی - وشتنام دہی کا نفاق (چھپا کفر) ہونا اور بے امانت کا بے ایمان اور عہد شکن کا بے دین ہونا) - اور قاطع رحم کا بہشت مین داخل نہ ہونا اور باغی کا واجب القتل ہونا،، بیان ہوا ہے اور جس حالت مین ہمارے سنی بھائی کیا اہلحدیث اور مقلدین مذہب حنفی و شافعی ان احادیث صحیحہ کی تاویل کرتے اور یہہ کہتے ہین کہ ان احادیث مین کفر سے کفر عملی اور ناشکری اور کفر معروف سے چھوٹا کفر مراد ہے اور بے ایمان و بے دین سے ناقص مومن اور ناکامل دیندار مراد ہے اور بہشت مین داخل نہ ہونے سے اولاً و بلا سزا داخل نہ ہونا مراد ہے وعلے ہذا القیاس اور بناءً علیہ وہ ان افعال کے مرتکبین کو کافر خارج از ملت نہیں سمجھتے چنانچہ انکے اقوال ان تاویلات کے متضمن مضمون کفر و کافر،، مین انشاءاللہ نمبر۱ و۱۱ جلد ۴ مین منقول ہوچکے ہین تو پہر ان احادیث مین اگر ان سب کو صحیح اتفاقی مان لین اس قسم کی تاویل سے کون مانع ہے - اور کیون جائز نہین کہ دین اسلام سے احادیث مذمت روافض وخوارج وغیرہ مین کامل دین مراد ہو - اور خوارج کو دین اسلام سے خارج کرنے اور زیدیہ قدریہ مرجیہ وغیرہ کلہن مین حصہ نہ ہونے سے یہہ مراد ہو کہ وہ اطاعت امام برحق سے خارج ہین اور دین اسلام سے بہرہ کامل نہین رکھتے چنانچہ جمہور علماء اہلسنت حدیث مذمت خوارج کے یہی معنے کرتے ہین اور بناءً علیہ خوارج وغیرہ اہل ہوا کو اسلام سے خارج نہین سمجھتے -

امام ابوسلیمان خطابی نے شرح حدیث مذمت خوارج مین فرمایا ہے چنانچہ کرمانی نے شرح بخاری مین نقل کیا ہے کہ اس دین سے جس سے خوارج کو خارج کیا گیا ہے

قال الخطابی الدین الطاعۃ ای طاعۃ الامام (حاشیہ بخاری ص۱۰۹ عن الکرمانی)

طاعت مراد ہے۔ یعنے خوارج امام برحق کی طاعت سے خارج ہونگے نہ خارج از ایمان واصل اسلام۔

اور امام **ابوسلیمان خطابی** نے فرمایا ہے چنانچہ امام **شوکانی** نے **نیل الاوطار** مین انسے نقل کیا ہے کہ علماء اہل اسلام اسپر متفق ہین کہ خوارج باوجود گمراہ ہونے کے مسلمانونکا ایک فرقہ ہے اور وہ سب انکے نکاح (اہل اسلام سے) اور انکے ذبیحون کو جایز وحلال سمجھتے ہین اور انکو کافر نہین کہتے جب تک کہ وہ اصل اسلام (توحید واقرار رسالت) سے متمسک ہین۔

قال الخطابی اجمع علماء المسلمین علی ان الخوارج مع ضلالتهم فرقة من فرق المسلمین واجازوا مناکحتهم واکل ذبائحهم وانهم لایکفرون ما داموا متمسکین باصل الاسلام (نیل الاوطار ص۷۷ جلد ۸)

اور **قسطلانی** نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ اکثر اہل سنت اصولیونکا یہہ مذہب ہے کہ فرقہ خوارج صرف فاسق ہے (یعنے کافر نہین ہین اور انپر اسلام کا حکم جاری ہے کیونکہ وہ کلمہ شہادت پڑہتے ہین اور نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام پر قائم ہین فاسق اسلیے ہین کہ وہ اپنی تاویل فاسد سے مسلمانون کو کافر کہتے ہین یہی تاویل انکو مسلمانون کے قتل کرنے اور انکا مال لوٹ لینے اور انکو کافر ومشرک بتانے کی طرف کہینچ کر لیجاتی ہے اور **قاضی عیاض** نے فرمایا ہے کہ خوارج کی تکفیر کا مسئلہ اہل کلام کے نزدیک اور مسائل کی نسبت مشکل

ذهب اکثر اهل الاصول من اهل السنة الی ان الخوارج فساق وان حکم الاسلام یجری علیهم لتلفظهم بالشهادتین ومواظبتهم علی ارکان الاسلام وانما فسقوا بتکفیرهم المسلمین مستندین الی تاویل فاسد وجرهم ذلک الی استباحة دماء مخالفیهم واموالهم والشهادة علیهم بالکفر والشرک وقال القاضی عیاض کادت هذه المسئلة ان تکون اشد اشکالا عند المتکلمین من غیرها حتی سال الفقیه عبدالحق الامام ابا المعالی عنها

فاعتذر بان ادخال کافر فی الملة واخراج مسلم منها عظیمة فی الدین قال وقد توقف قبله القاضی ابوبکر الباقلانی وقال لم یصرح القوم بالکفر وانما قالوا اقوالا تودی الی الکفر وقال الغزالی فی کتاب التفرقة بین الایمان والزندقة الذی یبتغی الاحتراز عن التکفیر ما وجد الیه سبیل فان استباحة دماء المسلمین المصلین المقرین بالتوحید خطا والخطاء فی ترک الف کافر فی الحیاة اهون من الخطاء فی سفک دم واحد (قسطلانی شرح بخاری ص ۹۸ جلد ۱۰)

مسئلہ ہے۔ امام عبد الحق نے امام ابو المعالی سے یہہ مسئلہ پوچہا تو انہون نے یہہ عذر کیا کہ کافر کو دین اسلام مین داخل کرنا اور مسلمانون کو دین سے نکالنا بڑا بہاری امر ہے۔ انسے پہلے قاضی ابو بکر باقلانی نے بہی انکی تکفیر مین توقف کیا اور کہا ہے کہ اہل اسلام نے صاف صاف انکو کافر نہین کہا ایسے الفاظ کہے ہین جو کفر تک پہنچا دیتے ہین۔ اور امام غزالی نے کتاب تفرقہ بین الایمان والزندقہ مین کہا ہے سزاوار یہی امر ہے کہ انکو کافر کہنے سے بچین جب تک اوسکی طرف راہ پاوین کیونکہ نمازی اور توحید کے اقراری مسلمانون کے خون کو مباح سمجہنا خطا ہے اور ہزار کافر کو زندہ چھوڑنے مین خطا کرنا ایک مسلمان کی خونریزی سے سہل امر ہے

ان اقوال کو امام شوکانی نے بہی نیل الاوطار مین نقل کیا اور اسکے بعد کہا ہے

قال ابن بطال ذهب جمهور العلماء الی ان الخوارج غیر خارجین من جملة المسلمین قال وقد سئل علی عن اهل النهروان هل کفروا فقال من الکفر فروا قال الحافظ وهذا ان ثبت عن علی

کہ امام ابن بطال نے فرمایا ہے کہ جمہور علما کا یہی مذہب ہے کہ خوارج مسلمانون سے خارج نہین۔ ابن بطال نے فرمایا ہے کہ حضرت علی سے (جنہون نے خوارج نہروان کو قتل کیا تہا) کسی نے پوچہا

حمل على انه لم يكن طلع على معتقدهم الذي وجب تكفيرهم عند من كفرهم قال القرطبي في المفهم والقول بتكفيرهم اظهر في الحديث قال فعلى القول بتكفيرهم يقاتلون ويقتلون وتغنم اموالهم وهو قول طائفة من اهل الحديث في اموال الخوارج وعلى القول بعدم تكفيرهم يسئلك بهم مسئلك اهل البغي اذا شقوا العصا ونصبوا الحرب قال وباب التكفير باب خطر ولا نعدل بالسلامة شيئا (نيل الاوطار ص۷۸ جلد ۷)

کہ کیا یہہ لوگ کافر ہین تو آپ نے فرمایا کہ کفر سے تو وہ بہاگ کر آئے ہین اسکے بعد حافظ ابن حجر سے اسپر ایک اعتراض نقل کیا پہر قرطبی کی کتاب مفہم شرح مسلم سے بعض اہلحدیث کا قائل تکفیر ہونا نقل کرکے قرطبی کا یہہ قول نقل کیا ہے کہ کافر کہنا خطرناک امر ہے اس سے بچنے کے برابر کوئی امر نہین ہے۔

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے کہ بعض اہلحدیث کا خوارج کو کافر کہنا کمال تعجب کا محل ہے اور اس امر سے غفلت پر مبنی ہے کہ خوارج وغیرہ اہل ہوا سے کتب حدیث خصوصا اصح الکتب صحیح بخاری مین روایت حدیث موجود ہے اور یہہ بات مسلم کل ہے کہ کافر کی روایت (اسکی شہادت کی مثل) مقبول نہین اسبات کو امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح کے دیباچہ مین خوب مفصل و مدلل طور سے ثابت کیا ہے پس اگر فرقہ خوارج وغیرہ اہل ہوا کافر ہوتے تو محدثین انکی روایات اپنی کتب حدیث مین کیون لاتے۔

دیکھو مقدمہ فتح الباری ص۱۰۵ و اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱

دیکھو صحیح مسلم ص۶

ہمارے زمانہ کے اہلحدیث اگر اسی ردی مذہب کو پسند کرتے ہین اور خوارج کو کافر خارج از اسلام جانتے ہین تو پہر وہ اپنے عمل و استدلال مین بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح کا نام نہ لین عمل بالحدیث کرنا چاہین تو اور کتابین تصنیف

وشاله فاذا كان معلوماً ان اثبات الباري
سبحانه انما هو اثبات وجوده لا اثبات كيفية
فكذلك اثبات صفاته انما هو اثبات وجود
لا اثبات تحديد وتكييف فاذا قلنا ان
وسمعٌ وبصرٌ وما اشبهها فانما هي صفات
اثبتها الله تعالى لنفسه ولسنا نقول معنى اليد
القوة والنعمة ولا معنى السمع والبصر العلم
ولا نقول انها جوارح ولا نشبهها باليد
وبالاسماع والابصار التي هي جوارح
وادوات الفعل۔ (حموی ص ۶۴)

کہنے فرع اور اسکی مثل ہے۔ پس جیسا
یہ امر معلوم ہے کہ اسکی ذات کا اثبات
صرف اسکے وجود کو ثابت کرنا ہے نہ اس
وجود کی کیفیت کو ایسا ہے اسکی صفات
کا اثبات اون صفات کے وجود کو ثابت
کرنا ہے نہ ان صفات کی کیفیت کو۔ پس جب
ہم کہتے ہین کہ اوسکا ہاتھ ہے یا سننا دیکھنا تو
اسکے یہی معنی ہین کہ ان صفتون کا وجود
اوسمین ہے نہ ہم یہ کہتے ہین کہ ہاتھ سے
قوت مراد ہے اور سننے دیکھنے سے جاننا
اور نہ یہ کہتے ہین کہ یہ چیزین خدا کے کام کرنیکے آلات (اعضا) ہین جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ
وغیرہ ہمارے کامون کے آلات ہین۔

اور بصفحہ ۲۸ حمویہ قاضی ابو بکر باقلانی کے رسالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ

فان قيل فما الدليل على ان لله وجهًا
ويدًا فقيل قوله ويبقى وجه ربك
ذو الجلال والاكرام وقوله تعالى ما
منعك ان تسجد لما خلقت بيدي فاثبت
لنفسه وجهًا ويدًا فان قال فلما انكرتم
ان يكون وجهه ويده جارحة ان كنتم
لا تعقلون وجهًا ويدًا الا جارحة قلنا
لا يجب هذا كما لا يجب اذا لم نعقل حيًا

خدا کے لئے مونہہ اور ہاتھ ہونے پر کیا دلیل
ہے تو اوسکے جواب مین کہا جاویگا کہ خدا
کا یہ قول ہے کہ اوسکا مونہہ باقی رہیگا۔ اور
یہ قول کہ "میںنے آدم کو ہاتھ سے بنایا"۔ اسپر
اگر وہ یہ سوال کرے کہ پھر تم خدا کے لئے
الات (اعضا) ہونیسے کیون انکاری ہو
جس حالت مین تم مونہہ اور ہاتھ بجز ان آلات
(اعضا) اور کسی چیز کو نہین سمجھتے اسکے

کرین جنہین خوارج وغیرہ اہل بدعت سے روایت نہو یا سابق کتب حدیث مین کوئی ایسی کتاب بتا دین جسمین روایت اہل ہوا کا دخل نہ ہو اور وہ اُنکے سبھی ضروریات علمیہ و اعتقادیہ کے لیئے کافی و وافی ہو۔ یہہ نہایت نامناسب اور متناقض امر ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ موجودہ کتب حدیث کے راویون کو کافر بھی سمجھین اور اُنکی روایات پر اعتماد بھی کرتے رہین۔

اِن جوابات* احادیث متضمن تکفیر اہل بدعت کو پڑہکر امید ہے ہمارے منصف مخاطب

* اِن جوابات کو جنہین اصلی اور واقعی اہل بدعت کا دین سے خارج نہونا ثابت کیا گیا ہے ہمارے عیر بھائی اہل حدیث جو اپنے علاتی بھائی حنفیہ وغیرہ مقلدین کو بدعتی قرار دیکر دین سے خارج کرتے ہین اور اونکے ایمان و اسلام وغیرہ حسنات کو باطل و بے اعتبار ٹہراتے ہین انصاف کی نگاہ سے دیکھین۔ اور یہہ خیال فرمائین کہ جس حالتمین اصلی اور واقعی بدعتی بحکم نصوص نبویہ و مذہب سلفیہ دین سے خارج نہین تو اُنکی تجویزی و فرضی بدعتی کیونکر خارج از دین ہو سکتے ہین۔

وہ پہلے اپنے فرض و تجویز کو بھی انصاف سے دیکھین کہ وہ کہانتک صحیح ہے۔ اور اسی انصاف کے وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید (مجدد مذہب اہلحدیث) کی کتاب مستطاب ایضاح الحق کو سامنے رکھ لین جسمین آپ اپنے زمانہ کے مرتکبین بدعات کو بدعتی کہنے سے روک گئے اور صاف لکھ گئے ہین کہ بعض فعلون کو ہمنے بدعت کہا ہے انکے مرتکبین کو جو سنی ہین کوئی بدعتی نہ کہے۔ آپ کا اصل کلام یہ ہے جو ایضاح الحق مطبوع دہلی کے صفحہ ۳۵ مین ہے سکد سازد باید دانست کہ ہر چند در شرع شریف بسیاری از افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق شمردہ اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق بر شخص خاص ہمین بسا درے شود کہ عقیدہ کفر و نفاق ندارد و ہمچنین باید فہمید کہ ہر چند ہزاران ہزار امور از قسم بدعت ست کہ پارہ از ان بطریق نمونہ درین مقام ذکر کردہ شد۔ اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت بر شخص خاص ہمین معنی فہمیدہ

نوٹ لائق توجہ اہلحدیث

اہل فسق و بدعت کو اسلام سے خارج نکرینگے۔ اور کسی گناہ یا بدعت (جو صریح کفر معروف نہو) کے سبب اُنکے ایمان و اسلام کو باطل و بے اعتبار نہ ٹہرائین گے

میشود کہ شخص مذکور عقیدۂ بدعت میدارد پس بنا بر ارتکاب اقسام باقیہ از بدعت حقیقیہ وجمیع اقسام بدعت حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکہ از معدود کردن بعضے افعال واقوال واخلاق از شعب کفر ونفاق مقصود ہمین ست کہ سامعین ازان اجتناب نمایند نہ آنکہ آنچہ در قرآن مجید از احکام کفار ومنافقین وارد شدہ بر صاحب افعال واقوال واخلاق مذکورہ مطلقاً اجرا باید کرد ہمچنین از تعداد اقسام بدعت درین مقام مقصود ہمین ست کہ سامعین از جمیع اقسام مذکورہ اجتناب نمایند وراہ سنت خالصہ اختیار کنند نہ آنکہ آنچہ در حدیث شریف از احکام مبتدعین واہل بدعات از قسم حبط اعمال ایشان وحرمت توقیر ایشان واجتناب از عیادت ایشان واحتراز از مجالست ایشان ومخالطت ایشان وممنوعیت ابتدائے مفاتحہ در کلام وسلام بایشان بر مرتکب قسمی از اقسام مذکورہ مطلق اجرا نمایند حاشا کہ کسی از منصفان حق طلب این راہ افراط وغلو پیماید نعوذ باللہ من ذلک ،،

مولانا مرحوم کی اس کلام پر جو یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قیام مبدء سے حمل مشتق واجب ہوتا ہے یعنے جو شخص کوئی فعل کرتا ہے وہ اسکا فاعل ضرور کہلاتا ہے پھر بدعت کرنے والا کو مبتدع کیون نہ کہا جائے۔ اسکا جواب ہم اشاعۃ السنۃ مین کئی جگہہ دے چکے ہین (دیکہو نمبر ۱۱ جلد ۶ ونمبر ۷ جلد ۷ وغیرہ) جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہہ عام خیال ہے شرع نے بہت امور کو کفر کہا ہے پھر انکے مرتکب کو کافر نہین کہا۔

اس کلام کے اخیر مین جو مولانا مرحوم نے اصلے اہلبدعت کے احکام (ترک سلام وکلام وغیرہ بیان فرمائے ہین وہ اسی اصول وغرض ونیت پر مبنے ہین جو آنحضرت وصحابہ وتابعین وغیرہ آئمہ کی مہاجرت وترک مکالمت کی وجہ وغرض بیان کی گئی ہے اور آیندہ بھی بیان ہوگی لہذا یہہ کلام مولانا مرحوم ہمارے مقصود کا مخالف اور مدعا مخاطبین کا موافق ومؤید نہین ہے۔

اور ہمارے سوال (مندرج صفحہ ۳۶۳) کے جواب مین صاف اقرار کرینگے کہ جن لوگون سے بعض اعمال بد یا عقائد غلط کے سبب ولِلّٰہ بغض رکھتے ہین انہین بعض

اور جو اس کلام مین منجملہ احکام اصلی اہلبدعت حبط عمل کو شمار کیا ہے اس سے یہہ متصور نہین کہ اصلی اہلبدعت کا ایمان و اقرار اسلام بھی باطل و بے اعتبار ہے بلکہ اس سے اس عمل اہلبدعت کا باطل ہونا مراد ہے۔ جو انہون نے از خود نکالا ہو۔ جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا ہے

من احدث فی امرنا ھذا لیس منہ فھو رد (مشکوۃ ص ۱۹)

جس نے ہمارے دین مین وہ کام نیا نکالا جو ہمارے دین مین نہین وہ کام مقبول نہ ہوگا۔

یہہ کسی نص سے ثابت نہین ہوتا کہ اہل بدعت کا (اصلی کیون نہ ہون) کلمہ پڑہنا یا کوئی نیک عمل کرنا مقبول نہین ہے۔

اور جو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص مدینہ مین کوئی بدعت نکالے

عن علی عن النبی صلعم المدینۃ حرم ما بین عائر الی کذا من احدث فیھا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل۔ (صحیح بخاری ص ۲۵۱ و صحیح مسلم ص ۴۴۱)

یا کسی بدعتی کو جگہ دے اسپر خدا کی اور فرشتون کی اور تمام لوگون کی لعنت ہے اس سے نہ صرف قبول جائیگا نہ عدل یہہ حبط اعمال اہلبدعت مین نص نہین ہے۔ اسمین صرف و عدل سے صرف نوافل و فرائض ہی کا مراد ہونا متعین نہین ہے جیسا کہ ہمارے امی بھائی اہلحدیث اردو تراجم کتب حدیث کی تقلید سے سمجھ رہے ہین۔ و بناءً علیہ بڑی یقین کے ساتھ اہلبدعت کی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ ایمان و اسلام کو باطل و بے اعتبار ٹہراتے ہین) بلکہ صرف و عدل سے اس حدیث مین اور معنے بھی مراد ہو سکتے ہین جنسے حبط اعمال ثابت نہین ہوتا۔

امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین فرمایا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ امام مازری فرماتے ہین صرف و عدل کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین صرف سے فرض مراد ہے عدل سے

بعض حسنات بھی ہین جنکی نظر سے وہ لِلّٰہ حُبّ کے بھی مستحق ہین پھر اُن سے محض بغض اور کلی عنت اور رکھنا بے شک غلطی ہے اور نصف حصہ حدیث حب للہ و بغض للہ

قوله لا يقبل الله منه يوم القيمة صرفا ولا عدلا قال القاضي قال المازري اختلفوا في تفسيرهما فقيل الصرف الفريضة والعدل النافلة وقال الحسن البصري الصرف النافلة والعدل الفرضية عكس قول الجمهور وقال الاصمعي الصرف التوبة والعدل الفدية وروي ذلك عن النبي صلعم وقال يونس الصرف الاكتساب والعدل الفدية وقال ابو عبيد العدل الحيلة وقيل العدل المثل وقيل الصرف الدية والعدل الزيادة قال القاضي وقيل معنى لا تقبل فريضة ولا نافلة قبول رضى وان قبلت قبول جزاء او قيل يكون القبول ههنا بمعنى تكفير الذنب بهما قال وقد يكون معنى الفدية ههنا انه لا يجد في القيمة فداء يفتدي به بخلاف غيره من المذنبين الذين يتفضل الله عز وجل على من يشاء منهم بان يفديه من النار بيهودي او نصراني كما ثبت في الصحيح (شرح مسلم ص ۴۴۱)

نقل حسن بصری اسکے برعکس صرف سے نفل عدل سے فرض مراد بتاتے ہین۔ اصمعی کا قول ہے کہ صرف سے توبہ مراد ہے عدل سے فدیہ۔ یہہ مراد خود آنحضرت صلعم سے مروی ہے امام یونس فرماتے ہین صرف سے اپنی کمائی عدل سے بدلہ مراد ہے۔ امام ابو عبید فرماتے ہین عدل سے حیلہ مراد ہے۔ کوئی کہتا ہے عدل سے مثل مراد ہے۔ کوئی کہتا ہے صرف سے خونبہا مراد ہے۔ عدل سے زیادتی قاضی عیاض فرماتے ہین بعض اسکے یہہ معنی کرتے ہین کہ اسکے فرض و نفل خوشی سے قبول نہ ہونگے اگرچہ بطور جزا قبول کیے جائینگے بعض کہتے ہین کہ نوافل و فرائض کے قبول نہ ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ اُسکے گناہون کا کفارہ نہ ہونگے۔ قاضی عیاض نے فرمایا ہے یہان یہہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ وہ قیامت کے دن فدیہ نہ پائیگا جسکو اپنے بدلہ دے سکے جیسا کہ اور گناہگار مسلمانون کے (جنپر خدا فضل کرنا چاہیگا) یہود و نصاریٰ فدیہ ہونگے۔

کو پس پشت ڈالدیتا ہے

باقی میرا حصہ ۹ مین

قسطلانی شرح بخاری مین کہا ہے۔ قاموس مین ہے حدیث مین صرف سے توبہ مراد ہے عدل سے فدیہ یا نفل و فرض اور اسکا عکس۔ یا صرف سے وزن مراد ہے۔ عدل سے پیمانہ۔ یا صرف سے کمائی۔ عدل سے فدیہ یا حیلہ۔ اسی معنے کر خدائے تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ کفار صرف کی طاقت نہ رکھین گے۔ یعنے اپنی جان سے عذاب کو پھیر نہ سکین گے۔ بیضاوی نے کہا ہے۔ صرف سے شفاعت مراد ہے۔ عدل سے فدیہ۔ اسکے بعد قاضی عیاض کے وہ اقوال نقل کیے ہین) جو کلام امام نووی کے خاتمہ مین منقول ہو چکے ہین۔ اور جب بشہادت اکابر علماء اسلام و معاہدات حدیث و قرآن سعدیث مین صرف و عدل سے اور معنے بھی مراد ہو سکتے ہین۔ جنہین ربط اعمال کیطرف اشارہ بھی نہین تو پھر اس حدیث کو ربط اعمال اہلبدعت مین پیش کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

قال فی قاموس الصرف فی الحدیث التوبۃ والعدل الفدیۃ او ھو النافلۃ والعدل الفرض او بالعکس او ھو الوزن والعدل الکیل او ھو الاکتساب والعدل الفدیۃ او الحیلۃ ومنہ فما یستطیعون صرفا ولا نصرا معناہ فما یستطیعون ان یصرفوا عن انفسھم للعذاب وقال البیضاوی الصرف الشفاعۃ والعدل الفدیۃ وقال عیاض معناہ لا یقبل منہ قول ولا یرضا وان قبل منہ قبول جزاء وقد یکون معنی الفدیۃ ای یجد فی القیمۃ فدیۃ یفتدی بہ نحلا وغیرہ من سدنین لذ ینھضل اللہ عز وجل علی سرینا سعھم بان بعد ھن انذا بھود او بصرہ لو حکما فی الجملۃ۔

قسطلانی ص ۳۷۶ جلد ۱۰

وبہ ھما ابن سعد عن بعض اصحابہ ان بعد ان یاتی اعمر قوم ویمرون علی الحوض بنی وبینھم ما شاء اللہ ثم یحال بینی وبینھم یا خوذ انہ منی

اور جن لوگون کی حدیث حوض کوثر مین آیا ہے کہ میری امت کے بعضے لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے پھر وہ ہٹا لیے جائینگے۔ مین کہونگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

عالماً قادراً الا جسماً ان نقضی نحن وانتم بذلک علی اللہ سبحانہ وکما لا یجب فی کل شیئ کان قائماً بذاتہ ان یکون جوہراً لانا وایاکم لا نجد قائماً بنفسہ فی مشاہدتنا الا کذلک (حمویہ ص ۸۲)

جواب مین کہا جائیگا خدا کے ہاتہہ اور موہنہ کو آلات (اعضاء) سمجہنا لازم نہین جیسا کہ اوسکے زندہ اور عالم اور قادر ہونے سے ہم تم دونو جسم نہین سمجہتے اور اوسکی بذات خود قایم ہونیسے اسکا جوہر ہونا نہین سمجہتے

باوجودیکہ مخلوقات مین زندہ اور عالم اور قادر بجز جسم کسی اور چیز کو نہین دیکہتے اور نہ بذات خود قایم بجز جوہر کوئی چیز مشاہدہ کرتے ہین۔

اور بصفحہ ۱۰۰ حمویہ خود بدولت فرقہ مشبہہ (مجسمہ) کے حق مین فرماتے ہین۔ وہ خدا

اما الاولون فقسمان احدہما من یجریہا علی ظاہرہا ویجعل ظاہرہا من جنس صفات المخلوقین فہؤلاء المشبہۃ ومذہبہم باطل انکرہ السلف۔ (حمویہ ص ۱۰۰)

کی صفات کو مخلوق کے قسم سے سمجہتے ہین یہہ لوگ مشبہ کہلاتے ہین انکا مذہب باطل ہے جسپر سلف نے انکار متوجہ فرمایا ہے۔

اسکے بعد اہل تفویض کا یہہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ صفات خداوندی کے ظاہری

فالعلم والقدرۃ والکلام والمشیۃ والرحمۃ والرضی والغضب ونحو ذلک فی حق العبد اعراض والوجہ والید والعین فی حقہ اجسام فاذا کان اللہ موصوفاً عند عامۃ اہل الاثبات بان لہ علماً وقدرۃً وکلاماً ومشیۃً وان لم یکن ذلک عرض یجوز علیہا ما یجوز علی صفات المخلوقین جاز ان یکون وجہ اللہ ویداہ صفتان لیستا اجساماً یجوز علیہا

(نہ تاویلی) معنی (جو خدا کی ذات کو لایق ہین نہ لایق ومناسب بحال مخلوق) مراد سمجہتے ہین۔ پہر اسکی تشریح وتفصیل مین کہا ہے علم وقدرت وغیرہ جبکہ وہ صفات مخلوق ہون اعراض (قایم بغیر) ہین جو مخلوق کی ذات سے قایم ہین۔ اور ہاتہہ موہنہ وغیرہ (جبکہ وہ مخلوق کی طرف منسوب ہون) اعضاء واجسام ہین جو بذات خود قایم ہین اور جب

ہی گیا ہے کہ لارڈ کے نزدیک مکانات جنمیں غلام لگا بعض قانات بھی شامل ہونگے اکے نیام گرینگی تجویز ہے جو بیشک
ہو تو اسمین بھی اس پولیٹیکل مسئلہ کے صریح خلاف پڑیگا اقدام پایا جاتا ہے گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ اس تجویز
کو فسخ کرے کیونکہ تعریف قلوب رعایا کے مقابلہ میں اس منفعت قلیل کو جو ان کانات کے فروخت سے متوقع ہے
کچھ وقعت نہیں ہے خصوصاً سوداگریکہ یہ توقع ہے کہ سمین بہت خوبی کے برابر گورنمنٹ کا کوئی فرض نہیں ہے بالفعل کچھ
اس بارے کی بابت مختصر لفظوں میں ارشاد کیا ہو گورنمنٹ اسکی طرف کچھ توجہ فرمائی تو آئندہ ہم کو مفصل بیان
کرنیکی ضرورت نہ رہیگی اور یہ مضمون آئندہ نمبر میں ہی پایا جاتی ہے *

تحریر مسٹر بلنٹ مؤید تجویز اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۶ کا خلاصہ

اسپر آخری رائے قایم نکرنیکی وجہ

ناظرین اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۶ سے بخوبی مستحضر ہونگے کہ ہم نتائج و مقاصد تحریر مسٹر بلنٹ کی نسبت آخری رائے کیا قایم کرتے
ہیں اور بنا بر اعتقاد یکہ مکرمین حفظ و امن اہل حدیث کے لئے تجویز مفیدہ نمبر ۱۱ جلد ۶ کے علاوہ کیا تجویز نکلے گی ہمین
ولیکن مع وجود اس پولیٹیکل حالات اور ملکی انقلابات ہمکو کوئی رائے قایم کرنے اور کوئی تجویز بتانے کی اجازت نہیں دیتے
لہذا بالفعل ہم اس مسئلہ کو داخل دفتر کرتے ہین اور بجائے اسکے تجویز کے متفرق عبارات کتاب مسٹر بلنٹ کا
خلاصہ مطالب یہ مقام مین بیان کرنیسے پہلے پولیٹیکل حالات لکھے کیا یا اور اسکی تجویز کے اظہار کا موقع ملا تو ہمان ہی
مطالب کو اسکے لئے کافی سمجھا جائیگا اور انہی لائینون پر اس تجویز اس کا نقشہ کھینچ کر دینگے انشاء اللہ تعالیٰ -
وہ مطالب جو عبارات منقولہ نمبر ۳ و ۸ و ۹ مین پائے جاتے ہین (۱) مسلمانون کا خیال کہ گورنمنٹ
انگلشیہ کے مخالف نہین بلکہ موافق ہے اور وہ گورنمنٹ کے سچے وفادار رعایا ہین (۲) گورنمنٹ انگلشیہ
کو ہمیشہ ہمین خاص حمایت و حفاظت کرینگے تو وہ اور بھی وفادار ہو جائینگے (۳) انگلستان کو مسلمان
رعایا کی حفاظت نہ ہونے کے لئے مقتضیات عدہ و مساوات سے کچھ بڑھکر کرنا چاہئے (۴) آئندہ مسلمان
کی حمایت نہ کرنے پر واہی کرنا انکو مخالف بنا لینا ہے (۵) حج کا انتظام اس گورنمنٹ کا فوری فرض ہے
ہمین کوتاہی کرنیکے تہمت انکی حفاظت کا دعوی ایک فضول امر ہے (۶) سرحد کابل اور بیرون ہند جنکو
سخت نکالنے پیش آتی ہین جنکے دفع و تدارک مین گورنمنٹ نے بے پرواہی اختیار کر رکھی ہے - آئندہ بھی کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

مایجوز علی صفات المخلوقین (حمویہ ص ۱۰)	ان صفات کو خدا کی طرف نسبت کیا جائیگا

تو جو معنی مناسب بمخلوق وہ مراد نہین لئے جائینگے نہ صفت قدرت و علم سے اعراض (قایم بغیر) اور نہ ہاتہہ موہنہ وغیرہ سے جسم و جوہر۔

یہہ مجسمین اور مؤلین کے جواب مین آپ اور آپکے اسلاف کی گفتگو ہے یہی گفتگو بعینہ ہم اس عذر (پنجم) کی جواب مین کر سکتے اور کہہ سکتے ہین کہ خداوند تعالیٰ و تقدس کے بذات خود ہمارے ساتہہ ہونیکی صورت مین اسکا عرش برین پر نہونا اور پائخانون یا ناپاک مکانون مین ہونا تب ہی لازم آتا ہے جبکہ اوسکا عرش پر اور ہمارے ساتھ ہونا ایسا قرار دیا جائے جو ایک جسم کو دوسرے جسم کی نسبت حاصل ہوتا ہے۔ اور جس حالت مین ہم اور تم دونون اُس خداوند تعالیٰ و تقدس کو جسم قرار نہین دیتے اور نہ اوسکا عرش پر یا اپنے ساتہہ ہونا ایسا سمجہتے ہین جو ایک جسم کو دوسرے جسم کی نسبت ہوتا ہے تو پہر عرش پر ہونیکے ساتہہ اوسکا ہمارے ساتہہ ہونا کیا مشکل ہے اور ہمارے ساتہہ ہوا تو پائخانون اور ناپاک مکانون مین اسکا محدود اور اون مکانون کی کیفیات (خوشبو بدبو۔ تنگی فراخی۔ برائی۔ بہلائی کا موصوف ہونا کہان لازم آتا ہے؟ جو لوگ یہہ لوازم نکال کر معیت کی تاویل اور اوس تاویل سے وہ بزعم خود خدائی تعالیٰ کی تنزیہہ کرتے ہین اور خدا کے عرش پر ہونیکے نفی و تعطیل سے بچتے ہین وہ حقیقت مین تشبیہ و تعطیل دونون کے مرتکب ہوتے ہین پہلے انہون نے معنی معیت ذاتی خدا تعالیٰ کو لایق حال مخلوق قرار دیا پہر اس معیت ذاتی کو خلاف تقدس سمجہکر مٹایا اور تشبیہ اور تعطیل دونو کو اکٹہا کر دیا۔ اسمین جو اونہون نے خدا کی ساتہہ ہونیکے وہ معنی سمجہے ہین جو لایق و مناسب بحال مخلوق ہین یہہ تشبیہ ہے اور جو حقیقی معنی معیت ذاتی لایق بجلال خداوندی کو مٹایا ہے یہہ نفی و تعطیل ہے اُنکا یہہ کہنا کہ اگر خدا ہمارے ساتہہ ہو تو پہر وہ عرش پر نہین ہو سکتا اور اسکا پائخانون مین ہونا لازم آتا ہے بعینہ ویسا ہی جیسا منکر استواء کا یہہ کہنا ہے کہ

اگر خدایتعالی عرش پر ہو تو اوسکا عرش کے برابر یا اوس سے چہوٹا یا بڑا ہونا لازم آتا ہے یا وہ اس انسان کی مانند بن جاتا ہے جو چوکی یا چارپائی یا کشتی پر بیٹہا ہے انکا یہہ لوازم باطلہ نکالنا انکی اس سمجہہ کے تابع ہے جو خدا کی صفات کو مثل صفات مخلوقات قرار دینے مین انہون خرچ کی ہے ان صفات کی اصلی اور حقیقی معنی مناسب بجلال خداوندی سے یہہ لوازم ہرگز نہین نکلتے لہذا ان (معیت ذاتی کے لوازم نکالنے والون) کے جواب مین وہی کہنا کافی ہے جو استواء عرش کے لوازم نکالنے والون کے جواب مین آپ لوگون نے کہا ہے اور وہ بیان ہو چکا ہے۔

اس جواب کی تائید مین ہم خدایتعالی کے ہر شب آسمان دنیا پر نازل ہونیکی نظیر پیش کرتے ہین جسکی تسلیم مین (چنانچہ بصفحہ ۱۲ نمبر (۱) بیان ہو چکا ہے) شیخ ابن تیمیہ اور اوسکی اتباع کو کلام نہین ہے اور ان حضرات کی خدمات مین بادب واخلاص ملتمس ہین کہ جس حالت مین آپ لوگون کے اعتقاد مین خدایتعالی کے ہر شب آسمان دنیا پر اوترنے سے خدا کا عرش پر نہونا اور رات بہر اوسکے عرش کا اوس سے خالی (یا جدا) رہنا اور باقی ماندہ چہہ آسمانون کا خدا کے اوپر اور خدایتعالی کا اونسے نیچے اور اونمین محدود ہو جانا (جو پائخانون اور ناپاک مکانون مین محدود ہونے سے کچہہ کم خلاف تقدس نہین ہے) لازم نہین آتا تو پہر ہمارے ساتھ ہونیسے خدا کے اسکا عرش پر نہونا اور پائخانون مین ہونا کیونکر لازم آتا ہے۔؟

اس نزول کی تاویل کوئی علم یا رحمت سے کرے تو آپ لوگ اوسکو بدعتی وگمراہ کہتے ہین اور اگر اس نزول کو مثل نزول مخلوق قرار دے وبناءً علیہ بوقت نزول آسمان دنیا خدا کے عرش کو اس سے خالی کہے تو امید ہے کہ آپ لوگ اوسکو مجسم اور کافر قرار دین اور ان دونون (ماؤل ومشبہ) کے مقابلہ مین یہی بات کہین کہ اسکا نزول نزول مخلوق اور اجسام کی مثل نہین ہے کہ جہان اوسکا نزول ہو وہان اوسکا حلول ثابت ہو اور جہانسے

نزول ہوا ہو وہ مکان اوس سے خالی رہجائے لہذا ممکن ہے کہ باوجود عرش پر ہونیکے وہ خدا تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہو یہی بات آپ لوگ معیت مین کیون نہین کہہ دیتے کہ اوسکا ہمارے ساتھ ہونا مخلوقات اور اجسام کے ساتھ ہونیکے مانند نہین ہے لہذا جایز وممکن ہے کہ باوجود عرش پر ہونیکے وہ ہمارے ساتھ بھی ہو اور ہمارے ساتھ ہونے کی حالت مین وہ عرش پر بھی ہو۔

مین امید کرتا ہون کہ معیت کی تاویل کرنیوالے اگر فہم انصاف سے کام لینگے تو اس جواب ونظیر کو پڑہکر فورًا اسکی تاویل سے توبہ بنصوح اختیار کرینگے اور جو اسمین باوجود دعوے ترک تقلید شیخ ابن تیمیہ وغیرہ کی تقلید پر جمے ہوئے ہین اس سے رجوع کرینگے مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہان فہم وانصاف کو نصیبہ دشمنان سمجہا جاتا ہے فہم کو بدعت اور انصاف کو ضلالت پہیرا کر جو سمجہ کی بات کہے اوسکو فلسفی و بدعتی کہا جاتا ہے اور جو انصاف اختیار کرے اوسکو گمراہ ومخالف سلف عالی اللہ المشتکے والیہ المرجعی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اس جواب ونظیر کو پڑہکر حضرات مؤلین مدعیان اتباع سلف صالحین شاید عذر شنیم پیش کرین لہذا اوسکو بیان کرکے اوسکا جواب دیا جاتا ہے۔

فریق مؤل کا چہٹا عذر (یا تاویل)

دلیل کے رو سے تو ٹھیک بات وہی معلوم ہوتی ہے جو تمنے بیان کی ہے کہ نزول ومعیت مین کچھ فرق نہین لہذا نزول مین تاویل نہو تو معیت مین بہی تاویل کی حاجت نہین مگر ہم کیا کرین ؟ اس بات کی تسلیم سے خدا تعالی کی عرش کے ساتھ خصوصیت باطل ہوتی ہے اور عرش اسکی مقرری جگہہ نہین رہتی اسکا لامکان ہونا لازم آتا ہے یا اسکو ہر جگہہ کہنا پڑتا ہے۔

الجواب

معیت کی حقیقی نہ تاویلی معنی مراد قرار دینے سے خدا تعالی کی عرش کے ساتھ وہ خصوصیت

(جسکو اوس نے استوار سے بغیر کیا ہے) تو ہرگز باطل نہین ہوتی جو لوگ معیت کی حقیقی معنی مراد لیتے ہین اور اوسکی علم یا نصرت سے تاویل نہین کرتے اور بناءً علیہ وہ کہتے ہین کہ خدای تعالی ہمارے ساتھہ ہے جیسا کہ وہ عرش معلی پر ہے وہ لوگ خدای تعالی کو بجز عرش معلی کسی اور چیز پر (زمین پر یا کسی آدمی کے سر یا کسی پاک ناپاک مکان پر) مستوی نہین کہتے اور وہ اس استوار خداوندی کو جو عرش پر اسکو حاصل ہے کسی چیز کے لئے ثابت نہین کرتے اور نہ یہ امر معیت کی تاویل نکرنیکو لازم ہے۔

رہا یہ امر کہ معیت کی تاویل نکرنی اور خدا کو بندون کے ساتھ کہنے سے عرش اس کی مقرری جگہہ نہین رہتی اور اوسکا لامکان ہونا یا ہر جگہہ ہونا لازم آتا ہے اسکا ایک جواب تو یہ ہے کہ عرش کا خدا تعالی کے رہنے کی جگہہ ہونا اور اوسکا لامکان یا ہر جگہہ ہونا یا نہونا خدا اور رسول کی کلام سے کچھہ بھی ثابت نہین۔ نہ خدا تعالی اور اوس کے رسول نے یہ فرمایا ہے کہ عرش خدا کے رہنے کی جگہہ ہے۔ نہ یہ فرمایا ہے کہ وہ لامکان یا ہر جگہہ نہین ہے جیسا کہ یہ بھی نہین فرمایا کہ وہ لامکان اور ہر جگہ ہے۔ اور نہ اہل تفویض کا یہ عقیدہ ہے۔ پس اگر معیت کی تاویل نہ کرنیسے یہ لوازم نکلتے ہین تو اسکا الزام کس پر ہے اور ان لوازم مین اشکال یا محال کیا لازم آتا ہے۔ جو شخص ان لوازم کو محال اور خلاف تقدس و جلال قرار دیتا ہے وہ پہلے خدا اور رسول کی کلام سے یہ ثابت کرلے کہ عرش خدا کے رہنے کی مقرری جگہہ ہے یا یہ کہ وہ لامکان یا ہر جگہ نہین ہے تب صفتین خدا کی کسی آیت یا حدیث مین دار و اور ثابت ہین بیجھے یہ عذر و الزام پیش کرے۔ بالفعل اہل تفویض اس عذر و الزام کے جواب مین یہ کہہ سکتے ہین کہ ہم نہ خدا کو لامکان کہتے ہین نہ اوسکے رہنے کا کوئی مکان مقرر کرتے ہین نہ اوسکو ہر جای کہتے ہین نہ اوسکے ہر جگہہ ہونیکی نفی کرتے ہم اسکی صفت مین اسیقدر کہتے ہین جسقدر اوس نے اپنے حق مین خود کہا ہے کہ وہ عرش پر ہے اور وہ ہمارے ساتھہ ہے اس سے جو لوازم تم نکالتے ہو اونکی

نفی و اثبات و امکان و استحالہ سے ہمکو کچھہ بحث نہین ہے۔ اسکے جواب مین اگر کوئی شیر بہادر خدا و رسول کی شہادت سے عرش کا خدا کے رہنے کی مقرری جگہہ ہونا اور خدا کا ہر جگہہ یا لامکان نہونا ثابت کردیگا تو پہر اس الزام کا دوسرا جواب ہم یہہ دینگے

* اسکی ثبوت مین کوئی صاحب ان دلائل سے استدلال نکرین جنسے خدا تعالی کا آسمان مین یا عرش پر ہونا ثابت ہی اور وہ شیخ ابن القیم کی کتاب اعلام الموقعین سی بصفحہ (۳۴) نمبر (۲) مین منقول ہو چکے ہین۔ کیونکہ یہہ بات باتفاق فریقین (جوابات عذرات سابقہ مین) طی ہو چکی ہے کہ جو ان دلائل سے خدا کا عرش پر یا آسمان مین ہونا ثابت ہوتا ہی وہ ایسا نہین ہے جیسا کہ ایک مجسم چیز کا کسی مکان مین ہونا۔ اور جب ان دلایل سے خدا کا عرش پر یا آسمان مین متمکن یا لین ہونا ثابت نہوا تو پہر عرش یا آسمان کا خدا کے لئے مکان ہونا کیونکر ثابت ہوگا۔ اسوقت تک ان دلائل مین یہی تو بحث ہوئی ہی۔ پہر ان دلائل سی مکان کا اثبات کیا معنی رکہتا ہی۔

علاوہ یہہ کہ کون (کہین ہونا) اور مکان (جہان کوئی ہو) دونو متضائف (نسبتی) امر ہین جنمین سے ایک بجز دوسرے کے سمجہہ مین نہین آتا۔ جیسے باپ اور بیٹے کا لفظ ہی۔ بیٹے کے معنی تب ہی سمجہہ مین آتے ہین جب باپ کے معنی سمجہہ آوین ایسی ہی اسکا عکس ہے اور جس حالت مین خدا تعالی کا کون (ہونا) آسمان مین ہو خواہ عرش پر خواہ ہمارے ساتہہ زمین پر کسی کی سمجہہ مین نہین آتا کہ وہ کیسا ہی۔ اور اوسکی حقیقت کیا ہے تو اس کون سے اوسکا کوئی مکان کیونکر سمجہہ مین آسکتا ہے بدون اسکے کہ وہ خود یا اوسکا رسول بیان کری کہ اوسکا کوئی مقرری مکان ہی جسمین وہ رہتا ہی۔ اور یہہ بیان اون دلایل سی ہرگز ثابت نہین ہوتا۔

شاید عرش یا آسمان کو خدا کی رہنی کی جگہہ سمجہنے والے منجملہ اون دلائل کے اس حدیث کو جسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک لونڈی سی پوچہا کہ خدا کہان ہے جب اوس نے جواب دیا کہ خدا آسمان مین ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو مومن فرمایا ہے۔ یا اون آیات و احادیث کو جنمین خدائے تعالی کو فی السماء (آسمان مین) کہا گیا ہے اس بیان مین صریح دلایل سمجہین اور یہہ کہین کہ لفظ این عربی مین مکان سے سوال کے لئے بنایا گیا ہے اور لفظ

فقال لها این الله قالت فی السماء قال من انا قالت انت رسول الله صلعم اعتقها فانها مؤمنة (صحیح مسلم)
آمنتم من فی السماء — (ملک رکوع)
یرحمکم من فی السماء — (ترمذی)

(جو مذہب جسم کا جواب دیتے ہیں) کہ یہ لوازم تمہاری اس سمجھ کے تابع ہیں جو تم نے خدا کی صفت کو صفات مخلوق کی مثل قرار دینے میں صرف کی ہے۔ تمنے خدا کو اس مخلوق انسان یا حیوان کی مثل سمجھا ہے کہ جب وہ کسی دوسرے انسان یا حیوان کے ساتھ ہوتا ہے

فی معنی ظرف زمان یا مکان کے لئے پس خدا کی جگہ ثابت کرنیکے لئے ان الفاظ سے بڑھکر کونسی دلیل کار ہے اسکا جواب ہی سابقاً دیا جا چکا اور عموماً کلیۃً ثابت کیا گیا ہے کہ جو الفاظ خدا کی صفت میں وارد ہیں ذکے معانی مناسب حال مخلوق ہرگز مراد نہیں ہوا کرتے جب ہم این زید کے لفظ سے سوال کرینگے تو اسکے معنی یہی سمجھ جائینگے کہ او سکے رہنے کی جگہ کونسی ہے یا وہ اسوقت کس مکان میں ہے اور جب یہی لفظ خدا کی نسبت بولا جائیگا اور این اللہ کہا جائیگا تو اس سے یہ معنی ہرگز مراد نہ ہونگے کہ اللہ کس مکان میں ہے بلکہ ان جملہ یہ معنی یا ایسے ہی کچھ اور مراد ہونگے کہ خدا تعالیٰ کو مکان سے کوئی ایسا خاص تعلق ہے جسکا اوس نے اپنی صفت میں ذکر کیا ہے اور اس تعلق کا التزام لازم کیا ہے اسکی جواب میں اگر کسی نے یہ کہدیا کہ خدای تعالیٰ عرش پر ہے یا یہ کہ وہ آسمان میں ہے (جب کہ اوس لونڈی نے آنحضرت کے جواب میں کہا تھا) تو اوسکے معنی یہ نہ سمجھے جائینگے کہ عرش اوسکی جگہ ہے یا آسمان اوسکا ظرف (مکان) ہے اور وہ عرش پر یا آسمان میں رہتا ہے بلکہ اوسکے معنی اس قسم کے سمجھے جائینگے کہ عرش سے وسکو یہ خاص تعلق ہے جسکو اوس نے استواء (یا عرش پر ہونے) سے تعبیر کیا ہے اور اوسکا اثر یا لازمہ یہ ہے کہ وہاں سے خدا تعالیٰ کے احکام جاری ہوتے ہیں وہیں ملائکہ اور انبیا حاضر ہوتے ہیں وغیرہ سلسلہ جواب جو منتہی منتہی کا ہے کہ آسمان سے وسکو ایسا تعلق ہے جسکے اوسنے نزول سے تعبیر کیا ہے اور ... یہ ہے کہ لوگ جو وقت التجا و حاجت اوسکو بذریعہ دعا کے اوس سے نزول رحمت و اجابت کی

* اسکی تائید حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ کے کلام سے ہوتی ہے صفات میں اوپر کی بلکہ بیچ پر چڑھا دیتے ہیں اور نہیں کے افادات سے ہے جزاہ اللہ خیرا۔

** حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ کے فائدہ سے ہوتا ہے آپ تحریر سورہ سجدہ کے فائدہ میں فرماتے ہیں۔ پھر بیٹھے گا عرش پر (یعنی مقرر ہوگا حکم) ہر چیز کا۔ آسمان سے زمین تک پھر چڑھے گا (یعنی ہر ایک شے پر ہوگا) یعنی ہر کام کا حکم ہوگا پھر ایک شے پر ہوگا

تو اور کسی جگہ اسکی جگہ بن جاتی ہے اور وہ اپنی مقررہ جگہ میں نہیں رہتا غرض ایسا نقص کا اپنی جگہ اسکا ثبوت آپکے ذمہ ہے ہو، مخلوق کے ساتھ ہونا تو ایسے نہیں ہے یہ کیونکر جایز ہے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کے ساتھ ہو کر بھی اپنی مقررہ جگہ جس کا اس عورت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کے جواب میں خدا کہنے کو موسن فرمایا تھا تو اس کی وجہ اچنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں یہ ہے کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اسکی جو سمجھ میں آیا تھا وہ ہے

فیہ مذہب ۔۔۔ الامام ۔۔۔ غیر خوض فی معانی
اعتقاد ان اللہ ۔۔۔ فی السماء ۔۔۔ ونحوہ
والثانی وہو الذی یعتمد فان ۔۔۔ الافعال
المراد امتحانہا ۔۔۔ ہل ہو علی ۔۔۔ تقریر الجواب

معبود سمجھتی ہے جو وقت ۔۔۔ نہیں کہا جاتا۔ اسی وقت ۔۔۔ آسمان کو قبلہ بنایا جاتا ہے اور آسمان ۔۔۔

۔۔۔ وسکی رحمت و ہدایت کے نزول کی سمت کیجئے تو اسی ۔۔۔ کہ ہم ۔۔۔ جہاں خدا کو آسمان میں کہتا ہے۔ اور اگر کوئی اس معنی کو ۔۔۔ مخالف تفویض خیال کرے تو وہ ان الفاظ آمنتم ۔۔۔ اللہ فی السماء کے معنی جو پسند کرے قرار دے بہر حال ان الفاظ کے وہ معنی جو اس ۔۔۔ سے معنی ہم میں آویں اور جس سمت و طرف اور مکان سے منزہ ہے ہرگز تجویز نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی مسلمین و محدثین سلف سے کرتا ہو چنانچہ نووی شرح صحیح مسلم میں صاف لکھتے ہیں ہمارے ساتھی کہتے ہوئے ہیں۔ ہم اثبتین خدا کے مکان اور متمکن ہونیکی صریح نفی کرتے ہیں۔ اور گراب بھی حضرات نے سلمات و اعترافات کا خلاف کر کے خدا کے مکان اور متمکن ثابت کرنے لگیں اور اسبات کے مدعی ہو جاویں کہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ فی السماء کے وہی معنی مراد لے جو دینگے جو اینما زید اور زید فی الدار کے معنی سمجھ میں آتے ہیں تو اسکے مقابلہ میں ہم پھر آیات قرب و معیت کو پیش کرینگے۔ اور علاوہ ان

بہ چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر کے جلد ۲ صفحہ ۳ میں ان آیات کو پیش کیا ہے۔ حاشیہ در حاشیہ

مقررہ جگہ ہونا ثابت ہے ہم نہ مانیں اور نہ جدون کی وسعت جگہ ہونے کا ثابت ہے ہاں علیہ وسلم
جگہ ہونا کہاں نہ کہا جائے حضرت سوید بن خلاف وغیرہ کر اپنے مسلمات ارکان
کے مخالف ثبوت بیعت کی تاویل نہ کرتے ہے) ناحق بیہودہ بکواس کرتے ہیں اور دل سے وہ خوب

آیات و احادیث کا مضمون جن میں ان وجہات معین سے ہونا کہا ہے از انجملہ
ہے مضمون جن میں ہے وہ [illegible] جن میں لفظ

۱ وھو اللہ فی السمٰوٰت وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم
ما تکسبون (انعام رکوع ۱)
۲ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ (بقرہ ع ۱۴)
۳ [illegible]
ثم قرء ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن۔
(حدید ع ۱)
۴ [illegible]
۵ [illegible]

پر وقف ہے اور از انجملہ وہ آیات جن میں
یہ بیان ہے کہ جدہر تم ہو نہ ہیبر و خدا کا
موجہ وہیں ہے اور از انجملہ وہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
السمٰوٰت کے وہی معنے قرار دیئے جائیں جو

[illegible] کے وہی معنی کریں اور [illegible] کے معنی ہیں جیسے ہی [illegible] کرنے
کریں اور لفظ اثنتا جو جیسے وہی لفظ حدیث ہے اور جو لفظ [illegible] سے
شروع ہے لفظ کے موجہ کا موجہ [illegible] کے معنی کریں اور
لفظ علی جو اس حدیث میں ہے اور وہ ہی ظرفیت کے معنی دیتا ہے۔ حدیث سے کو
ساتویں زمین میں مگر محل نزول مخلوق ٹھہرا دیں۔ ایسی ہی آیات قرب و معیت کے معنی کریں
کیونکہ وہ بھی ظرفیت کے معنی پر مشتمل ہیں اور اگر وہ ان آیات و حدیث میں وہ تاویلیں
کریں جو یہ بیان کرتے ہیں اور حدیث این اللہ اور فی السمٰوٰت کی وہ ظاہری معنی میں جو ان زیادہ

۱۲ دیکھو تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۰ جس میں صفات پر وقف کرنا بعض کا قول بیان کیا ہے۔ کاتبہ وجاتبہ

جانتے اور مانتے ہیں کہ خدا کی صفات میں کلام کرنے کی فرع سے سب ہم کو اوسکی ذات کی کچھ حقیقت معلوم نہیں تو ہم اوسکی صفات میں کیونکر کلام کر سکتے ہیں۔ پھر ایسے لوازم کیوں نکالتے ہیں جو صفات مخلوق کے لوازم ہیں اور خدا و رسول کی طرف

(زید فی الدار کے معنی ہیں تو اسنے یہ کہدیا کہ صفت کون ہوئی و ریت اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق و مخاطب کون ہوگا۔ اس تفرقہ کی کرہ یہ وجہ پیش کریں کہ آیت اَيْنَ اللّٰهُ اور آیت فی السّماء (و جواسکے معنی ہیں) محکمات سے ہیں اور آیت قریب و آیت فی الارض وغیرہ متشابہات سو ہیں تو ہم کا ہی سابقاً ایک جواب یہ دیا گیا کہ کہ سی آیات و احادیث صفات یکساں ہیں متشابہات سو وہ بھی ایک درجہ شین پر ہیں دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس تقدیر پر یہ وہ انکی تاویل یا تفسیر کیوں کرتے ہیں جنکے وہ متشابہ مانتے ہیں اور اگر اسکی یہ وجہ پیش کریں کہ اَيْنَ اللّٰهُ وَفِي السَّمَآءِ کے مضمون کی آیات و احادیث بہت ہیں۔ وَفِي الْاَرْضِ اور قرب و معیت کی آیات و احادیث کے ہیں سلئے ہماس قدر قلیل کو تاویل اسقدر کثیر کے تابع کرتے ہیں تو اسکا ایک جواب یہ ہے کہ یہ دعوی محض خیال و سوداسی محال ہے اگر وہ لوگ انصاف سے احادیث و آیات جانبین کا مقابلہ و موازنہ نہ کرینگے تو جانب مخالف میں قلت ہی نہ پائینگے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جب دلایل ثبوت و دلالت میں مساوی ہوں تو پھر انکے عدد و قلت و کثرت کا کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا ایک آیت قرآن کا عمل و استدلال میں وہی رتبہ ہے جو دس یا سو یا دو سو آیت کا ہے مگر یہ بات وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جو علم اصول سے واقفیت رکھتے ہیں اور اسکو بدعت سمجھکر اس سے بے بہرہ نہیں ہیں بالجملہ فی السّماء اور فی الارض میں تفرقہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں ہے اور خدا کے لئے آسمان یا عرش کو مکان اور اوسکو اوس میں یا تنگ کہیں یا تنگ نہ کہیں تو زمین کو خدا کا مکان اور پھر خدا کو تنگ کہنے سے کوئی دلیل مانع نہیں ہے اور مجوزین مکان خداوندی کی آیات و احادیث منقولہ بالا سے استدلال ایک خام خیال ہے۔

بعض حضرات حدیث معراج کی اس فقرہ سے (جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بار جانب

(دیکھو صفحہ (۷) نمبر (۲) میں انکے اعتراضات۔

ان لوازم کے نکالنے کی اجازت نہیں ہے **افسوس! افسوس!! افسوس!!!**

اس جواب کو پڑھکر **شاید** حضرات مؤلفین مدعیان اتباع سلف صالحین غفر لہم (جو ہمارے خیال میں انکا آخری عذر ہے) اور اسکے سوا اس باب میں انکا ایسا کوئی عذر باقی نہیں رہا

فعلا به الی الجبار فقال وهو معکم اینما کنتم یا مخفف عنا (صحیح بخاری ص ۱۱۲۰) الضمیر للنبی صلی الله علیه وسلم ای امامهم فی مقامه الاول الذی قام فیه قبل هبوطه (فتح الباری)

باری میں پہنچا اس نمازوں کی تخفیف کے لئے جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے اور وہیں لفظ مکان وارد ہی) خدا کا مکان ثابت کرتے ہیں مگر یہ انکی سمجھ کی غلطی ہے اس فقرہ میں آنحضرت کو مکان کا ذکر ہے نہ خدا کے مکان کا۔

فقرہ کا مطلب (جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے) یہ ہے کہ آنحضرت اپنے وہیں مکان میں جہاں پہلے کھڑے ہوئے تھے جاکر کھڑے ہوئے (تخفیف نمازوں کے سایل بنے جو لوگ اس مکان کو خدا کے مکان کہیں وہ پہلے اس معنی کے احتمال کو دور کرلیں پھر اس حدیث سے تمسک کریں۔

شاید بعض حضرات اس حدیث سے جسمیں یہ بیان ہے کہ شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھا کر کہا کہ

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشیطان قال یارب ابرح اغوی عبادک ما دامت ارواحهم فی اجسادهم فقال الرب عزوجل وعزتی وجلالی وارتفاع مکانی لا ازال اغفر لهم ما استغفرونی (مشکوۃ ص ۱۹۶)

میں تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہونگا۔ خدا نے اپنی عزت اور جلال و بلندی مکان کی قسم کھا کر فرمایا میں انکو بخشتا رہونگا جب تک وہ مجھسے بخشش مانگیں گے۔ یا اسی قسم کی اور حدیث سے جنمیں لفظ مکان وارد ہو خدا کے لئے مکان ثابت کرنے لگیں مگر وہ یہ بات خیال میں نہ کریں کہ

صرف لفظ مکان میں نزاع نہیں ہے نزاع تو اسکے معنے میں ہے۔ وہ اس امر میں ہے کہ عرش یا آسمان خدا کے رہنے کا مکان جسمیں وہ مکین ہو) ہے یا نہیں ہے جسمیں غور اور تحصیل کی غرض سے متنازع فیہ تین امور

یقرء وما یعلم تاویلہ الا اللہ ویقول الراسخون فی العلم یدل علی ان الواو للاستیناف لان ہذہ الروایۃ وان ثبت بہا القراءۃ فاقل درجاتہا ان تکون خبرا صحیحا مسندا وصحیح الی ترجمان القرآن فیقدم کلامہ فی ذلک علی من دونہ ویؤید ذلک ان الآیۃ دلت علی ذم متبعی المتشابہ ووصفہم بالزیغ وابتغاء الفتنۃ وعلی مدح الذین فوضوا العلم الی اللہ وسمی المؤمنین بالغیب وحکی القراء فی قراءۃ ابی بن کعب ویقول الراسخون فی العلم واخرج ابن ابی داود فی المصاحف فی قراءۃ ابن مسعود ان تاویلہ الا عند اللہ واخرج الطبرانی وغیرہما عن عائشۃ قالت تلا رسول اللہ ہذہ الآیۃ ہو الذی انزل علیک الکتاب الی اولوا الالباب

کہ وہ اس آیت کو یون پڑہتے ہین ویقول الراسخون فی العلم جسکے معنے بجز اسکے کچہہ نہین بنتے کہ متشابہات کی تاویل بجز خدا کوئی نہین جانتا اور علم مین ثابت قدم بے سمجہے اوسکو مانتے ہین۔

اس روایت سے اگرچہ قران کی قرائت ثابت نہین مگر یہہ کم سے کم حضرت ابن عباس مترجم قران کی حدیث تو ہے جو بروایت صحیح اُنسے ثابت ہے اور وہ اون سے کم رتبہ اشخاص کے قول سے مقدم ہے۔ اس مذہب صحابہ کی مؤید یہ بات بہی ہے کہ خدا نے اس آیت مین تاویل متشابہ کے درپے ہونے والون کی مذمت کی ہے اور اونکی کجی اور فتنہ جوئی بیان کی ہے اور اسکے علم کو سپرد بخدا کرنے والون کی تعریف کی ہے جیسا کہ غیب پر ایمان لانے والون کی مدح فرمائی ہے۔ اور ابی بن کعب سے یہ قرارت بہی منقول ہے ویقول الراسخون فی العلم جسکے معنے یہہ ہین راسخین کہتے ہین ہم مان گئے اور ابن ابی داود نے مصاحف مین اعمش کی سند سے ابن مسعود سے یہ قراءت نقل کی ہے ان تاویلہ الا عند اللہ جسکے معنے یہہ ہین کہ متشابہ کی تاویل خدا ہی کے پاس ہے۔ اور بخاری مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ رض سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے یہہ آیت پڑہی اور فرمایا جب تم اون لوگون کو دیکہو جو آیات متشابہات کے درپے ہوتے ہین تو اون سے بچو یہہ

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رایت الذین یتبعون ما تشابہ منہا فاولئک الذین سمی اللہ فاحذروہم واخرج الطبرانی عن ابی مالک الاشعری انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اخاف علی امتی الا ثلث خلال

وہی لوگ ہین جنکا خدا نے نام لیا ہے کہ وہ ٹہیڑے ہین۔ طبرانی نے ابو مالک اشعری سے نقل کیا ہے کہ انہون نے آنحضرت کو یہہ فرماتے سُنا ہے کہ مجھے اپنی امتہ سے تین خصلتون کا خوف ہے ایک یہہ کہ اُن کو

ہے جو ہے اسکا ضمناً اوانشو چکا ہو) پیش کرین لہذا اسکا ذکر و جواب ہی ضروریات سے ہے

فریق مؤال کا ساتوان عذر (یا دلیل)

جواب عذر ششم اور اسکے حاشیہ سے یہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ معیت کے علم وغیرہ سے نکرنے سے خدا یتعالی کی عرش سے وہ خصوصیت جسکو اوس نے سنوا رکھا تھا کیونکر

معلوم ہوتے ہین (۱) وعدہ کے لئے سنوہ ٹھہرنے کے مکان کا ثبوت (۲) عرش پر آسمان کی سی معنی کر مکان ہونیسے خصوصیت (۳) خدا یتعالی کا خصوصیت کے ساتھ عرش پر آسمان کی سی معنی کر مکان ہونیسے خصوصیت (۳) خدا یتعالی کا خصوصیت کے ساتھ عرش پر آسمان کی سی معنی کر مکان ہونیسے خصوصیت (۳) خدا یتعالی کا خصوصیت کے

بنا علیہ اوہ وقت متدس غور کرینگے کہ اس حدیث مین کسی حدیث مین کسی حدیث مین لفظ مکان

(جو ہمکو منظور نہین ہے) نہین تو اس سے تنازع فیہ مکان کا ثابت ہونا کیونکر

صحیح ہے۔ اور یہ تو جایز نہین ہے کہ مکان ہمارے ان حدیثون مین جب کہ وہ نہ ہو

قرآن و حدیث صحیح کے خلاف ہے مین اس لفظ سے ثابت ہو جاوے

اس بحث و بیان سے ہر منصف کو یقین ہوگا کہ ان دلایل سے جو ذکر ہوئے

عرش پر آسمان کا ہونا ہی مکاشفہ وغیرہ کی وجہ سے ثابت نہین ہوتا۔ ایسا ہی اس قسم کی

دوسری حدیث جنمین مورد تنازع فیہا کی تصریح نہو سکا ثبوت ممکن نہین اور اگر

کسی حدیث مین مورد تنازع فیہا پر تصریح ہو پیش کرینگے تو اس حدیث کا ہونا

سے مکان ہونیسے ثابت ہو جانے سے ہمکو عذر ہوگا اس صورت مین عذر ہذا دلیل ششم فریق

کا جو اب ہمارے اس جواب کے صفحہ ۵۴ سے شروع ہے ۔

تنبیہات (۱) "واللہ باقی تمکے سمی جنہون نے مذکورہ بیان کیا ہے ہم کو ان الفاظ کے اصلی

معنی نہین سمجھتے بلکہ وہ حقیقی معانی کا علم ہی نہین رکھتے ہیں۔ یہ معانی کو صرف حقیقی معانی کے

سمجھتے ہین ہم ہمارا مذہب اور تحقیق یہ ہے

لیکن جو حدیث ہم نے ذکر کی ہے اور جسمین ہم مؤمنین اور کافرون مین فرق ہے یہ جایز ہین وہ باطل اسکی تفصیل ہم ذکر کرینگے

باطل نہین ہوتی - رہی اسکی عرش یا آسمان سے خصوصیت مکانی سو ثابت [illegible]
بالفرض ہو تو وہ بھی دور نہین ہوتی جب سے بحکم انصاف و تحقیق و ترک [illegible]
ماننا پڑتا ہے کہ معیت کی تفویض و ترک تاویل مین کوئی نقصان نہین مگر [illegible]
سبات کی تسلیم سے سلف صالحین اور بڑے بڑے ائمہ فقہا و محدثین کا اتباع [illegible]
ہے اونہون نے صاف کہہ رکہا ہے کہ خدا تعالے مخلوق سے باین [illegible]
اور وہ آسمان پر اور عرش کے اوپر ہے زمین مین ہے جو اسکو زمین مین [illegible]
معیت فی الارض کی تاویل نکرے وہ جہمی ہے چنانچہ حمویہ وغیرہ رسائل [illegible]
معیت مین عبد اللہ بن مبارک - علی بن مدینی یحیی بن معاذ - ابو بکر رازی ابو [illegible]
ابو نعیم - امام احمد بن حنبل وغیرہ متقدمین و متاخرین سے اس مضمون کے [illegible]

قال ابن خزیمة من لم یقر بان الله استوی علی عرشه فوق سبع سمواته بائن من خلقه فهو کافر مستتاب فان تاب والا قتل ثم القی فی مزبلة لا یتاذی بریح اهل القبلة ولا اهل الذمة [illegible]

ہین بلکہ ابن خزیمہ سے [illegible]
ہے کہ جو خدا کو مخلوق سے [illegible]
وہ کافر ہے [illegible]
نکرے تو اوسکو قتل [illegible]
[illegible]

چھینک دین (یعنی اہل اسلام کے مقبرہ مین دفن نکرین) تاکہ [illegible]
کافر جو مسلمانون کی پناہ مین رہتے ہون تکلیف نہ پاوین - اور امام احمد حنبل سے منقول

قال عبد الله بن احمد قال ابی ربنا تبارک وتعالی [illegible] علی عرشه بائن من خلقه وقدرته وعلمه فی کل مکان - × × × × × × ×
قال المروزی قلت لعبد الله ان خلا قال قول ما من نجوی ثلثة الا هو معهم [illegible]

ہے کہ خدا تعالی عرش پر [illegible]
کے اوپر مخلوق سے باین [illegible]
اوسکی قدرت اور علم ہر جگہہ [illegible]
کہ مین ویسا ہی کہونگا جیسا خدا [illegible]
کہین تین شخص چھپکر باتین کرینگے [illegible]

وکما اجاد وقہ علی غیرہ فقال قال ابو عبداللہ	ہوتے جہان وہ چوتھا ہو اس سوڑ ہاکر کچھ
ھذا کلام الجھمیۃ (رسالہ التعارض ص ۳۸ مختصرا)	نہ کہونگا کہ کہا کا علم امین چوتھا ہے تو یہ بھی

جہمیون کا کلام ہے۔ پس ہم لوگ جو تقلید (یا اتباع) سلف سے ماسوا ہین ان امامون کی خلاف کیونکر کرسکتے ہین؟ اور بعد کے علم سے تاویل کرنے اور یہ بات کہنے سے کہ زمانہ مین اور ہمارے ساتھ نہین ہے اسکی۔ ہنسے یا ہونے کی جگہ صرف عرش ہے کب رک سکتے ہین کہ اس تاویل اور اس بات پر بجز اقوال اون امامون کے اور کوئی دلیل نہ پاوین تو ہماری اون باتون کا جو ہمارے عذرات و دلایل کے جواب مین کہی ہین کیا جواب نہ دینگے؟

الجواب

اس عذر (یا دلیل) مین تو ہمارے عینے بہائیون (اہلحدیث) نے جو تاویل مین مستبلا ہین اپنے مذہب اتباع و تحقیق و ترک تقلید کو اسکے سبب انہون نے عام مسلمان سے وہابی کہلائے اور لامذہب نام رکھایا اور اسکی خاطر سالہا سال صدہا مصائب مالی و جانی اور اپنے علاتی بہائیون (اہل تقلید) کی دستی اور زبانی ایذاؤن کا تحمل کیا) ڈبویا اور اس فرقہ ناجیہ کا نام ہی کھویا جس تقلید (مقابل دلیل) سے اسکو شرک سمجھکر یہ لوگ بہاگے اور اسلئے لامذہب وہابی و نجدی کہلائے تھے اسی تقلید مین وہ یہان آکر پھنسگئے اور امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید چھوڑ کر شیخ ابن تیمیہ وغیرہ کے جو بدرجہا امام ابو حنیفہ سے کم رتبہ مین ہین کیونکر تقلید بنگئے ان لوگون کے حال پر اب یہ عربی مثل خوب صادق آرہی ہے کہ مینہ سے بہاگے اور پرنالہ کے نیچے آکھڑے ہوے۔

فرمن المطر وقام تحت المیزاب	اور پرنالہ کے نیچے آکھڑے ہوے۔

لہذا اس عذر (یا دلیل) مفہم کے جواب مین ہم کو صرف یہی کہنا کافی ہے کہ ہمارے تمہارے اصول مذہبی کے رو سے دلیل کے مقابلہ مین کسیکی تقلید جایز نہین ہے اور چونکہ جوابات واجبات سابقہ سے ان اقوال کا [illegible] ہونا ثابت ہوچکا ہے لہذا ان اقوال کی (بے حد و بجا کیون نہون) تقلید جایز نہین و بناءً اس بات مین ان لوگونکو

* اس کا بثبوت ہم عنقریب اس بیوپار مین دینگے جو رسایل حج و طلب امام وارث میں ہم کہا جا چکے ہین۔

اتباع و تقلید سے آپ مامور و مجاز اور ان اقوال کی تسلیم مین مجبور و معذور نہین - و مع ہذا ہم اپنی طرز سابق (تنزل و ترقی کے) مطابق اس عذر کے کئی جواب دیتے ہین -

پہلا جواب ہم ہرگز نہین مانتے کہ یہہ اقوال واقعی ان ائمہ (امام احمد بن حنبل و ابن خزیمہ وغیرہ) کے اقوال ہون اور بسند صحیح اون سے ثابت - کیون جایز نہین کہ یہہ موضوع و مکذوب ہون -

اس احتمال وضع و کذب کا مؤید یہہ امر ہے کہ جو خدا نے اپنی صفت مین فرمایا ہو وہی اسکی صفت مین کہنا اس سے تجاوز نکرنا عین سلف صالحین کا مذہب و اعتقاد ہے جسکو امام احمد بن حنبل رح خود بہی تسلیم کر چکے ہین (چنانچہ صفحہ ۱۲ نمبر ۱ مین انکا یہہ قول منقول ہے پہر امام احمد بن حنبل کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ جو شخص آیت نجوی (چہپ کر باتین کرنے والون مین خدا کی شمولیت کے متضمن) مین اسیقدر پر جو خدا نے فرمایا ہے اکتفا کرے اور اس سے تجاوز نکرے وہ جہمی ہے امام احمد حنبل پر کذب و افترا نہین تو اور کیا ہو سکتا ہے ایسا ہی اہل قبلہ کو تاویل (جو قطعیات[*] اور محکمات مین نہو) کے سبب کافر نکہنا سلف و خلف مین مسلم ہے اور چونکہ آیات صفات (استوا وغیرہ) بجز اتباع شیخ ابن تیمیہ کسی محقق اہل علم کے نزدیک قطعیات اور محکمات سے نہین ہین - متشابہات سے ہین لہذا ان آیات مین تاویل کرنا گو جمہور علماء کے نزدیک خطا یا ناجایز امر ہو مگر کسیکے نزدیک کفر نہین ہے بناءً علیہ جو لوگ خدا کے بذات خود عرش پر ہونیکو نہ مانین اسمین استیلاء و ملک وغیرہ کی تاویل کرین (چنانچہ اکثر متکلمین اشاعرہ وغیرہ کرتے ہین) وہ ہرگز کافر نہین کہلاتے گو اس تاویل مین وہ اہل تفویض کے نزدیک خطا پر ہین -

یہی وجہ ہے کہ قدیم اہل سنت نے معتزلہ وغیرہ اہل اہوا کو جو جملہ صفات وجودیہ خداوندی کی نفی کرتے ہین اور انمین تاویل کو دخل دیتے ہین کافر نہین کہا - اور صاف فرمایا ہے کہ ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہین کرتے -

لا نکفر احدا من اہل القبلۃ (شرح عقائد وغیرہ)

[*] اس قید کیوجہ اشاعۃ السنۃ نمبر (۷) جلد (۳) مین دیکہنا چاہئے جسکا خلاصہ یہہ ہے قطعیات مین تاویل تحریف و تکذیب کہلاتی ہے ۔

اور یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانہ کے باخبر اہل سنت جو اقوال سلف وخلف پر نظر رکھتے ہیں باوجود یکہ
خود صفات باری میں تفویض کا اعتقاد رکھتے ہیں) اپنے مخالفین اشاعرہ وماتریدیہ
وغیرہ متکلمین کو جو اسوا وغیرہ صفات کی تاویلیں کرتے ہیں کافر نہیں کہتے ہمارے اس
زمانہ کے فخر اہل سنت نواب صاحب بھوپال اتفاق وشرح اعتقاد وغیرہ تصنیفات میں عدم تکفیر
اہل قبلہ کو تسلیم کر چکے ہیں اور اپنے رسالہ احتواء علی مسئلۃ الاستواء (جو خاص کر مسئلہ
اثبات وتفویض صفات میں اپنے تالیف کیا ہے) کے دیباچہ میں فرماتے ہیں۔ اما بعد پوشیدہ
نہ رہے کہ جسطرح فروع مذاہب فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت میں چار گروہ ہیں حنفی مالکی
شافعی حنبلی اور اختلاف انکا آپسمیں تین سو کئی مسئلے سے زیادہ نہیں مدون تکفیر وتضلیل
ایک دوسرے کے اور ہر مذہب میں ان مذاہب سے جیسے اکثر مسائل موافق حدیث ہیں اسیطرح
بعضے مسائل مخالف حدیث بھی ہیں کہ وقت عرض کرنے فقہیات کے کتب احادیث پر معلوم
ہوتے ہیں اور جب اون کو موافق حدیث کر لو تو چاروں مذہب ایک مذہب ہو جاتے ہیں اور
کسی طرح کا نزاع باقی نہیں رہتا اور وہ ایک مذہب محدثین کا ٹھہرتا ہے اور مصداق
کامل فرقہ ناجیہ کا جسمیں صفت ما انا علیہ واصحابی ہے وہی ہوتا ہے اسیطرح اصول
عقاید میں تین گروہ ہیں حنابلہ وماتریدیہ واشعریہ۔ حنابلہ منسوب ہیں طرف امام
اجل احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے اور جمہور ظاہریہ واہل حدیث موافق انہیں کے عقاید کے ہیں
اور ماتریدیہ منسوب ہیں طرف امام ابو منصور ماتریدی کے جو تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم ابو حنیفہ
کوفی رضی اللہ عنہ کے ہیں اتریدیا ایک گانو ہے سمرقند کا ماوراء النہر وغیرہ میں انہیں کے عقاید پر جمہور
حنفیہ انکے پیرو ہیں اور ماتریدیہ کہلاتے ہیں اور اشعریہ منسوب ہیں طرف امام ابو الحسن
اشعری کے کہ دس واسطہ سے فرزند حضرت ابو موسیٰ اشعری صحابی رضی اللہ عنہ کے ہیں خراسان وعراق
وغیرہا میں انہیں کے عقاید کا رواج ہے اور مالکیہ وشافعیہ وحنبلیہ انہیں کے پیرو ہیں ماتریدیہ
سے کل بارہ مسئلوں کا اختلاف ہے باقی میں متفق اور حنابلہ واشعریہ میں قریب اختلاف نہیں مگر دو چار

متفرعات مین اور یہہ سب اختلافات نزدیک محققین کے تبعیہ باختلاف لفظی ونزاع صرفی ہین انہذا ایک دوسرے کی تکفیر وتضلیل نہین کرتے" اس کلام ہدایت نظام مین نواب صاحب موصوف نے داد حق دینے مین کمال کیا اور اسی وقت کے کم علمون کو (جو اپنے فہم وخیال سے کسی کو مؤول کسی کو منکر صفات بنا کر دایرہ اسلام یا اہل سنت سے خارج کرتے ہین اور سنی دانجی اوسی شخص کو سمجھتے ہین جانکا ہم خیال وہم مقال ہو) خوب متنبہ کردیا ہے کہ انکا یہہ خیال ومقال انکی بے علمی کا نتیجہ ہے اس قسم کی تاویل (یا انکار) ضروریات دین یا لوازم اہل سنت سے انکار نہین کہلاتا بلکہ یہہ تاویل (یا انکار) اُس تاویل (یا انکار) کی مانند ہی جو فروعی مسائل مین ہر کوئی اپنے مخالف کے زعم مین کرتا ہے۔ ومع ذلک وہ دایرہ اسلام یا اہل سنت سے خارج نہین ہوتا۔

اور یہی وجہ ہے کہ متشابہات (جنمین آیات وحدیث صفات داخل ہین چنانچہ رسالہ نمبر ۱۲ مین بصفحہ ۳۷ وغیرہ ثابت ہوچکا ہے) کی تاویل وعدم تاویل مین سلف (صحابہ وتابعین وغیرہ) سے اختلاف چلا آتا ہے چنانچہ شروع بحث مین (بصفحہ ۳۸۰ وغیرہ نمبر ۱۲ جلد ۷) یہہ اختلاف منقول ہوچکا ہے) اور طرفہ یہہ کہ شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ حمویہ مین اس اختلاف کے دونون جانب (تاویل وعدم تاویل) کا حق ہونا تسلیم کرلیا اور صاف کہدیا ہے کہ تاویل کے دوسرے معنے کلام کی تفسیر کرنا ہے ظاہر کے موافق ہو خواہ مخالف اسی معنی کرتا تاویل کو وہ لوگ جو علم مین (ثابت قدم مین) نیز جانتے ہین یہہ امر سلف کے قول خداومذہبی "الراسخون فی العلم" پر وقف کرنیکے سے چنانچہ ابن عباس ومجاہد وغیرہ سے منقول ہے) موافق ہے اور اس باب مین دونون قول حق ہین:۔

والمعنی الثانی للتاویل هو تفسیر الکلام سواء وافق ظاهره اولم یوافقه وهذا معنی التاویل فی اصطلاح جمهور المفسرین وغیرهم وهذا التاویل یعلمه الراسخون فی العلم فیقفون علی قوله ویقفون علی قوله ومایعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم کما نقل عن ابن عباس ومجاهد ومحمد بن جعفر بن الزبیر ومحمد بن اسحاق وابن قتیبة وغیرهم وکلام القولین حق یا عتبار یصح ان یقصد بالتاویل هذا تارة وهذا تارة آخر ولهذا نقل عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه هذا وهذا

(حمویہ ص ۴۰)

اور بناءً علیہ بڑے بڑے امام مفسر و محدث (بمقابلہ جمہور تارکین تاویل کم ہی کیون نہون) مذہب تاویل کو پسند کرتے ہین اور جابجا آیات و احادیث صفات مین تاویلین کرتے ہین اکثر کتب متداولہ کتب تفسیر و شروح حدیث کو ملاحظہ کیا جاتا ہے تو انمین امام نووی جیسے محدثون اور امام رازی و بیضاوی جیسے مفسرون کو اسی تاویل پر دیکہا جاتا ہے و مع ہذا انکو کوئی مسلمان کافر یا مبتدع نہین کہتا +

اور یہی وجہ ہی کہ جماعت اہل تفویض (جو آیات معیت و قرب و امثال ذلک کی تاویل نہین کرتے) ان آیات مین تاویل کرنیوالون اور ترک تاویل سے لوازم باطلہ (جنسے انکا مجسم پہر مؤول و معطل ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ عذر پنجم کے جواب مین اسکا بیان گذرا) نکالنے والون کو کافر نہین کہتے صرف مخطی قرار دیتے ہین۔

پس نظر بوجوہ مذکورہ کیونکر تجویز یا گمان نہ کیا جاوے کہ وہ قول جسمین خدا تعالی کو مخلوق سے باین اور بذات خود فوق العرش نکہنے والے کو کافر کہا گیا ہے اور کافر بہی ایسا کہ ذمے کافرون سے بدتر وہ امام ابن خزیمہ پر موضوع و مفترا ہے +

شاید ہماری منع (عدم تسلیم) صحت ان اقوال کے جواب مین ان اقوال کے حامی انکی صحت کے ثبوت مین یہہ بات پیش کرین کہ بعض کی تصحیح خود شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ حمویہ مین کردی ہی اور بعض ان اقوال کی تصحیح رسالہ عقیدہ صابونی مین موجود ہے اور امام احمد بن حنبل کا یہہ قول کہ خدا مخلوق سے بائن ہے خود انکے رسالہ عقاید* مین موجود ہے پہر ان اقوال کی صحت و ثبوت مین کیا شک ہے مگر وہ لوگ پہلے کتب اصول حدیث وغیرہ خصوصًا علوم الحدیث امام ابن الصلاح مشہور بمقدمہ ابن الصلاح اور عجالہ نافعہ و بستان المحدثین شاہ عبد العزیز مرحوم اور حجۃ اللہ البالغہ و انتباہ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم و اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ وغیرہ ملاحظہ فرماکر ان چند امور کی تحقیق کرلین (۱) صحت اقوال و اخبار کے اصول و شرایط کیا ہین (۲) تصحیح کس شخص کا منصب ہے اور اس منصب کے اہل کس زمانہ تک کے لوگ تسلیم کئے گئے ہین (۳)

* یہہ وہ رسالہ ہی جسکا ذکر نمبر (۱۲) جلد (۷) مین بصفحہ ۳۷۶ گذرا۔ اوسکی سرورق پر یہہ الفاظ ثبت ہین کتاب السنۃ من قول الامام المبجل والحبر المفضل ابی عبد اللہ احمد بن حنبل ۱۲

کسی کتاب یا رسالہ کا کسیکی تالیف ہونا کن وسائل سے ثابت ہوتا ہے (۴) متاخر زمانون کے اسناد کی نسبت متاخرین محدثین نے کیا کہہ رکہا ہے — وبناءً علیہ اگر کوئی اس زمانہ مین اپنی اسناد سے کسی قول یا کتاب کو قایل یا مؤلف سے ثابت کرنا چاہے تو اسکی کہانتک وقعت و اعتبار ہے پہر ان رسائل کے بہروسہ ان اقوال کی تصحیح کی ہوس کرے ہمارے نزدیک یہہ رسائل لایق اعتماد و اطمینان نہین ہین انمین کئی ایسے مسائل خلاف تحقیق و بے اصل مندرج ہین جنکا دواوین سنت صحیح بخاری و مسلم وغیرہ مین نام و نشان نہین و معہذا ان مسائل کی نسبت انمین یہہ دعوی کیا گیا ہے کہ زمانہ صحابہ سے لیکر زمانہ مؤلفین تک سب اہل سنت و اہل اثر ان مسائل پر متفق چلے آئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رسائل احمد بن حنبل و صابونی کی تالیف نہین ہین اور اگر ہین تو وضع اور تصرف غیر سے خالی نہین — ان مسائل کی تفصیل ہم اسوقت کرینگے — جب ان اقوال و رسائل کے حامی بلحاظ امور اربعہ مذکورہ ان رسائل یا انکے مسائل کو مؤلفین یا قائلین سے صحیح و ثابت کر دکہائینگے — بالفعل اس تفصیل سے تعرض بلا ضرورت تطویل ہے — اور مستان را سرود یاد دہانیدن کا مصداق —

دوسرا جواب

ہمنے مانا اور فرض کیا کہ یہہ رسائل ان علما کی تالیف ہین اور وہ اقوال ان آئمہ کے اقوال ہین ولیکن ان اقوال مین جو خدا کو مخلوق سے بائن کہا گیا یہہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر امام احمد بن حنبل اور عبداللہ بن مبارک اور ابن خزیمہ اور ابو نعیم وغیرہ اور انکی اساتذہ و اکابر دس بیس پچاس سو دو سو جمع ہو کر خود اپنی زبان سے یہہ بات کہین تو بہی اس کی تسلیم اور اسمین اونکی تقلید جایز نہین ہے — کیونکہ یہہ بات خدا نے اپنی صفت مین یا اوس کے رسول نے اوسکی صفت کہین نہین فرمائی — نہ قران و حدیث مین خدا کی صفت مین یہہ لفظ وارد ہے نہ اس لفظ کے مدعیون (قائلون اور ناقلون) نے اپنی کلام و رسائل مین قرآن

و حدیث مین اسکے وارد ہونیکا دعوے کیا ہے - ہمنے اپنے ہمعصر مدعیون سے بذریعہ تحریرات
اس لفظ کے قرآن و حدیث مین وارد ہونے کا ثبوت طلب کیا تو اونہون نے بھی کچھ
ثبوت پیش نکیا بلکہ قرآن و حدیث مین اسکے عدم ورود کو مان لیا - اور یہہ بات خود امام
احمد بن حنبل وغیرہ اکابر فرما چکے ہین کہ جو بات خدا نے اپنی صفت مین یا اوسکے رسول نے
اسکی صفت مین نفرمائی ہو خدا کی صفت مین اوسکا بولنا جایز نہین پھر انکی اسبات کی
تسلیم اور اسمین انکی تقلید کیونکر جایز ہے -

جو لوگ خدا کو مخلوق سے بائن کہنے مین تقلید یا اتباع سلف کے مدعی ہین وہ صریح
دھوکہ مین پڑے ہوئے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ وہ جسکو اس بات مین سلف بنا کر اسکی
تقلید کر رہے ہین اسکا سلف اس باب مین کون شخص ہے - وہ بھی کسی سلف یا مقتدا کی
اتباع سے ایسا کہہ رہا ہے یا وہ خود دین و عقادیات مین سلف و مقتدا ہے - اور وہ یہہ مسئلہ
کتب اصول و عقاید مین نہین دیکھتے کہ اعتقادیات مین بجز خدا و رسول کسیکی تقلید جایز
نہین - اور خاصکر خدا کی صفات مین تو کسیکو اپنی راے سے کچھ کہنا اور اسمین خود بخود
سلف و مقتدا بن جانا اور عام لوگون کو اوسکی تقلید کرنا جایز نہین -

اور اگر یہہ دعوے ہو کہ یہہ لفظ گو صاف و صریح طور پر وارد نہین مگر خدا کے عرش پر ہونے اور
زمین مین اور مخلوق کے ساتھہ نہونے سے یہہ امر مستنبط تو ہوتا ہے تو اسکا جواب
بکرات گذر چکا ہے کہ اسکا زمین مین اور مخلوق کے ساتھہ نہونا تو صرف تمہارا دعوے ہے جو بکا
صریح خلاف آیات قران اور حدیث مین موجود ہے اور عرش پر ہونیسے بائن ہونا ثابت
ہوجانا اسکا عرش پر ہونا ایسا وارد دیا جاوے جیسے ایک انسان کا چوکی یا تخت پر ہونا علاوہ
بران ایک جواب اسکا یہہ ہے کہ استنباط و اجتہاد سے خدا کی کوئی وصف جایز نہین ہم
جایز ہو تو خدا کو مجسم کہنا بھی جایز ہو جسکو آپ جایز نہین رکھتے - اور ایک جواب
اسکا یہہ بھی ہے جو اقوال مذکورہ کا ذیل جواب ذیل مین دیا جاتا ہے +

تیسرا جواب

ہم بپاس خاطر و تالیف قلوب حضرت مؤلین تہوڑے دیر کے لئے خدا کو مخلوق سے بائن کہنے مین ان علما کے مقلد بن جانے اور اپنے مذہب تحقیق و طلب دلیل سے دست بردار ہو جانے کو بہی حاضر ہین و بناءً علیہ ان حضرات سے خدا کے بائن ہونیکے دلیل قران و حدیث سے نہین پوچہتے ولیکن اس تقلید کے لئے بہی اتنا تو ضروری ہے کہ ہم بائن ہونے کے معنے اور اوسکی کیفیت تو سمجہ لین پہر اسکی تسلیم مین انکی تقلید کرین - ولہذا ہم نہایت ادب و تعظیم سے ان ائمہ اور انکی مقلدون سے پوچہتے ہین - کہ بائن ہونے سے انکی مراد کیا ہے - اگر غیر ہونا مراد ہے اور اس فقرہ سے انکا مطلب یہہ ہے کہ خالق عین مخلوق نہین ہے اور اوسکو مخلوق مین حلول و امتزاج (اختلاط) نہین ہے چنانچہ منجملہ علمائے مذکورین امام ابو نعیم اصبہانی کی کلام سے مترشح ہوتا ہے تو اس معنی کر اس لفظ کی

قال ابو نعیم ان اللہ بائن من خلقہ والخلق بائنون منہ لا یحل فیہم ولا یمتزج بہم (حمویہ ص ۶۵)

بولنے مین ہمنے ان اکابر کی تقلید اختیار کی مگر پہر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ پہر اہل تفویض (جو معیت کی علم وغیرہ سے تاویل نہین کرتے اور خدا کو زمین مین اور بندون کے ساتہہ کہتے ہین جیسا کہ اوسکو عرش معلی پر مانتے ہین) کے مقابلہ مین اس لفظ کے بولنے سے فایدہ ہی کیا ہے - کیا وہ لوگ مخلوق مین خدا کے حلول کے قائل ہین یا وہ مخلوق کے جسمون کے ساتہہ خدا کے جسم کو ملا ہوا سمجہتے ہین - یا وہ خالق کو عین مخلوق قرار دیتے ہین حاشا وکلا ہرگز نہین - اور اگر بائن کہنے سے انکی یہہ مراد ہے کہ وہ مخلوق سے جدا رہتا ہے اور ادرس نے اپنے رہنے کی جگہہ جدا بنا رکہی ہے تو وہ براہ مہربانی ہمکو اسکی صورت و کیفیت سمجہا دین کیونکہ عرش خود منجملہ مخلوقات ایک مخلوق چیز ہے پہر اسپر رہکر خدا مخلوق سے جدا کیونکر ہو سکتا ہے - اور اگر یہہ اعتقاد ہو کہ وہ عرش کے اوپر معلق لٹک رہا ہے جیسے کوئی جانور کسی درخت یا کوٹہے پر ہوا مین معلق ہوتا ہے چنانچہ ایک بزرگ نے امرتسر مین مجہے

ان یکثر لهم المال فتحاسدوا فیقتتلوا
وان یفتح لهم الکتاب فیاخذ
المومن یبتغی تاویله وما یعلم تاویله
الا الله الحدیث واخرج ابن مردویه
من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن
جده عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ان
القران لم ینزل لیکذب بعضه بعضا فما
عرفتم فاعملوا به وما تشابه فآمنوا به و
اخرج الحاکم عن ابن مسعود عن النبی صلی الله
علیه وسلم قال کان الکتاب الاول
ینزل من باب واحد علی حرف واحد وانزل القران
من سبعة ابواب علی سبعة احرف زاجر وآمر وحلال وحرام ومحکم و
متشابه وامثال فاحلوا حلاله وحرموا حرامه وافعلوا ما امرتم
وانتهوا عما نهیتم عنه واعتبروا بالامثال واعملوا
بمحکمه وآمنوا بمتشابهه وقولوا منا کل من عند ربنا
واخرج البیهقی فی الشعب نحوه عن حدیث ابی هریرة
واخرج ابن جریر عن ابن عباس مرفوعا انزل القران علی
اربعة احرف حلال وحرام لا یعذر احد بجهالته وتفسیر
تفسره العرب وتفسیر تفسره العلماء ومتشابه لا یعلمه
الا الله ومن ادعی علمه سوی الله فهو کاذب ثم اخرج
من وجه آخر عن ابن عباس مرفوعا بنحوه واخرج

بہت سا مال ملجاویگا جسپر وہ آپسمین حسد
اور لڑائیان کرین گے - دوسری یہہ کہ انکی
سامنے قران کہلے گا تو وہ اُسکی متشابہات
کی تاویل کرنے لگ جاوین گے حالانکہ
اونکی تاویل بجز خدا کے کوئی نہین جانتا -
ابن مردویہ نے بروایت عمرو بن شعیب آنحضرت
سے نقل کیا ہی کہ قران اسلئے نہین اوترا
کہ اُسکی ایک آیت دوسرے کو جہٹلاوے
تمکو جسکا علم ہو اوسپر عمل کرو جسکے معنی
مین اشتباہ ہو اوسپر ایمان لاؤ (کہ جو خدا
کی مراد ہے وہ ہمنے مانی) اس مضمون کی احادیث
حاکم نے ابن مسعود سے بیہقی نے ابو ہریرہ سے
ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کی ہین
ابن عباس کی روایت کے آخر مین آنحضرت کا
یہہ ارشاد ہے کہ قرآن مین آیات متشابہات
ہین جنکو بجز خدا کوئی نہین جانتا جو اونکے
علم کا مدعی ہو وہ جہوٹا ہے - ابن ابی حاتم
نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ہم محکم
پر ایمان لاتے ہین اور عمل بھی کرتے ہین - اور
متشابہ پر صرف ایمان لاتے ہین اور حضرت عائشہ رض
سے نقل کیا ہے کہ مومنون کی علم مین ثابت

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ایسا ہی کہا تھا اور ایک مجہول الاسم کتاب میں یہ لفظ دیکھا یا تھا کا لطائف الحجتی تو براہ مہربانی اسکو بتفصیل کریں کہ وہ کتنی دوری پر عرش کے اوپر متعلق ہے اور یہ لفظ اسکو جسم و محدود ہونیں کیسے ثابت کرتی ہے اور نیز جب وہ ہر شب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو اسوقت اس کا عرش کے اوپر متعلق اور مخلوق سے جدا رہنا کیونکر متصور ہے ؟

ہمارے ان سوالات پر اگر کوئی جلد باز اس مثل کا مصداق کہ تیری بات تیں سمجھا نہیں پر اسپر سوال دو کرتا ہوں یہہ اعتراض کرے کہ ان صفات متشابہات کی نسبت کیفیت وحقیقت کا سوال ہونے لگا صفات میں سوال کیفیت کا بدعت ہونا ہوں گیا اور اس صفت سے وہی لوازم باطلہ نکلنا شروع ہوگیا جو مولین و منکرین استوار کا لوازم نکالنا بیان ہوچکا ہے کہ خدا عرش پر ہو تو وہ اسکے برابر ہوگا یا بڑا یا چھوٹا وعلی ہذا القیاس تو اسکا ایک جواب یہہ ہی ثبت العرش ثم انقش پہلے چھت بنالو پھر اسپر نقش نگار کی تیاری کرو جس لفظ پر ہمنے یہہ سوال کئے ہیں پہلے اسکا صفات متشابہات سے ہونا ثابت کرلو پھر یہہ اعتراض پیش کرو ہمنے کسی صفت ثابت ومروی کی نسبت سوال کیفیت نہیں کیا۔ وہ زبان کٹ جائے اور وہ قلم ٹوٹ جاے جس سے خدا کی صفت کی نسبت جو اسکے یا اوسکے سوال کے بیان سے ثابت ہو سوال کیفیت سرزد ہو ہمنے تو تمہاری تحریر واستنباطی لفظ پر سوال کیفیت کیا ہے۔ یہہ لفظ مروی ہوتا تو ہم اسپر بلا توقف ایمان لاتے اور اسکی کیفیت وچگونگی سے ہرگز سوال نکرتے۔ چنانچہ خدا کا عرش پر ہونا اور اوسکا سنیدوں کے ساتھ ہونا جو ان وجوہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور جس حالت میں یہہ لفظ خدا کے اوصاف میں قرآن وحدیث میں وارد نہیں ہے۔ صرف آپ لوگوں کا اجتہادی اور استنباطی لفظ ہے تو پھر ہم اسپر صفات متشابہات کی طرح کیونکر ایمان لاوین اور آپکی تجویز و اجتہاد کو معدن وحی اور آپکی کلام کو متشابہات خداوندی کیونکر سمجھ لیں۔ آپکے الفاظ کی تقلید تو تب ہی کرینگے جب انکے معنی وحقیقت وکیفیت اچھی طرح پر اور

پورے طور پر آپ لوگون سے سمجھ لینگی ورنہ ہم من اور ادن عیسا یون مین کچھ فرق نہ ہیگا جو آپنے علما کی بجوز وا ہلیس زمثلاً توحید نے التثلیث و تثلیث نے التوحید) کو بے سمجھے بن سوچے مانتے ہین - اور جب مسلمان انپر عقلی اعتراض کرتے ہین اور توحید و تثلیث کا تناقض ہونا ثابت کرتے ہین تو وہ یہہ کہتے ہین کہ یہہ امور متشابہات سے ہین انکو بے سمجھے مان لینا واجب ہے - اور وہ یہہ نہین سمجھتے کہ متشابہات سے تو وہ مرے جو صاحب شریعت سے صاف طور پر ثابت ہوا اور اوسکی حقیقت کسیکی سمجھ مین نہ آوے ورنہ ہر علما مذہب خود اپنے اجتہاد و تجویز سے اقوال صاحب شریعت سے خود اپنے عقل سے استنباط کرین وہ متشابہات سے کیونکر ہو سکتا ہے

اعتراض سوال کیفیت متشابہات کا دوسرا جواب

ہمنے مان لیا اور فرض کیا کہ یہہ لفظ بائن قرآن و حدیث مین وارد ہے اور یہہ صفت متشابہات سے ہی جنکا بے سمجھے بن سوچے بلا چون وچرا تسلیم کرنا واجب ہے اور علیہ ہمنے اپنے ان سوالات کو واپس لے لیا (لیکن بصورت مین اس بائن ہونیسے ایسے لوازم (جو ایک مخلوق کے دوسری مخلوق کی نسبت بائن ہونیسے لگتے ہین) لگانا ہرگز جائز نہوگا اور معیت اور مینونیت خداوندی مین کچھ تناقض و تخالف نہ ہیگا و بنا ءً علیہ جیسا خدا الخلق سے بائن کہا جاویگا ویسا ہی اوسکو مخلوق کے ساتھ ماننا پڑیگا اور یون کہا جاویگا کہ خدا بائن جیسا کہ باوجود بائن ہونیکے عرش پر ہے اور ہر شب آسمان دنیا پر نزول فرماتے ایسا ہی باوجود بائن ہونیکے مخلوق کے ساتھ ہے اور زمین مین بھی ہے لہذا جیسا اسکو بائن ہونیکے ساتھ عرش اور آسمان دنیا پر کہتے ہو ویسا ہی بائن ہونیکے ساتھ زمین مین اور بندون کے ساتھ کہو - اسکے بائن ہونیکے لحاظ سے اسکی معیت و فی الارض ہونیکے کچھ دلیل نکرو

ان جوابات ثلثہ سے ناظرین باانصاف کو بخوبی واضح ہوگا کہ سائل ان عذرلنگین ہی سے بھاگتا ہے جسیکا انکو پہلے چھ صدر اور اقوال مذکورہ بالا جنکی تقلید کو وہ اتباع سلف صالحین سمجھتے ہین

ہرگز لایق تقلید نہین ہین اولاً ان اقوال کا قائلین سے ثبوت محل نظر ہے تا ہنگام (بفرض ثبوت) ان اقوال پر کتاب وسنت مین کوئی دلیل نہیں وانہذا وہ لایق تقلید نہیں ثالثاً (بفرض تسلیم تقلید قول بلا دلیل) ان اقوال کے ایسے کوئی معنی نہین بنتے جنکے رو سے انکی تقلید کیجاوے رابعاً (بفرض تسلیم تقلید قول بمعنی) آیات معیت سے انکو کوئی مخالفت نہین رہتی جنکی نظر سے آیات معیت مین تاویل حلال ہوسکے۔

بعض حضرات نے ان اقوال پر انعقاد اجماع کا بھی دعوی کیا ہے۔ ہمنے اس دعوی کو لغو سمجھکر اسکی نقل و جواب سے تعرض نہین کیا۔ وہ لوگ پہلے دو چار اشخاص سے تو ان اقوال کو ثابت کرلین پیچھے انکے دعوی اجماع کو دیکھا جاویگا۔ اور اگر وہ اس دعوی کا محل جواب سننا چاہین تو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۷ کا صفحہ ۳۳ وغیرہ ملاحظہ کرین جس مین احمد بن حنبل کا یہہ قول کہ اجماع کا مدعی دروغ گو ہے کتاب حصول المامول سے منقول ہے

خاتمہ مبحث صفات

ہمارے ان ابحاث وجوابات سے اہل علم باانصاف کو تو اچھی طرح واضح اور روشن ہوگا کہ معیت مین تاویل کرنے والون کے پاس اس تاویل کی ایسی کوئی دلیل نہین ہے جو ایک ذرہ کے برابر بھی وزن و وقعت رکھتی ہو لیکن انکا منکرین تاویل و مفوضین معیت رب جلیل کو بدعتی یا کافر بنانا اور اس خیال سے مسلمانون یا سنیون کا نمبر گھٹانا حق گوئی انصاف پروری نہین ہے (جسکے وہ مدعی ہین) ولیکن ان طول وطویل ابحاث وجوابات سے شاید عوام کو اہل تفویض واہل تاویل کے اتفاقی واختلافی امور کا پتہ نہ لگے اور ممکن ہے کہ ہمارے بعض بعض الزامی جوابات سوادنکے دلمین کچھ کچھ شبہات (تاویل یا تجہیل) پیدا ہون لہذا ادنکی تفہیم اطمینان کے لئے اس خاتمہ مین ان ابحاث کا خلاصہ اور اصل مسئلہ صفات کی نسبت سلف اہل سنت کا عقیدہ جسکے موافق اہل تفویض کا اعتقاد ہے اور اوسی پر ہمارے جوابات کی بنا ہے بیان کیا جاتا ہے ؛

خلاصہ ابحاث سابقہ

فریقین (مؤلین و مفوضین صفت معیت) کا ان امور پر اتفاق ہے کہ خدا تعالی عرش پر ہے جسکی حقیقت و کیفیت کا علم خدا کے سپرد ہے۔ اس سے سوال بدعت ہے اور اوسکی تاویل یا تفسیر اور اوس سے انکار ضلالت ہے۔ اوسکے ظاہری معنی مشابہ مخلوق قرار دینا تجسیم ہے اور اوس سے کچھہ بہی معنی مفہوم و مراد خداوندی نہ ماننا تجہیل۔ جس سے فریقین بری ہین **و معہذا**

فریق مؤول خدا کی عرش پر ہونے سے اسکی عرش اور جہت فوق سے خصوصیت مکانی نکالتے ہین اور بناءً علیہ اسکے زمین مین اور بندون کے ساتہہ ہونے کی نفی کرتے ہین اور جن آیات اور احادیث مین خدا کا زمین اور بندونکے ساتہہ ہونا صاف صاف بیان ہوا ہے انکو متشابہات سے قرار دیکر انکی تاویل کرتے ہین اور عدم تاویل سے لوازم باطلہ نکالتے ہین اور اپنے خیال کی تائید مین بعض اقوال علماء سابقین کو پیش کرتے ہین ؛

فریق مفوض معیت کی نسبت بہی وہی اعتقاد رکہتے ہین جو فریقین بالاتفاق خدا کی عرش پر ہونیکی نسبت اعتقاد رکہتے ہین وہ یہہ کہتے کہ جیسا خدا تعالی عرش پر ہے ویسا ہی وہ ہمارے ساتہہ ہے۔ اسکی حقیقت کا علم بہی خدا ہی کے سپرد ہی اور اوس سے سوال بدعت ہے اسکی تاویل (یا تفسیر) ضلالت ہے اسکی معیت کو معیت مخلوق کی مثل سمجہنا تجسیم ہے اسکے کچہہ بہی معنی نکرنا اور اس سے محض لاعلم بننا تجہیل۔ اور بجواب استنباط و تاویل و تجویز لوازم باطلہ و نقل اقاویل فریق مؤول وہ کہتے ہین کہ یہہ سب تمہارے قیاس کے نتائج ہین تمنے خدا کے عرش پر ہونے کو کسی بادشاہ کے تخت پر ہونیکی مثل خیال کیا اور اوسکے ساتہہ ہونے کا انسان وغیرہ مخلوق کے ساتہہ ہونے پر قیاس کیا تب ہی ان دونون وصف کو ایک دوسرے مخالف سمجہکر ایک کو قائم کیا دوسرے کو مٹایا اور اس فعل مین لوازم باطلہ سے کام لیا اور اپنے اور ہمارے اصول مقررہ و مسلمہ کا خلاف کیا دونون کو یکسان مجہول الکنہ نامعلوم الحقیقت قرار دیتے تو یہہ لوازم ہرگز نہ نکالتے اور نہ تاویل کرتے اور اقوال علماء جن سے تم تمسک کرتے ہو وہ کسیوجہ سے

لایق تمسک نہین ہین وہ بے دلیل بلکہ مخالف دلیل ہین ومعہذا مہمل و بے معنی +

عقیدہ سلفیہ

اس باب مین جو سلف صالحین کا اعتقاد ہے وہ شروع مبحث مین بصفحہ (۸) نمبر (۱) جلد ۹ وبضمن جوابات وابحاث سابقہ بہ تفصیل اور بضمن خلاصہ ابحاث سابقہ بالاجمال بیان ہوچکا ہے اور اس سے پہلے بہی نمبر ۶ جلد ۳ مین بصفحہ ۱۷۳ وغیرہ اس کا کافی بیان ہولیا ہے - اس مقام مین زیادہ تر اس امر کا بیان مقصود ہے کہ جملہ صفات خداوندی (استواء ہو خواہ معیت - ید - وجہ - نزول - وغیرہ) کی نسبت سلف اہل سنت واہل حدیث باوجود اس اعتقاد کے کہ وہ متشابہات سے ہین (جنکا علم بجز خدا کسیکو نہین ہے) ایمان کیونکر لاے ہین اور یہان لاعلمی اور علم کا اجتماع کیونکر ہوا ہے اور انکی لاعلمی اور اہل تجہیل کی لاعلمی مین کیا فرق ہے - پس واضح ہو کہ جب ہم ید - وجہ - نزول - استواء - معیت وغیرہ الفاظ انسان کے حق مین بولتے یا سنتے ہین تو انکے معانی سے دو امر ہمارے خیال اور مشاہدہ مین آتے ہین ایک تو ان چیزون کی حقائق ومبادی دوسرے انکے لوازم (یا نتائج) وافعال

تشریح وتمثیل

انسان کے ہاتہہ کی حقیقت ومبدا ایک ہڈی اور گوشت کا عضو ہے جسمین رگ وریشہ ہین اور اونگلیان ناخن وغیرہ اور اوسکا فعل یا لازمہ (یا نتیجہ) اس سے کچہہ پکڑنا - لینا - دینا - بنانا وغیرہ - انسانی مونہہ کی حقیقت ومبدا ایک ہڈی اور گوشت کا عضو ہے جسمین جبڑے ہین اور دانت اور زبان اور ناک آنکہین وغیرہ اور اسکا فعل ولازمہ ونتیجہ اس سے بولنا اسکے ساتہہ کسیکا مواجہ کرنا اس سے رضا ظاہر کرنا کہانا وغیرہ - انسانی نزول کی حقیقت ومبدا کسی بلند مکان یا رتبہ کو چہوڑ کر اس سے نیچے کے مکان یا رتبہ مین منتقل ہونا ہے اور اوس کا لازمہ یا نتیجہ یہہ ہے کہ اس انسان کو اوپر والے مکان سے علم وتصرف وتوجہ وشغل وغیرہ کا وہ تعلق نہین رہتا جو نیچے والے مکان سے ہوجاتا ہے استواء انسانی کی حقیقت

ومبدا کسی چیز پر بیٹھہ جانا یا کہڑے ہونا یا قرار پکڑنا ہے اور اسکا لازمہ ونتیجہ یہہ ہے کہ اس مکان یا چیز پر اسکو پورا پورا تسلط وتملک وقدرت ونشست وبرخاست وغیرہ کا تعلق ہوجاتا ہے۔ انسانی معیت کی حقیقت ومبدا اسکا دوسرے انسان کے ہمراہ یا ہمرکاب یا ہم پہلو یا ہم بستر یا ہم مجلس ہونا ہے اور اسکا لازمہ وفعل یہہ ہے کہ وہ اسکا مددگار اور اسکے حال سے خبردار ہوجاتا ہے وعلی ہذا القیاس۔

اور جب ہم ان صفات واشیا یا اسی قسم کے اور صفات واشیا کا اطلاق خدا کے حق مین قرآن وحدیث یا عام محاورات انسانی مین پاتے ہین تو انکے معانی سے امر اول کو جو ہمارے خیال مین گذرتا ہے ہم لایق تقدس خداوندی نہین پاتے اور جو حقیقت ہاتہہ۔ مونہہ۔ استوا معیت وغیرہ ہم سمجہتے دیکہتے اور سنتے ہین اور اوسکی تشریح کرچکے ہین اوسکو ہرگز جلال وتقدس خداوندی کے مناسب نہین سمجہتے اسلیے ہم صفات خداوندی کی نسبت امر اول کے علم کی نفی کرتے اور صاف کہتے ہین کہ ہم خدا کے مونہہ ہاتہہ استوا وغیرہ کی حقیقت کا علم نہین رکہتے اور اس حقیقت کی کوئی تفسیر یا تاویل نہین کرتے اور نہ اسکی کچہہ کیفیت بیان کرسکتے ہین اس حقیقت کی نسبت ہمارا ایمان وعلم یہی ہے کہ ہمکو اس سے لاعلمی ہے۔ ہان ان صفات واشیا کے معانی کے متعلق علم امر دوم سے ہم لاعلم نہین ہین اور خدا ورسول خطابات وتعلیمات اعتقادیہ کو ہم الغاز (چیستان) نہین سمجہتے کہ اس سے کچہہ بہی مطلب ومراد ہماری سمجہہ مین نہ آوے ولہذا ان صفات کے معانی سے امر دوم (اصل حقایق کے افعال ولوازم ونتائج) کے علم کے ہم مدعی ہوجاتے اور برملا کہتے ہین کہ ہم خدا کی صفات کے معانی کے لوازم ونتائج کو خوب جانتے ہین اور ان کو اپنی صفات کے لوازم ونتائج وافعال سے مناسب اور ملتے جلتے خیال کرتے ہین اور کبہی ہم اسی مناسبت ومیل جول کے نظر سے برملا تشبیہ کی بہی جرأت کر بیٹہتے ہین

بہہ کام ہم از خود اور اپنے عقل کے بہروسہ نہین کرتے۔ بلکہ اسمین اپنے ہادی ورہبر سید البشر

اور خدا تعالیٰ کی صفات (سمیع بصیر) کے ذکر مین اپنی آنکھون اور کانون کی طرف اشارہ بھی کر دیتے ہین جسمین فعل کو فعل سے (نہ مبدء کو مبدء سے) تشبیہ مقصود ہوتی ہے اور اسی علم لوازم و نتائج کے ساتھہ ہم اہل تجہیل سے ممتاز ہین پہر ان لوازم کے سمجھنے و نکالنے مین ہم بالکل آزاد ہے۔ قید نہین ہین کہ جو لوازم و نتائج انسانی صفات کے حقایق سے ہم سمجھتے ہین وہ سبھی خداوندی صفات کے لوازم و نتائج قرار دین بلکہ اسمین شرع اور عقل دونو کی قید مین ہین لہذا جن لوازم سے شرع نے خدا کی پاکی ظاہر کی ہے یا وہ صریح نصوص کے مخالف ہین وہ لوازم ہم

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہین آپ سے سنن ابی داؤد مین بصفحہ ۲۹۴ - اور تیسیر الوصول مین بصفحہ ۲۷۶ مروی ہے کہ آپنے خدا کا سمیع و بصیر ہونا بیان فرمایا

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء ہذہ الآیۃ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا الی قولہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع ابہامہ علی اذنہ والتی تلیہا علی عینیہ (ابوداؤد ص ۲۹۴)

تو اپنی انگوٹھی کو اپنے کان پر اور کلمہ کی انگلیون کو اپنی دونون آنکھون پر رکھدیا جس سے مقصود یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی سننے دیکھنے کو (جو آنکھون و کانون کے افعال و لوازم ہین) ہماری آنکھون اور کانون کے کام سے مشابہت و مناسبت ہے نہ یہہ کہ اوسکی آنکھین ہماری آنکھون کی طرح جسم یا اعضاء و آلات ہین ایسا ہی آپ سے تاریخ امام بخاری و سنن ابی داؤد مین بصفحہ ۲۹۴ منقول

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحک اتدری ما اللہ ان عرشہ علی سمواتہ ہکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ وانہ لیاط بہ اطیط الرحل بالراکب (ابی داؤد ص ۲۶۴)

ہے کہ اپنے خدا تعالیٰ کا عرش پر ہونا بیان فرمایا تو اسمین یہہ ارشاد کیا کہ عرش اسکے سبب ایسا چرچڑاتا ہے جیسا سوار کے سبب پالان چرچڑاتا ہے جس سے مقصود یہہ ہے کہ خدا کے عرش پر ہونیکا لازمہ و نتیجہ (عرش کا مغلوب و مقہور اور خدا کے تحمل سے عاجز ہو جانا) اس پالان کی چرچڑاہٹ کی مشابہہ ہے جو اپنے سوار کو اٹھا نہین سکتا اور اوسکے بوجہ سے

ہرگز کسی حقیقت خداوندی سے نہین نکالتے و بناءً علیہ ہم ہرگز نہین کہتے کہ خدا کے عرش پر ہونے یا اوسکی طرف ارواح ملایکہ و انبیاء کے چڑہنے یا اوسکی طرف اوپر کو اشارہ کرنیسے اسکا زمین مین اور بندون کے ساتہہ نہونا لازم آتا ہے - ایسا جن لوازم سے شرع بالکل ساکت ہے اور عقل انکی تجویز کی اجازت نہین دیتی انکو بہی ہم (باوجودیکہ ہم عقل کو حاکم نہین جانتے) صفات خداوندی کے لوازم نہین سمجہتے و بناءً علیہ ہم ہرگز نہین کہتے کہ خدا کے لئے مونہہ کے ہونیسے اسکا کہانا پینا رونا وغیرہ جو شرعاً ثابت نہین ہے لازم آتا ہے علی ہذا القیاس پس بناءً

قولہ ما اللہ قال الخطابی لیس المراد منہ تحقیق ہذہ الصفۃ ولا تحدیدہ علی ہذہ الہیئۃ انما ہو کلام تقریب یرید بہ تقریر عظمۃ اللہ - قولہ لیاط معناہ انہ یعجز عن احتمالہ وتعالی اللہ ان یکون مشبہا بشیء او مکیفا بکیفیۃ قولہ یضع ابہامہ قال البیہقی المراد بالاشارۃ تحقیق الوصف للہ بالسمع والبصر فاشار الی محل السمع والبصر منا لاثبات السمع والبصر للہ تعالی ولیس فی الخبر اثبات الجارحۃ تعالی عن شبہہ المخلوقین قال الخطابی وضعہ اصبعہ علی اذنہ وعینہ اثبات صفۃ السمع والبصر لا اثبات الاذن والعین لانہما جارحتان واللہ سبحانہ وتعالی موصوف بصفاتہ منفی عنہ ما لا یلیق بہ من صفات الادمیین -

(مرقات الصعود سیوطی)

چڑہا چڑہ کرتا ہے نہ یہہ کہ خدا تعالی کو اوس سے اوٹہایا ہوا ہے اور وہ خدا کے بوجہ سے چڑہ چڑہ جاتا ہے - امام ابو الحسن بیہقی و امام ابو سلیمان خطابی و امام جلال الدین سیوطی وغیرہ مقدمین و متاخرین نے ان احادیث کے ذیل مین خدا کے لئے اعضا اور اسکے عرش پر محمول ہونے سے تنزیہ و نفی کی ہے مگر جو اس حدیث مین صریح الفاظ اور فعل سے تشبیہ پائی جاتی ہے (جس سے سب اہل تفویض تبری و تحاشی کرتے ہین چنانچہ نمبر ۱۲ مین منقول ہو چکا ہے اسکی ایسی وجہ (جس سے خدا کی تشبیہ بمخلوق سے برات ہو کسینے بیان نہین کی یہہ وجہ جو ہمنے بیان کی ہے حضرت شاہ ولی کے کلام آیندہ سے مستفاد ہے ناظرین اہل علم اس وجہ کے بیان کو غنیمت سمجہکر اسکی قدر کرین اور اسکے صلہ مین پہلے حق جل و علی منہم الاسرار کا پہر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا پہر خادم القوم رسالہ اشاعۃ السنۃ کا جسکے ذریعہ سے ایسے اوق اسرار احادیث

علی ہذا الاصل خدا کے ہاتہہ سے ہم اسکا دنیا اور آدم ع یا آسمان کو بنانا سمجہتے ہین اور خدا کے
موہنہ سے اسکا قیامت کے دن مومنون کو اپنے دیدار سے مشرف فرمانا - اور اون سے خوشی و رضا
سے خطاب کرنا - اور اسکے عرش پر مستوی ہونیسے وہان سے اوسکے احکام جاری ہونا وہان
ملایکہ مقربین وغیرہ اصفیا کا حضوری دربار کے لئے حاضر ہونا اور اوسکے آسمان دنیا پر نزول
فرمانے سے اسکا مومنون کی حال پر خاص توجہ کرنا - اور اسکے بندون کے ساتہہ ہونے
سے اسکا حالات بندونسے واقف و مطلع ہونا اور انکی مدد کرنا و علی ہذا القیاس و معہذا ان معانی
مین کو ہم ید - وجہ - استوا - نزول و معیت کے اصل حقایق قرار نہین دیتے اور ان حقایق
کو ان معانی مین منحصر و محدود نہین سمجہتے جیسے مولین معیت علم و نصرت کو حقیقت معیت
قرار دیتے ہین اور اسکو اسمین منحصر و محدود سمجہتے ہین بلکہ ہم انکے حقایق کا علم خدا کے سپرد کرتے
ہین اور ان معانی کو ان حقایق کے لوازم و نتائج سمجہتے اور اس وجہ سے ہم جہمیون و معتزلہ
وغیرہ منکرین صفات سے (جو اصل حقایق صفات باری کی نفی کرتے ہین اور ان ہی تاویلی معانی
کو (جو اصل حقایق کے لوازمات سے ہین) ان صفات کے حقایق قرار دیے ہین)
ممتاز ہین -

اس تفصیل عقیدہ سلفیہ کے اصول (تفویض و عدم تاویل و تفسیر و عدم تشبیہ و اعتراف عدم ادراک
حقیقت و کیفیت وغیرہ) تو اکثر تالیف و رسایل اہل تاویل و اہل تفویض مین موجود ہے (چنانچہ
عبارات منقولہ نمبر ۱۲ - جلد ۷ و نمبر ۱ جلد ۲۸ سپر شاہد ہین) ولیکن جو حقایق اور لوازم معانی صفات
خداوندی کی تشریح اور لاعلمی و علم مین انکے باہم تمیز و تفصیل ہمنے بیان کی ہے یہہ ہمنے بجز تصانیف
حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے کہین نہین دیکہی اسمقام مین جناب ممدوح کا کلام اپنے
بیان کی تائید مین نقل کیا جاتا ہے اور چونکہ آپ کا ہر فن مین کمال مسلم اہل کمال ہے اور
آپکی امانت و استقامت مین مسلم اہل استقامت ہے لہذا امید ہے کہ آپکی کلام کو فریقین قول
فیصل سمجہینگے اور اس باب مین آیندہ کچہہ چون و چرا نکرین گے *

فلسفیہ کو دین میں صفت لہ غلط ہے
ان من عظم مواد الاباطیل ان صفات
لہ تعالیٰ واعتقادا انما ہی بفتح
باب ہذا العلم دینہ حتی ولد
الکشاف ما اضافت من الجہل والکذب
واعلم ان الحق تعالیٰ اجل من ان یقام بہ معنی
او محسوس او یحل فیہ صفات کحول الاعراض
فی محالہا او یعالیہ الحقوق والنواقص
او تتناولہ الالفاظ العرضیۃ والاوہام من
تعریفہ الی الناس لیکملوا ادراکہم
المتناہی بہم فوجب ان تجعل الصفات
بمعنی وجود عبارۃ عن وجود ذاتہ
مبادیہا فمعنی الرحمۃ ارادۃ
الانعام او نفس القلب والرقۃ وتسمیۃ
الفاظ تدل علی تسخیر الملک
لہ بنیتہ لتسخیرہ لجمیع الموجودات
فالعبارۃ فی ہذا المعنی اصح من
ہذہ۔

(حجۃ البالغۃ) یعنی ۔۔۔
محدثین کی ۔۔۔
کہ ۔۔۔
کہ جاوے یا یہ کہ اسمیں صفات کا ۔۔۔
موجبے عرض ۔۔۔ (اشعۃ اللمعات) ۔۔۔
مین طول ہوتا ہے یا یہ کہ ملوک ۔۔۔
کی تقلیل ۔۔۔
مین کرسکین ۔۔۔
ہے ۔۔۔
کہ ۔۔۔
الہ جو ۔۔۔ مین ۔۔۔ کے ۔۔۔
ممکن ۔۔۔
عنانکے ۔۔۔ صفات کا ۔۔۔
کہ ۔۔۔ تعالیٰ ۔۔۔ صفت ۔۔۔
سو ۔۔۔
مبادی ۔۔۔
بہتے ۔۔۔
مین ۔۔۔ اسمین موجود ۔۔۔ اور اللہ کی ۔۔۔
معنی ۔۔۔ ظاہر ۔۔۔

اسی معنی کر بادی کی جناب شاہ صاحب نفی کرتے ہین مطلق حقایق کی۔ چنانچہ بجا لکھا ہے آپنے ہمارے
ردید اور متکلمین کے جواب مین آپنے فرمایا ہے سبحانہ ہے لہذا کوئی صاحب اس کلمہ کے ظاہر پر شاید

ابن ابی حاتم من طریق العوفی عن ابن عباس قال نؤمن بالمحکم وندین بہ ونؤمن بالمتشابہ ولا ندین بہ وھو من عند اللہ کلہ واخرج ایضاً عن عائشۃ قالت کان رسوخھم فی العلم ان آمنوا بالمتشابہ ولا یعلمونہ واخرج ایضاً عن ابی الشعثاء وابی نھیک قال انکم تصلون ھذہ الآیۃ وھی مقطوعۃ واخرج الدارمی فی مسندہ عن سلیمان بن یسار ان رجلاً یقال لہ صبیغ قدم المدینۃ فجعل یسأل عن متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر وقد اعد لہ عراجین النخل فقال من انت فقال انا عبد اللہ صبیغ فاخذ عمر عرجوناً من تلک العراجین فضربہ حتی دمی رأسہ الحدیث (اتقان ص ۲۸۵)

قدمی یہی ہے کہ وہ متشابہ پر بن سمجھے ایمان لائے ہین۔ اور ابی شعثاء و ابن ابی نہیک سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے لوگو تم اس آیۃ والراسخون فی العلم) کو ماقبل سے ملا کر پڑھتے ہو اور حقیقت مین وہ ماقبل سے جدا ہے اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صبیغ نامی مدینہ مین آیا اور آیات متشابہات کے معنے پوچھنے لگا حضرت عمرؓ نے کھجور کی چھڑیان اُسکو مارنے کو تیار کر کے اُسکو بلایا جب وہ آیا تو اُسکو اُن چھڑیون سے ایسا مارا کہ اوسکا سر خون آلودہ ہوگیا۔

ایسا ہی عامہ کتب تفاسیر (بیضاوی - مدارک - جلالین - حسینی وغیرہ) اور عام کتب اصول (توضیح - تلویح - وغیرہ) مین ہے اور طرفہ یہ کہ سرگروہ فریق مولین شیخ ابن تیمیہ نے بھی رسالہ حمویہ مین اسبات کا اقرار کیا ہے کہ اس آیۃ مین (ولا یعلم تاویلہ الا اللہ) پر وقف کرنا اکثر سلف کا مذہب ہے اور یہ وقف صحیح ہے اور اس آیۃ کا یہ مطلب کہ متشابہ کی تاویل بجز خدا کوئی نہین جانتا تسلیم کر لیا ہے۔ گو تاویل کے معنے ایسے کئے ہین جو اونکی مجوزہ تاویل کو شامل نہو سکین لیکن یہ امر جداگانہ - اور ہنوز محل بحث ہے (جسکا بیان عنقریب مقام بیان خیال و مقال فریق مولی مین آویگا - انکے اقبال سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اس آیت کا مطلب انکے نزدیک بھی وہی ہے جو جمہور علما نے بیان کیا ہے کہ آیات متشابہات تاویل جائز نہین اور اوسکا علم خاصہ خدا ہے۔

وان یستعمل تشبیہات بشرط
ان لا یقصد الی انفسہا بل الی
معان مناسبۃ لہا فی العرف
فیراد ببسط الید الجود مثلا وبشرط

[illegible] معنی [illegible] اور یہہ بھی [illegible]
[illegible] شہر [illegible]
[illegible] مخلوق [illegible]
استعمال [illegible] معنی تسخیر کے [illegible]

سے بڑہکر فصیح اور کوئی لفظ نہین [illegible] تمام مخلوقات [illegible]
تسخیر و تسلط سے خبر دیتا ہی کیونکہ خدا کی کرسی جو عرش کی نسبت [illegible]
ہی پس چہ جائے عرش) اور یہہ بھی واجب ہوا کہ [illegible]

* جو اس میلان و نرمی کے لوازم [illegible]

** اس تشبیہ کے واجب ہونے کی وجہ [illegible]
خدا کی کسی صفت کو سمجھہ نہین سکتے [illegible] سچ پوچھو [illegible]
سے سمجھتے ہین - وہ کوزہ [illegible]
کو دیکھہ کر صانع عالم کے وجود کا یقین کرتے [illegible]
قادر ہونا پاتے ہین تو اسی سے خدا کے [illegible]
نے بھی قرآن وغیرہ کتب سماوی [illegible]
ان ہی الفاظ اور اسی پیرایہ مین جسمین تشبیہ [illegible]
چیز نہین جسمین یہہ ہدایت ہی کہ جو اسکی [illegible]
ہے - نہ اوسکی ذات یا صفات کو [illegible]
(جنکے علوم و کمالات کے وہی قدردان [illegible]
نہوتے تو فلسفہ نہ ان مسلمان فلسفہ کو دین [illegible]
فصل سوم قسم دوم کتاب النبوات مین فرماتے ہین [illegible]

الفرع الثانی انہ لا یجوز ان یصرح — جائز نہین کہ خدا کے وجود و صفات کے

[illegible] المخاطبين [illegible] صريحا
[illegible] في [illegible] البهيمية وذلك يختلف
[illegible] المخاطبين [illegible] يرى ويسمع
[illegible]

مگر اس شرط سے کہ ان تشبیہات مین عین وہ اشیا
جنمین تشبیہات کا استعمال ہوا ہے مراد نہون
بلکہ انکی لازمی اور مناسب معنی (بناءً علیہ)
[illegible] ہاتہون کو فراخ کہا گیا ہے اس سے
[illegible] ہوگی [illegible] سے مناسبت رکہتی ہے نہ اس انسان کے ہاتہون سے
[illegible] اس شرط سے کہ اس محاورہ کے مخاطبون
[illegible] دامن تقدس حیوانیت کی آلودگی
[illegible] ہوجاتا ہے اور لہذا بلحاظ ان مخاطبین
[illegible] یہ کہا جائیگا کہ وہ (خدا) دیکہتا اور
[illegible] انکو ضرور جسمانیت کا گمان ہوگا

[illegible]
الممكنات [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
المطلقين [illegible] حقائق الاشياء
(المطالب العالية في الحكمة المتعالية)

[illegible] کیونکہ عامہ خلائق کے دل
[illegible] کرتے ہین کیونکہ وہ اس سے
[illegible] ہے کہ وہ پہلے مخلوقات کی
[illegible] بیان کرے چنانچہ خدا نے فرمایا
[illegible] چیز نہین اسکی بعد وہ خدا کی وصف مین
یہ کہے کہ وہ بندون کے اوپر غالب ہے اسکی طرف پاک
[illegible] مستوی ہے (یعنی وہ الفاظ جنمین
[illegible] تشبیہ پائی جاتی ہے) اور
[illegible] کو ان حقایق کی بحث سے روکدے
[illegible] ذکی محققین کے جو حقایق اشیاء پر
[illegible] ہوسکتے ہین *

افاضة كل معانٍ متفقة في امر باسم كالرزاق
والمصوّر وان يُسلب عنه كل ما لا يليق به لا سيما
ما فيه بهتان الظالمون في حقه مثل لم يلد ولم يولد
[illegible] بيان الصفات على هذا الوجه وعلى ان تستعمل
تلك العبارات على جهاتها ويُبحث عنها
الكتب مزيد بحث الجهاد على هذا مضت القرون
المشهود لها بالخير ثم خاض طائفة من المسلمين
في البحث عنها وتحقيق معانيها من غير نصٍّ
ولا برهانٍ قاطع قال النبي صلى الله عليه وسلم
تفكروا في الخلق ولا تفكروا في الخالق وقال
في قوله تعالى وان الى ربك المنتهى كلمة
تذروا في الصفات ليست بمخلوق فتعدات
والتفكر فيها انما هو في الخلق كيف اضاف
لكان تفكرٌ في الخالق۔

اور یہہ بہی واجب ہوا کہ خدا کے سوا ایسے فیضان
نعمت کو جو کسی امر کے متعلق ہو (مثلاً روزی
دینے کے یا صورت بنانے کے) خاص خاص ہوں
سے جیسے رزاق مصوّر وغیرہ نامزد کیا جاوے
اور یہہ بہی واجب ہوا کہ جو صفت یا نام اوسکی
شایان شان نہو (وہ جس سے شرع نے خلیل
نے اوسکی بابت کی بیان کی ہے) اوسکو اوسکی ذات
سے مٹایا جائے خصوصاً وہ صفت یا نام
جو ظالم اوسکے حق میں بولتے ہیں جیسے جنفا
جیسکو اس قول خداوندی نے مٹایا ہے کہ
اُس نے کسیکو نہیں جنا اور نہ اوسکو کسی نے
جنا ہے اسمانی مذاہب کے سہی لوگ اس
طور پر صفات خداوندی کے بیان کرنے اور
ان الفاظ کو اسطرح پر جیسے اور میں استعمال
کرنی اور اس سے بڑہکر انسے بحث کرنے پر

متفق چلے آتے ہیں اور وہ زمانے (قرون ثلثہ) جنکے حق میں آنحضرت نے بہتر ہونیکی
شہادت دی اسی طریق پر گذرے ہیں انکے بعد مسلمانوں میں سے بعض لوگ (متکلمین)
ان الفاظ کے ٹٹولنے اور بلا نص شارع و بلا دلیل انکے حقائق کے باریکیاں نکالنے میں
غوطہ مارنے لگے (وہ جو کہتے ہیں کہ ید سے صرف قدرت مراد ہے اور استوا سے صرف
استیلا (غلبہ) آنحضرت یہہ فرما چکے ہیں کہ مخلوق میں فکر کرو خالق کے حالات
و صفات میں فکر نکرو خدا نے فرمایا تیرے رب کی طرف عقل اور فکر کے دوڑ کر بس ہو جاتی ہے

اور کہا کہا ہے کہ خدائی تعالی کی ذات وصفات مین فکر نہین ہے +

اسکے بعد جناب مؤلف نے ترمذی کا وہ قول نقل کیا ہے جو صفحہ (۱۰) نمبر (۱) منقول ہو چکا ہے پھر فرمایا ہے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے بسند صحیح منقول نہین کہ ان متشابہات (صفات باری) کی تاویل واجب ہے اور نہ یہہ منقول ہے کہ انکا ذکر و بیان خدا کے حق مین منع ہے - اور یہہ امر محال ہے کہ خدا تعالی اپنے نبی کو تبلیغ احکام کا حکم دے اور خود قرآن مجید مین یہہ فرما دے کہ مینے تمہارے دین کو پورا کر دیا ہے پھر وہ ان باتون کو جنکا خدا کی طرف منسوب کرنا جایز ہو ان باتون سے جنکا ذکر نا جایز ہو تمیز نکر دے - باوجودیکہ آنحضرت ہی اپنے صحابہ کو رغبت دلاتے تھے کہ جو لوگ حاضر الوقت ہین وہ غائب اشخاص کو آپکے احکام پہنچا دین - ولہذا آپکے اصحاب نے آپکے افعال واقوال وحالات اور جو کچھ آنحضرت کے سامنے ہوا سبھی کچھ نقل کر دیا - اس سے معلوم ہوا کہ یہہ ایمان بصفات بران معنی کر جنکا خدا نے ارادہ کیا اور مخلوقات کی مشابہت سے منزہ ہے - پس قول اسکا کہ اسکی مانند کوئی چیز نہین ہے اُنہین تنزیہ کا حکم دیا ہے متفق چلے آئے ہین - پس جو انکے بعد اسکے خلاف کو ضروری سمجھے اور ان صفات مین تشبیہ سے بچنے کے لیے تاویل کرے وہ

وقال الحافظ ابن حجر لم یثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احد من الصحابۃ بسند صحیح التصریح بوجوب تاویل شیء من ذلک یعنی المتشابہات ولا المنع من ذکرہ ومن المحال ان یامر اللہ نبیہ بتبلیغ ما انزل الیہ من ربہ وینزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم ثم یترک هذا الباب فلا یمیز ما یجوز نسبتہ الیہا مما لا یجوز مع حثہ علی التبلیغ عنہ بقولہ لیبلغ الشاهد الغائب حتی نقلوا افعالہ واقوالہ واحوالہ وما فعل بحضرتہ فدل علی انہم فہموا عن الایمان بہ علی الوجہ الذی اراد اللہ تعالی منہا ووجب تنزیہہ عن مشابہات المخلوقات بقولہ لیس کمثلہ شیء فمن خالف ذلک لم یعبہ فقد خالف سبیلہم انتہی -

[illegible]

[illegible]

المفهوم عند اهل اللسان من كل ذلك
غير ما يليق بجناب القدس وهل في الضحك
استحالة الا من وجه انه يستدعي الفم وكذلك
الكلام وهل في البطش والنزول استحالة
الا من وجه انهما يستدعيان اليد والرجل

[illegible]

والعين والله اعلم واستطال هؤلاء
الخائضون على معشر اهل الحديث وسموهم

[illegible]

بالبلكنة وقد وضح علي وضوحا بينا ان
استطالتهم هذه ليست بشيء وانهم
مخطئون في مقالتهم رواية ودراية
في [illegible]
ههنا مقامين احدهما ان الله تبارك وتعالى
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] القدس والحق في هذا المقام

[illegible]

[illegible]

کرتے ہین۔ انکے نزدیک ہنسی مین [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے کہ وہ ہاتھ پاؤن کے مقتضی ہین
[illegible]
[illegible] کیون قائل
[illegible] (متکلمین) نے
گروہ اہلحدیث (مفوضین غیر مؤولین)
حق مین زبان درازی کی ہے اور انکا شبہ
اور مجسمہ نام رکھا ہے اور انکی نسبت کہا ہے

القدیم علی
ان نصفه به والحق ان صفاته واسماءه
فی الشرح بان صفاته تغایر عنها کما
والوصف بها جائز فی الاصل لکن قوما
وشاع ذلك فیما بینهم فکان حکم الشرح

وسلم نے اپنی ذات کی بابت جو
نہیں فرمایا کہ وہ صفات ذات سے جدا
ہیں جیسی ذات اور انکی حقیقت کیونکہ ہم
کہہ سکتے ہیں مگر کو بھی اس بحث کرنے سے گذرنا
ہے پس جس امر سے شارع نے روکر دیا ہو
اوس سے کسیکو بحث کرنیکا کب اختیار ہے
پھر وہ کلمین ان امور سے کیوں بحث کرتے
ہیں کہ وہ صفات نہ عین ذات باری ہیں
نہ غیر اور انکی حقیقت بجز اس کے نہیں
ہیں کہ وہ کچھ ہیں ہے اور جو لوگ
ان کی حقیقی معنی کہتے ہیں وہ لائے ہیں وہ
ہیں

دوسرا مقام جہاں طیبی نے کہا ہے کہ بعض صفات

النهي عن استعمالها دفعاً لتلك المفسدة وكثير من الصفات يوهم استعمالها على ظواهرها خلاف المراد فوجب الاحتراز عنها فلهذا الحكم جعلها الشرع توقيفية ولم يبح الخوض فيها بالرأي وبالجملة فالضحك والفرح والتبشبش والغضب والرضا يجوز لنا استعمالها والبكاء والخوف ونحو ذلك لا يجوز لنا استعمالها لها وان كان المأخذان متقاربين (حجة الله البالغة ص ۶۳ و ۶۴)

کس صفت کا خدا کی نسبت استعمال کرنا جایز ہے۔ کونسی صفت کا اطلاق ناجایز اس سوال کے جواب مین حق یہہ ہے خدا کے نام اور (صفتین بہی توقیفی ہین (جو اوسکے واقف کرنے سے معلوم ہو سکین) پس جو صفت خدا نے اپنی نسبت فرمائی ہو بجز اسکے کسی اور صفت کا خدا کی نسبت بولنا جایز نہین ہے کیونکہ اگرچہ اسباب مین وہ قواعد جنپر بیان صفات کی بنا ہے معلوم ہین (چنانچہ شروع باب مین ہم بیان کر چکے ہین) ولیکن اگر ان قواعد کے موافق استعمال صفات کے عام لوگون کو اجازت دی جائے تو عام لوگ ان قواعد سے صفات نکالنے مین خود گمراہ ہو جائین اورون کو گمراہ کر دین اور بہت سی صفات ایسے ہین کہ اگرچہ اصل معنی کے نظر سے خدا کے حق مین انکا بولنا جایز ہے ولیکن بعض کفار نے انکے ایسے معانی مراد ٹہیرا رکہے ہین جو شایان شان کبریائی نہین ہین (جیسے لفظ ابن واب جو خدا تعالی اور اوسکے خواص بندون کی نسبت عیسائی لوگ استعمال کرتے ہین) اسلئے شرع نے ان کے استعمال سے منع کر دیا ہے تاکہ اس امت مین بہی وہ فساد نہ پہیل جاوے اور بہتیرے صفات ایسے ہین جنکے ظاہری معنی مرادی معنی کے مخالف خیال مین آتے ہین انسے بچنا بہی ضروری ہے۔ اس نظر سے شرع نے ان صفات کو توقیفی ٹہیرایا ہے اور رائے سے صفات تجویز کرنیسے منع کر دیا بالجملہ ہنسنے خوش ہونے بشاشت ظاہر کرنے غصہ ہونے راضی ہونے کا استعمال خدا کے حق مین جایز ہے رونے ڈرنے کا استعمال جایز نہین اگرچہ ان دو قسم کے صفات کا ماخذ (اصل اصول جنسے وہ ماخوذ ہین) قریب ہے اسکے بعد

جناب مولانا صاحب موصوف نے متکلمین کے مقابلہ مین ان صفات کے اور معنی
کئے ہین اور انکی بیان سے یہہ ثابت کردیا ہے کہ جن معانی کو متکلمین ان صفات کے
معانی سمجھتے ہین انکے حقیقی معنی اور مراد خداوندی ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے
اور ان معانی پر جو شاہ صاحب نے بیان کئے ہین کوئی ترجیح نہین ہے۔ مجمل
تفصیل سے جو تفویل قلم کو روک لیا ہے اور حسبنا اللہ البالغہ سے جناب ممدوح
کا کلام منقول ہوا ہے وہ ہمارے بیان کا مؤید ہے ایسا ہی۔ اپنے اس رسالہ مین جو
قول شیخ ابن تیمیہ کی توجیہ اور انکی حمایت مین اپنے تالیف کیا ہے فرماتے ہین
ہیچاے وہ مسلم ہونے طلب نے تین مقام تجویز کرکے فرماتا ہے۔ مقام اول یہہ

وقد ذکر ذلک (ای الشیخ ابن تیمیہ) قال ان
اللہ تعالی فوق العرش والمخلوق ان فی ھذہ
المسئلۃ ثلاث مقامات احدھا الجزم عما
یصرح باثباتہ للحق توقیفا وعما لا یصرح توقیفا
والحق فی ھذہ المقام ان اللہ تعالی اثبت
لنفسہ جھۃ الفوق وان الاحادیث متظاھرۃ
علی ذلک وقد نقل الترمذی ذلک عن
الامام مالک ونظرائہ وثانیھا ان العقل
ھل یجوز کون مثل ھذا الکلام حقیقۃ
او یوجب حملہ علی المجاز والحق فی ھذا المقام
ان العقل لا یوجب ذلک بل ھو علی ظاھرہ مع
نفس التنزیہ المذکور ولا یوجب تاویلا او یجوز
وقفہ علی ظاھرہ من غیر تعیین المراد فی الحق

ہے کہ بحکم توقیف (اطلاع) شارع کس صفت
اطلاق (بولنا) جناب باری جایز ہے بحکس کا اطلاق ناجایز
ہے سو جواب مین حق یہہ ہے کہ خدا تعالی نے جہات
بالا مین اپنا ہونا ثابت کیا ہے دوسرا مقام یہہ کہ
اوس کلام سے جو صفات باری مین بحکم عقل حقیقی
معنی لینا جایز ہے یا مجازی اسکے جواب
مین حق یہہ ہے کہ اس کلام سے بحکم عقل
ظاہر ہی معنے (جو ہماری سمجھ مین اسکے حقیقی
معنے معلوم ہوتے ہین ہرگز مراد نہین
تیسرا مقام یہہ ہے کہ ان صفات کی
تاویل سبب ہے یا انکے ایسے ظاہر
معنی پر (جنکو ہم خدا کے حق مین
نہ سکین اظہر نا جایز ہے اسکے جواب

فیہ انہ لم یثبت فی حدیث صحیح او ضعیف انہ یجب تاویلہ وانہ لا یجوز استعمال مثل تلک العبارات من الامۃ

حق یہہ ہے کہ اونکی تاویل واجب نہین ہے۔ اور نہ ان الفاظ کا استعمال کرنا منع ہے۔ پہر اسکی تائید مین امام ابن حجر کا کلام مذکور نقل کیا ہے۔ پہر کہا ہے

وکلام ابن تیمیہ محمول علی المقام الاول والثالث واذا رجعنا الی الوجدان فلا شک ان اللہ تعالی خصوصیۃ مع العرش لیست مع غیرہ من مخلوقاتہ ولا نجد عبارۃ فی ذالک افصح واقرب من الاستواء علی العرش کما انا لا نجد عبارۃ فی انکشاف المسموعات و المبصرات افصح من السمع والبصر واللہ اعلم بحقایق الامور ارسلہ شاہ ولی اللہ علی ما نقلہ عنہا صاحب الانتقاد الرجیح

کہ شیخ ابن تیمیہ کا خدا کو عرش پر کہنا اسپر مبنی ہے جو ہمنے پہلے اور تیسرے مقام مین کہا ہے (کہ یہ صفت خدا و رسول کے کلام سے ثابت ہے۔ اور اسکے معانی پر جو خدا کے شایان شان ہین اور وہ خصوصیت کے ساتھ بتلائے نہین جا سکتے۔ بلا تاویل ایمان لانا واجب ہی) اور جب ہم اپنے دل کی طرف رجوع کرتے ہین تو اوسمین شک نہین پاتے کہ خدائے تعالی کو عرش سی ایسی خصوصیت ہے جو اور مخلوقات سے نہین ہے اور اوس خصوصیت کو بیان کرنے کے لیئے ہم استوار سے بڑہکر کوئی فصیح لفظ نہین پاتے جیسے سننے اور دیکہنے کے لایق چیزون کے معلوم ہونے کے بیان کے لیئے ہم سمع و بصر سے بڑہکر کوئی فصیح لفظ نہین پاتے و مع ہذا خدای تعالی اپنی صفات وغیرہ کے حقایق و مراد کو ہمسے بہتر جانتا ہے اب ہمارے زمانہ کے مدعیان اتباع سلف حضرت شاہ صاحب مرحوم (جنکو وہ ابتک جہمی و بدعتی نہین سمجہتے بلکہ سنی و سلفی و اثری خیال کرتے) کے ان کلمات طیبات کو انصاف سی پڑہین۔ اور اونکے معانی مین غور کرکے فرمائین کہ یہہ کلمات ہمارے بیان و اعتقاد کے مؤید ہین یا اُن حضرات کے گمان و اجتہاد کے اور بشہادت ان کلمات کے باب صفات مین سلف صالحین کا عقیدہ کیا ہے وہ جو ہمارا بیان ہے؟ یا

وہ جو نکا گمان ہے؟ **تفویض** جنکا فریقین کو دعوی ہے کسکے **اعتقاد** مین ہے
اور **تاویل** اور **تشبیہ** جس سے فریقین کو انکار ہے **کسکے بیان** سے ٹپکتی ہے
تجہیل پر کون ہی علم پر کسکا **عقیدہ** مبنی ہے اگر وہ حضرات فہم و **انصاف** سے
کام لینگے تو امید ہے وہ **یقین کرینگے** کہ **تفویض** و عدم تاویل و عدم تشبیہ
و عدم تجہیل پر **وہی لوگ ہین جو ان** صفات کے حقیقی معنی **کا علم** خدا کی **سپرد** کرتے
اور ہر ایک صفت کے **لازمی** اور مناسب مقام معنی پر اعتقاد و **ایمان رکھتے ہین** اور
ان معانی کو نہ ان صفات کے حقیقی معنی سمجھتے ہین نہ اونکو حقیقی معنی کی تاویل قرار
دیتے ہین نہ خدا کی ذات و صفات کو مخلوق سے تشبیہ دیتے ہین نہ اوس تشبیہ سے
بالکل انکاری ہین کہ اونکے لوازم و نتائج کو بہی مشابہ لوازم صفات مخلوق نہ کہین
نہ اونکے معانی سے محض تجہیل اختیار کرتے ہین نہ اونکے علم حقایق کے مدعی ہین **و بناءً**
علیہ وہ کہتے خدا عرش پر ہے جیسا اوسکو لایق ہے جسکی حقیقت کا علم سپرد بخدا ہے اور اسکا
لازمہ و نتیجہ یہہ ہی کہ عرش سے خدا کے کام جاری ہوتے ہین اسی کی جانب خدا کی دربار یونکی
حاضریان ہوتی ہین اور اسیطرف بندون کی اعمال کی رپوٹین جاتی ہین **ایسا ہی**
وہ کہتے ہین کہ خدا تعالے ہمارے ساتھ ہی جیسا اوسکو لایق ہے جسکی حقیقت کا علم
خدا کے سپرد ہے اور اوسکا لازمہ ہے کہ وہ بندون کے احوال سے واقف و مطلع ہے اور انکے
حال پر پوری عنایت و توجہ رکہتا ہے **نہ وہ لوگ جو خدا کے** عرش پر ہونے کو نہ مانتے
ہین مگر اسکے بندون کے ساتھ ہونیکی نفی کرتے ہین اور علم وغیرہ سے اوسکی تاویل کرتے
ہین **اور نہ وہ لوگ** جو خدا کے عرش پر ہونیکو ایسا سمجھتے ہین جس سے وہ عرش مین محدود
و محصور ہو جائے پہر اور کہین نہو سکے اور نہ وہ لوگ جو خدا کے حق مین ایسے الفاظ (بائن مخلوق
سے جدا رہنے والا۔ زمین مین اور بندون کے ساتھ نہ ہونیوالا وغیرہ وغیرہ) بولتے ہین
جو خدا نے اپنے حق مین اور اوسکے رسول نے خدا کے حق مین استعمال نہین کیے جنکے

بالجملہ نصوص اور آثار و اقوال منقولہ بالا سے بخوبی ثابت ہوا کہ متشابہات کی نسبت قران و حدیث کی یہی ہدایت ہے۔ کہ انکی حقیقت و مراد کا علم خدا کی سپرد کرین اور انپر بہی اجمالی ایمان و اعتقاد رکہین کہ جو ان آیات سے خدا کی مراد ہے ہم اوسپر ایمان لائے اس بیان سے دوسرا مقدمہ دلیل دعوی اول کا مدلل ہوا۔ جیسا کہ پہلا مقدمہ اس دلیل کا پہلے مدلل ہو چکا ہے اس سے اس دلیل کا نتیجہ (ہمارا پہلا دعوے) بخوبی ثابت و مدلل ہوا۔ وللہ الحمد

دوسرے دعوے کا ثبوت

ہمارے دعوی دوم پر کہ "سلف صالحین صحابہ تابعین اور اونکے اتباع متقدمین و متاخرین کا صفت قرب و معیت رب العالمین کی نسبت یہی اعتقاد ہے کہ جسطرح اوسکو لایق ہے وہ ہماری ساتہہ ہے۔ جیسا اوسکو شایان ہے وہ ہمسے قریب ہے" دلیل یہہ ہے کہ اکثر حاملین شریعت و ناقلین آثار و اقوال علماء ملت نے سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہ سے ہم عموماً صفات باری کی نسبت بلا استثناء صفت قرب و معیت یہی نقل کیا ہے کہ یہہ صفات جسطرح قران و حدیث مین وارد ہین اسطرح بلا کم و کاست انپر ایمان واجب ہے اور کسی صفت مین کوئی تاویل و تفسیر و تشبیہ و تعطیل جایز نہین ہے اور بعض علماء نقل نے خصوصاً صفت قرب و معیت کی نسبت یہی مذہب سلف سے نقل کیا ہے اور بہت سے علماء خصوصاً مولین صفت قرب و معیت نے) یہہ بہی کہا ہے کہ جو کچہہ خدا نے اپنی صفت مین یا اُسکے رسول نے خدا کی صفات مین فرمایا ہے اس سے تجاوز کرنا جایز نہین۔ ان مضامین کے اقوال کتب متقدمین و متاخرین مین بکثرت موجود۔ اور کتب رسایل فریقین (مولین مفوضین) مین منقول ہین از انجملہ چند اقوال اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۱ مین کتاب ترمذی طبقات ذہبی تفسیر معالم رسالہ ابن تیمیہ سے منقول ہو چکے ہین۔ چند اقوال علاوہ بران اسمقام مین نقل کئے جاتے ہین۔ تفسیر اتقان مین آیات صفات کا متشابہات سے

اقوال میں تشبیہ و تاویل دونوں کی امیزش ہے گو وہ اس سے بیخبر ہیں سو اسے ضد ہمارے اصلی مدعا تو ہمکو اوسی پہلے اعتقاد تفویض پر قایم رکھنا اور اسی پر خاتمہ کے دن اٹھنا اور وسے مخالف اعتقاد و تاویل و تجہیل و تشبیہ سے بچا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ اب ہم اس بحث کو ایک نصیحت اور ایک التماس پر ختم کرتے۔

نصیحت

اس وقت کے اہل حدیث ہندوستان وغیرہ بلاد میں جو ہوا ہی ہو رہی ہے کہ وہ تین تین برس کے لڑکون بغرض تعلیم یہہ پوچھتے ہین کہ خدا کہان ہے پھر اسکا جواب یہہ سکھاتے ہین کہ وہ آسمانون مین یا عرش پر ہے اور اس تعلیم کو دین قویم و سنت قدیم سمجھتے ہین مگر فضل اللہ ہین بچون کے لئے یہہ تعلیم نہ دین ہے نہ سنت

دین اسلئے نہین کہ وہ لڑکے خدا کے عرش پر یا آسمانون مین ہونیکو بلا تفاوت ایسا ہی سمجھتے ہین جیسے اپنے باواجی یا کسی اور آدمی کے کوٹھے پر موٹے کو یا چاند سورج وغیرہ ستارون کے آسمان مین ہونے کو اسپر دلیل جسمین کسیکی عذر و تسویل کی گنجایش نہین یہہ ہے کہ جس چیز کو انسان آنکھہ وغیرہ حواس سے نہین دیکھتا اوسکا نام سنکر بالطبع و بلا اختیار قیاس تشبیہ سے کام لیتا ہے اور بالضرور اسکے کوئی نہ کوئی خیالی صورت اپنی دیکھی ہوئی چیزون پر قیاس کرکے بنا لیتا ہے تمثیل جب کوئی شخص جسنے لنڈن شہر نہ دیکھا ہو اسکا نام سنتا ہے تو ضرور وہ اپنے مکانات اور باغون کی صورت اپنے خیال مین ایسی بنا لیتا ہے جیسے بھی یا حکمہ کے مکانون یا باغون کو میں نے یا کسی اور شہر یا یورپ کے مکانات سنے ہین یا دیکھے ہین تو ضرور اسکی شکل چیل بانڈ یا ہر کیولیس بنا لیتا ہے وعلی ہذا القیاس اسی طبعی اور فطرتی اصول و عادت کے موافق وہ لڑکے (جو اس اصول شرعی سے کہ خالق کا قیاس مخلوق پر جایز نہین اور خدا کی مثل کوئی چیز نہین واقف نہین ہوتے اور اس عمر مین یہہ بات وہ سمجھانے سے بھی سمجھہ نہین سکتے) جب یہہ بات سنتے ہین کہ خدا آسمانون مین ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یا وہ عرش پر ہے تو وہ طبعاً اضطراراً ہی خیال کرتے ہیں کہ وہ آسمان میں ہے اسلئے جب
کسی کو ہاتھ اٹھاتے کوئی پرندیا چاند سورج وغیرہ ستارے سامنے میں ہیں حالانکہ یہ امر ان
حضرات کے نزدیک بھی مطلب ان آیات و احادیث کے (جنمیں خدا کا آسمان میں ہونا
پایا جاتا ہے) مخالف ہے اور مراد خدا و رسول کے برعکس پھرانے کے حق میں اس تعلیم کا
دین ہونا کیونکر ممکن ہے۔

یہہ تسلیم سنت ہے اس لئے نہیں کہ دو دین سنت میں جہانتک نظر کیجاتی ہے چھوٹے
لڑکوں کے لئے اس تعلیم کا امین کہیں پتہ نہیں ملتا بلکہ جوان مرد و عورتوں کے لئے بھی
یہہ سوال و جواب سکھانا کہیں دیکھا نہیں جاتا۔ جہاں کہیں ایمان و اسلام کی تعلیم
کتب سنت موجود ہے (جیسے حدیث سوال جبرائیل یا حدیث وفد عبدالقیس وغیرہ میں)
وہاں خدا کی وحدانیت رسول کی رسالت۔ آسمانی کتب۔ قدر۔ قیامت پر ایمان لانیکی
ہدایت ہے یکے ساتھ اس سوال و جواب کا کہیں ذکر نہیں ہے (جو اسکے خلاف کا مدعی ہو وہ
کم سے کم ایک ہی ایسا موقع بتادے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم ایمان کیوقت
یہہ سوال و جواب سکھایا ہو) اوس لونڈی کو جو آنحضرت نے پوچھا تھا کہ خدا کہاں ہے
جسکے جواب میں اوسنے کہا تھا کہ وہ آسمان میں ہے تو وہ بھی بطور تعلیم ایمان نہ تھا بلکہ بطور امتحان
ایمان تھا (جسکی وجہ و تفصیل سابقاً مذکور ہو چکی ہے) سو یہی اتفاقی طور پر تھا نہ یہہ کہ وہ
امتحان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ مستمرہ تھا (جو اس امر کا مدعی ہو وہ بھی کم
سے کم ایک موقع ایسا اور بتادے جسمیں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال ہی کے کیسے
ایمان کا امتحان کیا ہو) پھر اس تعلیم کا سنت قدیم ہونا کیونکر متصور ہے۔ ہاں اتنی تک
نہیں کہ اگر کوئی اتفاقاً کسی سے پوچھے کہ خدا کہاں ہے (چنانچہ اس لونڈی سے
اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا) تو اسکے جواب میں یہہ کہنا کہ خدا
آسمانوں میں ہے۔ اور جوابوں کی نسبت جو اس مقام میں بشہادت کتاب و سنت [illegible]

کہ وہ ہمارے ساتھی یا وہ دان ہی جہان اوسکے بندے ہون اولی وزیادہ تر پسندیدہ ہے۔
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب مین اس لونڈی نے یہی جواب دیا تھا اور
اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو مومنہ کہا۔ اس سے بڑھکر اس سوال جواب کی نسبت
کچھ نہین کہا جاسکتا کہ یہہ تعلیم (یا امتحان) ایمان کا دستور العمل ہے یا بچون کو اس سوال
جواب کی تعلیم سنت یا جایز ہے لہذا اخوان دین بچون کو یہہ سوال جواب سکھانا چھوڑ دین
اسوقت تک کہ وہ کم سے کم قران کا ترجمہ پڑہ سکین یا آیہ لیس کمثلہ شی کا مطلب سمجھنے لائق
ہون اور اس شبیہ و قیاس کا جسمین وہ یہہ سوال جواب سنکر طبعًا و اضطرارًا مبتلا ہو جاتے
ہین معالجہ کر سکین۔ آئندہ اختیار ہے ہمنے حق نصیحت و اخوت ادا کر دیا +

التماس

جو صاحب بنظر نصح اسلامی و جب ایمانی ہمارے اس فیصلہ پر اپنا ریویو[*] یا ریمارک لکھنا
چاہین وہ اسکے جملہ مطالب پر پوری نظر و التفات مبذول فرمائین اور جو کچھ سہو و صواب مین دیکھین
قلم مین لاوین اور سکو ہمارے پاس بھیجدین خود بخود ہر ذی اسکے چھاپنے کی تکلیف اوٹھائین
یہہ تکلیف ہم گوارا کرینگے اور انکی تحریر کو بالتلخیص (بصورت طوالت) یا بعینہ (در صورت اقتضا)
اپنے رسالہ مین درج کرینگے، اور اسپر اپنا ریمارک بھی لکھینگے تاکہ طالبین حق کو اس مسئلہ مین
مقابلہ و موازنہ کلام جانبین اچھے طور پر حق واضح ہو۔ اور ہر ہر رائے فی کا پورا موقع ملے۔ اور
اگر کوئی صاحب علم و فرصتی یا اور کسی سبب سے اسکے جملہ مطالب کی طرف توجہ مبذول نفرما دین
صرف بعض مطالب پر نظر اندازی کرنا چاہین تو منجملہ مطالب فیصلہ مطالب ذیل کی طرف توجہ
کرین انکے تصفیہ سے بھی طالبان حق پر پورے طور پر حق واضح ہو سکتا ہے +
اور اگر وہ ان اہم مطالب کو چھوڑ کر اور مطالب کی طرف توجہ کرینگے تو ہم امکو دفع الوقتی

[*] ریویو سے یا تقریظ ریمارک یاد داشت۔ یہہ سلسلہ کہا گیا کہ قال اقول کے طور پر جواب تو کوہم پسند نہین کرتے ہین
قال اقول سے مخاطب ہونیکو جلتو سمجھتے ہین۔ چنانچہ ہمارا سالہا سال کا طرز تحریر اسپر شاہد ہے +

بگڑیگے۔ اور سپرد بارگاہ کے تو تحمل بحالا یعنی خیال کرکے اسکے طرف ملتفت ہونگے

وہ مطالب یہ ہین

(۱) جملہ آیات صفات یا خمس کرآیات قرب و معیت متشابہات سی ہین یا نہین اگر کل یا بعض متشابہ نہین تو بیان فرمائین کہ سلف صالحین اور اونکے اتباع مقدمین (شیخ ابن تیمیہ سے پہلے) کس عالم یا امام نے کسی آیہ متضمن صفت کو محکم یا غیر متشابہ قرار دیا ہے اور اگر وہ سب متشابہات ہین تو پھر مطلب نمبر ۲ کی طرف توجہ کرین۔ (۲) متشابہات کی تاویل (یا تفسیر جو کچھ نام رکھو) جائز ہے یا نہین۔ جایز ہے تو پھر استوا ید وغیرہ صفات کی تاویل کیون جائز نہین اور اوسکے مرتکب کیون بدعتی وجہمی بنتے ہین ناجائز ہے تو پھر معیت کی تاویل کیون جائز سمجھی جاتی ہے۔ اور اوسکی تاویل نکرنیوالے کیون بدعتی جہمی قرار دیئے جاتے ہین (۳) معیت کی تاویل جسکو حضرات مولفین بزعم خود مفسرین وغیرہ سلف و خلف سے نقل کرتے ہین اوسکو سلف و خلف اس معیت کی حقیقی معنی قرار دیتے تھے یا اوسکو حقیقت معیت کے لوازم سے سمجھتے تھے اور اوسکی حقیقت کا علم سپرد بخدا کرتے تھے بشق اول نقل صحیح و صریح سے اوسکا ثبوت دین۔ وشق ثانی انصاف سے کہین کہ جو لوگ اب بھی اسکی حقیقی معانی کا علم سپرد بخدا کرتے ہین اونکے تاویلی معنون کو حقیقی معنی کے لوازم سے سمجھکر بحسب مقتضائے مقام مراد قرار دیتے ہین وہ جہمی و بدعتی کیون بن گئے۔ (۴) خدا کے عرش پر یا آسمان مین یا جانب بالا مین ہونیکے معنی و حقیقت کسی کے وہم و خیال و گمان مین آسکتی ہے یا نہین۔ نہین تو پھر اس سے خدا کا زمین مین اور بندون کے ساتھ ہونا کیونکر لازم آتا ہے۔ اور اگر آسکتے ہے اور کوئی اسکی حقیقت و صورت جو اسکے خیال مین آوے قرار دیسکتا ہے تو پھر خدا کے جسم ہونے مین کیا کسر باقی رہتی ہے (۵) خدا کا مخلوق سے بائن یا جدا ہونیوالا یا اور عرش کا اسکو سنتی مکان خداوندی ہونا اور خدا کا زمین مین اور بندون کے ساتھ

نہونا خدا و رسول کی کلام مین صریح طور پر وارد ہے یا نہین ہے تو اُن آیات و احادیث کی جنمین یہہ الفاظ وارد ہون نشان دہی کرین۔ نہین تو پہر تو انصاف سے کہین کہ لفظ بائین اور خدا کے سکونتی مکان کا منکر اور خدا کے زمین مین اور بندون کے ساتہہ ہونیکا قائل کافر کیونکر ہوا (۶) عقلیات اور اعتقادیات (خصوصًا متعلق حالات و صفات خالق) مین کسیکی (مجتہد ہو خواہ کسی مجتہد کا مقلد صحابی ہو خواہ تابعی) تقلید جائز ہے یا نہین نہین تو جن الفاظ و صفات کا قرآن و حدیث مین نام و نشان نہین (چنانچہ مطلب نمبر ۵ کے دوسری شق مین بیان ہوا) انمین ابن خزیمہ وغیرہ کی تقلید کیون کیجاتی ہے۔ اور اگر جائز ہے تو پہر فروعات مین جو اعتقادیات سے کم رتبہ ہین کیون تقلید جائز نہین اور اس صورت مین اہل علم کے لئے اقوال متضمن حکم ترک تقلید کا کیا جواب ہے اور اہل حدیث کے مذہب مخالف اہل تقلید کی بنا کس اصول پر ہے۔

تجویز فضیلت جزئی حضرت مرتضیٰ علیہ السلام* کا بدعت و ضلالت نہونا

مسئلہ فضیلت مرتضیٰ علیہ السلام جسمین اسوقت کے بعض اہلحدیث دو فریق (مجوز و منکر) ہو رہے ہین مسئلہ فضیلت شیخین (صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر مبنی اور اوسکی فرع ہے یا یون کہو کہ یہہ دونون آپسمین ایسے متلازم ہین کہ ایک دوسرے کے سوا سمجہہ مین نہین آسکتا لہذا پہلے فضیلت شیخین کی بحث ضروری ہے اسکے بعد مسئلہ فضیلت مرتضیٰ علیہ السلام سے بحث مناسب۔

مسئلہ فضیلت شیخین مین تین امر لایق بحث و نظر ہین جنمین بحث کرنیکے سوا اس مسئلہ مین انکشاف مشکل ہے جن لوگون نے اس مسئلہ مین بحث کرنیکے وقت ان امور ثلثہ کیطرف توجہ نہین کی اونہون نے سخت غلطی کی ہے بلکہ سچ پوچہو تو جس قدر نزاع اس مسئلہ فضیلت مین (فضیلت شیخین ہو خواہ فضیلت جزئی مرتضیٰ) بڑہی ہے وہ انہین امور مین عدم توجہی سے

* غیر نبی کے حق مین لفظ صلوٰۃ و سلام کے استعمال کو گو بعض علماء منع کرتے ہین ولیکن قرآن و حدیث سے جواز اسکا ثابت ہے

ہی چونکہ ہر فرقہ کی طرف اختلاف کی توجہ مصروف ہوتی تو یہ نزاع ہرگز نہ بڑھتی اور سب کی رائے متفق ہو جاتی۔

از جملہ امور تلثہ **امر اول** یہ ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت (کسی وجہ سے ہو اور کسی صنف میں کل اوصاف میں ہو خواہ بعض مخالفات میں) جاہل ہے یا نہیں ہے تو اور کا منکر کون ہے منفی ہے یا بدعتی **دوم** یہ ہے کہ وہ فضیلت (جو جملہ موصوفہ فضایل و محامد میں ہو) یا جزوی ہو صرف بعضے موصوفہ فضایل میں ہو تب ہو نہ ہے جاہل ہو۔ **سوم** یہ ہے کہ وہ فضیلت (کلی بجملہ ہو خواہ کلی یا جزوی) قطعی ہے جو اعتقاد مسلمہ سنت کا مدار ہے یا ظنی جس پر اب اعتقاد نہیں اعتماد جایز نہیں۔

ان امور ثلثہ میں **نسبت** تا ہی اور ہر ایک حق سی کے نزدیک اب **فیصلہ** یہ ہے جسکے بعد مسئلہ فضیلت میں (شیخین کی ہو خواہ کسی) کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

امر اول کی نسبت یہ **فیصلہ** ہے کہ فی الجملہ فضیلت شیخین سے کوئی مسلمان (جو شیخین سے عداوت اور سوء عقیدت نہ ہو) انکار نہیں کر سکتا اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما میں ہی حضرت کرم اللہ وجہہ سے تمیز و فضیلت نہیں اور جسقدر فضایل شیخین میں ہیں سب حضرت مرتضیٰ میں مجتمع ہیں و معہذا ان میں بقدر فضایل ایسے بھی موجود ہیں جو شیخین میں نہ پائے جاتے اور اگر کوئی ایسا کہے اور فی الجملہ فضیلت شیخین سے انکاری ہو تو وہ سنی کہلانیکا استحقاق نہیں رکھتا وہ کہلم کہلا شیعہ یا رافضی کہلانیکا مستحق ہے۔

ایسا ہی **امر دوم** کی نسبت **فیصلہ** ہے کہ کوئی مسلمان جسکو حضرت مرتضیٰ سے مودت و عقیدت ہو اس فضیلت کو جو جناب شیخین کو حضرت مرتضیٰ پر حاصل ہے کلی نہیں کہہ سکتا اور یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جسقدر فضایل حضرت مرتضیٰ میں موجود ہیں وہ بھی شیخین میں پائی جاتی ہیں و معہذا ان میں بعض فضایل ایسے بھی ہیں جو جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں پائے نہیں جاتے اور اگر کوئی ایسا کہے بایں معنی کہ فضیلت شیخین کو کلی قرار دے تو وہ بھی اہل سنت نہیں کہلا سکتا بلکہ صبی یا خارجی

کہلانیکا مستحق ہے ان ہی فیصلجات سے امر سوم کی نسبت فیصلہ [illegible] شیخین جس سے کسی سنی کو گنجائش انکار نہیں قطعی ہے۔ اور کلی فضیلت (جسکا کوئی سنی قائل نہیں ہوسکتا) قطعی کیا ہوگی ظنی بھی نہیں ہوسکتی۔ اور اگر بعض [illegible] اور کوئی بھولا بھالا سنی اسکا قایل بھی نکل آوے تو وہ سنی ہونیکا مدار نہیں ہوسکتا کیونکہ اہل سنت کا اعتقاد دین بطن پر اعتماد جایز نہیں ان فیصلجات تلثہ کے مؤید دلایل [illegible] علماء اہل سنت میں کثرت موجود ہیں ازانجملہ بعض مؤیدات کے بیان مخالفین ان فیصلجات کے جواب میں آویگا انشاء اللہ تعالی۔

آمدم بمطلب

ان فیصلجات تلثہ کو اگر فریقین (مجوزین فضیلت جزئی مرتضی و مانعین) [illegible] اور بھی متحریات وسایل* فریقین ہے جو سوقت ہے پیش چشم این بیچارہ ہیں آویگے اور انکہ فضیلت جزئی مرتضی میں اختلاف بیمحل و بے معنے ہے بصورت میں کسی ایک فریق کو دوسرے کے خیال و مقال سے انکار کی گنجایش نہیں نہ فریق مجوز فضیلت مرتضی کو فضیلت شیخین سے نہ فریق منکر کو فضیلت جزئی مرتضی سے کیونکہ فی الجملہ فضیلت شیخین کو تسلیم کرنا اور مرتضی کو کسی نہ کسی عین اس بات کو قبول کرنا ہے کہ بعض فضایل میں جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر ترجیح و فضیلت ہے بعض فضایل میں حضرت مرتضی کو حضرت شیخین پر فضیلت ہوسکتی ہے۔ درباب فضیلت اعین میں وہ نسبت ہے جو عام و خاص من وجہ میں ہوا کرتی ہے۔ پھر معلوم نہیں ان لوگوں نے کس اصول پر باہم خانہ جنگی قائم کر رکھی ہے اور کیوں ایک دوسرے کو رافضی کہتا ہے اور وہ اسکو خارجی۔ غالبًا اس اختلاف کی وجہ و اصل اصول وہی ہے جو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ

* چنانچہ ایک نوجوان سلمہ اللہ جہاد نے جو اس اختلاف کے بانی مبانی ہیں) اپنے رسالہ میں حضرت علی مرتضی کی فضیلت جزئی تسلیم کرکے کہا ہے کہ تفضیل شیخین میں کچھ خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ اہل سنت جو تفضیل شیخین کے قایل ہیں مراد انکی یہی ہے اعتبار اکثر خبریات کے ہمہ بعینہ یہی الفاظ ہیں ایسی ہی وسایل فریق ثانی یعنی مجوز فضیلت مرتضی کی تسلیم پائی جاتی ہے۔

فریقین نے ان امور ثلثہ مین غور و فکر سے کام نہین لیا۔

اب اگر فریقین یا ایک فریق اتنا سمجھ لے کہ ان فضیلیات کو نہین مانتا فریق مجوز [illegible] فضیلت
شیخین سے انکاری ہے یا فریق منکر ان فضیلیات کو کلی خیال کرتا ہے و معہذا ایک یہ خیال
کہ معمول مذہب اہل سنت سمجھتا ہے تو یہ خیال و مقال غلط و صریح نصوص کتاب و سنت
کے منافی ہے جس پر [illegible] ہو سکتی ہے۔

فیصلہ امر اول کے مخالفین سے بحث

جو لوگ سنی [illegible] فضیلت شیخین سے انکاری ہون اور اسکے مقابلہ مین یہ دعوے
کرین کہ شیخین مین ایسی کوئی فضیلت پائی نہین جاتی جو حضرت مرتضی مین موجود نہو انکی غلطی
[illegible] مقال [illegible] دلائل کی تفصیل ہم اپنے رسالہ
مین [illegible] کے لیئے کافی ہو لہذا
[illegible] کو کتاب مستطاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء تالیف حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب [illegible]
[illegible] تفصیل
[illegible] بعض
[illegible] سکتی ہین
[illegible] میشود
ادلہ نقلیہ و ادلہ عقلیہ [illegible] ادلہ نقلیہ باید دانست
کہ تفضیل شیخین بر سایر صحابہ ثابت است بدلالت کتاب بتصریح و توضیح سنت سنیہ و باجماع امت و
[illegible] فضیلت [illegible] بر رعیت خویش و لہذا مقصد اول را منقسم
ساختیم [illegible] مسلک اول در دلالت کتاب بر افضلیت صدیق اکبر بر سایر
است خدا تعالی تمام صحابہ را در یک مرتبہ ننہادہ است بلکہ بعض را بر بعض فضل دادہ وازا ستقرا

در شرع معلوم و مشہور و این فضیلت بدو وجہ در شریعت معتبر است یکی باعتبار سوابق اسلامیہ و دیگر باعتبار صفات نفسانی کہ صدیقیت و شہیدیت و حواریت از انجملہ است و تمائز مراتب سابقین و ابرار بآن سبب است بعد از آنکہ جناب مجموع نے قرآن کی شہادت سے سوابق اسلامیہ اور ذاتی صفات میں شیخین کی فضیلت ثابت کی ہے پھر بصفحہ ۳۰۱ فرمایا ہے مسلک دوم در تصحیح موضوع سنت سنیہ بافضلیت صدیق بر سایر امت ثم فاروق ثم ذوالنورین و پیش از انکہ در روایات احادیث شروع کنیم بر دو نکتہ مطلع سازیم نکتہ اولی مسئلہ افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است و اجماع قاطع حاصل میشود بدو وجہ یکی تعدد طرق حدیث تا آنکہ اصل مسئلہ متواتر بالمعنی شود مانند سخاوت و شجاعت رتم دیگر حفوف قرائن زیرا کہ خبر واحد بسبب حفوف قرائن بسر حد یقین میرسد مانند آنکہ بیاری را دیدیم کہ حجاب فراش شدہ و اقارب او پیش الطبا میروند و آخر ہا یا از حیات او بہم میرسانند و بانواع تہم و الم گرفتار شدند بعد ازان روزے دیدہ شد کہ در خانہ او نوحہ میکنند و جنازہ بر دوازدہ بہاندواز ہر جانب دم بمگمین و سماک بخانہ او می درآیند درین حالت اگر شخصی خبر دہد کہ آن بیمار مردہ است این خبر واحد بسبب حفوف قرائن بسر حد یقین خواہد رسانید انچہ ازین واضح شد افضلیت شیخین محفوف است بقرائن بسیار و این قرائن دو نوع تواند بود یکی آنکہ ظنیہ و خطابیہ کہ موافق باشند در اصل مقصد باین خبر واحد از انجملہ عمومات کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در فضیلت مہاجرین و مجاہدین مانند حدیث رفاعہ در واقع جاء جبریل علیہ السلام الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون اہل بدر فیکم قال من افضل المسلمین قال او کلمۃ نحوہا قال وکذلک من شہد بدرا من الملائکۃ و مانند حدیث رافع بن خدیج خیارنا فاز و کذلک من شہد بدرا من الملائکۃ و مانند حدیث جابر کنا یوم الحدیبیۃ الفا و ربعمائۃ فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اہل الارض و این ہر دو حدیث تقلیل شرکا جاد افضلیت حاصل گردانیدہ و تعریضات کتاب اللہ

---

* یعنی اجماع فضیلت و صاحب خاص مین بسکوت حضرت ثابت کیا ہو نہ فضیلت من کل الوجوہ جسکی دعوے کرتے ہین چنانچہ کلام آیندہ جناب مجدد نمبر ۴ جلد ۸ مین کے اور رسالہ اعتقاد صحیح سے سنقوں ہوگا امیر شاہ ہے ۱۲

وقت سوال اللہ بفضیلت شیخین بر چند فضیلت رجوع امت از انجا مفہوم شود لیکن در معنی فضیلت سوائے نہ کند و تقلیل شے کا بدا اہل آرد دیگر فروع فضیلت کہ امت مرحومہ قولاً و فعلاً بآن آشنا شدہ اند و در ہر محل و موطن فضل شیخین [illegible] الا العامۃ گفتہ اند و این مقدار بہ ہمہ سرزدہ اند گویا پیش ازین متیقن بودہ است و تجدید ذکر ادران مدخل ندوین ہر دو مبحث طولی دارد و بسیارے ازان مذکور کردیم اینجا استحضار آن مقالات باید نمود نکتہ ثانیہ چو مستقر گشتہ کہ حدیث راکہ در فضیلت شیخین وارد شدہ مدار افضلیت چہار خصلت رامی دیدیم کہ در مرتبہ علیا از مراتب است بودن صدیقیت و شہیدیت عبارت است ازان دوم اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ترویج اسلام در وقت غربت او أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ أَبُوبَكْرٍ وَاسَانِي بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ وعزت اسلام کہ از ضعفا عمر است اشارہ است بآن سوم اتمام کارہائی مطلوب از نبوت بست این ہر دو عزیز را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قصہ مقابلہ و دقعدہ آب کشیدن از بیر نائبی است ازان چہارم حضور در جات ایشان در معاد سیدا کہول اہل الجنۃ و اقامت در غرف عالیہ و اولیہ حشر و تجلی خاص برائی صدیق و معانقہ حق بر اے عمر بیانی است ازان و ازین فضلت ہرگز جدا نمی توانند شد از یکی از خصال ثلثہ زیرا کہ اکثریت ثواب یا بسبب صفات نفسانی است یا بسبب اعزاز اسلام و نصرت او یا بسبب اتمام کارہائے نبوت لیکن ممکن است کہ شخصی صحبت پیغامبر نداشتہ باشد بلکہ آخر ہمہ ایمان بیارد و ہیچ مشہدے از مشاہد خیر ادراک نماید معہذا افضل است باشد باعتبار اتمام کارہائے مطلوب از بعثت پیغامبر بدست او یا باعتبار صدیقیت و شہیدیت بمناسبت قوت عاملہ و عاقلہ او با نفس قدسیہ پیغامبر و ممکن است کہ در اعزاز اسلام و نصرت پیغامبر قصوی الغایۃ سعی بجا آرد و در آخر ایام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوفی شود کارہائے مطلوب پیغامبر اندانند فضلا از انکہ بمباشرت آن نماید یا باعتبار قوت عاقلہ و عاملہ با پیغامبر مناسبت معتد بہ ندارد و نہایت مرمی ہمت او حاصل است از احوال ابرار اینست مقتضائے امکان عقلی لیکن سنت اللہ جاری شدہ است بانکہ دواعی برگزیدہ زیرند مگر بر نفوس قدسیہ کہ سالہا زیر تربیت پیغامبر پرورش یافتہ باشند و تشریف آنحضرت

ہونا بیان کرکے کہا ہی کہ جمہور اہل سنت جنمین سلف صالحین اور اہلحدیث ہین اسپر ہین کہ ان صفات
پر ایمان لائین اور اون کے معانی کو جو خدا کی مراد ہین خدا کی سپرد کرین۔ حقیقی معانی سے انکی
تفسیر یا تاویل نکرین۔ اور کہا ہے ....
ابو القاسم لالکائی نے کتاب السنہ مین خدا کے عرش پر بیٹھنے کی نسبت ام سلمہ سے نقل کیا ہے
کہ اسکی کیفیت نامعلوم ہے اور اوس صفت کا ہونا معلوم ہے اسکا اقرار ایمان ہے اور اس سے
انکار کفر اور ربیعہ بن عبد الرحمٰن سے نقل کیا ہے کہ اون سے کسی نے اس صفت کی بابت
سوال کیا تو اُنہون نے بہی ایسا فرمایا ایسا ہی امام مالک سے نقل کیا اور لالکائی نے امام

فصل من المتشابہ آیات الصفات ۔ × × × وجمہور اہل
السنۃ منہم السلف الصالح واہل الحدیث علی الایمان
بہا وتفویض معناہا المراد الی اللہ تعالیٰ ولا نفسرہا مع
تنزیہنا لہ عن حقیقتہا اخرج ابو القاسم اللالکائی فی السنۃ
من طریق قرۃ بن خالد عن الحسن عن ام سلمۃ
فی قولہ الرحمن علی العرش استویٰ فقال الکیف
غیر معقول والاستواء غیر مجہول والاقرار بہ
ایمان والجحود بہ کفر واخرج عن ربیعۃ بن عبد الرحمن
انہ سئل عن قولہ الرحمن علی العرش استویٰ فقال
الاستواء غیر مجہول ۔ الکیف غیر معقول ومن
اللہ الرسالۃ وعلی الرسول البلاغ المبین وعلینا
التصدیق واخرج ایضاً عن مالک سئل عن
الآیۃ فقال الکیف غیر معقول والاستواء غیر

محمد بن حسن سے نقل کیا ہے کہ مشرق سے
مغرب تک کے فقہا بلا تفسیر و تشبیہ صفات پر
ایمان لانے پر متفق ہین اور ترمذی نے حدیث
رویت خداوندی کی ذیل مین فرمایا ہے کہ
سفیان ثوری و امام مالک و ابن المبارک
و ابن عیینہ و وکیع وغیرہ علما کا یہی مذہب ہے کہ یہہ احادیث
صفات جیسی وارد ہین انپر ایمان لاؤ مین ان کی نسبت
نہ کیفیت کا سوال کرنا چاہیئے نہ انکی کوئی تفسیر
یا تاویل نہ انکے معانی کی نسبت کوئی وہم و
خیال کرنا چاہیئے ۔
ایک جماعت اہل سنت ان صفات کی تاویل
مناسب بجلال خداوندی کرتے ہین اور یہہ
مذہب پچھلے علما کا ہے ۔ امام الحرمین پہلے

نہہ یہ کلام کتاب ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی کے صفحہ ۲۹۰ مین ہی اور ایسا ہی صفحہ ۱۲۱ وغیرہ مین بہی ہے

ساتھ اسقدر دلائل سے ثابت کی گئی ہے جزئی و اکثری ہے ملی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فیصلہ [illegible] سے بحث

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مقصد دوم ازالۃ الخفاء میں بصفحہ ۲۵۱ [illegible] اسلامیہ [illegible] فضیلت مرتضی بیان کرکے فرماتے ہیں۔

اُن ست سوابق اسلامیہ حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ و احادیث دیگر متضمن بیان سائر فضائل وی کرم اللہ تعالی وجہہ زیادہ است از آنکہ احصاء آن در مقدور آید میخواہیم کہ جملہ صالحہ از آن احادیث درین اوراق بنگاریم۔ اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما جاء لعلی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ

ترجمہ حاکم نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے کہ جسقدر فضائل جناب مرتضی کے آچکے ہیں اسقدر کسی صحابی کے نہیں آئے (ایڈیٹر)

عبد ضعیف گوید سبب اینمعنی اجتماع دو جہت است در مرتضی رضی اللہ عنہ یکی رسوخ او در سوابق اسلامیہ چنانکہ قدرے پیشتر از ان بیان کردیم دوم قرب قرابت او بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام اوصل ناس بارحام و اعرف انام بحقوق قرابت بودند باز

بازچون عنایت الٰہی مساعدت نمود حضرت قضی را در کنار تربیت گرفت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
از راہ خاتمہ بمرتبہ قرابت دوبالا شد و کرامت دیگر در کار او کرد فرمود صلی اللہ علیہ وسلم چون حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا در عقد او در آمد مزید فضیلت یافت و ہر شب بازور را بخواب
چون اختلاف بوقوع آمد و خواطر اہل عصر او سے برگشت بقیہ صحابہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم در رفع این تہمت ساعی جمیلہ مبذول داشتند و ہر قریہ کہ ترک شمس الضحیٰ نمود صرف کردن
شکر اللہ سعیہم ازین جہت دایرہ روایت احادیث فضایل او کشادہ تر شد بعض بر بعض زیادت
آخر بمرتبہ بسان رسید بازچون فتنہ تشیع سر برآورد و جماعہ مبایکان بازحد اعتدال بیرون رفتہ
پیدا کردند و یحسبون انہم یحسنون صنعا ازین جملہ احادیث مقلوبہ بانجملہ ازیں دو احادیث موضوعہ
واحادیث شدید الضعف کہ بکار متابعات و شواہد نمی آید تعداشی داریم و آنچہ در رتبہ صحت حسن
است یا ضعیف متحمل امر دگر آزار روایت کنیم

فمن الموضوعات ما رواہ ابن عساکر فی تاریخہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

وقال سمعت عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس وذکر عندہ علی رضی اللہ عنہ فقال

حدثنی انس بن عیاض وکہمس بن المنہال عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ

زید بن ارقم وعبدۃ وعمران بن حصین وعمرو بن عوف وغیرہم

المقاصد الحسنۃ حدیث ما انزل اللہ ایۃ الا وعلی رأسہا وامیرہا الخ ص ۱۸

البیت وطہرہ تطہیرا۔ دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا

الحکمۃ وفی لفظ من حبل سعد ابن عبادۃ وانا مدینۃ العلم وعلی بابہا

تذکرۃ الموضوعات ابن طاہر ص ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰

جملہ بجملہ احادیث متواترہ فضائل مرتضیٰ میں ایک بھی
حدیث کا بھی علمی میزان سے نسبت تیرا دم بتہ ہو جو ہو سکے
نسبت دون کا تھا از انجملہ حدیث جس کے علی مجھ سے ہیں
میں علی سے ہوں تو اسے دوست کہہ جو علی سے دوستی کرے اور
دشمنی کر جو علی سے دشمنی کرے۔ اور از انجملہ یہ حدیث کہ
جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو حضرت نے بیچن کے ایک ہی کملی
دعا کی اور از انجملہ یہ حدیث کہ آنحضرت نے جب خیبر کے دن حضرت
مرتضیٰ کو نشان عطا کیا تو اس سے پہلے فرمایا تھا کہ میں اس شخص
کو بھیجوں گا جو خدا اور رسول سے دوست رکھتا ہے۔

* اس خط کو دیکھ کر لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ بعض احادیث فضائل مرتضیٰ کو جو شاعۃ السنہ ص ۲۰۰ میں منقول ہیں موضوع
ثابت کرنے کی جو کوشش ذالۃ الخفا میں منقول ہے جس کو موضوع ہونے کی شاہد نفی کرتے ہیں لوگ خصوصیت و تفصیل
کا سہارا لیتے ہیں کہ موضوع ہونے کا دعوی کرینگے تو ہم بھی تفصیل بقا احادیث آئندہ جو ص ۲۰۰ میں ہیں کا موضوع ہونا ثابت کر دکھائینگے

مولوی محمد ابراہیم صاحب

(رسالہ چہارم کے پہلے آٹھ صفحہ خصوصاً (۹۸ وغیرہ) عام خریداروں خصوصاً قومی ہمدردیکے وجیونکے ملاحظہ کے لائق ہین پر جس رسالہ کی سرورق پر کسی خاص شخص کا نام ثبت ہو اسکو کوئی دوسرا شخص اُس سے پہلے نہ دیکھو۔ اور ہمارے ایجنٹ بھی ایک کے نام کا رسالہ دوسرے کو نہ دین۔ اسمین اس شخص کا نمبر بتا دیا گیا ہو جسپر دوسرے کا مطلع ہونا مناسب نہین۔)

اِشَاعَۃُ السُّنَّۃِ النَّبَوِیَّۃِ

عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّۃُ

نمبر چہارم پنجم وششم معہ جلد ہشتم

ضمیمہ مقصد مسائل من مذہب محدثین اہل السنۃ

ربت ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ مطابق اپریل ۱۸۹۴ء

اصول وضوابط وشرح قیمت رسالہ وضمیمہ

(۱) قیمت رسالہ وضمیمہ ستہ ویعنی فی بون رُپیون سی سالانہ ۳ کو نیٹ و عام غیاسی ۴ متوسط اہل وسعت سی ۵ کم وسعت لوگون سی ۱۲ بہ یوسعت اہل علم سی جو اسکی اشاعت کرین دعا ہے۔

(۲) یہ رسالہ اور اسکا ضمیمہ دو نو ماہواری ہین (۳) ضمیمہ الگ رسالہ سی علیحدہ شائع ہوتا ہے (۴) ضمیمہ رسالہ سی جدا فروخت نہین ہو سکتا۔ رسالہ بدون ضمیمہ نہین ملسکتا ہے (۵) خط وکتابت وارسال زر مہتمم کے پوری نام وخطاب سی حسب نشان ذیل ہونا چاہئے اور بسہیل ارسال زر بزریعہ منی آرڈر یا ہنڈی اور کوئی نہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ لاہور محلہ سید مٹھہ

التماس ضروری

اس نام کا سات صفحہ کا ایک رسالہ بحث ضاد ودواد مین مطبع بحر الاسلام بمظفر مین طبع ہوکر بقیمت ایک پیسہ دکان پیر جی خدا بخش ومحمد حنیف سوداگران ڈیرہ دون ضلع سہارنپور سی ملتا ہے۔ **اطلاع** منع البارئی تحفۃ القاریئن کے چند نسخے اور ہمارے کتب خانہ سی برآمد ہوئے ہین قیمت اول معہ محصول ۱۲ اور قیمت دوم معہ محصول ۱۴ اب قرار پائی ہے شائقین جلد مطالبہ کرین۔ راقم ابو سعید محمد حسین

مطبع انجمن پنجاب مین طبع ہوا

فہرست مضامین نمبر ۴ و ۵ و ۶

(۱) اہلسنۃ کی ہمت وحمیت اور مناقبات اشاعۃ السنہ کی فہرست۔
(۲) مضمون مجلس ترقی مسلمانان کے حصہ اول ہمت علماء پر کہ بڑے محدث کا تعارف۔
(۳) مضمون مجلس ترقی مسلمانان
(۴) بیان اعلام احمد مولف براہین احمدیہ کے مباہلانہ دعوی۔
(۵) آمین بالجہر پر مسلمانون کی خانہ جنگی۔ اور ان کی مصالحت کی تجویز نا لائق توجہ گورنمنٹ واعیان مذہب۔

(براہ مہربانی اور فکو بھی دکھائیں یا سناویں معمولی تقاضا بھکر پشت ندالدین)

مسلمانون کی ہمت و مروت

اور

باقیات اشاعۃ السنہ کی فہرست

جس قومی یا مذہبی شخص نے اخبار کا منہ کبھی نہیں دیکھا یا بتا ہی سہی دیکھنے یا سننے میں آتا ہے
دہ دیکھنا نظر نہیں آتا آخر ایک دن یہ بھی دیکھیں ان لیا جاتا ہے کہ وہ مذہب کیا ہے۔
ہمی یا مذہبی مدد ہے۔ اخبارات۔ تجارتی کمپنیاں اور کارخانجات اشتہار یکہ صرف مسلمان ان کے مذہبی حامی و
ہی ہیں اسی مسلمہ اصول کے مورد و مصداق ہیں۔
ل عامل مدد ہے ہوئے ہو یہ سنا جسمین چند ابتدائی ایام کے بعد تنزل ہوا ہو اور نکوئی مسلمانوں کا اخبار دیکھا
یا سنا جسمین دن بدن نا دہندگی خریداروں کی کثرت نہ بڑھتی جاتی ہو وعلی ہذالقیاس۔
اس کا سرو سبب وہی مسلمانوں کا ادنی وعروج معکوس ہے۔ اور ان کی ہمت و حمیت و اسلامی ہمدردی
وغیرت مین منعکس ترقی۔
اکثر مسلمانوں کو دنیوی قومی جوش کی ہوا لگ گئی ہے اور کس و ناکس کو ذاتی عیش و آسایش کیطرف توجہ مبذول
روپیہ سے ہزار روپیہ ماہوار تک کی آمدنی والے ہلکا۔ تجار زمیندار و نکو ہم آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ وہ
دن رات اپنے خطوط نفس کے پورا کرنے مین مصروف ہین ان مین فیصدی ایک شخص بھی ایسا نہین جسکو
دوسرے شخص یا جماعت سے ہمدردی و غمخواری کا خیال ہو
اسی وجہ سے مسلمانونکی کارخانہ برباد ہو گئے کئی مذہبی و قومی مدرسے ٹوٹ گئے کسی اخبار بند ہو گئے اور
کئی بند ہونے کو ہین +
ظرفہ یہ ہے کہ ان کی اسی بے رحمی و ناہمدردی کے سبب کئی شخص دین اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے اور بہت
سے ایسے اشخاص ہین کہ وہ اسی خوف سے مسلمان ہونے سے رکے ہوے اور مسلمانوں کا منہ دیکھ رہے

ہیں کہ وہ کب انکی دستگیری اور انسے ہمدردی کرنے کو مستعد ہوتے ہیں۔ انکی یہ کاوش و انتظار کیا ذکر ہے مسلمان
انھوں دلہی اسی بے رحمی تباہ روی کے خوف سے حامیان اسلام کو مسلمان نہیں کہنے ہم نے بعض مسلمانوں کو دیکھا ہے
اسنہی کو فرمان بس (مؤلف ہذا ہین احمدیہ) قوم غیر کے مسلمان کرنے میں کیونکوشش کرتا ہے اور یہ بات
قوی گمان ہے کہا جاسکتا ہے بلکہ کو محکم شریعت و نظر شان ہو دین نا شناسی ہے۔ مگر یہ بات اس کی ہے
نسبت ایک محل رکھتا ہے۔ جب وہ پہلے مسلمون کی دستگیری نہیں کرتے اور کہی نو مسلم کی
کے سبب مرتد ہوگئی ہین تو انکے ہمرو سپرد لوگون کو (جو ہنوز صبر نو گل کا مسئلہ نہیں سنا ہے) وہ اسلام
کیا نتیجہ دے سکتی ہے اور اس دعوت کا انجام بجز ارتداد کیا منصور ہے۔

بعض اوقات بعض مصلحین (یہ بیقار مرون) نے انکے اس مرض بے رحمی تباہ روی کے ازالے کی
کی اور انہین قومی جوش پیدا کرنے والی تعلیم پہنچانے مین جو نقشانی کی گئی ہے انہین جوش
مفقود ہوگیا ہے لہذا انکی سعی جانفشانی پر کی گئی ہوئی آخر ہوئی

آب مزم و کوثر سفید نخوان کرد گلیم بخت کسے را بافتاب سیاہ

انکی اس بے رحمی دستگدلی کی تمثیلات کی ہم پوری تفصیل کرین اور انکے ان
یا متنزل ہوگئے۔ اور ان اخبارات کی جو بند ہوگئے یا ہوتے گئے ہین۔
یا مسلمان ہوتے رکے ہوئے ہین اور ان مسلمانون کے جو طالبان اسلام کو مسلمان کرنے ہمارے سامنے
حی پیراتے اور منہ چھپاتے ہین فہرست لکھین تو بہت طویل ہوتی ہے۔ مسلمانون کی
تاریخ بنتی ہے جسکا یہ محل نہین۔ ولہذا ہم ان تمثیلات مراکی ایک
سالہ سعادون اور ندہبی قومی خادم سالہ اشاعۃ السنۃ سے وہ کر
یہ سالہ جون ۱۸۷۷ء سے جاری ہے۔ پہلے تو یک اخبار خیر خواہ
مستقل تمام اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ
۱۸۷۸ء مین پنجاب کے اکثر شہرون اول پنڈی۔ وزیر آباد۔ لاہور۔ امرتسر۔ جالندہ۔ لودہانہ۔ روپڑ۔ انبالہ۔ دہلی وغیرہ مین کے بعد

امرتسر - لودہانہ مین صرف ایک ایک - بٹالہ مین دو یا تین - پٹیالہ مین پانچ یا چھ - جالندہر مین دو - روپڑ مین دو - انبالہ مین صفر - دہلی مین تین خریدار باقی ہین - وعلے ہذا القیاس -

ہرچند انکی جگہ اور بلاد ہندوستان مین اور خریدار کاغذون† مین قایم ہوگئے ہین مگر ان سابقین کا حال تو ہمارے دعوے کی پوری مثال ہے -

انمین ایک صاحب کا (جو ابتدا مین اس رسالہ کے بڑے حامی تہے اور اپنے چالیس روپیہ ماہوار کی تنخواہ سے تین روپیہ ماہوار اسکی معاونت مین دیتے) حال عبرت انگیز مثال ہے لہذا اسکی کسی قدر تفصیل مناسب خیال کیجاتی ہے -

آپ نے دوسرے سال تین روپیہ ماہوار کی جگہ آٹھ آنہ کردئی پہر ایک سال کی رقم دیکر اس سے بہی ہاتہہ کہینچ بیٹہے ہین بارہا مطالبہ کیا گیا ہے نہ صاف جواب دیا نہ کچھ دینے کا قصد کیا - کبہی یہ جواب دیا کہ مین آپکا رسالہ ہو اور مین اُسکی قیمت دون؟ کبہی ناداری و تنگدستی کا عذر کیا (باوجودیکہ اسی اثناء مین آپ نے دو شادیان بہی کین ایک اپنی ایک اپنے فرزند ارجمند کی جسپر قریب ایک ہزار روپیہ کے صرف کیا ہے) کبہی یہہ لکہدیا جب چاہونگا دونگا - دنیا مین نہ دیا تو قیامت کو دیدونگا -

تازہ اور موجودہ خریدارون و معاونون سے اکثر کا یہہ حال ہے کہ دو دو تین تین چار چار سال گذر جاتے ہین پرچہ جب کبہی نکلی اور انکو ملی بسم اللہ پڑہکر قبول فرمالیتے ہین مگر روپیہ دینے کا نام نہین لیتے - جب کبہی بذریعہ رسالہ یا خاص خطوط یاد دہانی کیجاتے ہے تو اکثر وعدہ وعید سے طفل تسلی کردیتے ہین اور بعض سکوت محض اختیار کرتے ہین اور بعضے کچھ کچھ لایعنی عذر* پیش کردیتے ہین ان حضرات کا تازہ معاملہ سنو عرصہ ایک سال سے اکثر حضرات زر باقیات دبا بیٹھے ہین مکرر سہ کرر یاد دہانی پر بھی متوجہ نہین ہوتے ہم تو انکو نادہند نہ سمجہتے تھے پر وہ نادہندون کی بھی مرشد نکلے - جولائی سنہ رواں مین جو سرورق نمبر ۱ جلد ۸ پر ایک اطلاع کے ضمن مین ان حضرات کی یاد دہانی کی گئی اور نمبر ۴ مین فہرست باقیات چہاپنے کی خبر دیگئی تھی اس سے بہی اکثر حضرات کو اثر نہوا

† کاغذون مین اسلئے کہا گیا ہے کہ لین دین مین اکثر کالعدم ہین صرف ان کے مبارک نامون سے ہمارے رجسٹر کالے ہوتے ہین -

* ان عذرات کی اور جو انپر خدا کیطرف سے انکو سزا مین ملی ہین انکی تفصیل ہم آیندہ کرینگے اگر ہمارے دوست منفعل نہوئے -

اور خوف خدا - ننگ دنیا - تشہیر کسی امر کا انکو خیال نہ آیا - طرفہ یہ کہ اسی مہینے جولائی مین پچاس حضرات سے زاید اشخاص کے نام متعدد خطوط (پوسٹ کارڈ - لفافجات بیرنگ - پیڈ ورجسٹرڈ) روانہ کئی تسپر بھی تہوڑے ہی حضرات متوجہ ہوئے - صرف نو[9] اشخاص نے کسی قدر زر واجب ارسال کیا - تین[3] صاحبون نے بلا تعیین وقت ارسال زر کا اقرار کیا (جس پر قیامت یا موت سے پہلے تقاضا ایفا نہین ہو سکتا) دس[10] صاحبون نے مقرری وعدے کئے مگر ایفا نہین کر سکے - بہول کے خیال سے مکرر سہ کرر بہی یاد دلایا گیا شاید ان خطون کو پڑھکر وہ پہر بہول گئے ہون - بقیہ اٹہائیس[28] حضرات نے دم تک نہین لیا ان خطون کو آب حیات سمجہکر غٹ غٹ کرکے نوش جان کر لیا -

اس بیان کی تائید اور اطلاع ماہ جولائی کی تصدیق کے لئے ہم باقیات اشاعۃ السنۃ کی فہرست ذیل مین درج کرتے ہین اور ہر ایک صاحب کو انکی خاص حالت پر (ایسے رمز و اشارے سے جسکو وہی سمجہین یا ہم) متنبہ کرتے ہین تاکہ وہ اپنی حالت کا آپ ہی مطالعہ فرمائین اور قومی حمیت کو کام مین لاکر اپنے قومی خادم کا حق خدمت ادا کرین

اس فہرست مین اکثر صاحبون کا حساب نمبر ۶ جلد ۸ رسالہ تک (جو عنقریب نمبر ۴ کے بعد انکو وصول ہوگا) لگایا گیا ہے اور جن کو نمبر ۴ کے بعد بلا وصول زر واجب رسالہ بہیجنا منظور نہین انکا حساب نمبر ۴ تک لگایا گیا ہے اور جنکا پرچہ پہلے سے بند ہے انکا اُسی پرچہ تک جو انکو مل چکا ہے - اور چار آنہ ماہوار والونکا (جن کا پرچہ برابر جاری رکھنا مد نظر ہے) آخر ۸۵ء تک - کیونکہ اس شرح ماہوار کے لئے ادائی پیشگی سالانہ شرط ہے پس بلحاظ اس تفصیل کے خریدار اپنا حساب سمجھ لین اور جسکو اپنے حساب مین کچھ شبہ ہو وہ بذریعہ خاص مراسلت اسکو رفع کرین -

اس فہرست مین ضمناً و تبعاً بعض ان خوش معاملہ معاونون و خریدارونکا حساب بہی درج کیا گیا ہے جن کی طرف سے ہمکو کوئی شکایت نہین انکا حساب صرف یاد دہانی اور اس امر کی طرف توجہ دلانے کو درج ہوا ہے کہ کارخانہ زیر بار ہے اور بہت روپیہ اسکا لوگونکے ذمہ ہے - وہ حضرات اپنی عادت قدیم کے موافق زر واجب مع پیشگی عنایت فرماوین بعض حضرات جو ۸۴ء کے باقیدار نہین اور وہ ہمیشہ سال تمام ہونے کے بعد بلا طلب و تقاضا کارخانہ کی امداد فرمایا کرتے ہین انکا حساب انکی عادت و معمول کے لحاظ سے درج نہین ہوا - وہ فہرست یہ ہے -

نمبر شمار	مقام	نام	کیفیت	مقام	رقم	کیفیت	مقام	رقم	کیفیت
۲	امرتسر نمبر ۲	لالہ	جواب خط سلسلہ تعین		۲۱	پہلے خط نہیں دیتے		۴۳	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا
۳	انبالہ سٹی	لالہ	وعدہ کر کے سکوت کیا		۲۲	جواب خط نہیں دیتے		۴۴	〃
۴		لالہ	اس سے پہلے دینا نہیں ہوا	بہوپال	۲۴	متمول و دیندار		۴۶	وعدہ کر کے تو تعین وفا نہیں کرتے
۶		عطائی	〃			مگر نہایت کم توجہ	جالندھر	۴۸	وصول کنندہ کی غفلت ہے
۷		لالہ	زبردستی رسید ہم گرفتہ		۲۷	شاید عدم انصرامی جواب خط نہیں دیتے		۴۹	دوست ہیں پر افسوس کا محل
۸		لالہ	پہلے مطالبہ نہیں ہوا		۲۹ بعد ۳۰ آنا ہے			۵۰	افسر مطالبہ نہیں ہوا
۹	ایبٹ آباد	لالہ	کیا کہیں مروت مانع ہے گو انکو مانع نہیں		۳۱	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا۔		۵۱	〃
۱۰		لالہ	پرانے یار ہیں مگر آپ مصروف بخیار	پٹیالہ	۳۴	افسر فی الحال مطالبہ نہیں ہوا		۵۲	اسمیں قیمت کتب دیکر ہے
۱۱	انبالہ	لالہ	جواب خط نہیں دیتے شاید قیمت مضم کرنے کا ارادہ ہے	ایضاً	۳۵	جواب خط ندارد		۵۴	پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۱۲		لالہ	پہلے دینا نہیں ہوا	پٹیالہ نمبر ۲	۳۷	نہایت کم توجہ		۵۵	〃
۱۳		لالہ	〃	نمبر ۲	۳۸	〃		۵۷	〃
۱۵		لالہ	〃	نمبر ۲	۳۹	وصول کنندہ کی غفلت		۵۸	کچھ کہہ نہیں سکتے
۱۶	انبالہ	لالہ	موعید پر کم توجہ		۴۰	افسر پہلے مطالبہ نہیں ہوا	دہلی	۶۲	سخت تقاضا ہونگا جواب نہیں دیتے
۲۰	بمبئی	لالہ	آج حصہ وصول ہوئے		۴۱	〃		۶۳	پختہ زمیندار کا غائر معقول تنخواہ پر

عاجز کا نمبر اس فہرست میں ۵ ہے کیا اسکو ہمعام مرسوم کسی کے اور کو بھیجنا مکلف ہیں۔ اور جب ایسی بعض فہرست بافیات اس نمبر کے مطابق میں کسی قسم کا مطالبہ ہو سکتا ہے فقط تعین

نمبر خریدار جو سرکار میں درج ہے	مقام	رقم	کیفیت
۶۴		لے	پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۶۵		لے	″
۶۶		لے ۱۲ر	مع پیشگی پہلے انسے مطالبہ نہیں ہوا
۶۷		لے ۱۲ر	″
۷۱	رنگون	عقا ۱۲ر	جواب نہیں دیا
۷۳		سے	مطالبہ نہیں ہوا
۷۴		لے ۲ر	″
۷۵		لحہ ۱۲ر	کم توجہ
۷۷		عہ ۸ر	وعدہ دیا مگر بھول گئے
۷۸		لحہ عہ	کئی وعدے کئی اخیر عذر ناداری
۸۱	سوجانپور	صہ ۸ر	وصول کنندہ کی غفلت
۸۵		مہ عہ	″
۸۶		لعہ	شاید بھول گئے
۸۸		لے	پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۹۰		سے عہ	جواب نہیں دیا شاید کم فرصت ہیں

نمبر خریدار جو سرکار میں درج ہے	مقام	رقم	کیفیت
۹۱		سے ۲ر	مطالبہ نہیں ہوا
۹۲		سہ	کئی وعدے کئی آخر سکوت کیا باوجود کمال وسعت و عالی مرتبت کی خدا جانے کارندوں کی غفلت ہے یا خود بدولت کی عدم توجہی
۹۳		لے ۸ر	پہلے ان سے مطالبہ نہیں ہوا
۹۵		لے ۱۲ر	″
۹۶		للحہ ۴ر	″
۱۰۳		سے ۱۲ر	شاید بھول گئے
۱۰۵		لے	مع پیشگی پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۱۰۹		لے	پہلے مطالبہ نہیں ہوا
۱۱۰		صہ ۱۲ر	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا اسمیں نصف پیشگی مطلوب ہے
۱۱۱		صہ	خانہ واحد ہے صرف یاد دہانی ہے

نمبر خریدار جو سرکار میں درج ہے	مقام	رقم	کیفیت
۱۱۲		لعہ	″
۱۱۴		سے	ہمدرد دوست مگر کسیقدر بے پروا
۱۲۶		لے ۸ر	مع پیشگی پہلے انسے مطالبہ نہیں ہوا
۱۳۱		لعہ	وعدہ بھول جاتے ہیں
۱۳۲		لحہ ۴ر	آج سات روپے وصول ہوئے ہیں
۱۳۳	میرٹھ	سے ۴ر	پانچکارڈ ملکر چپ ہو رہے ہیں شاید ہضم کا ارادہ
۱۳۴		عہ	بڑے معاون ہیں شاید قلیل الفرصت ہیں
۱۳۵		لے ۱۲ر	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا
۱۳۶		لے ۱۲ر	″
۱۳۷		للحہ ۱۱ر	″
۱۳۹		لحہ ۸ر	″
۱۴۰		لہ للعہ	بڑے معاون دوست مگر بے توجہ یا خفا
۱۴۱		عہ	″
۱۴۲	ناگپور	للحہ ۲ر	تقاضونپر چپ ہیں
۱۴۶		لعہ ۱۲ر	بڑی دوست مگر وعدہ بھول گئے۔ اسمیں تین روپیہ ایک اور خریدار کے ہیں جو انکو وصول ہیں بابت ایک اور رسالہ کی
۱۴۸		وعہ	بعد سکوت طویل عذر ناداری
۱۴۹		لحہ ۸ر	″
۱۵۰		سے ۱۲ر	فی الحال مطالبہ نہیں ہوا اسمیں کسیقدر پیشگی بھی ہے